بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اُردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مُستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

مفسّر

بحرُ العلوم علّامہ سیّد امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ۶

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com

Marfat.com

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ
اللہ کو خوش نہین آتا　برُی　بات　کا　پکارنا

اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا ۝ ۱۴۸ اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْہُ اَوْ تَعْفُوْا
مگر جسپر　ظلم ہوا ہو　اور اللہ ہے　سنتا　جانتا　اگر تم کھلی کرو　کچھ بھلائی　یا اسکو چھپاؤ　یا معاف کرو

عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا ۝ ۱۴۹
برائی کو　تو اللہ بے شک معاف　کرنے والا ہے مقدور رکھتا

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ ۔ من احد ای یعاقب علیہ ۔ یعنے من احد متعلق لا یحب کے ہے اور عدم محبت کے معنے یہ کہ اُسپر عذاب کریگا اور حاصل اسکا اللہ تعالےٰ کسی سے بدگوئی کرنا پسند نہین کرتا ۔ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۔ مگر جو ظلم کیا گیا ف تو اُسنے اگر سوء القول سے جہر کیا تو اس سے مواخذہ نہ فرمائیگا اور طریقہ اُسکا یہ کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے ظلم سے لوگونکو یا حاکم کو خبر دے اور اسپر بد دعا کرے ۔ واضح ہو کہ مفسرؒ نے من احد سے مستثنے منہ کے مقدر ہونیکا اشارہ کیا لیکن ظاہر امفسرؒ کے نزدیک الا من ظلم ۔ استثنا منقطع ہے ورنہ الا من ظلم ہوتا اور نیز معنے مین بھی فساد ہے کیونکہ استثنا متصل کی صورت مین یہ معنی ہونگے کہ لیکن جس مظلوم نے ایسا کیا تو اسکو پسند کرتا ہے حالانکہ یہ نہین بلکہ اُس سے مواخذہ نہین ہے پس حق یہ کہ استثنا منقطع ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباسؓ کہ اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ اللہ تعالےٰ نہین پسند کرتا کہ بد دعا کرے کوئی دوسرے پر لیکن اگر مظلوم ہووے تو اسکو رخصت ہے کہ اپنے ظالم پر بقدر ظلم کے بد دعا کرے اور یہی معنی ہین قولہ الا من ظلم کے اور اگر وہ صبر کرے تو اسکے لیے بہتر ہے رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ ۔ پھر اہل علم نے جہر بالسوء کی کیفیت مین جو مظلوم کے واسطے روا ہے اختلاف کیا پس ظاہر معنی یہ کہ مظلوم کو روا ہے کہ ایسا کلام اپنے ظالم کے حق مین نکالے جو بد ہووے ۔ اور ابن مالک جزری نے اس آیت مین کہا کہ کوئی اگر تجھکو بری بات کہنے تو بھی اسکو بری بات کہہ لے لیکن اگر وہ تجھپر بہتان باندھے تو تو اسپر بہتان مت باندھ ۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو آدمی جو آپسمین گالی گلوج کرین تو گناہ اُسپر ہے جسنے پہل کی جب تک کہ مظلوم اس سے تجاوز نہ کرے رواہ مسلم و ابو داؤد ۔ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جسنے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے حق مین بد دعا کی تو اُسنے بدلا لے لیا رواہ الترمذی و ابن ابی شیبہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل جس شخص نے بعد ظلم کے بدلا لیا تو ایسونپر مواخذہ کی راہ نہین ہے ۔ ف ۔ اور بعض نے کہا کہ مہمان کے حق مین اُتری ہے کہ اگر کسی قوم کے یہان مہمان اُترا اور اُنھون نے اسکی ضیافت نہ کی تو اُسکو روا ہے کہ کھلے خزانے اس بات کا شکوہ کرے جو اُسکے ساتھ کیگئی ہے یعنے یون کہے کہ میری ضیافت مین اُنھون نے قصور کیا اور برا کیا اور یہی مجاہدؒ سے مروی ہے اور ظاہر یہ کہ آیت عام ہے ہر طرح کے ظلم کو شامل ہے اور یہین سے بعض نے استدلال کیا کہ مہمان کی ضیافت بصورت استطاعت واجب ہے اور دیگر احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہین اور بعض نے کہا کہ قولہ الا من ظلم کے یہ معنے ہین کہ لیکن اگر کسی پر ظلم کیا جاوے کہ وہ جہر سے بد بات کہہ تو اس کو عفو ہے کہ زبان سے بری بات نکالے اگرچہ خلاف شرع ہو اور اس قول پر یہ آیت دربارۂ اکراہ

ہوگی یعنے ظالم نے زبردستی کسی غریب کو دھمکایا کہ تجھے قتل وقید کرونگا ورنہ تو زبان سے ایسا کلمہ بد نکال ولیکن ارجح وہی ہی جو مفسرؒ نے بیان کیا۔ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان سمیع علیم ہرف ایمین ظالم کو تحذیر ہی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور مظلوم کو تنبیہ ہی کہ جسقدر ظالم نے کیا ہی اس سے تجاوز نکرے پھر مظلوم کو ایسے امر کی طرف ارشاد فرمایا جو اسکے حق مین بہتر ہی۔ اِنْ تُبْدُوْا۔ تظہروا۔ خَيْرًا من اعمال البر۔ اَوْ تُخْفُوْهُ۔ تعلموہ سرا۔ اگر تم ظاہر کرو کسی نیک کام کو یا پوشیدہ عمل مین لاؤ۔ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ۔ ظلم یا عفو کرو کسی سو یعنی ظلم کو فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا۔ تو اللہ تعالیٰ عفو کرنے والا قادر ہی یعنے یہ تمہارے حق مین بہتر ہی کہ تمکو ثواب جمیل ملیگا اور اللہ تعالیٰ کی صفات مین سے ہی کہ وہ تعالیٰ قادر سلطان ہی پھر بھی عفو فرماتا ہی اور ایک خبر مین ہی کہ حاملان عرش تسبیح کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ پاک ہی تو کہ بعد علم کے حلم فرماتا ہی اور بعض کہتے ہین کہ پاک ہی تو کہ قدرت کے باوجود عفو فرماتا ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ زکوۃ دینے سے کسی کا مال کم نہین ہوتا اور عفو کرنے سے بندے کو اللہ تعالیٰ عزت ہی بڑھاتا ہی اور جس نے اللہ تعالیٰ کیواسطے تواضع اختیار کی اسکو اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہی۔ وقت فی العرائس قولہ تعالیٰ لا یحب اللّٰہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون پر اپنی شفقت ظاہر فرمائی کیونکہ حبیب اسپر رضامندی نہین فرماتا کہ غیر شخص اُسکی کھلی کھلی تشنیع کرے پھر کب وہ راضی ہوگا کہ خود اُنکی پردہ دری فرماوے اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ غیور ہی یعنے بہت غیرت والا اسیواسطے جہر سے بدگفتگو کو نہین پسند فرماتا ہی اور یہ جو فرمایا الا من ظلم یعنے مظلوم کو رخصت و اجازت دی تو اسواسطے کہ مظلوم کی زبان درازی ہی اور جناب الٰہی مین وہ دل کیونکر اس انقباض کو دفع کرتا ہی جو ظالم کے فعل سے اسکو پہنچا ہی اور یہ اجازت نہین کہ فحش بات کہے بلکہ یہ فقط بددعا ہی اور اللہ تعالیٰ سمیع ہی یعنے ظالم پر مظلوم کی بددعا سنتا ہی لعدیہ بانند قولہ تعالیٰ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل الآیہ ہی۔ اور یہ مظلوم کے واسطے تسلی وتشفی ہی واسطے کہا کہ مومنون سے بدگوئی نہوگی کیونکہ یہ کافرون کا شیوہ ہی قال تعالیٰ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

جو لوگ منکر ہین اللہ سے اور اُسکے رسولون سے اور چاہتے ہین کہ فرق نکالین اللہ مین اور اسکے رسولون مین

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ

اور کہتے ہین ہم مانتے ہین بعضون کو اور نہین مانتے ہین بعضون کو اور چاہتے ہین کہ نکالین بیچ مین ایک

سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

راہ ایسے لوگ وہی ہین اصل کافر اور ہم نے تیار کر رکھی ہی منکرون کے واسطے ذلت کی مار

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ

اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اُسکے رسولون پر اور جدا نکیا کسیکو اُنمین اُنکو دے گا

يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ع

اُنکے ثواب اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان

اِنَّ الَّذِيْنَ۔ یہ موصول عام ہی اور یہود اسمین بدرجہ اولیٰ داخل ہین اور نصاریٰ بھی۔ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ کیونکہ یہ لوگ بعض رسولون پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا تو ایک رسول سے بھی انکار کرنا بمنزلہ سب رسولون سے انکار کے ہی اور رسولون سے انکار کرنا وہی اللہ تعالیٰ سے انکار ہی جیسے رسول کی فرمانبرداری وہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی اور یہان سے ثابت ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کے واحد ہونیکا اقرار کرے اور رسول صلعم سے انکار کرے تو وہ کافر ہی علاوہ اسکے نصرانی ایسے خدا پر ایمان لایا جسکا بیٹا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہی تو وہ

اللہ تعالے سے کافر ہا۔ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ ۔ اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالے و اسکے رسولوں میں
جُھوٹ ڈالیں ف یعنے تفرقہ یا ین طور کہ اللہ تعالے پر ایمان لادین اور رسولوں پر ایمان نہ لادین ۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ انھون نے
بعض رسولوں سے انکار کیا تو یکل رسولوں سے انکار ہوا پس یہ فعل اللہ تعالے و رسولوں کے درمیان تفرقہ ہوا ۔ اور یہ ظاہر ہے اسواسطے کہ
اہل کتاب نے کل رسولوں سے انکار نہیں کیا تھا اور نہ ایسا کیا کہ اللہ تعالے پر ایمان لائے اور رسولوں سے منکر ہوں مگر اسی طرح پر جیسے بیان ہوا چنانچہ
خود تفسیر فرمائی بقولہ تعالے ۔ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۔ اور یوں کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض رسولوں پر
اور انکار کرتے ہیں بعض سے ف چنانچہ یہود نے موسیٰ علیہ السلام کا اقرار کیا اور حضرت عیسیٰ و حضرت محمد علیہما السلام سے انکار کیا اور نصاریٰ
نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا اور حضرت عیسیٰ پر بہتان باندھکر انکار کیا کیونکہ وہ تو ایسے مسیح پر ایمان لائے جو خدا کا بیٹا ہو تو عیسیٰ ابن مریم
علیہ السلام سے منکر ہوئے ۔ پھر احتمال ہے کہ ان لوگوں نے یہ قول بوجہ عداوت و سرکشی کے صاف کہا ہو یا یہ مراد ہے کہ جب یہود نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی نسبت کہا کہ ہم ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ و حضرت محمد صلعم کی نسبت کہا کہ ہم انپر ایمان نہ لائے تو گویا انھوں نے کہا کہ نؤمن ببعض
ونکفر ببعض وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاری چاہتے ہیں کہ کفر و ایمان کے
درمیان میں ایک نیا راستہ نکالکر اسپر چلیں ف حالانکہ بیچ میں کوئی راہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالے پر ایمان جبھی ایمان ہوگا کہ سب رسولوں پر ایمان لاوے
اور جو کچھ وہ لائے ہیں اُسکی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرے اور اگر اسمیں سے کسی جزو سے انکار رہا تو کل کی تصدیق نہ رہی پس ایمان نہ رہا جو حق ہے
اور بعد حق کے سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں اسیواسطے فرمایا ۔ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۔ یعنے جنکی یہ صفت ہے وہ کافر ہی ہیں ۔
حَقًّا ۔ منہ درحقا منصوب ہے بنا بر آنکہ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے ای حق ذلک حقا پس تاکید ہے اپنے جملہ ماقبل کے مضمون کی اور وجہ تاکید یہ ہے کہ وہ
معنی توسط تھے یعنے اُنکا یہ کفر نہیں ہے تو جملہ اسمیہ اور ہم ضمیر فاصل اور خبر بالف لام و حقا مصدر موکدہ سے رد کر دیا اور حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے لوگ کفر میں پورے
ہیں قتادہ نے فرمایا کہ یہ لوگ دشمنان خدا یہود و نصاریٰ ہیں کہ یہودی تو توریت و موسیٰ پر ایمان لائے اور عیسیٰ و انجیل سے انکار کیا اور نصاریٰ
نے محمد صلعم اور قرآن سے انکار کیا اور یہودیت و نصرانیت نکالی حالانکہ یہ دونوں بدعتیں ہیں اسلام کو چھوڑ دیا جسپر اللہ تعالے نے تمام رسولوں کو
بھیجا تھا اور ایسا ہی سدیؒ و ابن جریجؒ سے مروی ہے بالجملہ اُنکے کافر و مشرک ہونے میں شک نہیں پھر فرمایا ۔ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ
عَذَابًا مُّهِينًا ۔ اور ہم نے کافروں کے لیے عذاب ذلت مہیا فرمایا ہے ف مہین صیغہ اسم فاعل ہے پس اگر معنے اہانت دینے والا کہا
جاوے تو عذاب کو ایسا کہنا مجاز ہے پس مجازی نسبت ہے یعنے ایسا عذاب کہ ذلت دہانہ ۔ یعنے خواری والا ہے اور وہ عذاب دوزخ ہے اور مہیا کرنا آخرت
میں لازم اور دنیا میں بھی بحکمت ہے اور واضح ہے کہ جو اخلاق پسندیدہ ہیں جیسے سچ بولنا اور ترس کھانا اور آپسمیں اتفاق رکھنا اور ہمدردی کرنا اور
حمد الہٰی سے بسر کرنا اور لہو و لعب و عیش و طرب میں گرفتار نہونا اور کھانے پہننے میں اہتمام نہ کرنا وغیر ذلک سب خیر و اچھے اخلاق ہیں اگر اہل انکے ساتھ جمع
ہوں مثلاً مومنین جو آمد و آپسمیں متفق ہمیشہ غالب و باسلطنت و ہیبت ہونگے اور اگر اہل انکے ساتھ نہونگے تو بھی اپنا اثر دکھلاوینگے کہ دنیا میں غلام و عزت
و بیاوی کے ساتھ ہونگے پس اہل اسلام پر فرض ہے کہ آپسمیں اخلاق نبوت کی پیروی کریں ۔ دیکھیں کہ اللہ عزوجل نے اہل ایمان کاملین کی کیسی تعریف
فرمائی بقولہ ۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۔ اور جو بندے کہ اللہ تعالے و اسکے رسولوں پر ایمان لائے ف یعنے سب رسولوں پر
ایمان لائے یعنے دل سے تصدیق کی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلعم تک سب اللہ تعالے کے سچے رسول برحق تھے اور جو کچھ وہ اللہ تعالے
کی طرف سے لائے سب برحق ہے اگرچہ ہمپر پیروی کرنا اسوقت فقط حضرت محمد صلعم کی واجب ہے لیکن ہم ایمان و تصدیق سب کی رکھتے ہیں تو منجملہ

ایسا کیا۔ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ۔ یعنے یہ نہین کیا کہ بعض کو مانتے اور بعض کو نہ مانتے بلکہ سب کے نبی برحق ہونیکی تصدیق کی
أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ۔ تو ایسے نیک ایمان والے جو بندے ہین عنقریب ہم اُنکو اُنکے اجور یعنی اُنکے اعمال کے
ثواب دینگے ف قال ابن کثیر مراد اس اولئک اسم موصول سے امت محمد صلعم ہے کہ وہ اللہ تعالی و سب رسولون پر ایمان لاتے ہین جسطرح کہ آیہ
آمن الرسول سے واضح ہے پھر نؤتیہم بنون اکثر کی قرارت ہے پس حضرت حق عز و جل نے اپنی عظمت سے کلام فرمایا پس جو کچھ ثواب عطا فرمایا جائیگا کسی کے
خیال مین کب آسکتا ہے اور حفص کی قراۃ مین یؤتیہم بالیاء التحتیہ ہے یؤتیہم اللہ تعالے وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا
اور اللہ تعالی کی شان ہے کہ اپنے اولیا کیواسطے غفور ہے اور اپنے بندون کیلیے رحمت والا ہے ف یعنے جو بندے اُسکے اور بواسطہ رسولونکے ایمان
لاکر شرک و کفر چھوڑکر اُسکے ولی ہوگئے ہین او تعالی انکی لغزشین بخشنے والا اور فرمانبردار بندونپر رحم فرمانیوالا ہے اور اس آیت مین بڑی اینہ نکلتی ہے کہ اللہ
تعالے نے اللہ تعالی و اُسکے رسولونپر ایمان لانیکا خاتمہ مغفرت و رحمت فرمایا پس اللہ تعالے کے واسطے حمد و ثنا ہے کہ ضعیف بندون سے اسیقدر
قبول فرمایا اللہ تعالی ہمارا و سب مسلمانونکا ایمان صحیح سلامت رکھکر خاتمہ بخیر فرماوے

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ

تجھے مانگتے ہین کتاب والے کہ اُنپر اُتار لاوے کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہین موسی سے اس سے بڑی

مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا

چیز بولے ہمکو دکھا دے اللہ سامنے پھر اُنکو پکڑا بجلی نے اُن کے گناہ پر پھر بنا لیا

الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَن ذَٰلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۝

بچھڑا اِنشا نشان ہو چکنے پیچھے پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا اور دیا موسی کو غلبہ صریح

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا

اور ہمنے اُٹھایا اُنپر پہاڑ اُنکے قول لینے مین اور ہمنے کہا داخل ہو دروازے سے سجدہ کرکر اور ہم نے کہا

لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝

زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن مین اور اُنسے لیا قول گاڑھا

اوپر کے کلام سے ظاہر ہوا کہ ایمان لانا انبیا علیہم السلام پر اللہ تعالے کے واسطے ہے کہ اسی ایمان کو قبول فرماتا ہے اور یہود و نصاریٰ نے
جانبداری اور اغراض نفسانی سے اتباع کرنی شروع کی جو خالص للہ تعالے کے واسطے نہ تھی اور نفس کی پیروی مین جو پسند کیا اُسکو
لے لیا اور سب سے بڑھکر یہ حالت یہودیونکی تھی چنانچہ اس کلام مین اُنکے وہ واقعات چند ذکر فرمائے جو صریح اُنکی حالت مذکورہ پر دلیل ہین
اور اسکے ضمن مین بکثرت اخلاق و نصائح و نفس کے عیوب درج ہین کہ اُنسے کامل فائدہ اخلاص ایمان و اصلاح نفس ہے چنانچہ غور سے دیکھنا
چاہیے کہ غور لیا۔ يَسْأَلُكَ۔ یا محمد۔ أَهْلُ الْكِتَابِ۔ الیہود۔ اے محمد تجھسے کتاب والے یعنے توریت والے جو اپنے کو یہود کہتے ہین مانگتے ہین کہ
أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ۔ تو اُتار لا اُنپر ایک کتاب آسمان سے ف ان لوگونکی مراد یہ تھی کہ ایکبارگی مجموعا ایک
کتاب اُتار لا جیسے موسی پر توریت اُتری تھی اور یہ قرآن مجید نہ مانا جو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوتا تھا اور یاد رکھو کہ انکا یہ سوال کچھ اس غرض
سے نہ تھا کہ ہم ایمان لے آوینگے بلکہ تعنتا تھا یعنے سرکشی و عداوت سے ایسی باتین کرتے تھے۔ کذا قال محمد بن کعب السدی و قتادہ اور ابن جریج نے کہا

کہ یہودیون نے یہ سوال کیا تھا کہ ایک لکھی ہوئی کتاب فلان شخص و فلان کے اوپر اتار دے کہ جو تولایا ہے اسکی تصدیق ہے اور اس سے انکا عناد ظاہر ہے کہ امر حق و معجزات باہرہ و راہ صواب کلام اعجاز جو جامع فضائل قرآن مین تھا اسکو نہ مانا جو مقتضاے عقل تھا مگر نفس کی پیروی مین ایک کھیل تماشا چاہا اور یہ بہ نسبت کفار قریش کے بھی زیادہ الحاد تھا اگرچہ ان لوگون نے بھی سرکشی سے قالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الآیات مین سوال عناد کیا تھا اور ہر حق پسند آدمی جانتا ہے کہ حق طریقہ پر چلنے سے اور راہ صواب سے کتنی دور ہٹی ہوئی یہ باتین ہین قرآن کو جس سے اللہ عز و جل کی وحدانیت اور اسکی کھلی دلیلین و اخلاق کریمہ سے آراستہ ہونے کے طریقے اور دنیا و آخرت کی اصلاح و انتظام کامل کی راہین ظاہر باہر ہین بدون غور و نظر کے چھوڑ کر بیوقوفون اور عناد والونکی طرح یہ سوال کیا اس سے انکی افسوسناک حالت ظاہر ہوگئی کہ کفر و ہوا پرستی و نفس کی پیروی و عقل کی دشمنی مین کسقدر جمی ہوئی ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔ یعنے اگر تو نے اس سوال کو انکی طرف سے بڑی گستاخی خیال کیا تو انکے باپ ادون نے تو موسیٰ علیہ السلام سے اس سے کہین بڑھکر طلب کیا تھا ف جس سے ظاہر ہے کہ کفر مین انکا قدم کہانتک جما ہوا ہے چنانچہ انکے باپ ادون کا سوال نقل کیا کہ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی موسیٰ سے کہا کہ دکھلا دے ہمکو اللہ تعالیٰ کو جہر سے یعنے آنکھون کے سامنے۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ سو پکڑ لیا انکو صاعقہ نے ف یعنے موت نے انکو عذاب کرنے کیواسطے یعنے اس سوال کی گستاخی مین انپر یہ عذاب نازل ہوا کہ صاعقہ یعنے آگ آسمان سے اُتری جسنے انکو مار ڈالا کذا ذکرہ المفسرون اور شیخ جلالؒ نے صاعقہ کی تفسیر موت بیان کی ور شاید لفظ صوت ہو یعنے صیحہ کہ آواز آسمان سے آئی کہ انکے دل پھٹ گئے اور یہی سورۂ بقرہ مین مذکور ہے واللہ اعلم۔ حاصل آنکہ اس گستاخی کے عذاب مین وہ صاعقہ سے ہلاک ہوے۔ بِظُلْمِهِمْ بسبب انکے ظلم کرنیکے ف کیونکہ اُنھون نے اس سوال مین تعنت کیا اور اس وجہ سے نہین کہ اُنھون نے دیدار کا سوال کیا تھا جیسا کہ بدعتی فرقے کہتے ہین کہ دیدار باری تعالیٰ محال ہے چنانچہ اسکا سوال کرنے پر عذاب ہوا یہ ان بدعتیون کی غلطی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو موسیٰؑ بدرجہ اولی ماخوذ ہوتے کیونکہ اُنھون نے بھی بقولہ رب ارنی انظر الیک سے سوال کیا تھا خصوصاً جبکہ موسیٰؑ نے دیکھ لیا تھا کہ ان لوگونپر دیدار کے سوال سے عذاب ہوا پس یہ تو بدعتیونکا وہم و خیال بالکل غلط ہے صحیح یہ ہے کہ ان لوگون نے تعنت کیا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت سے واضح ہے کہ فرمایا و اذ قلتم یا موسیٰ لن نومن لک حتی نری اللہ جہرۃ الآیۃ۔ اور آگے انشاء اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کے سوال دیدار مین تحقیق بیان ہوگا کہ حضرت باری تعالیٰ کا دیدار محال نہین بلکہ قیامت مین اہل ایمان کو حاصل ہوگا والحمد للہ حمداً کثیراً علی انعامہ و افضالہ اور مدارک مین لکھا کہ قولہ بظلمہم یعنی بسبب انکے اس ظلم کے کہ اُنھون نے بے محل ایک چیز مانگی اور کسی چیز کو اُسکے موقع و محل سے ہٹانا ظلم ہے اسی سے شرک کو ظلم عظیم فرمایا اسواسطے کہ جو امر مانند عبادت وغیرہ کے مخصوص بجانب باری تعالیٰ ہے اسکو بجا بت وغیرہ مین ثابت کر کے شرک کیا تو ظلم عظیم ہے پس یہ تو انکی تعنت و سرکشی کا حال ہے کہ بے ادبی مین کمال کو پہونچے ہوے تھے اہل ایمان کو زبان و دل سے جیسے اللہ تعالیٰ کی جناب مین انتہا کا ادب چاہیے ہے تو رسول اللہ صلعم کی شان مین اور نیک بندونکے حق مین ہر ایک کے درجہ کے موافق محض اللہ تعالیٰ کیواسطے ادب چاہیے ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکی دوسری بدخصلت بیان فرمائی۔ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ پھر بنا لیا ان لوگون نے بچھڑے کو معبود ف یعنے سامری نے جو بچھڑے کی مورت اپنے ہاتھون ڈھال کر بنا دی ور اسمین سے گائے کی طرح آواز نکلی تو اُسی کو پوجنے لگے باوجودیکہ معرفت ذات و صفات الٰہی و شرک و کفر کو سن چکے تھے مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ۔ یعنی اُنھون نے یہ حرکت کی بعد از انکہ آچکی تھین اُنکے پاس بینات ف یعنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر معجزے انکو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھون پہونچ چکے تھے پھر بھی نور ایمان سے عقل منور نہوئی اور نفس کی پیروی مین وہم کی پابندی سے بچھڑے کو معبود بنا لیا حالانکہ بدون دلیل نقلی کے بھی نورانی عقل الا کبھی اپنے مانند اشرف المخلوقات

مین سے کسی کی بندگی کرنا تجویز نکریگا پھر کہان کہ بیل بیوقوف جانور کی پرستش کرنے لگے قال اللہ تعالیٰ اولئک کالانعام بل ہم اضل ۔ اور یہی بھید ہے کہ
حقیقت باطنی مین چونکہ بدتر جانور سے بھی گرے ہوئے تھے تو یہ بچھڑا انکو ایسا اشرف معلوم ہوا کہ اُسکو پوجنے لگے ۔ اور بعض علمانے ذکر کیا کہ اس بچھڑے
پر چونکہ خاک حیات سے ایک اثر تھا یہ اور زیادہ باعث ہوا اسیواسطے فرمایا ۔ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ پھر ہمنے ان لوگونکو عفو کیا ف یعنی جڑ سے ناپید
نہین کیا ۔ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۔ اور دیا ہمنے موسیٰ کو تسلط کھلا ہوا ف ظاہر ان لوگونکے اوپر چنانچہ موسیٰ نے انکو حکم دیا کہ تم
اپنی جانونکو توبہ مین قتل کرو یعنی تمھاری توبہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو پس اُنھون نے موسیٰ کی اطاعت کی اور انکار نہ کر سکے ۔ اور محتمل ہے کہ سلطان مبین
سے حجت واضحہ مراد ہو یعنے توریت و دیگر آیات کہ منجملہ اُنکے یہ واقعہ توبہ بھی ہے فعلی ہذا عفو کیواسطے توجیہ ہوگی کہ اگرچہ وہ لوگ معجزات باہرہ دیکھ
چکے تھے لیکن بوجہ اسکے کہ اعمال شریعت سے مرتاض نہوے تھے اور جسم مین کثافت کفر باقی تھی تو معاف کر کے توریت عطا ہوئی لیکن اُنھون نے
اُسکے احکام کو جو ایکبارگی مجموعہ لکھے ہوئے تھے دیکھکر سخت جانا اور انکار کیا تو آگے فرمایا ۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ ۔ اور اونچا کیا ہمنے
اُنکے اوپر طور کو یعنے پہاڑ کو ف اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس پہاڑ پر سبزہ و نباتات ہو وہ طور کہلاتا ہے پس مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ معروف پہاڑ
طور سینا مراد نہین ہے پس بلند کرنا اس پہاڑ کا اُنکے سر پر مانند سائبان کے ۔ بِمِيْثَاقِهِمْ ۔ اسواسطے تھا کہ اُنسے عہد لیا جاوے کہ اسپر عمل
کرینگے عہد و پیمان کرو ورنہ پہاڑ تمپر ڈالدیا جاویگا تاکہ خوف کر کے اسکو قبول کرلین ۱۲ ۔ یہ واقعہ کوہ طور سینا سے بہت دور ساحل بحیرۂ قلزم پر جہان
عبور کر کے ہلاک فرعون کے بعد بنی اسرائیل پڑے ہوے تھے واقع ہوا اسیطرح اُنکی دوسری سرکشی بیان فرمائی ۔ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا
الْبَابَ ۔ اور ہمنے اُنسے فرمایا کہ تم داخل ہو دروازہ مین ف یعنے اس قریہ کے دروازے مین گھسو ۔ سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوے ف
اور یہان پیشانی رکھکر سجدہ کرتے ہوے مراد نہین بلکہ رکوع کے طور پر جھکے ہوے جانا مراد ہے کیونکہ قرینہ سے یہی ظاہر ہے ۔ حاصل ان سرکشون نے تعدی سے
اس حکم کو بھی جسطرح کہا گیا تھا نہ کیا بلکہ چوتڑونکے بل گھسیلتے ہوے چلے ۔ واضح ہو کہ توریت قبول کرانیکا جب عہد لیا گیا تھا تو پہاڑ اُنپر بلند کیا
جانا کلام مجید مین مذکور ہے اور مفسر جلالؒ نے مانند بیضاوی و نسفی وغیرہ کے قریہ مین داخل ہونے کیوقت بھی سر پر پہاڑ بلند کیے جانیکی
قید ذکر فرمائی ہے حالانکہ توریت کے معاہدہ کے بعد بنی اسرائیل ایک مدت تک جنگل مین پھنسے رہے پھر اسکے بعد قریہ فتح ہوا بلکہ حضرت موسیٰ نے
اُسی زمانہ مین جبکہ یہ لوگ جنگل مین پھنسے تھے وفات پائی ہے پس شاید کہ یہ دوبارہ واقع ہوا ہو یا سہو قلم سے نکلگیا اور باوجود اسکے بھی مقام مین
تامل ہے قصہ مین خلط واقع ہو گیا ظاہرا اکثر روایات امین بنی اسرائیل سے لیگئی ہین لہذا اصوب یہ ہے کہ جسقدر آیات کریمہ مین آیا ہے اسیقدر پر اکتفا کیا جاوے
اور قصص انکو دخل ندیا جاوے کیونکہ آیات کلام اللہ سبحانہ کا سمجھنا ان قصون پر موقوف نہین ہے اور مترجم انشاء اللہ تعالیٰ مابعد مین اسکو تحقیق کردیگا ۔
اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ ہمسے بیان کیا جاتا تھا کہ یہ قریہ بیت المقدس تھا اور ابن کثیرؒ نے بھی جزم کے ساتھ بیت المقدس ہی لکھا ہے اور بعض نے کہا کہ
ایلیا اور بعض نے کہا اریحا وغیرہ اقوال ہین کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی مین بنو اسرائیل بیت المقدس مین داخل نہین ہوے ولیکن یہان منصوص
نہین کہ یہ زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مین حکم ہوا تھا بلکہ سیاق اُنکی نافرمانیونکی تعداد ہے اسی سے سبت کا قصہ فرمایا کہ ۔ وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا
فِى السَّبْتِ ۔ یعنے اور ہمنے انکو حکم دیا کہ تجاوز مت کرو سنیچر کے دن مین ف یعنے سنیچر کے روز جو محض عبادت کیواسطے سب کامونسے فارغ کیا گیا ہے
تو اسمین حد سے تجاوز مت کرو کہ اس روز مچھلیونکا شکار کرو ۔ اور ورش نے نافع سے لا تعدوا بفتح عین و تشدید دال روایت کیا پس اصل لا تعتدوا
تھا کہ تا کو دال مین ادغام کردیا اور یہ قصہ زمانہ داؤد علیہ السلام مین واقع ہوا اور وجہ یہ تھی کہ سمندر مین سنیچر ہی کے روز چڑھاؤ ہوتا تھا اور اُسی روز
مچھلیان کثرت سے آتی تھین ورنہ باقی ایام خالی جاتے تھے اور حاصل نکلا ان لوگون نے نہ مانا ۔ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۔ اور لیا

Marfat.com

ہمنے انسے اس بات پر گہرا عہد و پیمان لے لیا تھا اور پھر بھی اُنھون نے توڑ دیا یہ سب تو اُنکی گستاخیون و بدعہدیون کا بیان ہوا جو اُنھون نے حضرت موسیٰ و مابعد پیغمبرونکے ساتھ کین جنکے واسطے آج تعصب کرتے ہین اور آیندہ اُنکی سزا مذکور ہے بقولہ تعالیٰ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا

سو اُنکے قول توڑنے پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتون سے اور خون کرنے پر پیغمبرون کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دلپر

155 غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى

غلاف ہے کوئی نہین پر اللہ نے مہر کی ہے اُنپر مارے کفر کے سو یقین نہین لاتے مگر کم اور اُنکے کفر پر اور مریم پر

مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ 156

بڑا طوفان بولنے پر اور اس کہنے پر کہ ہمنے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور

مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ

نہ اُسکو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن وہی صورت بنگئی اُنکے آگے اور جو لوگ اس مین کئی باتین نکالتے ہین وہ اسجگہ شبہہ مین پڑے ہین

157 مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

کچھ نہین اُنکو اسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اسکو مارا نہین بیشک بلکہ اسکو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ - اس مین ما زائد ہے جو تاکید سببیہ کے واسطے بڑھایا گیا یعنے قوی سبب سے ایسا ہوا - اور با سببیہ ہے اور تعلق اُس کا فعل محذوف سے ہے اے لعناہم بسبب نقضہم یعنے ہم نے اُنکو ملعون کیا بسبب اُن کے توڑ دینے کے عہد میثاق کو - ھ - اور یہ حذف فعل بقرینہ دوسری آیت کے کہ فرمایا فبما نقضہم میثاقہم لعناہم کما لعنا اصحاب السبت الآیہ - اور میثاق یہ تھا کہ صفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کرین کذا قیل ولیکن اوجہ یہ ہے کہ یہ بھی منجملہ ان امور کے تھا جو میثاق مین داخل تھے کیونکہ لعنت اُن پر قبل اسکے واقع ہوئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت مین تحریف کرنا اور چھپانا اُنسے وقوع مین آوے اسلیے کہ تحریف و اخفا کرنیوالے تو یہ لوگ ہوے جو زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے الحاصل ان گستاخونکے عہد توڑنیکے سبب - وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ - اور آیات الٰہی سے کفر کرنیکے سبب ف وہ آیات جو توریت مین لکھی تھین اور عیسیٰ اور محمد صلعم کی صدق نبوت پر دلالت کرتی تھین وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ - اور انبیا کو قتل کرنیکے سبب ف جیسے زکریا و یحییٰ کو قتل کر ڈالا - بِغَيْرِ حَقٍّ - بغیر کسی سبب کے جس سے استحقاق قتل ثابت کرین بلکہ محض نفسانیت و عداوت حق کیوجہ سے قتل کیا - وَقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ - اور بسبب انکے اس قول کے کہ قلوبنا غلف ف یعنے آنحضرت صلعم سے یہود نے ایسا کہا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ مین گذرا بقولہ تعالیٰ وقالوا قلوبنا غلف - اور احتمال ہے کہ دیگر انبیا علیہم السلام سے ان یہودیونکے باپ دادے کہا کرتے ہون اور معنی اُسکے یہ کہ ہمارے دل ڈھکے ہین جیسا کہ ابن عباس و مجاہد و جماعۂ تابعین سے مروی ہے اور یہ مانند قول مشرکین کے ہے کہ قالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ الآیہ - اور بعض نے کہا کہ جمع اغلف ای قلوبنا اوعیۃ للعلم ہمارے دل تو خزانۂ علم ہین ہمکو کسی رسول کی شریعت وغیرہ کی حاجت نہین ہے اور اول اصح ہے اور معنی یہ کہ طعن سے کہتے کہ ہمارے دل تو ڈھکے ہوئے ہین تمھاری بات انمین نہین سماتی ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا بقولہ - بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ - ای ختم اللہ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ - یعنے اُنپر ڈھکنا نہین بلکہ اس سے بڑھکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اُنپر مہر کر دی بسبب اُنکے کفر کے پس کوئی نصیحت جسمین ایمان

Marfat.com

ہو امین نہین سماتی ہی۔ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا۔ پس نہین ایمان لاتے مگر انمین سے تھوڑے ف جنکے دلونپر مہر نہین ہی جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ
اور اسکی تفسیر سورۂ بقر مین گذر چکی۔ اور بعض نے کہا کہ اِلَّا اِيمَانًا قَلِيلًا۔ یعنے تھوڑا ایمان یعنے پورا ایمان نہین لاتے بلکہ بعض رسولونپر مانند موسیٰؑ کے جو کالعدم
ہی اسواسطے کہ بعض پر ایمان اور بعض سے انکار بمنزلہ کل سے انکار کے کفر ہی۔ وَبِكُفْرِهِمْ۔ ثانیا یعنے وکرر الباء للفصل بینہ وبین ما عطف علیہ
یعنے اور ملعون کیا ہمنے انکو بسبب انکے کافر ہونیکے ف یعنی دوسری بار حضرت عیسیٰؑ سے کفر کیا اور یہ معطوف ہی بنقضہم پر یا بکفرہم پر لیکن بار کو پھر اعادہ
فرمایا اسوجہ سے کہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان قولہ بل طبع اللہ علیہا الخ سے فصل ہو گیا تھا اور نیز جب معطوف دراز ہو جاوے تو اعادہ بلا فصل
بھی مستحسن ہی۔ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا۔ اور بسبب انکی بدگوئی کے مریمؑ پر بہتان عظیم لگا کر ف کیونکہ یہود نے ان پاک
بندی کو زنا کی تہمت لگائی لعنۃ اللہ علیہم۔ ایسا ہی ابن عباس سے مروی ہی اور عظیم اسوجہ سے کہ زنا بدفعل ہی جس سے فرزند کا خون ہوتا ہے
خصوص بلا کسی دلیل کے خصوص جبکہ ولادت کے بعد حضرت عیسیٰؑ سے پوری بریت کے معجزات ظاہر ہوے خصوص جبکہ حضرت یحییٰؑ اسکے قریب
معجزہ تھے کہ پھوس بڈھے و بڑھیا سے پیدا ہوے جیسے حضرت عیسیٰؑ بدون باپ کے مانند آدمؑ کے بدون ماں و باپ کے پیدا ہوے تھے۔
وَقَوْلِهِمْ مفتخرین۔ اور بسبب اس قول کے جو فخر کرتے ہوے اُنھون نے کہا کہ۔ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ
اللَّهِ۔ ہمنے قتل کیا ہی مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو ف لفظ رسول اللہ کو یہ لوگ مسخرہ پن و ٹھٹھول سے کہتے تھے جیسے مشرکین مکہ نے حضرت
صلعم کو کہا کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون۔ پس معنی یہ کہ ہمنے قتل کر دیا مسیح عیسیٰؑ بن مریمؑ کو جو اپنے واسطے رسول اللہ ہونیکے مدعی تھے اور
شاید اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰؑ کی تکریم کے لیے یہ وصف ذکر فرمایا۔ بہرحال مراد یہ ہی کہ اپنے زعم مین وہ لوگ ایسا جانتے تھے کہ ہمنے مسیح علیہ السلام کو قتل
کر دیا حاصل یہانتک یہ نکلا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ہمنے مجموع ان سب باتونکی وجہ سے جو مذکور ہوئی ہین انکو عذاب لعنت مین گرفتار کیا پھر اللہ
تعالی نے اُن مردودونکے دعوے قتل مین تکذیب کی چنانچہ فرمایا۔ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ۔ اور انھون نے
عیسےٰ بن مریم کو قتل نہین کیا اور نہ اُسکو سولی دی ولیکین اُنپر شبہ کیا گیا ف یعنے ان بیباکون نے تو اپنے زعم مین حضرت عیسیٰؑ کو جو اللہ عزوجل کا
رسول تھا قتل کر کے گناہ عظیم جو کفر ہی سمیٹا لیکن یہ گمان اُنکا غلط ہی حقیقت مین وہ قتل نہین کرنے پائے اور نہ سولی دی ولیکین اُنکی نظر مین شبہہ
کر دیا گیا ای شبہ لہم المقتول والمصلوب ہو صاحبہم یعنے ای القی اللہ شبہہ علیہ فقتلوہ ایاہ۔ یعنی جو مقتول و مصلوب ہوا وہ انھین کا ساتھی مفسد
تھا جو سراغ بتانے کو گیا تھا وہ عیسیٰؑ کے مشابہ کر دیا گیا یعنے اللہ تعالے نے اس مفسد کے فقط چہرے پر حضرت عیسیٰؑ کی شباہت ڈال دی پس
یہود نے اسی کو عیسےٰ گمان کر کے قتل کیا اور سولی دی اور عیسیٰؑ کو اللہ تعالے نے اُٹھا لیا مترجم کہتا ہی کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ
یا تو یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے اُنپر برکت کا ہاتھ پھیرا تھا پس مسیح بمعنے ممسوح تھے یا یہ کہ جس اندھے و کوڑھی کو مسح کرتے وہ اچھا ہو جاتا پس بمعنے
ماسح تھے یا انکہ سیاح زمین یعنے دائمی مسافر رہتے تھے اور مروی ہی کہ یہود مردود کے ایک گروہ نے کھلے خزانے حضرت عیسےؑ کے منہ پر انکی
ماں کو گالی دی و بہتان باندھا پس حضرت عیسیٰؑ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ اے میرے اللہ تعالے جامع صفات کمال تو ہی میرا پروردگار ہے
تجھی نے مجھ بندے کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا اور رسول کیا مین ان لوگو بھی ہدایت چاہتا ہوں اور یہ اسطرح مجھے خوار بنانا چاہتے ہین تو
انکو لعنت فرما اور مجھے عفو کر دے پس ناگاہ ان ملعونونپر جنھون نے گالی دی تھی عذاب نازل ہوا کہ اللہ تعالے نے انکو سور و بندر کر دیا اور
بعض روایت مین ہی کہ دو مرتبہ ایسا واقعہ ہوا ایک مرتبہ سور ہوے اور دوسرا گروہ بندر ہوے تھے باوجود اسکے ان ملعونونکو تنبیہ نہوئی اور
راہ راست نہ سوجھی بلکہ اوندھی سمجھ یہ سمائی کہ بڑا ساحر زبردست ہی اور بادشاہ پر جادو اثر نہ کریگا لہذا بادشاہ دمشق کے پاس گئے جو کافر

ف۵ بعض نے تفسیر قرآن مین لکھا ہے کہ مجنون ہے اور الیہ کذا خود ہی ضعیف ہون مجنون ہے جو طعن دیتے تھے ۱۲ م

ستارہ پہچانتا تھا اسکو آمادہ کیا کہ اُسنے حضرت عیسیٰؑ کے قتل کا فرمان بھیجا اور بیت المقدس کا حاکم اپنے ساتھ یہودیوں کو لیکر انکی تلاش میں ہوا اور شیخ ابن کثیر نے ذکر فرمایا کہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویہ عن الاعمش عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ۔ کہا ابن عباسؓ نے کہ جب اللہ تعالے نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھا لینا چاہا تو حضرت عیسیٰؑ نکلکر اپنے یاروں کے پاس آئے اور مکان میں بارہ حواری تھے یس مکان کے بجرے سے نکلکر انکے پاس کوٹھری میں آئے گویا انکے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور فرمایا کہ تم میں ایک شخص ایسا ہے کہ بارہ مرتبہ میرے ساتھ کفر کریگا بعد اسکے کہ اُسنے مجھپر ایمان لانا ظاہر کیا ہے پھر فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کون اس بات کو اختیار کرتا ہے کہ بجائے میرے قتل کیا جائے اور جنت میں میرے درجہ میں میرے ساتھ ہو اور اسکے چہرے پر میری شباہت ڈالی جائیگی پس ایک نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا کہ میں قبول کرتا ہوں اور یہ سب سے کم سن تھا پس آپ نے فرمایا کہ تو بیٹھ جا گو یا حضرت عیسیٰؑ نے اسکو ناتجربہ کار سمجھکر بٹھلایا پھر دوبارہ وہی بات کہی تب بھی وہی نوجوان کمسن اُٹھ کھڑا ہوا پھر بٹھایا پھر تیسری بار اعادہ کیا تب بھی وہی نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا پس آپ نے فرمایا کہ تیری ہی قسمت میں یہ دولت ہے پھر عیسیٰؑ کو ذرا سی نیند آگئی) وہ آسمان کو اٹھا لیے گئے اور اس نوجوان کے چہرے پر عیسیٰؑ کی شباہت ڈالی گئی اور یہود کی دوڑ آگئی انھوں نے اس شخص کو گرفتار کر لیا جسپر شباہت پڑی تھی اور قتل کر کے سولی دیدی پھر انمیں سے بعض نے حضرت عیسیٰؑ سے بارہ مرتبہ کفر کیا بعد اسکے کہ انپر ایمان لایا تھا اور یہ سب تین گروہ ہو گئے ایک گروہ نے کہا کہ ہم میں اللہ تعالے رہا جب تک اُسنے چاہا پھر آسمان کو چڑھ گیا ۔ یہ لوگ تو یعقوبیہ فرقہ ہے اور دوسرے نے کہا کہ ہم میں اللہ تعالے کا بیٹا تھا پھر اسکو اللہ تعالے نے اپنے پاس بلا لیا اور یہ نسطوریہ فرقہ ہے اور تیسرے فرقہ نے کہا کہ ہم میں اللہ کا بندہ اور اسکا رسول برحق رہا پھر اسکو اللہ تعالے نے اٹھا لیا اور یہی مسلمان فرقہ تھا پھر دونوں کافر فرقوں نے ملکر فرقۂ مسلمان کو قتل کر ڈالا اور برابر فرقہ مسلمان مٹا ہوا رہا یہانتک کہ اللہ عزوجل نے محمد صلعم کو مبعوث فرمایا اور آپپر حق بات کو نازل فرمایا تو ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل کا یعنے وہ گروہ جو زمانۂ عیسیٰؑ میں ایمان لایا تھا اور کفر کیا ایک گروہ بنی اسرائیل نے یعنے جسنے زمانۂ عیسیٰؑ میں کفر کیا تھا پس قول تعالے فایدنا الذین آمنوا یعنے محمد صلعم کی مدد سے مسلمان فرقہ کے دین کو کافر فرقہ پر مدد دی **قال ابن کثیر** وہذا اسناد صحیح وقد رواہ سعید بن منصور والنسائی وابن مردویہ وقد رویت القصۃ بالفاظ مختلفۃ فیما رواہ ابن جریر وعبد بن حمید وابن المنذر ومحمد بن اسحاق بن یسار رحمہم اللہ تعالے مترجم کہتا ہے کہ مختصر زوائد ان روایات مختلفہ کے ذکر کر دے کیونکہ مزید افادہ سے خالی نہیں ولیکن روایت مذکورہ بالا میں اپنے موقع پر رکھنا چاہیے **قال ابن کثیر** اور اس شخص پر عیسیٰؑ کی شباہت ڈالی گئی گویا وہی عیسیٰؑ ہے اور کوٹھری کی چھت میں ایک روزنہ ہو گیا اور عیسیٰؑ کو نیند آگئی اسی حال میں آسمان کو اٹھائے گئے کما قال تعالیٰ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیہ پھر ساتھ والے باہر نکلے تو جب یہود کے دوڑ والوں نے نوجوان کو دیکھا تو عیسیٰؑ گمان کر کے رات میں پکڑ لیکر سولی دیدی اور نصاریٰ کے ایک گروہ نے بھی یہود کے دعوی کو کہ ہمنے عیسیٰؑ کو قتل کیا ہے اپنی جہالت و نادانی سے مان لیا سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے انکا اٹھایا جانا آنکھوں دیکھ لیا تھا حتے کہ باقیوں نے اپنی کتابوں و انجیلوں میں گمان یہود کے موافق یہ بھی ذکر کیا کہ سولی دیے ہوئے کے پاس مریم روئیں اور اس بڑھیا کے بیٹے کو حضرت عیسیٰؑ نے زندہ کیا تھا اُسنے ساتھ دیا ۔ بالجملہ یہ سب اللہ تعالے کا امتحان ہے کہ اُسنے بندوں کو اسمیں مبتلا کیا اور اس ضمن میں عجیب و غریب حکمتیں ہیں از انجملہ ان لوگوں کو جنکی جبلت یہ تھی کہ اوہام و گمان کی پیروی میں بہ نسبت امور عقلی و یقینی کے زیادہ سرگرم تھے مبتلا کر دیا چنانچہ فرمایا **وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ** یعنے جن لوگوں نے دربارۂ عیسیٰؑ کے اختلاف کیا ہے **لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ** ۔ تو وہ اس سے شک میں تھے فـ ای من قتلہ حیث قال بعضہم لما رأوا المقتول الوجہ وجہ عیسیٰ والجسد لیس بجسدہ فلیس ہو وقال آخرون بل ہو ہو یعنے عیسیٰؑ کے قتل سے شک میں ہیں چنانچہ بعض نے جب ان میں مقتول کو دیکھا تو کہا کہ چہرہ تو وہی عیسیٰؑ کا چہرہ ہے مگر بدن وہ نہیں ہے آور دوسروں نے کہا کہ نہیں یہی ہے اور بدن

Marfat.com

بوجہ نجوم کے بگڑ گیا ہے۔ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ۔ اور اُسکے قتل کے ساتھ انکو کچھ قطعی علم نہین تھا۔ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔ لیکن فقط گمان کی
پیروی کرتے تھے ف یہ استثنار منقطع ہے کہ الا بمعنے لکن ہے ای لیکن یہ لوگ پیروی کرتے اُس گمان کی جو اُنھون نے اپنے خیال مین تخیل کر لیا اور گڑھ لیا تھا
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا۔ اور نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یہ بات یقینی ہے پس یقینًا حال ہے جو نفی قتل کا مؤکد ہے قال ابن کثیر ای ما قتلوہ متیقنین۔
یعنے نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یقین رکھتے ہون بلکہ شک و وہم کرنے والے تھے کہ شاید بدن بگڑ گیا ہے اور چہرہ تو وہی معلوم ہوتا ہے پس مشکوک
تھے اور یقینًا قتل نہین کیا۔ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ۔ بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اپنی طرف اُٹھا لیا ف اور جب عیسیٰ کے حوارین نے مدت کے
بعد لوگون سے اپنا معائنہ ظاہر کیا تو اور بھی زیادہ شک ہو گیا اگر کہا جاوے کہ الیہ کی ضمیر بجانب حق تعالیٰ راجع ہے حالانکہ بالیقین وہ تعالے
جسم و جہت سے پاک ہے اور یہ اُسکی شان پاک کے لائق ہی نہین ہے تو جواب یا گیا کہ مضاف محذوف ہے ای الی سمائہ۔ یعنے اپنے آسمان کیطرف اٹھایا۔ اور
اعتراض کیا گیا کہ اضافت کا کوئی فائدہ نہین بلکہ الی السماء چاہیے تو جواب یا گیا کہ نہین بلکہ اضافت سے یہ فائدہ ہے کہ ایسے مقام کی طرف اٹھا لیا
جہان کسی آدمی کا ہاتھ نہین پہونچ سکتا اسیواسطے اہل تفسیر نے کہا کہ قولہ الیہ ای الٰی مکان لا یصل ہناک حکم انسان۔ اور یہ معنے نہین کہ ضمیر مذکور راجع
بجانب مکان ہے کیونکہ آل عمران مین قولہ انی متوفیک و رافعک الی۔ الآیہ مین ضمیر کا رجوع بجانب وہ تعالیٰ اصرح ہے۔ اور بعض نے کہا کہ بسبب عظمت و جلال الٰہی
کے جہت علو کی نسبت حضرت باری تعالیٰ کیطرف قرار دیگئی ہے چنانچہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے عرش کو ساتون آسمان کے اوپر فرمایا ہے مگر یہ
اس معنے کر نہین کہ فی الحقیقت اللہ تعالے سبحانہ کے واسطے جہت اعلیٰ محل استقرار ہے کیونکہ بالقطع معلوم ہے کہ وہ تعالے جسم و جہت سے مبرا ہے پس معنے قولہ رفعہ
الیہ کے یہ کہ تعالی الی السماء اسیواسطے احادیث مین آسمان کیطرف اٹھا لیا جانا مذکور ہے۔ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا۔ فی ملکہ اور اللہ تعالے غالب ہے اپنی بادشاہت
مین حَكِيمًا۔ فی صنعہ جو کرتا ہے وہ کمال حکمت ہے ف اگرچہ بندہ ناچیز مخلوق کی عقل اس حکمت کو نہ پہونچے پھر واضح ہو کہ وہب بن منبہ کے قول
مین سترہ حوارین سب بصورت عیسیٰ ہو گئے اور آخر ایک نے اپنی جان فدا کی بایدہ جنت اور عیسیٰ اٹھا لیے گئے اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ صبح ہوتے
حواریون سے ایک شخص جسکی نسبت حضرت عیسیٰ نے مرتد ہو جانے کا مبہم اشارہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ مجھے قلیل داموں کو فروخت کریگا وہ یہود کے پاس پتہ
بتانے گیا اور تیس درم پر پکڑوا لایا اور اللہ تعالے نے نوجوان پر عیسیٰ کی شباہت ڈالی اور قتل ہوا پھر جو مرتد ہوا تھا نادم ہو کر اپنا گلا گھونٹ کر مر گیا۔ رواہ ابن جریر
امام محمد بن اسحٰق نے طول روایت مع نام حوارین کے ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ یہودی جب دروازہ لیکر داخل ہوئے تو تعداد عیسیٰ مع حوارین کے جانتے تھے پھر
جسپر شبہہ عیسیٰ ڈالی گئی تھی اُسکو قتل کیا اور عیسیٰ اٹھا لیے گئے پھر بنظر تعداد معلوم کے ایک کو جسکا نام یودس زکریا یوطا تھا گم پایا اسی مین اختلاف ہوا کہ
یہ جسم تو اسی حواری کا ہے مگر چہرہ البتہ چہرہ مسیح ہے اور اگر یہ مسیح ہے تو وہ کہان گیا۔ غرضکہ اختلاف پڑ گیا اور بعض نصاریٰ کا گمان ہے کہ اُسی نے انکو پتہ بتایا
اگرچہ کہ اسی پر شباہت ڈالی گئی تو اُسیکو قتل کیا حالانکہ وہ چلاتا تھا کہ مین نے ہی انکو پتہ دیا ہے مین عیسیٰ نہین ہون مگر اُسکو قتل کیا پھر اللہ تعالیٰ دانا ہے کہ
بات کیا واقع ہوئی لیکن یہ قطعی معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے مسیح علیہ السلام کو اٹھا لیا اور دنیاوی خواہش غذا و پانی وغیرہ سے انکو منقطع کر دیا اور عیسیٰ کا معاملہ
انپر مشتبہ کر دیا گیا۔ اور ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ حضرت عیسیٰ کی شباہت اُنکے تمام اصحاب پر طاری ہو گئی تھی اور یہود نے کہا کہ ہمکو سحر زدہ کیا ٹھیک
پتہ بتاؤ ورنہ ہم تم سب کو قتل کرینگے اور ان مین سے ایک نے اپنی جان فدا کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے تو تعداد مین کمی پائی جانے کی وجہ سے
آخر انمین اختلاف ہو گیا اور شبہہ پیدا ہوا اور مترجم کہتا ہے کہ روایت ابن ابی حاتم وغیرہ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس صحیح الاسناد ہے واللہ اعلم
ف عرائس مین اس شباہت واقع ہو جانے کے اسرار کو یون بیان کیا کہ قولہ ولکن شبہ لہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالے کی خلقت میں ملکی و روحانی تھی جنسے ظہور اسرار الٰہی تھا پس اس نور کے ظہور سے وہ مردون کو زندہ کرتے تھے کیونکہ یہ ظہور خالص اللہ تعالے کیطرف سے تھا اپنے قدرت کا ظہور اس

لہ ای جہان کسی کا ہاتھ نہین ۱۲

لباس میں تھا پھر جب اللہ تعالے نے انکو اپنے قرب میں اٹھا لینا چاہا تو انکی روح سے پردہ اٹھا دیا پس انکے بعض خاص مریدوں پر انکی روح کا ظہور ہوا جس سے وہ شخص انکے نفس سے منقوش ہو گیا اسواسطے کہ عیسیٰؑ کی صورت انکی روح کے نقش سے منقوش تھی اور یہ ظہور قوت الٰہیہ کا تھا اور اس سے عیسیٰؑ کو تائید تقلیب اعیان تھی یعنے اعیان موجودات کو بدل دیتے تھے اور یہ نہیں ہو سکتا مگر اسی طرح کہ اللہ عزوجل کا فعل ہو اگرچہ ظہور اسکا ایک مظہر خاص سے ہوا لیکن فعل الٰہی عزوجل اس سے پاک منزہ ہی کہ اسمیں انسانی ناسوت کو لاہوت سے کچھ لگاؤ ہو جاوے یعنے مثلاً انسان اگر جمادات سے کوئی کام لیتا ہی تو اسمیں حلول نہیں کرتا بلکہ جمادات کو بھی ہو جاتا ہی اور فعل باری تعالے کے ظہور میں مظہر عیسیٰؑ کو کچھ بھی امتزاج نہ تھا ۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالے نے جو عیسیٰؑ کو اس کیفیت سے اٹھا لیا اسمیں یہ دقیق اشارہ ہی کہ او تعالے کے علم قدیم میں یہود و نصاریٰ کی طبیعتیں معلوم تھیں وہ تمام لوگوں پر ظاہر کر دیں کہ یہ لوگ تقدس اور تنزیہ سے نفرت کرتے ہیں اور تشبیہ کیطرف مائل ہیں پس اللہ عزوجل کمال منزہ و مقدس ہی کسی تصور و وہم و خیال و قیاس کو مجال نہیں کہ اسکو ذہن میں لاوے وہ ہر مشابہت سے بری ہی کوئی چیز اسکے مانند نہیں ہی اور یہ لوگ ایسے معبود کیطرف مائل ہوتے ہیں جسمیں مشابہت ہو کیونکہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ خیال و وہم کے بندے ہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ بچھڑے کے پوجنے والے کیسی محبت سے اسکے بندے بن بیٹھے تھے اور تو نہیں دیکھتا کہ نصاریٰ کس جرأت سے کلمۂ کفر بولتے ہیں کہ ان اللہ ہو المسیح بن مریم اللہ وہی مسیح بن مریم ہی پس اس حلف سے اٹھا ہمیں انکو قدس صفات کی معرفت ہوتی لیکن وہ غلطی و بدباطنی میں انکی الوہیت کے قائل ہو گئے یہ دوسری بلا ہے کہ

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ

اور نہیں کوئی ۔ اہل کتاب ۔ میں سے مگر انکو ضرور وہ عیسیٰ پر ایمان لادیگا اسکی موت سے پہلے ۔ اور قیامت کے روز ۔ عیسیٰؑ ۔ ان لوگوں پر گواہ ہوگا

159 وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ ۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاریٰ میں سے کوئی نہیں مگر وہ ضرور ایمان لاوے گا عیسیٰ پر ۔ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۔ اپنی موت سے پہلے وقت جبکہ ملائکہ موت کو معائنہ کریگا مگر اسوقت یہ ایمان کچھ نفع نہ دیگا یا یہ معنی ہیں کہ عیسیٰؑ کی موت سے پہلے کیونکہ وہ قیامت کے قریب زمین پر اتارے جاوینگے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہی ۔ جاننا چاہیے کہ اِنْ نافیہ ہی اور قولہ لیؤمنن بہ جملہ قسمیہ صفت ہی موصوف محذوف کی چنانچہ اَحَدٌ کو مفسر نے مقدر کیا اور بہ کی ضمیر حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع ہی اور عیسیٰ پر ایمان لانے کے یہ معنی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کا بندہ اور اسکا رسول برحق تھا اور قبل موتہ کی ضمیر میں بعض نے کہا کہ اہل کتاب میں سے ہر فرد کی طرف راجع ہی یا حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع ہی اور مفسر نے یہاں دونوں قول نقل کیے اور ترجیح نہیں دی کیونکہ سلف سے دونوں قول ثابت ہیں مگر قول دوم ترجیح دیا گیا ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے مقام کو بھی تفصیل سے بیان فرمایا جسکی تلخیص یہ ہی کہ اہل تاویل نے معنے آیت میں اختلاف کیا اگرچہ سب تاویلات کے معنے صحیح ہیں پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ انھوں نے آیت کی تفسیر میں کہا کہ نہیں مریگا کوئی یہودی مگر آنکہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاویگا اور ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اہل کتاب سے خاصۃً یہود مراد ہیں وقال عکرمہ عنہ ۔ کوئی یہودی نہ مریگا مگر آنکہ گواہی دیگا کہ عیسیٰ بندہ اللہ کا اور اسکا رسول برحق ہی وعنہ قال اگر یہودی کی گردن ماری جاویگی تو بھی اسکی روح نہ نکلیگی یہانتک کہ عیسیٰ پر ایمان لاوے ۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ سے یہ صحیح ثابت ہی اور ایسا ہی مجاہد عکرمہ محمد بن سیرین سے صحیح ہوا اور یہی قول ضحاکؒ جویبر وغیرہ کا ہی اور توجیہ اس قول کی یہ کیگئی کہ ہر ملت والا جب اسکی روح نکلنے کا وقت ہوتا ہی تو اسکو حق ظاہر ہو جاتا ہی اگرچہ اسوقت ایمان لانا یعنے حق کو سچ جان لینا دو وجہ سے کچھ فائدہ نہیں دیتا ایک یہ کہ ایمان کا مدار تصدیق بالغیب پر ہی اور اسنے معائنہ کر کے تصدیق کی پس ایمانی تصدیق نہوگی دوم یہ کہ نزع روح کا وقت وہ وقت نہیں ہی جسوقت کہ ایمان لانے کی اسکو تکلیف دی گئی تھی پس بے وقت جب تصدیق کی تو بے فائدہ ہی پس اس تاویل کی صحت پر حضرت ابی بن کعب کی قراءۃ بھی دلالت کرتی ہی کہ انھوں نے قولہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ پڑھا ہی کیونکہ اس قراءۃ پر قبل موتہ کی ضمیر لامحالہ اہل کتاب کیطرف راجع ہی ایسے ہی قبل موتہ میں ہر

Marfat.com

واحد از اہل کتاب کیطرف راجع ہے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ضمیر اول بجانب محمد صلعم اور دوسری بجانب ہر واحد از اہل کتاب راجع ہے ابن جریرؒ نے اس کو
ذکر کر کے اپنی اسناد سے عکرمہؒ سے روایت کی کہ انھون نے فرمایا کہ کوئی نصرانی یا یہودی نہین مریگا مگر آنکہ وہ محمد صلعم پر ایمان لاویگا پھر یہی آیت پڑھی
قال المترجم قول عکرمہؒ اس آیت کی تفسیر نہین ہے ورنہ اس سے ضمیر اول کا بجانب حضرت صلعم راجع ہونا معلوم ہوتا ہی بلکہ ظاہر یہ کہ عکرمہؒ نے علم شرع سے یہ
بات بیان غرض کی کہ ہر یہودی و نصرانی اگر زندگی مین آنحضرت صلعم پر ایمان نہین لاتا تو موت کے وقت جبکہ کچھ فائدہ نہ ہوگا ضرور یقین جان لیگا کہ محمد صلعم
اللہ تعالیٰ کے رسول و بندے ہین بدلیل آنکہ عیسیٰ کی نسبت قولہ وان من اہل الکتاب الآیۃ سے یہ بات ثابت ہے پس ظہور حق جو وہان ہی وہی یہان ہی لہذا
ضرور اس حق کو بھی معائنہ کر کے مریگا بنا بر آنکہ توجیہ قول اول مین مذکور ہوا ہی۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ہر دو ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہین یعنے
آنکہ کوئی کتابی نہین مگر آنکہ ضرور حضرت عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لاویگا اور اسکی توجیہ یہ ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب خبیث دجال کو قتل
کرینگے اور اسلئے اترینگے تو اس زمانہ مین جہاد سے سب ملتین ایک ہو جاوینگی اور وہ ملت اسلام بشریعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی۔ اور سعید بن جبیرؒ
و عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ کہا ابن عباسؓ نے یعنے قبل موت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام
کے اور ابو مالکؒ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت ہوگا کہ اہل کتاب مین سے کوئی باقی نہ رہیگا مگر آنکہ انپر ایمان لاویگا قال المترجم یعنے ایمان
لاویگا کہ عیسیٰ بندہ اللہ تعالے کا و اسکا رسول برحق تھا اور اسنے جو محمد صلعم کے رسول ہونیکی خبر دی تھی وہ برحق ہی جو محمد صلعم پر ایمان لاویگا اور حضرت
عیسیٰ آنحضرت صلعم ہی کی شریعت پر چلینگے۔ اور حسن بصریؒ سے مانند قول ابن عباسؓ کے مروی ہی اور یہی قول قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم وغیرہ
بہتیرونکا ہی اور ابن جریرؒ نے اسی قول کو اولی بصحت لکھا ہی اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہی قول بے شک صحیح ہی کیونکہ یہود نے و انکے ساتھ ہو کر جاہل نصاریٰ
نے حضرت عیسیٰ کے مقتول و مصلوب ہونیکا دعویٰ کیا تھا پس اس دعوی کو مردود و باطل ظاہر کرنا ان آیات کے سیاق سے مقصود ہی پس اللہ تعالے نے ان
آیات مین خبر دی کہ بات تحقیقی یون نہین ہی جیسے یہود و نصاری کہتے ہین کہ عیسیٰ مسیح مقتول ہوئے بلکہ یہودیون نے تو فقط ایک شخص غیر کو جسپر حضرت عیسیٰ
کی شباہت ڈالی گئی تھی قتل کیا حالانکہ انپر یہ بات خود نہین کھلی اور عیسیٰ کو حق تعالے نے آسمان پر اٹھا لیا اور وہ زندہ موجود ہی اور قیامت سے کچھ پہلے
اُترینگے اور دجال کو قتل کرینگے اور صلیب توڑینگے اور جزیہ قبول نہ فرماوینگے بلکہ حکم دینگے کہ اسلام لاوین یا تلوار سے قتل کیے جاوین پس اس آیت کریمہ سے
آگاہی ہوئی کہ اسوقت تمام اہل کتاب اسی بات پر ایمان لاوینگے کوئی بھی باقی نہ رہیگا قال المترجم اس سے رد ہو گیا قول زجاجؒ کا کہ آیت کریمہ مین عموم ہے
اور اس قول مین خاص اُسوقت کے لوگ ہوئے اور وجہ رد یہ کہ عموم اُسوقت کے لوگوں کی طرف راجع ہی یعنے جو لوگ اُسوقت ہونگے اُنمین سے کوئی بھی
بدون اُسکے باقی نہوگا کہ ایمان نہ لاوے اور مترجم نے سورۂ بقرہ کے پارۂ الم کی تفسیر مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دربارۂ حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم مفصل لکھدی ہی جسمین مذکور ہی کہ مسیح کی نسبت جو بہتانات لگائے جاوینگے انکو وہی پیغمبر خاتم النبیین دور کریگا اور اپنے مسیح
کو جاہلونکے بہتان سے چھڑا دیگا۔ قال ابن کثیرؒ اور قول اول اس آیت کی تفسیر مین ایک بیان واقعی ہی اسواسطے کہ حضور موت کے وقت ہر
نفس کو حق ظاہر ہو جاتا ہی اگرچہ معائنہ ملک الموت کیوقت یہ ایمان کچھ نافع نہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ مقصود بھی اس آیت سے یہی ہے
قال المترجم مفسر جلالؒ کا کلام مشیر ہی کہ انکے نزدیک ارجح معنے اول ہین اور شاید بنظر آخر آیت ہی کہ فرمایا۔ ویوم القیمۃ یکون علیہم
شہیدا۔ یعنے قیامت کے روز انپر عیسیٰ گواہ ہوگا ف ان اہل کتاب پر اس چیز کا گواہ ہوگا جو انھون نے اُسوقت کی جبکہ عیسیٰ مبعوث ہوا تھا یعنے
قیامت کے روز اہل کتاب کے ان اعمال کی گواہی دیگا جو انھون نے نیک یا بد کیے ہین چنانچہ یہود پر یہ گواہی دینگے کہ ان خبیثون نے مجھے جھٹلایا اور
[illegible] پورا کیا اور نصاری پر یہ گواہی دینگے کہ انھون نے راہ توحید سے برخلاف کر کے میرے حق مین افراط کیا جس سے مین بری ہون اور قتادہؒ نے

کہا کہ اس امر کے گواہ ہونگے کہ میں نے اپنے پروردگار کی رسالت انکو پہونچا دی تھی اور اپنے اوپر بندہ و رسول ہونیکا اقرار کیا تھا وقال ابن کثیر یعنے حضرت عیسیٰ اپنے
اٹھائے جانے سے پہلے کے اور اپنے اتارے جانے سے بعد کے اعمال کی اہل کتاب پر گواہی دینگے پھر شیخ ابن کثیر نے حضرت عیسیٰ کے قرب قیامت نازل ہونیکی احادیث
مین سے جنکی بابت متواتر المعنے ہونیکی تنصیص کی ہر ایک ٹکڑا اصلاح الاحتجاج ذکر فرمایا لیکن مترجم بخوف تطویل کلام ہر حدیث مین جو زائد بات آتی جائے گی ایک بعد
دوسرے کے بترتیب مذکورہ تفسیر شیخ برمز و اشارہ بیان کرنا مصلحت وقت دیکھتا ہے۔

ذکر احادیث نزول عیسیٰ بقرب قیامت با دعوت توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ہریرۃ مرفوعاً قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ قریب ہوا کہ عیسیٰ بن مریم تمھارے درمیان حکم عدل نازل ہوگا اور
صلیب توڑے اور سوٴر مار ڈالے اور جزیہ اٹھا دیگا اور مال سے ایسا فیض دیگا کہ کوئی اسکو قبول نہ کریگا حتی کہ ایک سجدہ آدمی کو دنیا و ما فیہا سے بہتر معلوم
ہوگا پھر ابو ہریرہؓ کہتے کہ پڑھو تمھارا جی چاہے قولہ تعالے وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ الآیۃ رواہ البخاری و مسلم اور سجدہ فقط اکیلے اللہ جلشانہ
کیواسطے ہوگا رواہ ابن مردویہ قسم ہے کہ ضرور تلبیہ کہیگا عیسیٰ بن مریم راہ روحا سے حج کا یا عمرہ کا یا دونون کی نیت جمع کرکے دونو کا۔ رواہ احمد و مسلم اور ایک روایت
ہے کہ روحا مین اترکر آئیگا پھر وہان حج کا الخ رواہ احمد و ابن ابی حاتم۔ عن ابی ہریرۃ مرفوعاً کیف بکم۔ یعنے کیا خوشی کا حال تمھارا ہوگا کہ تم مین عیسیٰ بن مریم اتریگا اور
اور تمھارا امام تمھین مین سے ایک ہوگا البخاری و احمد و مسلم۔ اور وہ یعنے عیسیٰ تم مین اترنے والے ہین جب تم انکو دیکھنا تو پہچان لینا کہ مرد گداز بدن سرخی سپیدی
مارتا ہوا رنگ انپر دو کپڑے معصر ہونگے گویا انکے سر سے پانی ٹپکتا ہے اگرچہ سر کو تری نہ پہونچی ہوگی۔ لوگونکو اسلام کی طرف بلاوینگے اور سوائے اسلام کے اس زمانہ مین سب
ملتین مٹ جاوینگی اور امانت زمین پر نازل ہوگی حتی کہ اونٹونکے ساتھ چرنے مین شیر پھرینگے اور گاؤن کے ساتھ چیتے اور بکریونکے ساتھ بھیڑیے پھرینگے اور سانپون کیساتھ
لڑکے کھیلینگے کچھ ضرر نہوگا چالیس برس زندہ رہکر مرینگے اور مسلمان انپر نماز پڑھینگے بکذا فیما رواہ احمد و ابو داؤد و ابن جریر و فیہ قال اور لوگونپر اسلام لانے کو جہاد
کرینگے و عن ابی ہریرۃ مرفوعاً قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ روم اترینگے اعماق مین یا دابق مین پس انسے مقابلہ کو مدینہ سے ایک لشکر جو اسوقت روئے زمین کے
لوگون مین سے بہتر ہونگے نکلینگے پھر جب صف باندھین گے تو روم والے کہینگے کہ تم ہمارے اور ان لوگونکے درمیان روک چھوڑ دو جنھون نے ہم مین سے لوگ قید کیے
ہین ہم انسے لڑینگے پس اہل اسلام کہینگے کہ ہرگز نہین۔ واللہ ہم یہ نہین کرینگے کہ اپنے بھائیونکے اور تمھارے درمیان تخلیہ کردین پس انسے قتال کرینگے پھر مسلمانون مین سے
ایک تہائی لشکر شکست کھا کر بھاگیگا کہ اللہ تعالیٰ کبھی انکی توبہ قبول نہ فرماویگا اور ایک تہائی لشکر شہید ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ نہایت بزرگ شہید
ہونگے اور ایک تہائی لشکر فتح پاویگا جو کبھی شکست نہ پاوینگے پس یہ لوگ قسطنطنیہ فتح کرینگے سو جب لوٹ کا مال تقسیم کرتے ہونگے اور اپنی تلوارین درختونسے لٹکائے
ہونگے کہ ناگاہ انمین شیطان آواز دیگا کہ دجال نے تمھارے پیچھے تمھارے گھر بار کو تباہ کیا پس یہ لوگ قسطنطنیہ سے نکلکر روانہ ہونگے حالانکہ شیطان کا ڈرانا جھوٹ
ہوگا پھر جب شام مین آوینگے تو دجال مقابل ہوگا پس جب نماز کی صفین درست کرتے ہونگے کہ نماز کی اقامت کہی جائیگی تو عیسیٰ بن مریم اترینگے پس انھین کی امامت سے
نماز پڑھینگے پھر جب دجال مردود انکو دیکھیگا تو جیسے پانی مین نمک پگھلتا ہے پگھلیگا سو اگر عیسیٰ اسکو یون ہی چھوڑتے تو پگھلکر مرجاتا و لیکن اللہ تعالےٰ انکے ہاتھون
اسکو قتل کریگا پس عیسیٰ اسکے خون سے بھرا ہوا حربہ لوگونکو دکھلائینگے رواہ مسلم اور سراج مین عیسیٰ علیہ السلام نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ دجال کو میرے ہاتھون
ہلاک کریگا یہانتک کہ درخت و پتھر بولینگے کہ ای مسلمان بندۂ خدا میرے نیچے یہ کافر ہے اسکو قتل کردے پس اللہ تعالیٰ انکو ہلاک کریگا پھر لوگ اپنے شہرون و وطنون
کو لوٹ جاوینگے اور اسوقت یاجوج و ماجوج نکلینگے جس چیز پر پہونچینگے اسکو ہلاک کرینگے اور جس پانی پر پہونچینگے اسکو پی جائینگے پھر لوگ انکی شکایت لاوینگے
تو اسوقت عیسیٰ انکو پہاڑ پر لیجاوینگے پس مین دعا کرونگا کہ انکو اللہ تعالےٰ موت دیدیگا اور زمین انکی بدبو سے گھنیا جائیگی اور اللہ تعالیٰ پانی برسائیگا کہ انکے جسم
بہاکر سمندر مین ڈالدیگا۔ قال عیسیٰ کہ پھر جب ایسا ہوگا تو اسوقت قیامت ایسی ہوگی جیسے پوری دنون والی حاملہ عورت کہ نہین معلوم کسوقت رات یا دن ناگہان جن دیگی

Marfat.com

کذا فیما رواہ احمد و ابن ماجہ عن ابن مسعود رفعہ مسلمانونکے تین شہر ہوجاوینگے ایک شہر دو دریاؤنکے ملان پر اور ایک حیرہ مین اور ایک شام مین۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار تاجدار بلکہ اکثر یہودی و عورتین ہونگی۔ لوگونکو سخت بھوک پیاس کی تکلیف پہونچیگی نماز فجر کیوقت عیسی علیہ السلام آوینگے پس کہینگے کہ اسی امت مین سے بعضے بعضونپر امیر رہینگے پس انکا سردار بڑھکر نماز پڑھائیگا پھر بعد نماز کے عیسیٰ حربہ لیکر دجال کیطرف جاوینگے اور قتل کرینگے کذا فیما رواہ احمد عن عثمان بن ابی العاص و رابو امامہ باہلی رضی سے عبد الرحمن المحاربی کے طریق سے مرفوعاً آنکہ حضرت ابو امامہ رضی نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے ہمکو خطبہ سنایا پس اسمین زیادہ بیان دجال کا تھا جس سے ہمکو بہت ڈرایا چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو پیدا کیا تو زمین کے فتنون مین سے فتنہ دجال سے بڑھکر کوئی فتنہ نہین اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہین پیدا کیا جسنے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور مین سب انبیاء سے آخر ہون تو تم سب سے آخری امت ہو تو لامحالہ وہ تم مین ہوگا سو اگر اسوقت نکلا کہ مین تمھارے پس پشت موجود ہون تو مین ہر مسلمان کیطرف حجت کرنیوالا ہون اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنی ذات کیواسطے حجت کرنیوالا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے اور جان رکھو کہ دجال سرحد شام و عراق کے درمیان ایک راہ سے نکلیگا اور دائین بائین پامال کریگا اے لوگو اے بندگان خدا تم اسوقت مضبوطی سے ثابت قدم رہیو اور مین اسکی پہچان ایسی صاف بتلائے دیتا ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین بیان کی ہے بانیطور کہ وہ پہلے ظاہر ہوتے ہی دعوی کریگا کہ مین نبی ہون سو میرے بعد کوئی نبی نہین وہ جھوٹا ہے پھر زبان بدلجائیگا اور کہیگا کہ مین تمھارا پروردگار ہون سو یاد رکھو کہ تم اپنے پروردگار کو دیکھ نہین سکتے ہو جبتک نہ مرو یعنے وہ جھوٹا ہے اور وہ کانا ہوگا اور تمھارا پروردگار کانا نہین ہے اور اس خبیث کی دونون آنکھونکے بیچ مین کافر لکھا ہے جسکو ہر پڑھا اور بے پڑھا مسلمان مومن پڑھ لیگا اور اسکے فتنہ مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکے ساتھ جنت و دوزخ ہوگی سو اسکی دوزخ تو جنت ہے اور اسکی جنت دوزخ ہے پس جو اسکی دوزخ مین مبتلا ہو وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے اور سورۂ کہف کے شروع کا رکوع پڑھے تو وہ آگ اسپر ٹھنڈک و سلامتی ہوجائیگی جیسے ابراہیم پر نمرود کی آگ ٹھنڈک و سلامتی ہوگئی تھی اور اسکے فتنہ سے یہ بھی ہے کہ گنوار سے کہیگا کہ اگر مین تیرے مرے ہوے ماں باپ کو جلا دون تب تو گواہی دیگا کہ مین تیرا پروردگار ہون وہ گنوار کہیگا کہ ہان پس شیطان اسکے ماں باپ کی صورت بنکر آوینگے اور کہینگے کہ ہان میرے بیٹے تو اسکی پیروی کر یہ تیرا پروردگار ہے اور اسکے فتنہ سے یہ ہے کہ ایک مومن پر مسلط ہوگا کہ اسکو چیر کر دو ٹکڑے کر دیگا پھر کہیگا کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ مین ابھی اسکو زندہ کرکے اٹھاتا ہون پھر بھی وہ گمان کرتا ہے کہ اسکا پروردگار کوئی اور ہے پھر اللہ تعالیٰ اسکو زندہ کر دیگا تو خبیث دجال اس بندے سے کہیگا کہ بتا تیرا پروردگار کون ہے وہ کہدیگا کہ میرا پروردگار میرا اللہ عز و جل ہے اور تو اے دشمن خدا کے دجال ہے اور قسم اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے تیرے حال سے جتنی آج کے روز آنکھون دیکھی خوب آگاہی ہوئی اتنی پہلی نہ تھی (پھر دوبارہ اسپر قابو نہ پاویگا) محاربی نے ابو سعید رضی سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ شخص جنت مین بڑے درجہ کا ہوگا۔ ابو سعید رضی نے فرمایا کہ واللہ ہم لوگ جانا کرتے تھے کہ یہ شخص کوئی نہوگا سوائے عمر بن الخطاب رضی کے یہانتک کہ وہ اپنی راہ طے کر گئے۔ پھر محاربی رح نے کہا کہ ہم حدیث ابو امامہ رضی کیطرف رجوع کرتے ہین کہا آنحضرت صلعم نے کہ اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا کہ آسمان کو پانی برسانیکا حکم کریگا وہ پانی برساویگا اور زمین کو اگانیکا حکم کریگا وہ اگا دیگی۔ اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا کہ ایک قوم پر گذریگا جو اسکی تکذیب کرینگے اور جھٹلا دینگے تو ایک ساعت ہی انکے وہان ٹھہریگا کہ وہ تباہ ہوجاوینگے اور ایک گروہ پر گذریگا جو اسکے قول کی تصدیق کرینگے اور مان لینگے تو آسمان کو برسانیکا حکم دیگا اور زمین کو اگانیکا حکم دیگا پس اس گروہ کے چوپایہ اسی روز پہلے سے موٹے تازے کوکھین بھرے تھن دودھ سے بھرے واپس آوینگے۔ اور زمین مین کوئی جگہ باقی نہ رہیگی جسکو دجال پامال نہ کرے اور اسپر غالب نہو سوائے مکہ و مدینہ کے کہ ان دونون شہرونمین جس راہ سے گھسنے کا قصد کریگا وہان ننگی تلوارین لیے ہوے فرشتے ملینگے یہانتک کہ سرخ ٹیلہ کے پاس اتریگا جہان کنکریلی شور زمین ختم ہوئی ہے پس مدینہ مین اسی روز تین دفعہ ہلا ڈولا آویگا پس کوئی منافق مرد یا عورت اس مدینہ مین باقی نہ رہیگی بلکہ نکلکر اسکے پاس چلا جاویگا پس جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے اسیطرح مدینہ انکو دور کر دیگا اور لوگ اسدن کو یوم الخلاص کہنے لگینگے اتنے مین ام شریک بنت ابی العکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسدن عرب کہان

چلے جاوینگے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اُسوقت مین بہت تھوڑے ہونگے اور انمین سے بھی بڑا گروہ تو بیت المقدس مین ہوگا اور اُنکا پیشوا سردار ایک مرد صالح ہوگا اور وہ اُنکو صبح کی نماز پڑھانیکو آگے بڑھا ہوگا کہ اُسیوقت عیسیٰ بن مریم آسمان سے اُتارا جاویگا پس یہ امام مذکور اُلٹے پاؤن پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسیٰؑ امامت کرے پس عیسیٰ اپنا ہاتھ اُسکے کندھونکے درمیان رکھکر فرماویگا کہ آگے بڑھکر نماز پڑھا کہ یہ امامت نماز کی تیرے ہی واسطے قائم ہوئی ہے پس امام مذکور سب کو نماز پڑھائیگا پھر بعد سلام کے عیسیٰ فرمائیگا کہ دروازہ کھولو پس کھولا جائیگا اور باہر کو دجال مع ستر ہزار یہودی تاجدار و بھلی جڑاؤ تلوارون والونکے ہوگا پھر جب دجال مردود اپنی آنکھ سے حضرت عیسیٰؑ کو دیکھیگا تو پانی مین نمک کیطرح پگھلنے لگیگا اور بھاگ جانیکو پیٹھ پھیر کر چلیگا تو حضرت عیسیٰؑ فرماویگا کہ میرا ایک وار تیرے جسم ناپاک پر ہے تو اُس سے بچ نہین سکتا پس شرقی دروازہ لُد پر اُسکو جالیگا اور قتل کر ڈالیگا اور یہود مردود بھاگ نکلینگے پھر اللہ تعالیٰ کے مخلوق مین کوئی چیز نہ باقی رہیگی جسکی آڑ مین یہودی مردود پوشیدہ ہو مگر انکو اللہ تعالیٰ اُسکو گویائی دیدیگا خواہ درخت ہو یا پتھر ہو دیوار ہو یا جانور ہو وہ بولیگا کہ اے بندۂ خدا مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہے آکر اسکو قتل کر دے سوائے ایک غرقد کے کہ وہ ان خبیثونکا درخت ہے وہ نہ بولیگا۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دجال کے سب دن چالیس ہونگے اس حدیث مین بعد ذکر عیسیٰ کے فرمایا اور زمین مین نور ہوگا اور زمانہ آدم علیہ السلام کے مانند نباتات مین برکت ہوگی کہ ایک خوشہ انگور سے ایک انار سے چند آدمی سیر ہو جاوینگے اور اسی حدیث مین ہے کہ۔ اور خروج دجال سے پہلے تین سال سخت ہونگے لوگونکو انمین کھانے پینے کی تکلیف پہونچیگی اور اللہ تعالیٰ اول سال آسمان کو حکم دیگا کہ ایک تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم کریگا کہ ایک تہائی پیداوار روک لیگی پھر دوسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دیگا کہ دو تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ دو تہائی پیداوار روک لیگی پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دیگا کہ پوری بارش روک لیگا پس ایک قطرہ نہ برسیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ بالکل پیداوار روک دیگی پس ایک سبزی بھی نہ اُگیگی پس کھرون والے جانور مر جاوینگے مگر اسقدر بچینگے جنکو اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اُس زمانہ مین لوگونکی زیست کس چیز سے ہوگی تو فرمایا کہ تہلیل و تکبیر و تسبیح و تحمید اُنمین کھانے پینے کا کام دیگی رواہ ابن ماجہ اور کہا کہ مین نے ابو الحسن الطنافسیؒ سے سنا کہ مین نے عبد الرحمٰن محاربی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث چاہیے کہ معلمونکو کتب مین دی جاوے کہ لڑکونکو پڑھا دیا کرین **قال ابن کثیر** یہ حدیث غریب ہے اور اسکے شواہد مین سے حدیث نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بروایت صحیح مسلم ذکر فرمائی اور انمین بھی شام و عراق کے درمیان سے نکلنا مذکور ہے و فیہ ایضا ۔ ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کتنے دنون زمین مین رہیگا فرمایا کہ چالیس دن تک کہ ایک دن اُسکا مانند ایک سال کے اور ایک دن مانند ایک ماہ کے اور ایک دن مانند ایک جمعہ کے اور باقی ایام مثل تمھارے ایام کے ہونگے ۔ ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو روز مثل ایک سال کے ہے آیا ہمکو ایک دن کی نماز کافی ہوگی فرمایا کہ تم اسکے اندر بقدر پنج وقتی نماز کے اندازہ کرنا یعنے بقدر ایک شب و روز کے پانچ نمازین پڑھنا ۔ **مترجم** کہتا ہے کہ جہان رات بہت کم ہوتی ہے وہان بھی عشاء و فجر کا اندازہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم والبحث فی عین الھدایہ ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکی جلدی تیزی کیونکر ہے فرمایا مانند بادل کے جسکو ہوا اُڑا لیجاتی ہے الحدیث ۔ پھر انمین دجال پر ایمان لانیوالے گروہ کا حال مثل پیداوار وغیرہ کا مانند حدیث بالا بیان کیا اور اُس سے انکار کرنیوالونکا یہ حال بیان کیا کہ وہ صبح کو اُٹھینگے اس حال مین کہ اُنکے مالونمین سے اُنکے ہاتھ کچھ نہوگا ۔ **مترجم** کہتا ہے کہ ظاہراً بربادی سے اوپر کی حدیث مین یہی مراد ہے کہ اُنکے مال تلف ہو جاوینگے پھر انمین بیان ہے کہ دجال کے حکم سے اُجڑے ہوئے مقام تکے خزانے شہد کی مکھیونکی طرح اُسکے پیچھے پیچھے زمین سے نکلکر ساتھ ہو لینگے ۔ اور انمین مذکور ہے کہ سپید منارۂ شرقی دمشق پر دو فرشتونکے بازؤن پر ہاتھ رکھے اُترینگے ۔ اور انمین ہے جو کافر انکی سانس کی خوشبو پاویگا مر جاویگا کہ اُسکو یہ خوشبو حلال نہین ہے اور انکی سانس کی خوشبو اتنی دور پہونچیگی جہانتک انکی نظر پہونچیگی پھر انمین خروج یاجوج و ماجوج کا قصہ مذکور ہے پھر زمین و نباتات و پھلونکی برکات مذکور ہین اور مجمع بن جاریہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو باب لُد پر قتل کرینگے رواہ الترمذی و احمد وغیرہ و قال الترمذی حدیث صحیح و فی الباب عن عمرانؓ بن حصین و ابی برزہؓ و حذیفہؓ بن اسید و ابی ہریرہؓ و کیسانؓ و عثمانؓ

بن ابی العاص و جابرؓ و ابی امامہ و ابن مسعودؓ و عبداللہ بن عمرؓو سمرہ بن جندبؓ والنواس بن سمعان و عمروؓ بن عوف و حذیفہؓ بن الیمان رضی اللہ عنہم یعنے دجال کے بارہ مین ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کثیر سے احادیث مروی ہین **شیخ ابن کثیرؒ** نے کہا کہ ان صحابہ کثیر رضی اللہ عنہم کی احادیث سے اور اُنکے ساتھ مجمع بن جاریہؓ و ابو شریحہؓ کی حدیث سے آنحضرت صلعم سے متواتر طور پر ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُترینگے اور معلوم ہوا کہ دمشق کے اندر سپید منارۂ شرقی پر اُترینگے **مترجم** کہتا ہی کہ اول نماز عصر کیوقت اُترینگے اور اسوقت نماز خود پڑھادینگے پھر صبح کی نماز مین امام مہدیؑ کو حکم کرینگے کہ تم پڑھاؤ پھر نماز فجر پڑھکر دجال سے لڑنے چلین گے۔
شیخؒ نے لکھا کہ اس زمانہ مین ۷۴۱ھ ہجری مین جامع دمشق اموی کا ایک منارہ شکست ہو جا یعنے سنگ مرمر کا ایک منارہ اتفاق سے جانب شرقی پر تیار ہوا اس سے گمان غالب ہوا کہ شاید یہی منارہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا محل نزول ہوگا **مترجم** کہتا ہی کہ یہ عجیب تر یہ بات یہ ہوئی کہ جامع دمشق سب سنگ سرخ کی بنی ہی اور حدیث مین آیا کہ جامع دمشق کے شرقی منارۂ سپید پر اُترینگے تو عجب قدرت الٰہی عز و جل دیکھو کہ منارۂ شرقی کے نیچے ایک یہودی کی دُکان تھی اتفاق سے باروت اُڑی تو وہ منارہ گر گیا بس یہودی نے اپنی جان و مال کے خوف سے فوراً سنگ مرمر کا منارہ بہت جلد بنایا اور حضور سلطانین ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوا اور دمشق کے مسلمانونکو سفارشی لایا کہ مین نے عداوت سے یہ حرکت نہین کی اُسوقت سلطان نے اُسکو معاف کیا لیکن کہا کہ تو نے سنگ سرخ مین یہ سنگ مرمر کیون لگایا اُسنے عرض کیا حضور مین نے جان کے خوف سے بجائے سنگ سرخ کے سنگ مرمر بنادیا تاکہ مسلمانونکو میری جانب سے شک نہو اور یہ غلطی بیشک ہوئی پھر یہودی کو روپیہ دیدیا گیا لیکن علمائےؒ نے فتویٰ دیا کہ اب اسکو گرانا نچاہیے پھر جب حدیث پر نظر پڑی تو تحقق ہوا کہ شاید یہ وہی سفید منارہ تیار ہوا ہی جسپر عیسیٰؑ اُترینگے الحمد للہ رب العلمین پھر **ابن کثیرؒ** نے محل نزول عیسیٰؑ اور انکا حلیہ ذکر کرنیکے بعد لکھا کہ اوپر حدیث ابو ہریرہؓ سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بعد نزول کے چالیس برس ٹھہرینگے پھر وفات پاوینگے اور مسلمان انپر نماز پڑھینگے اور مسلم کی حدیث عبداللہ بن عمروؓ مین ہی کہ سات برس ٹھہرینگے پس واللہ اعلم احتمال یہ ہی کہ قبل اُٹھائے جانے اور بعد اُتارے جانیکے اُنکی مجموع اقامت اسمین شمار ہو کیونکہ صحیح قول یہ ہی کہ وہ تینتیس ۳۳ برس کے اُٹھائے گئے تھے اور ایک حدیث مین یہ لا دعیسیٰؑ تینتیس ۳۳ برس مذکور ہی اور ابن عساکرؒ نے جو اپنی تاریخ مین حضرت عیسیٰؑ کا ایک سو پچاس برس کی عمر مین اور حاکم نے ایک سو بیس برس مین روایت و اُٹھایا جانا حکایت کیا ہی وہ قول شاذ غریب بعید ہی اور **مترجم** کہتا ہی کہ **شیخ جلال**ؒ نے بھی اس تفسیر مین یہی قول جو **ابن کثیرؒ** نے صحیح کہا ہی اختیار کیا اور **مترجم** نے آل عمران مین ولادت عیسیٰؑ و اُٹھائے جانے کی تفسیر قولہ اذ قال اللہ یا عیسےٰ انی متوفیک و رافعک الی الآیہ مین یہ بحث ذکر کی ہی اور ابن عساکرؒ نے تاریخ مین بعض سلف سے حکایت کی کہ وہ نبی صلعم کے حجرے مین دفن ہونگے قلتُ ایسا ہی دیگر محدثین نے بھی اُسکو بعض آثار کی طرف منسوب کیا اور لطیفہ یہ کہ حجرہ مبارک مین ایک جگہ خالی ہی

فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِیۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَیۡهِمۡ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ وَ بِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِیۡلِ

سو یہود کے گناہ سے ہمنے　حرام کین　اُنپر کتنی پاک چیزین جو اُنکو حلال تھین　اور اس سے کہ اٹکتے تھے اللہ کی راہ

اللّٰهِ کَثِیۡرًا ۙ﴿۱۶۰﴾ وَّ اَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَ اَکۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ 160

سے　اور　اُنکے　سود لینے پر　اور اُنکو اس سے منع ہو چکا ہی　اور لوگون کے مال کھانے پر

بِالۡبَاطِلِ ؕ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰکِنِ الرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ 161

ناحق　اور تیار رکھی ہی ہمنے اُنمین منکرون کے واسطے　دُکھ کی مار　لیکن جو ثابت ہین علم پر

مِنۡهُمۡ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ وَ الۡمُقِیۡمِیۡنَ

اُنمین　اور ایمان والے　سو مانتے ہین　جو اُترا　تجھپر　اور جو اُترا تجھسے　پہلے　اور آخر تک نماز پر

Marfat.com

الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ
قائم رہنے والونکو اور دینے والے زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسوں کو ہم دینگے

اَجْرًا عَظِيْمًا ۟ 161
بڑا ثواب

فَبِظُلْمٍ ای بسبب ظلم۔ یعنے بسبب ظلم صادر ہونے کے اور بیضاوی نے لکھا ای فبای ظلم یعنے بہت بڑے ظلم صادر ہونے پر۔ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا۔ ہم الیہود۔ ان لوگوں کی طرف سے جو یہود ہوے اور وہ یہودی ہین۔ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ
ہم نے حرام کردین انپر وہ طیبات جو اُنکے لیے حلال تھین ف یہ طیبات جنکو حرام فرمایا وہ سورۂ انعام کے قولہ وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الآیۃ مین مذکور ہین سو اضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا ضرور معلوم ہوگیا کہ یہود پر اللہ تعالے نے طیبات کو انکی طرف سے ظلم صادر ہونے کے سبب سے حرام کیا اور رہی تفصیل تو واحدیؒ نے لکھا کہ وجہ تحریم طیبات کی کس نبی کی زبان پر اور کیونکر اور کب ہوتی گئی تو اسمین مجھے کوئی قطعی بات نہین ملی اور خازنؒ نے اس قول کی تصدیق کی اور شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ تحریم کبھی تو قدری ہوتی ہے اسکے یہ معنے کہ اللہ تعالے نے اجرا التقدیر انپر اسطرح کی کہ اُنھون نے کتاب توریت مین اسطرح تاویل و تحریف و تبدیل کی جس سے اشیاے حلال اُنپر حرام ہوگئین پس اللہ تعالے کے شکنجہ مین کھینچ دینے سے اُنھون نے اپنے اوپر سختی کرکے بہت چیزین حرام کرلین۔ اور کبھی شرعی یعنے اُنکو اللہ تعالے نے توریت مین بہت وہ چیزین جو پہلے حلال تھین سواے اُنکے جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کرلی تھین حرام کردین کما مر فی قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الآیۃ۔ اور باوجود اسکے وہ لوگ افترا باندھے جاتے تھے کہ یہ چیزین کچھ ہمپر نہین بلکہ نوحؑ و ابراہیمؑ سے حرام چلی آتی ہین چنانچہ اسکا بیان گزر چکا پھر بظلم پر عطف کیا قولہ۔ وَبِصَدِّهِمْ الناس عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ دینہ صدا۔ كَثِيْرًا ۔ اور بسبب اُنکے روکنے کے لوگونکو سبیل اللہ یعنی اللہ کے دین سے بہت روکنا ف یہان یہودیونپر طیبات حرام ہونے کے سبب بیان فرمائے جنکا مرجع انھین یہودیونکے فسق و فجور مین اول سبب یہ کہ اُنھون نے ظلم بہت کیا دوم سبب یہ کہ اُنھون نے راہ حق سے لوگونکو خوب روکا سبب سوم قولہ تعالے وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ ۔ اور یہود کے سود لینے سے حالانکہ اُس سے منع کیے گئے ف یعنی توریت مین اس سے منع کیے تھے اور سبب چہارم قولہ تعالے۔ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۔ اور ناحق لوگونکے مال کھانے سے ف ناحق مال کھانے سے یہ مراد کہ معاملات کے فیصلہ کرنے مین رشوت لیکر ناحق حکم دیتے تھے جو توریت کے خلاف ہوتا۔ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ اور ہمنے ان کافرون کے لیے عذاب الیم مہیا کیا ہے ف پھر چونکہ یہود مین وہ بعض بھی تھے جو ایمان لائے مانند عبد اللہ بن سلامؓ کے تو انکا استدراک فرمایا بقولہ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ ۔ لیکن وہ مستثنیٰ ہین جو اُنین سے راسخین فی العلم ہین ف جیسے عبد اللہ بن سلام حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا عبد اللہ بن سلام و ثعلبۃ بن سعید و زید بن سعید و اسید بن عبید جو کہ اسلام مین داخل ہوے اور محمد صلعم و قرآن کی تصدیق کی اُنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی بقولہ لکن الراسخون فی العلم۔ اور رسوخ فی العلم سے مراد یہ کہ علم نافع کے ساتھ دین مین اُنکا قدم ثابت ہو۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ المہاجرون والانصار یعنے مومنون سے مراد مہاجرین و انصار ہین جو آنحضرت صلعم پر ایمان لائے بدون اسکے کہ اہل کتاب رسابق ہون اور یہود کے راسخین فی العلم بھی اگرچہ مومنین تھے لیکن وہ اہل کتاب مین سے ایک نام سے معروف تھے الحاصل جو لوگ یہود مین سے علم حق پر ثابت قدم ہین اور مومنین مہاجرین و انصار يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۔ تو یہ سب یقین مانتے ہین جو تجھپر اُترا اور جو تجھسے پہلے اُترا۔ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

Marfat.com

ایک جماعت کی قراءۃ مین والمقیمون الصلوٰۃ ہی پس ماقبل پر عطف ہی اور ایسا ہی مصحف ابن مسعود مین ہی ولیکن جمہور کی قراءۃ مین والمقیمین نصب سے ہی اور یہی مصحف ابی بن کعب مین ہی اور ابن جریرؒ نے کہا کہ جمیع مصاحف الائمہ مین یون ہی ہی اور جسنے اسکو کاتب کا سہو شمار کیا اُسکا قول مردود ہی اور یہی قراءۃ ثابت وصحیح ہی پھر اعراب نصب اُسکو بنا بر آنکہ منصوب علی المدح ہی ای وامدح المقیمین الصلوٰۃ اور مدح کرتا ہون ان لوگونکی جو نماز ٹھیک کھتے ہین جیسے قولہ تعالےٰ والموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصابرین فی البأساء الآیۃ۔ مین آیا ہی اور یہ وجہ اعراب رجیح ہی ابن جریرؒ نے کہا کہ کلام عرب مین ایسا شائع ہی اور ابن جریرؒ نے اختیار کیا کہ مراد اس سے ملائکہ ہین اور ابن کثیرؒ نے اسکو منظور فیہ قرار دیا اور بعض نے کہا کہ انبیا مراد ہین یعنے ایمان لاتے ہین ما انزل الیک وما انزل من قبلک و انبیاء پر اور یہ وجہ ہی اور اخفشؒ نے جو اسکو مستبعد جانا تو مبردؒ نے بتوجیہ وجیہ اُسکو رد کر دیا ہی اور جاننا چاہیے کہ عائشہؓ سے مروی ہی کہ اُنسے جب والمقیمین الصلوٰۃ وغیرہ کو پوچھا گیا تو جواب دیا کہ یہ کاتب کی غلطی ہی پوشیدہ نہین کہ ابو عبیدہ وغیرہ نے ایسے آثار کو اخراج کیا اور ایک ٹکڑا مفسر جلالؒ نے مقدمۂ اتقان مین نقل کیا ہی ولیکن محفوظ ہونا ان آثار کا اگرچہ جسطرح منقول ہی بنظر ظاہر بدون جرح راوی ہو لیکن بلا علت ہونا غیر مقبول ہی اور ایسا ہی جو عثمانؓ سے مروی ہی کہ مصحف جب لکھکر اُنکے سامنے گیا تو کہا کہ مین اسمین کچھ لحن دیکھتا ہون جسکو عرب اپنی زبانین درست کرینگے تب کہا گیا کہ آپ کیون نہین بنا دیتے ہین تو کہا کہ چھوڑ دو اس سے کوئی حرام حلال یا حلال حرام نہین ہوا جاتا ہی۔ یہ روایت بھی غیر مقبول ہی اور ابن الانباریؒ نے کہا کہ اسکی اسناد متصل نہین ہی اور مفسرؒ نے متعدد طرق سے مقدمہ مین نقل کرکے جواب کیطرف اشارہ کیا کہ اسناد متصل ہی لیکن یہ طرق وروایات سب اُسی طرح سے ہین جنکا محفوظ وغیر معلول ہونا ثابت نہین ہوا اور ابن الانباریؒ نے خوب کہا کہ یہ بات محال تھی کہ عثمانؓ اپنی نظر سے کوئی فاسد چیز مصحف مین دیکھتے اور اُسکو غیر کے اصلاح کرنے پر چھوڑ دیتے اور علاوہ برین قرآن تو رسول اللہ صلعم سے متواتر منقول ہی پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ اسمین لحن ہو جبکہ حفاظ صحابہ متقین نے مجتمع ہو کر جمع کیا اور اُنھین سے لحن ہو تو دوسرے عرب کیا اصلاح کرینگے علاوہ برین دقائق خط مصحف اور اسکی خوبیان نہین جیسا کہ مفسرؒ نے مقدمۂ اتقان مین لکھا ہی صحابہؓ کو ید طولیٰ تھا پھر کیونکر یہ گمان روا ہو گا مترجم کہتا ہی کہ سب سے صحیح یہ بات ہی کہ قرآن مجید انسے متواتر منقول ہی اور یہ روایات آحاد شاذ متفرد ہین تو بھلا متواتر کے مقابلہ مین کہین ایسی روایت پر التفات ہو سکتا ہی نہین معلوم کہ راوی نے کیا سنا اور کس موقع پر سنا اور کیا سمجھ لیا اور وہی روایت کر دیا۔ اور زمخشریؒ نے کشاف مین لکھا کہ جو کوئی یہ گمان کرے کہ مصحف کے خط مین لحن واقع ہوا اُسکی بات قابل التفات نہین ہی ہان ایسے بعض لوگون نے اسطرف التفات کیا ہی جنھون نے سیبویہ رحمہ اللہ کی کتاب پر کبھی نظر نہین ڈالی اور نہ اُنکو زبان عرب اور اُنکی بول چال کے طریقون سے آگاہی ہی اور نہ اُنکو نصب بمدح واختصاص کی خوبیان جس سے کلام مین تفنن تمام حاصل ہوتا ہی کچھ خبر ہی حالانکہ یہ ایک باب وسیع ہی جسکو سیبویہؒ نے مثالون وشواہد سے خوبصورت ذکر فرمایا ہی اور یہ بات اسپر پوشیدہ رہی کہ اگلے طبقہ والے باوجودیکہ بلند ہمت تھے اور اسلام پر غیرت رکھتے تھے کیسے وہ کتاب اللہ عزوجل مین ایسا رخنہ چھوڑ جاتے جسکو پچھلے نادان لوگ جنکو مذاق عرب مین اسقدر دستگاہ نہین ہی بند کرین حالانکہ یہ لوگ تو سیکھی زبان سے اپنے کو اُنمین ملاتے ہین انتہی کلامہ اور یہ تقریر بہت جید ہی اور بک بک کرنا فضول ہی مردود بیدار کو حق سے درگزر کرنا زہر سے بدتر ہی اور قول سیبویہ کو زجاج وغیرہ ائمہ نحو وتفسیر نے ارجح قرار دیا ہی اور نماز کو قائم رکھنا اعلیٰ واشرف وبہت قابل مدح ہی اور یہ ایک رکن قریب باصل اعتقاد ہی پس اللہ تعالےٰ نے ایک اعراب سے بتلا دیا کہ مین ان بندونکی مدح کرتا ہون جو نماز ٹھیک کھتے ہین۔ **وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ**۔ اور ایسے بندونکی مدح ہی جو زکوٰۃ دیتے ہین۔ **وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ**۔ اور اُن بندونکی مدح فرمائی ہی جو اللہ تعالےٰ و روز قیامت پر ایمان لاتے ہین **اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ**۔ بنون اکثر کی قراءۃ ہی اور سیؤتیہم بالیاء حمزہؒ کی قراءۃ ہی۔ **اَجْرًا عَظِيْمًا**۔ ایسے بندونکو ہم (اللہ تعالےٰ) ثواب عظیم عطا کرینگے ف وہ جنت ہی اور مراد لے اسکا اس اجر عظیم مین سے جنت بھی ہی مگر مفسرؒ نے بنظر مقابلہ کہا کہ یہود کافرون کو عذاب الیم سے وعید ہوئی جو دوزخ ہی پس راسخون ومومنون ومقیمون الصلوٰۃ

Marfat.com

والمؤتون الزکوٰۃ کو اجر عظیم کا وعدہ ہوا وہ جنت ہی ف قال فی العرائس قولہ لکن الراسخون فی العلم یعنے وہ لوگ جو مستقیم و ثابت رہتے ہیں اللہ تعالےٰ کے خطاب خاص سننے میں بدون اُسکے کہ اُنکے نفس معارضہ کرنے پاویں اور انکے اسرار باطنہ کو اضطراب ہو کیونکہ وہ الہام حقائق و وسوسۂ شیطانی سے تمیز کیسے اور پہچانتے ہیں اور لمۂ ملکی اور لمۂ نفسی شیطانی میں فرق جانتے ہیں بلکہ خطاب عقل و قلب و نفس و روح و ملک و سر باطن و شیطان ہر ایک کو نور خطاب الٰہی جان لیتے ہیں اور ہر خطاب کا موقع پہچانتے ہیں انکا علم لدنی ہی اور اُنکی زبان الہامی ہی اور قلب عرشی ہی اور روح ملکوتی ہی اور اُنکا اسرار باطنہ میں علوم مجہولہ بھرے ہیں اور باوجود اسکے ہر خطاب کو وہ لوگ قرآن و سنت کی ترازو پر تولنا جانتے ہیں اور کلام اولیا سے پرکھ لیتے ہیں اور بعض نے کہا کہ راسخین فی العلم وہ عالم باللہ و عالم بامر اللہ تعالےٰ ہیں جو ہر حال میں سنت رسول اللہ صلعم کے پیرو ہیں اُس سے تجاوز نہیں کرتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ لوگ ہیں جو علم کے حدود و شرائط پر ٹھہرے اور ثابت رہتے ہیں اُسکے حدود سے کسی رخصت و تاویل کے ساتھ تجاوز نہیں کرتے ہیں اور بعض نے کہا جو برہان سے حقائق بیان تک پہونچے ہیں۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

ہمنے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور نبیوں کو اُسکے بعد اور وحی بھیجی ابراہیم کو اور اسمٰعیل کو

وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا

اور اسحٰق کو اور یعقوب کو اور اُسکی اولاد کو اور عیسےٰ کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو اور ہمنے دی

163
دَاوُودَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

داؤد کو زبور کتنے اور کتنے رسول جنکا احوال سنایا ہمنے تجھکو آگے اور کتنے رسول جنکا احوال نہیں سُنایا

164
عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۝ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ

تجھکو اور باتین کین اللہ نے موسےٰ سے بول کر کتنے رسول خوشی اور ڈر سنانے والے تا نہ رہے

165
لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

لوگون کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولون کے بعد اور اللہ زبردست ہی حکمت والا

محمد بن اسحاق نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ دو یہودی سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہم نہیں جانتے کہ موسیٰؑ کے بعد اللہ تعالےٰ نے کسی بشر پر کچھ اُتارا تو اسی بارہ میں اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا۔ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۔ یہ بھی تشبیہ ہی۔ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۔ یعنے حضرت ابراہیم کے دونون بیٹے جنمین سے اسمٰعیل بڑے تھے وَيَعْقُوبَ ۔ یعنے اسحٰق کے بیٹے۔ وَالْأَسْبَاطِ ۔ اولادہ۔ یعنے یعقوبؑ کی اولاد کیونکہ اسرائیل یعنے یعقوبؑ کی اولاد میں سبط و اسباط کا لفظ ایسا ہی بولا گیا جیسے کہ اولاد اسمٰعیل میں قبیلہ و قبائل کا لفظ بولا جاتا ہی۔ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ ۔ اباہ۔ یعنے سلیمانؑ کے باپ کو زَبُورًا ۔ زبور بالفتح جمہور کی قراءۃ ہی اور یہ نام اُس کتاب آسمانی ہی جو داؤدؑ کو ملی تھی اور اُسمین اخلاق و نصائح و ذکر و اذکار تھے اور عمل احکام و شرائع کا توریت ہی پر رہا پھر انجیل سے کچھ توریت منسوخ ہوئی ہی اور حمزہ کی قراءۃ میں زبور بالضم ہی پس وہ مصدر ہی یعنے مفعول ای مزبور ہی اور معنے اُسکے مکتوب ہین الحاصل اے محمد ہمنے تجھے وحی فرمائی جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی نوحؑ پر اور انکے بعد والے انبیا پر اور جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی ابراہیمؑ پر اور اُنکے دونون بیٹے اسمٰعیل و اسحٰق پر اور اسحٰقؑ کے بیٹے یعقوبؑ پر اور یعقوبؑ کی اولاد

اسباط پر اور عیسیٰ و ایوبؑ و یونسؑ و ہارونؑ و سلیمانؑ پر اور ہمنے داؤدؑ کو زبور عطا فرمائی ف ان انبیاء مین سے اکثر وہ ہین جنکی نبوت کو یہودی مانتے ہین تو انکو
وحی آتی تھی بالخصوص داؤد علیہ السلام کو زبور وحی فرمائی جو معروف و مشہور ہی پھر یہود خبیث کیونکر انکار کرتے ہین کہ بعد موسیٰؑ کے کسی کو وحی نہین ہوئی ہی
حالانکہ ہر پیغمبر کو وحی ہوا کرتی ہی اور یہ سب رسول تھے جنکا نام بیان فرمایا۔ وَرُسُلًا۔ ای وارسلنا رسلا اور بھیجا ہمنے ایسے رسولون کو۔ قَدْ
قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ جنکا حال ہمنے تجھپر وحی مین پہلے بیان کیا اور ایسے رسولون
کو جنکا حال تجھپر بیان نہین کیا ف واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا معلوم ہوا کہ جسقدر رسول کلام مجید مین مذکور ہین انکے سوا اور بھی رسول اللہ تعالیٰ
نے بھیجے لیکن انکی تعداد و نام وغیرہ معلوم ہونے مین کوئی نفع نہین جیسے معلوم ہونین سوا ایک آگاہی کے کوئی اور فائدہ بھی نہین ہی لہذا اوتعالے نے
سوا چند انبیاء کے جنکے بیان احوال مین جامع خوبیان درج ہین اور اسیقدر مین کفایت ہوگئی باقیونکو ذکر نہین فرمایا پس جنکو ذکر فرمایا وہ آدمؑ۔ ادریسؑ
نوحؑ۔ ہودؑ۔ صالحؑ۔ ابراہیمؑ۔ لوطؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ اسحٰقؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ شعیبؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ یونسؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ الیسعؑ۔ ذکریاؑ۔ عیسیٰؑ۔ یحییٰؑ۔ اور اکثرون
کے نزدیک ذوالکفلؑ۔ اور سب کے سردار محمد صلعم کذا ذکرہ ابن کثیر اور کہا گیا کہ ایوبؑ و الیاسؑ اور سورہ قصص مین سب کا ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرونگا
پھر جنکو نہین ذکر کیا اسمین روایات ہین قال المفسر مروی ہی کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار نبی بھیجے جنمین سے چار ہزار تو بنی اسرائیل مین سے اور چار ہزار باقی
لوگون مین سے تھے یہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورہ غافر مین لکھا ہی قال المترجم اور مفسر سیوطیؒ نے جوامع مین اسپر تفصیل کی ہی
وقد رواہ الحاکم وابو یعلی عن انسؓ مرفوعا وضعفہ ابن کثیر ثم رواہ عن شیخہ الحافظ ابو عبد اللہ الذہبی باسنادہ الی انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلعم فذکر
نحوہ وقال ہذا حدیث غریب من ہذا الوجہ واسنادہ لا باس بہ رجالہ کلہم معروفون الا احمد بن طارق فانی لا اعرفہ بعدالۃ ولا جرح واللہ اعلم۔ یعنی ابن کثیرؒ نے
اپنے شیخ ذہبیؒ کی اسناد سے حدیث انس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل مین چار ہزار انبیاء بھیجے اور باقیون مین چار ہزار بھیجے۔
اسکی اسناد مین سب آدمی مشہور ہین سوا احمد بن طارق کے مین انکے بارہ مین کچھ واقف نہین ہون پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث بروایت محمد بن الحسین
الآجری وارد کی کہ ابوذرؓ نے کہا کہ مین مسجد مین گیا ناگاہ رسول اللہ صلعم تنہا بیٹھے تھے پس مین آپکے پاس بیٹھ گیا الی آخر الحدیث اور اسمین مذکور ہی کہ پھر مین نے پوچھا کہ
یا رسول اللہ انبیاء کتنے ہوئے ہین فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ مین نے کہا اسمین سے رسول کتنے ہین فرمایا کہ تین سو تیرہ ایک جم غفیر ہین۔ مین نے کہا
کہ پہلا کون ہی فرمایا کہ آدمؑ مین نے کہا وہ بھی نبی مرسل تھے۔ فرمایا کہ ہان اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اسمین اپنی روح پھونکی اور برابر کیا
پھر فرمایا کہ ای ابوذرؓ ان مین سے چار سریانی تھے آدمؑ و شیثؑ و خنوخؑ یعنے ادریسؑ جسنے پہلے پہل قلم سے لکھا اور نوحؑ اور چار عرب سے تھے۔ ہودؑ و شعیبؑ
و صالحؑ و تمھارا نبی صلعم اور فرمایا کہ ای ابوذر اول الانبیاء بنی اسرائیل مین موسیٰؑ اور آخری عیسیٰؑ تھا اور اول الرسل آدمؑ اور آخری محمد صلعم ہین مین نے کہا یا
رسول اللہ کتنی کتابین اللہ تعالیٰ نے اُتارین فرمایا کہ ایکسو چار یعنی شیثؑ پر پچاس صحیفے اور خنوخؑ پر تیس اور ابراہیمؑ پر دس اور موسیٰؑ پر قبل توریت کے
دس صحیفے اور توریت و انجیل و زبور و فرقان چار کتابین صحیحین مین نے کہا کہ یا رسول اللہ صحف ابراہیم مین کیا تھا فرمایا کہ یون کہ ای نمرود مسلط مبتلی
مغرور مین نے تجھے اسطرح نہین مبعوث کیا کہ تو دنیا کو بعض کو بعض پر جمع کرے بلکہ اسواسطے مبعوث کیا کہ مجھسے مظلوم کی دعا ہٹائے رکھے کہ مین مظلوم کی
دعا اگرچہ کافر ہو واپس نہین کرتا ہون اور اسمین نصائح ہین کہ عاقل پر واجب ہی کہ اُسکی چند ساعتین ہون ایک ساعت مین اپنے پروردگار سے مناجات
کرے اور ایک ساعت مین اپنے نفس سے حساب لے اور ایک ساعت مین اللہ تعالیٰ کی صنعت مین فکر کرے اور ایک ساعت مین اپنے کھانے پینے ضروری
حاجات کے واسطے فراغت کرے اور عاقل پر واجب ہی مشغول تجہیز نہو مگر تین کام کرے یا تو اپنی آخرت کا توشہ تیار کرے یا معاش محنت کرے یا حلال لذت
اٹھائے اور عاقل پر واجب ہی کہ اپنے وقت کو نگاہ رکھے اپنے حال پر متوجہ رہے اپنی زبان کی حفاظت کرے اور جسنے اپنے کلام کو کام مین شمار کیا وہ کم بولیگا

Marfat.com

اسیقدر کہ بولنا مقصود ہو۔ مین نے کہا کہ یارسول اللہ صحف موسیٰ کیا تھے فرمایا کہ سب عبرت تھے عجب اُس شخص سے جو اپنے مرنے کا یقین کرے پھر وہ
خوش ہوتا ہی عجب اُس سے جو تقدیر کو مانتا ہی پھر کوشش کرنے پر آمادہ ہو کر رنج کرتا ہی عجب اُس سے جو دنیا اور اسکی لوٹ پوٹ کو دیکھتا ہی پھر اُسپر مطمئن ہوتا
ہی عجب اُس سے جو عاقبت مین کل کے روز حساب کا یقین کرتا ہی پھر عمل نہین کرتا ہی۔ مین نے کہا یارسول اللہ جو آپ پر نازل ہوا اُسمین بھی کچھ ایسے نصائح
و عبرت مین سے ہی جو ابراہیم و موسیٰ پر اُترے تھے۔ فرمایا ہان پڑھا سکو قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر و ابقی ان ہذا لفی الصحف
الاولی صحف ابراہیم و موسیٰ۔ مین نے کہا کہ یارسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ مین تجھے اللہ تعالے سے تقوی کرنیکی وصیت کرتا ہون کہ یہ تیرے سب کام
کا سر ہی۔ مین نے کہا کہ کچھ زیادہ کیجیے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن و یاد الٰہی کو لازم کر لے کہ تیرے لیے آسمان مین ذکر اور زمین مین نور ہی۔ مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا
کہ بہت ہنسی سے بچا رہ کہ دلکو مارتی اور چہرے کا نور کھوتی ہی۔ مین نے کہا اور کچھ زائد کیجیے۔ فرمایا کہ جہاد کرنا لازم کر لے کہ یہ میری امت کی رہبانیت یہی ہی۔ مین نے کہا
اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ خاموشی اختیار کر مگر نیک بات مین بول کیونکہ خاموشی شیطانکو بھگاتی ہی اور دینی کام پر مدد کرتی ہی۔ مین نے کہا کچھ اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ اپنے
سے نیچے کو دیکھ اور اونچے کو مت دیکھ اس سے سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کی تحقیر نہ کرے اور نہ بدکامے۔ مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ مسکینونکو دوست رکھ اور
انکے ساتھ بیٹھا کر کہ یہ سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کو اس سے نہ بدکامے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اپنے قرابتیون سے میل کھو اگرچہ تجھے الگ کرین۔ مین نے کہا
کہ اور زائد۔ فرمایا کہ حق بات کہدے اگرچہ کڑوی لگے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اللہ تعالی کے معاملہ مین کسی کی ملامت سے مت ڈر پھر میرے سینے پر
ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابوذر نہین عقل مثل تدبیر کے اور نہین پرہیزگاری مثل باز رہنے کے اور نہین کوئی حسب مثل خوش خلقی کے ہکذا اوردہ ابن کثیر بطولہ
و قد رواہ ابو حاتم معلما بالصحۃ وغیرہ و تکلم فیہ ابن الجوزی من اجل ابراہیم بن ہاشم الراوی الذی تکلم فیہ غیر واحد من ائمۃ الجرح والتعدیل و قد وقع عدد الانبیاء زیادۃ من
الف الف فی روایۃ احمد وغیرہ و صححہ ابن حبان و الحاکم یعنے ابن کثیر نے یہ روایت وارد کی اسمین ابن الجوزی نے بوجہ ابراہیم بن ہاشم راوی کے کلام کیا اور
روایت امام احمد مین تعداد انبیاء قریباً ایک لاکھ مذکور ہی اسکو ابن حبان و حاکم نے صحیح کہا ہی۔ **وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى**۔ بلا واسطہ **تَكْلِيمًا**۔ یعنے
اللہ تعالی نے کلام کیا موسیٰ سے بدون کسی واسطے کے کلام کرنا اور معنے یہ کہ اللہ تعالی نے سننے کا حجاب اُٹھا دیا یہانتک کہ موسیٰ نے کلام باری
تعالی کو سنا اور یہ فضیلت خصوص موسیٰ کو حاصل ہوئی۔ اور مفسر نے بلا واسطہ کی قید زائد نہین لگائی بلکہ توضیح کر دی جو نفس کلام سے محاورہ جاننے والے
کو معلوم ہی اور وہ تاکید بقولہ تکلیما ہی کیونکہ اس سے یہ توہم جاتا رہا کہ شاید کہ تکلیم مجازاً ہو چنانچہ فراء نے کہا کہ اہل عرب ہر بات کو جو پہونچ جاوے کسی طریق سے ہو
کلام کہتے ہین جبتک کہ مصدر سے تاکید نہ لائی جاوے پھر جب مصدر سے تاکید ہو تو فقط حقیقی کلام مراد ہوگا اور نحاس نے فرمایا کہ نحویون نے اس امر پر اجماع
کیا ہی کہ جب فعل کو اسکے مصدر سے مؤکد کیا جاوے تو وہ مجازاً نہوگا۔ یہانسے معتزلہ وغیرہ کا رد ہو گیا جو کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے درخت وغیرہ کسی چیز مین کلام
پیدا کیا تھا اس سے موسیٰ نے سنا تھا۔ اور بعض کم بختون نے اعراب مین تحریف کی کہ اسم اللہ کو نصب سے پڑھا اور موسیٰ کو کلم کا فاعل قرار دیا یعنے موسیٰ نے
اللہ سے کلام کیا حالانکہ اس صورت مین قراءۃ متواتر کی مخالفت لازم آتی ہی اور تکلیما کا کوئی فائدہ نہین رہتا ہی علاوہ برین یہ قطعاً مردود ہی بدلیل قولہ تعالے
ولما جاء موسی لمیقاتنا و کلمہ ربہ۔ کیونکہ اسمین خواہ مخواہ ربہ فاعل ہی اور کلمہ کی ضمیر منصوب راجع بموسیٰ ہی۔ اور واضح رہے کہ بنی اسرائیل نے تکلیم موسیٰ کی کیفیت مین
عجیب غلط ملط قصے روایت کیے ہین جنکا ذکر کرنا بیفائدہ تطویل ہی۔ **رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ**۔ یعنے یہ رسول ایسے بھیجے کہ جو ایمان لاوے اُسکو تو اسکی
خوشخبری سنانیوالے **وَمُنْذِرِينَ** اور جو کفر کرے اسکو عذاب سے ڈرانے والے ہین۔ **لِئَلَّا يَكُونَ**۔ ای ارسلناہم لئلا یکون۔ **لِلنَّاسِ**۔
یعنے بھیجا ہمنے ان رسولونکو تاکہ نہووے بندونکے لیے۔ **عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ**۔ اللہ تعالے پر کوئی حجت ف۔ بعد الرسل عذر۔ اسواسطے حجت یعنے دلیل
سے دوسرے پر غلبہ کرنا تو یہان بن ہی نہین سکتا اور یہ عذر رفع کرنا محض اللہ تعالے کا فضل ہی پس معنے یہ ہوے تاکہ بندونکو کوئی عذر کی مجال

Marfat.com

بحضور باری تعالیٰ نہو۔ **بَعْدَ** ۔ارسال۔ **الرُّسُلِ** الیہم۔بعد اُسکے کہ رسولونکو اُنکی طرف ارسال فرمادیا ف حاصل معنی یہ کہ تاکہ بعد اسکے بندون
کافرونکو کوئی عذر نہو بانیطور کہ کہین کہ ای پروردگار کیون نہین تو نے ہیر کوئی رسول بھیجا تاکہ ہم تیری آیتونکی پیروی کرتے اور مومنین سے ہوجاتے جیساکہ
کلام مجید مین دوسرے مقام پر صریح ہے پس ہمنے رسول اُنکے عذر قطع کرنیکو بھیجدیے **وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا** ۔اللہ غالب ہے اور دانا ف یعنے
مخلوق کی مصلحت کو خوب جانتا ہے ف فی العرائس قولہ انا اوحینا۔ آنحضرت کے ذکر کے ساتھ دیگر انبیاء کو ذکر کرنا آنحضرت صلعم کے حق مین تسلی و تثبیت ہے اور
زیادت قرب و محبت کی عبرت ہے قولہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ انبیاء کے درمیان مین سے موسیٰ کو خطاب خاص بلاواسطہ سے تخصیص دی اور حضرت موسیٰ نے ایک گونہ
مبادرت کی کہ دیدار کا سوال کر بیٹھے پس حقتعالے نے انکو خطاب سنانے مین توقف رکھا اور دیدار خالص سے ممنوع رکھا اور ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اسرار پر بار شوق اٹھایا اور انبساط مین آکر سوال دیدار نہ کیا تو انکو یہ کرامت عطا ہوئی کہ او تعالیٰ نے چشم سر اور چشم قلب سے بمشاہدہ و بمعائنہ ظاہر و باطن
دیدار خاص سے مشرف فرمایا اور بلاواسطہ بلاحجاب اپنا کلام سنایا چنانچہ فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی ماکذب الفواد مارای الآیۃ **مترجم** کہتا ہے کہ
صحاح کی روایات اس مضمون کی شاہد ہین جو شیخ نے لکھا ہے اور اول آیت بلاتکلف مثبت مدعا ہے اور بعض محققین نے ذکر کیا کہ جمہور کے نزدیک آنحضرت
صلعم کو دیدار نصیب ہوا فافہم۔ اور جب اللہ تعالے کسی نبی یا ولی کو اپنا کلام سنانا چاہتا ہے یعنے آنکہ ازل سے اُسکے مقدر مین ہوتا ہے تو اپنی طرف سے اسکو
ایک قوت سننے کی دیتا ہے جس سے وہ سنتا ہے کما روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع الحدیث جو بکر گذر چکی ہے او تعالے نے اپنا
کلام سنایا وہان کچھ حروف و آواز کو دخل نہ تھا بلکہ حروف ازلی و آواز قدرت سے سنایا جو وسواس انفاس کے سمجھ سے بالا ہے اور ولایت ازلی مین
رسم اجلی کو دخل نہین

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اُسکی جو اُسنے تیری طرف نازل کیا اسکو اللہ نے اپنے علم کے ساتھ اُتارا اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہین۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾

اور کافی ہے اللہ تعالے گواہ ہونے کو

آنحضرت صلعم نے یہود سے اپنی نبوت کو پوچھا یعنے توریت مین میری بشارات کیونکر پاتے ہو پس اُنھون نے چھپایا اور ظاہر مین کہا کہ ہم نہین جانتے ہین پس نازل
ہوا کہ یہ کفار اگر انکار کرین تو تجھے کچھ پروا نہونا چاہیے۔ **لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ** لیکن اللہ تعالے تیری نبوت کو ظاہر فرماتا ہے ف کیونکہ شہادت کے معنے
ظاہر کرنا امر خفی کا یا انکار کیے ہوے کا پھر یہ شان نزول جو شیخ مفسر نے ذکر کیا ہے اُسکو **حافظ ابن کثیر** نے ابن عباس سے بروایت محمد بن اسحاق ذکر
کیا اور باوجود اسکے تفسیر مین کہا کہ چونکہ قولہ انا اوحینا الیک سے آخر تک متضمن اثبات نبوت آنحضرت صلعم اور صریح ان لوگون پر رد ہے جو اہل کتاب و مشرکین سے منکر تھے
تو فرمایا لکن اللہ یشہد الخ اور قریب اسکے **بیضاوی** نے کہا کہ یہ استدراک از مفہوم ماقبل ہے گویا بات یہ ہوئی کہ ہر گاہ انھون نے آسمان سے اپنے اوپر کتاب
نازل کرنیکے سوال مین تعنت کیا اور قولہ انا اوحینا الیک الآیۃ۔ سے اُنپر حجت کیگئی کہ طریقہ وحی بر آنحضرت صلعم ویسا ہی ہے جیساکہ نوح و دیگر انبیاء
علیہم السلام پر تھا تو فرمایا کہ یہ لوگ اپنی خیانت سے گواہی نہ دینگے ولیکن اللہ تعالے شاہد ہوتا ہے اور یہ لوگ انکار کرینگے ولیکن اللہ تعالے اُسکو خوب ظاہر و
ثابت فرماتا ہے **بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ** ۔من القرآن المعجز۔ یعنے ببین ف ظاہر فرمایا ہے تیری نبوت کو قرآن سے جو جن و انس انکو اپنے مثل فصاحت بلاغت و تعبلہ
غیب کو لانے سے عاجز کر نیوالا ہے پس مدعی کیطرف سے جب اعجاز ظاہر ہو تو وہ سچا ہے۔ واضح ہو کہ دعوت حضرت محمد صلعم عام تام ہے ولیکن اعجاز قرآن جو معجزہ عظیم
ہے دو جہت کر دیا کہ عارفین بان ود انا پر واضح و ظاہر ہے اور غیر زبان والونپر بسبب فنون بلاغت نجاننے کے خفی ہے اور یہ حالت کلیہ ہے چنانچہ شعر و شعلہ و نظم و

نثر ہر ایک شخص اُنکی خوبیوں سے آگاہ نہیں ہوتا مگر وہی جو نظم کے قواعد و خوبی و نثر کے فنون سے آگاہ ہو قول مشہور ہے کہ جوہر کو جوہری ہی پہچانتا ہے پس اس قدر اس اعجاز میں
تھا کہ رحمۃ للعالمین کے مناسب ہے کیونکہ اتنا بھی خفا اگر نہ ہوتا تو ظہور میں پردرنگی رجب غضب و بدانجامی منکر و دکیلیے ہوتا اور معلوم ہے کہ عرب سے بجز اسلام و توحید
اور کچھ جزیہ وغیرہ قبول نہیں ہے فافہم۔ اہل عرب میں سے باوجود انکی لڑائی و جنگ و جدال و عداوت بہتا تکے انکے فصیح و بلیغ معروف و مشہور شعرا و خطبا و دنیسے
کلام مجید و معجز حمید کے حق میں بڑے بڑے کلمات تعریف کے متواتر مروی ہیں اگرچہ ایمان کے طور پر انھوں نے نہیں سراہا کیونکہ اسمیں انکے نزدیک مذمت ہے مگر یہ کہنا
کہ ایسا کلام آدمی کی مجال نہیں اور یہ کلام کسی جن کا ہے اور اسکے مقابلے میں قلم توڑ دیا یہ سب اُسکے معجز ہونے پر صریح دلیل ہیں اور بہتیرے مسلمان ہو گئے اور
بعض اعرابی نے کہا کہ سجدت لفصاحۃ ہذا الکلام۔ میں نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا پس عاقل جانتا ہے کہ جن کی کیا مجال ہے جو ایسا کلام لاوے اور
اعرابی کو چاہیے کہ اس کلام کے کہنے والے کو سجدہ کرے۔ اور بعض متقدمین نے اسکی فصاحت و بلاغت میں کتابیں لکھی ہیں باین معنی کہ اسقدر کمالات اس سے
ظاہر ہوے اور دلمیں اس سے بڑھکر مذاق پہونچتا ہے اور فصحاء عرب کے اقوال سب جمع کیے ہیں پس اس زمانہ میں جو بعضے کافر و مشرک اس سے تردد ظاہر کرکے
اور جاہل مسلمان اُنکی باتوں سے شک میں پڑتے ہیں اسکا منشا حماقت و جہالت ہے زبردست فصحاے عرب جنکی نظم و نثر موتیوں میں تولی جاتی تھی اور موجود ہے
جب اُنھوں نے اسکے مقابلے میں اپنا کان پکڑا اور سوائے تعریف و تحسین کے مجال نہوئی تو اس زمانہ کے بیوقوف جاہل بے تمیز و نکو کیا مجال ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عرب والے
سخت دشمن تھے اگر کچھ بھی گنجایش پاتے یا کوئی بات بد کہی ہوتی تو شیطان کی طرح زمانہ میں مشہور ہو جاتے اور اگر مسلمان نقل نکرتے تو یہود و نصاریٰ کا کہنے
پکڑا تھا لیکن سوائے یہود کے اہل عرب میں زمانہ کفر میں بھی یا بابت باین معنی موجود تھی کہ معاملات میں سچائی کا برتاو رکھتے تھے اگرچہ خونریز اور جنگجو تھے سو یہاں
تو یہودیوں کی بھی زبان بند تھی یہ نہیں کہتے تھے کہ بشر کا کلام ہے بلکہ کہتے تھے کہ جبرئیل نے وحی لانیمیں عداوت کرکے بنی اسرائیل کو چھوڑا اور عرب کے ایک شخص
کو پہونچائی اس حماقت کو دیکھو اسکا رد ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ تیری صدق رسالت کی گواہی دیتا ہے بذریعہ اس قرآن کے جو تجھپر نازل فرمایا ہے۔ **اَنْزَلَهٗ**
بِعِلْمِهٖ ۔ در حالیکہ اللہ تعالیٰ نے اُتارا اس کلام کو اپنی آگاہی سے ف یعنی درحالیکہ او تعالیٰ اسکا عالم ہے تو سزاوار نبوت و وحی ہے یا یہ مراد ہے کہ اپنے علوم
کیساتھ نازل کیا یعنی اسمیں اسکا علم موجود ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ اُسنے یہ کلام معجز ارسال فرمایا مع علوم و اخبار غیب کے جسکے مثل کوئی نہیں
لا سکتا۔ **وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ** ۔ لک ایضا۔ یعنی ملائکہ بھی تیرے صدق نبوت و رسالت کی گواہی دیتے ہیں ف فقط جبرئیل علیہ السلام نہیں
بلکہ میکائیل و اسرافیل وغیرہ سب گواہ ہیں **قال البیضاوی** اسمیں تنبیہ ہے کہ یہ لوگ کافر جو چاہتے ہیں کہ بے تامل و غور کے تیری نبوت کا صحیح ہونا جان
لیں چنانچہ آسمان سے لکھی لکھائی کتاب اُتار لانیکو انکے سامنے مانگتے ہیں تو اسکے واسطے نور و صفائے تام چاہیے اور یہ فقط فرشتوں کو حاصل ہے آدمی کو تبدل
میں یہ نہیں ہوتا پس اگر نظر صحیح سے غور کریں جیسے کہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیات سے ارشاد کیا تو فوراً جان لیں **قال المترجم** اس تنبیہ
کا نفع سوائے لعنت و عناد والوں کے اوروں کی طرف عاید ہے۔ **وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا** ۔ علی ذلک۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا شاہد ہونا بس کافی ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
جو لوگ منکر ہوے اور روکے اللہ کی راہ سے وہ دور پڑے ہیں بھول کر جو لوگ

كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ
منکر ہوے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہیں انکو اور نہ انکو ملاوے راہ مگر راہ دوزخ کی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ
پڑے رہیں اسمیں ہمیشہ اور یہ اللہ پر ہے آسان لوگو تم پاس آ

Marfat.com

الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
رسول آپکا ٹھیک بات لیکر تمھارے رب کی سو مانو کہ بھلا ہو تمھارا اور اگر نہ مانوگے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان

وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ 170
اور زمین میں اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا جنھوں نے کفر کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ ف بایں طور کہ رسول برحق نے جس طرح ایمان لانیکو کہا اُسکو نہ مانا بلکہ رسول ہی کو نہ مانا کیونکہ انکار رسول عین کفر باللہ تعالےٰ ہے اور باوجود اس کفر کے ۔ وَصَدُّوا الناس ۔ اور روکا لوگوں کو عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۔ راہ خدا سے ف یعنے دین اسلام میں داخل ہونے سے بایں طور روکا انھوں نے صفت محمد صلعم کی جو توریت میں موصوف اور اسپر عہد لیا گیا تھا اُسکو چھپایا بلکہ بدل ڈالا پس الذین سے یہود مراد ہیں حاصل آنکہ جنھوں نے گمراہی اختیار کی اور لوگوں کو گمراہ کیا ۔ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ۔ تو یہ لوگ بہت دور کی گمراہی میں بھٹکے ہیں ف پس ضلال تو گمراہی تھی اور اضلال سے اشد گمراہی میں بعید از حق ہوگئے پس ضلال و ظلم دونوں جمع کیے جنکا عذاب بیان فرمایا بقولہ ۔
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا جنھوں نے کفر کیا اللہ تعالےٰ سے ۔ وَظَلَمُوا ۔ اور ظلم کیا ف اللہ تعالےٰ کے نبی صلعم کیساتھ بایں طور کہ اُسکی صفت چھپائی یا لوگوں کو روکا کہ اُنکو سچی صفت کے سوائے تحریف کرکے بتلائی اور ایمان سے محروم کیا اور جاہل یہودیوں سے کہا کہ نبوت اولاد ہارونؑ و داؤدؑ سے باہر نہوگی تو ایسے لوگوں کا عذاب یہ کہ ۔ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۔ تو اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ اُنکو بخشے اور نہ اُنکو کسی راہ کی ہدایت دے ف تو ہمیشہ بدکردار رہینگے اور کوئی راہ نہیں دیے جاوینگے ۔ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ ۔ سوائے راہ جہنم کے ف یعنے اُنکے لیے کوئی راہ نہیں سوائے ایسی راہ کے جو انجام کار جہنم میں پہونچادے اور وہ یہی طریقہ جسپر موجود تھے پس معنے یہ کہ جبتک اسپر جمینگے تبتک اللہ تعالیٰ نہیں بخشیگا بلکہ جہنم میں پہونچادیگا خٰلِدِينَ فِيهَا ۔ مقدرین الخلود فیہا اذا دخلوہا ۔ اس تقدیر سے کہ جب داخل ہونگے تو انکے لیے اسمیں رہنا ہمیشہ مقدر ہوگا ۔ أَبَدًا ۔ تاکید خلود ہے اور تصریح ہے کہ خلود کے معنی یہاں مدت دراز تک رہنے کے نہیں بلکہ ہمیشہ پڑے رہنے کے ہیں اور بعض نے کہا کہ الا طریق جہنم استثناء منقطع ہے یعنے لیکن جہنم کا راستہ اُنکو دیگا ۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ۔ اور یہ سب اللہ تعالےٰ پر آسان ہے ف یعنے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کچھ چیز نہیں ہے وہ جو چاہے کرے ۔ پس کوئی عاقل اُسکو روا نہیں رکھیگا کہ موت پر اسکو یقین ہو پھر ایک ایسے شخص کی پیروی نہ کرے جو عقلاً و نقلاً راہ نیک بتاتا ہے اور اپنے نفس بداخلاق کی پیروی کرکے دائمی عذاب میں گرفتار ہو لہذا ارشاد کیا کہ ۔ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ ۔ اے اہل مکہ گویا یہود کو قابل خطاب نہ جانکے تعریض فرمائی اور مشرکین مکہ کو خطاب ہے مگر بلفظ عام جو مشرکین مکہ و یہود و نصاریٰ وغیرہ سب خلق کو شامل ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ یا ایہا الناس ۔ قرآن میں اہل مکہ کو خطاب ہے ۔ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۔ آچکا تمھارے پاس یہ رسول مکرم تمھارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ ف یعنے جو کچھ وہ لایا سب حق ہے اللہ کیطرف سے ۔ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۔ ای فآمنوا بہ واقصدوا خیرا لکم ۔ پس ایمان لاؤ اسپر اور قصد کرو خیر اپنے واسطے ف ۔ کذا قال الخلیل و سیبویہ یا فآمنوا ایمانا خیرا لکم ۔ ایمان لاؤ تمھارے لیے بہتر ہوگا یعنے بہتر ہوگا اس کفر سے جسمیں تم پڑے ہو کیونکہ تم اپنے گمان میں اسکو بہتر سمجھو مگر وہ سراسر بدتر ہے پھر تمھارے گمان سے بھی تمھارا ایمان لانا بہتر ہے ۔ وَإِنْ تَكْفُرُوا ۔ اور اگر اس سے کفر کروگے ف تو اللہ تعالےٰ بے پرواہ غنی ہے تو اپنی عاقبت خراب کروگے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑوگے ۔ فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۔ کیونکہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالےٰ ہی کا ہے ف اسی کی ملک ہے اسی کے مخلوق ہیں اسکے غلام بندے و باندیاں ہیں پس تمھارا کفر کرنا اُسکی سلطنت کو کچھ مضر نہیں ہے ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا ۔ بخلقہ ۔ حَكِيمًا ۔ فی صنعہ بہم

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے آگاہ و خوب جاننے والا ہے جو صنع انمیں رکھی اور جاری کی ہی وہ حکمت سے ہے پس ہدایت کے قابل کو ہدایت دیتا ہے اور گمراہی کے قابل کو گمراہی نصیب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے گمراہ نصرانیوں کی مذمت کے ساتھ عام نصیحت فرمائی تاکہ سب گمراہوں پر حجت پوری ہو۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ

اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق مسیح جو ہے عیسیٰ بیٹا

مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ

مریم کا رسول ہے اللہ کا اور اسکا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اسکے ہاں کی سو مانو اللہ کو اور اسکے رسولوں کو

وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ

اور مت بتاؤ اسکو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے اس لائق نہیں کہ اسکے اولاد ہو

لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ ١٦١

اسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

وقف لازم

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ۔ ای اہل کتاب ف اے اہل انجیل لَا تَغْلُوا۔ ای لا تجاوزوا الحد۔ فِي دِينِكُمْ۔ مت تجاوز کرو حد سے اپنے دین میں ف پس یہود خبیث تو عیسیٰ کو مع انکی والدہ کے بہتان قبیح سے یاد کرتے تھے یہ غلو قبیح تھا جیسے خوارج دربارہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قبیح کلام کرتے ہیں۔ اور یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا بتاتے۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اور نصاریٰ کو بڑھ چلنے میں غلو تھا کہ حضرت عیسیٰ و مریم بندگان خدا کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہیں جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ جیسے روافض دربارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرح طرح کے خیالات لگاتے ہیں۔ اور اسمیں تنبیہ ہے کہ راہ مستقیم مانند پلصراط کے بہت تعدیل کی راہ باریک ہے اسمیں افراط و تفریط دونوں سے گمراہی میں پڑجاتا ہے چنانچہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کو ایک شخص نے کہا کہ اے ہمارے سید اور ہمارے سید کے بیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو بات سمجھکر کہو اور شیطان تمکو نہ بہکاوے میں محمد بن عبداللہ ہوں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اسکا رسول پس قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے پسند نہیں ہے کہ جس منزلت و درجہ پر مجھے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے تم اس سے مجکو بڑھاؤ رواہ احمد اور ابن عباسؓ نے عمر بن الخطاب سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم میرے حق میں اتر کر نہ بڑھ چلیو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ کو بڑھایا میں بندہ ہوں مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول اللہ کہیو۔ رواہ احمد والبخاری اور روایت صحیح سے ثابت ہے کہ قریب حضور وفات کے اس بارہ میں بہت تاکیدات فرمائیں حتیٰ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ ھ۔ اور فرمایا کہ تم لوگ میری قبر کو عید مت بنائیو اور مجپر درود پڑھیو جہاں ہو کہ تمہارا درود و سلام مجھے پہونچایا جائیگا تم چاہو جہاں ہو۔ ھ۔ اور نصاریٰ نے یہاں تک کفر اختیار کیا کہ عیسیٰ کو درجہ نبوت سے الوہیت پر کہنے لگے بلکہ یہود کا بھی یہی حال عزیر کے حق میں ہوا بلکہ دونوں فریق نے اپنے اپنے عالموں و درویشوں کی نسبت معصوم ہونیکا دعویٰ کرکے جو کچھ حق و باطل انھوں نے کہا اس کو آمنا و صدقنا کرلیا اور یہ پورا کفر ہے کما قال اللہ تعالیٰ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ الآیۃ۔ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اسکو معبود جانتے تھے تو حق بات سمجھا ور نہ کرتے نہ کمی کیطرف نہ زیادتی کیطرف اسواسطے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ۔ اور اللہ تعالیٰ پر سوائے حق کے کچھ مت کہو یعنی قول حق کہو کہ اللہ عز و جل پاک ہے ہر طرح کی شرکت و شریک سے اور کوئی اسکا فرزند نہیں ہے اور اسکا نہ لڑکی نہ جورو وہ ہر عیب سے پاک ہے یہ چیزیں اسکی شان ہی سے نہیں اور وہ ہی نہیں سکتی ہیں یہ لوگ عجیب بیوقوف ہیں اللہ تعالیٰ سے ہم سلمان دعا کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو ہدایت پر رکھے۔ لوگو عبرت سے دیکھو کہ یہ نصرانی جو دنیا کے کاموں میں چالاک و ہوشیار ہیں دین میں ایسے بیوقوف ہیں پس یقین کرو کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تم شریک و فرزند کے نام سے تعجب کرتے ہو

اور نصرانی اسی پیچھے ہوئے اعتقاد رکھتے ہین اللہ تعالیٰ انکو رد کرتا ہی کہ - اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ - یعنے مسیح تو مریم کا پوت عیسیٰ
تھا اللہ تعالیٰ کا الچی فقط یعنے اللہ تعالیٰ نے اُسکو یہ بزرگی دی تھی کہ اپنا رسول کیا تھا اور نصاری کو وہم بس اتنی ہی بات پر ہوا کہ بدون باپ کے عیسیٰ کو پیدا کر دیا تو
فرمایا وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ - اسکا کلمہ کہ اسکو مریم کی طرف پہونچا دیا - وَرُوحٌ مِنْهُ - ای ذو روح منہ - اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک
روح دار بندہ تھا ف حاصل آنکہ وہ تو فقط اللہ تعالیٰ کے بندون سے ایک بندہ اور مخلوقات مین سے ایک مخلوق تھا کہ حکم دیا ہو جا وہ ہو گیا اور یہ جو فرمایا
کہ روح منہ یعنے روح من اللہ تو مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیطرف اُسکی اضافت ہونا اُسکا فخر ہی سو جسکو اللہ تعالیٰ فرماوے کہ میرا بندہ ہی اُسکے لیے فخر ہی اگرچہ
درحقیقت سب اسی کا ہی اور یہ نہین ہی کہ جیسا تم نصرانیون نے گمان کیا کہ وہ اللہ کا بیٹا یا اللہ کا ساتھی شریک یا تین مین سے ایک ہی کیونکہ روح والا تو مرکب ہوکر بنا ہی
پس وہ ضرور ہی اجزاء سے بنا ہی ان اجزا کا محتاج ہی کیونکہ جبتک مرکب کے اجزا نہو نہ تبتک مرکب نہ دارد ہی اور آلہٰ حق بھلا کسی چیز کا محتاج ہوتا ہی یا کبھی معدوم ہوتا ہی
اور جو آلہٰ معبود ہو وہ ترکیب دیے جانیسے پاک ہی اور قتادہؒ وغیرہ سے روایت ہی قولہ کلمتہ القاہا الی مریم - بمانند قولہ قال لہ کن فیکون ہی اور اضافت جیسے قولہ ہذہ
ناقۃ اللہ وغیرہ مین ہی قال المترجم اضافت کی توجیہ بے فائدہ ہی کیونکہ سیاق آیت کریمہ اسیواسطے ہی کہ عیسیٰ بندۂ خدا اور رسول اللہ تھا اور جو نصاری تین
قول کفر کے کہتے ہین کہ بیٹا یا ساتھی یا تین مین سے ایک تھا سب غلط و کفر ہی پس یہود و نصاری مین سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہین لایا لہذا فرمایا
فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اُسکے رسولونکو مانو اور تین مت کہو ف یعنے جب تم حق
بات جان لی تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسولون پر اور مت کہو ثلثہ - ای لا تقولوا الآلہۃ ثلثۃ اللہ و عیسیٰ و امہ یعنی مت کہو کہ تین آلہٰ ہین ایک اللہ اور دوسرا
عیسیٰ اور تیسری اُسکی ماں - پس جو لوگ بیٹا کہتے تھے وہ تو بندہ مخلوق ثابت ہونے سے رد ہوا پھر جب تین آلہٰ کہنے والونکا رد ہوا تو جو فقط شریک کہتے تھے
وہ بھی رد ہوئے پس حق یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ بندے اللہ تعالیٰ کے اور رسول برحق اور اللہ تعالیٰ کے یہان آبرودار بندہ ہین اور واضح ہو کہ قولہ رسلہ
مین اشارہ ہی کہ سب رسولون پر ایمان لاؤ اور اگر عیسیٰ کو فقط بندہ و رسول مان لیا تو بھی ایمان صحیح نہوگا بلکہ ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہی ہر شریک و فرزند
وغیرہ عیب سے پاک و منزہ ہی اور عیسیٰ اُسکا بندہ و رسول برحق تھا اور اللہ تعالیٰ کے سب رسول برحق ہین اور محمد صلعم اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول برحق ہی و قرآن برحق
ہی یعنے ایمان کی سب باتون پر اعتقاد کرو اور تثلیث و شرک کے قائل مت ہو - اِنْتَهُوا - عن ذلک آتوا - خَيْرًا لَكُمْ - منہ وہو التوحید - باز رہو اس شرک و
تثلیث سے اور لاؤ اُس سے بہتر کو اپنے واسطے ف وہ توحید ہی یعنے توحید بجا لاؤ - إِنَّمَا اللّٰهُ - مبتدا - إِلٰهٌ - خبر - وَاحِدٌ - تاکیدی صفت ہی یعنے
اللہ تو وہی الوہیت والا اکیلا ہی - سُبْحَانَهُ - تنزیہا لہ عن - أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ - تنزیہ ہی اللہ تعالیٰ کیواسطے اس بات سے کہ اُسکے واسطے فرزند
ہووے ف جاننا چاہیے کہ نصاری کے اقوال حضرت عیسیٰ کے بارہ مین بہت مختلف و بے انتظام اور نہایت حماقت آمیز ہین چنانچہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ اس آیت
مین تین آلہٰ کا قول مذکور ہی اور ایسے ہی آخر سورہ مائدہ مین بقولہ و اذ قال اللہ یا عیسیٰ بن مریم اانت قلت للناس اتخذونی و امی الہین الآیہ - یعنے جب عیسیٰ سے
اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے مجھے اور میری ماں کو دو آلہٰ بنا لو - یہ نسطوریہ فرقہ ہی اور اول سورہ مین کہا و لقد کفر
الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح بن مریم الآیہ - واللہ کافر ہو گئے وہ لوگ جنہون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح بن مریم ہی - قال ابن کثیرؒ اور نصاری کی جہالت
اس رتبہ پر تھی کہ انکا کوئی ضابطہ ہی اور نہ کفر کی حد ہی اُنکے فرقہ بہت ہین اور مختلف رائین پریشان اقوال ہین و بعض متکلمین نے خوب کہا کہ یہ نوبت پہونچی
ہی کہ اگر دس نصرانی جمع ہون تو گیارہ قول متفرق ہونگے اور سعید بن بطریق جو اُنکے علما مین سے ایک مشہور شخص تھا اور سنہ ۴۰۰ ہجری کے حدود مین اسکندریہ مین
آیا تھا لکھتا ہی کہ نصاری زمانہ شاہ قسطنطین کے عہد مین جمع ہوئے اور دو ہزار اسقف سے زیادہ تھے مگر انمین پچاس اور پچیس و چھپن و کم و بیش متفرق اقوال کہنے
لگے مگر ایک قول پر تین سو اٹھارہ نفر مجتمع ہوئے تو اسی کو بادشاہ نے قوت دیکر جو اس فرقے نے بیان کیا اُسکے اقوال جمع کر کے قوانین و کتابین بنائین اور انکو لکھا یہ

کہتے ہیں پھر دوسرے مجمع میں ایک فرقہ یعقوبیہ پیدا ہوا پھر تیسرے جلسہ میں نسطوریہ پیدا ہوا اور انہیں سے ہر فرقہ مسیح میں تین اقنوم کا قائل ہے اور اُسکی کیفیت میں باہم مختلف ہیں اور اپنے زعم میں لاہوت و ناسوت میں جھگڑتے ہیں کہ انمیں اتحاد ہے یا نہیں ہے یا امتزاج ہے یا حلول ہے اور انمیں سے ہر ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر سمجھتا ہے اور اہل اسلام و ایمان و توحید ان سب فرقوں کو بداعتقادی کی وجہ سے کافر جانتے ہیں سوائے اسکے جو یہ اعتقاد کرے کہ عیسیٰ بن مریم بندہ اللہ کا اور رسول اللہ تھا علیہ السلام **قال المترجم** اس زمانہ میں اہل اسلام نے کتاب اللہ کی پیروی اور اُسکے احکام پر اعتقاد و عمدرآمد رکھنے میں سستی شروع کی اور جو حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اس امت والے بھی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلینگے اسکے آثار نظر آئے۔ اللھم اید الاسلام بالاید المتین اللھم لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ واجعل لنا من لدنک سلطانا نصیرا یاحی یاقیوم وصل علی عبدک و رسولک محمد وآلہ وصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے بتاکید شدید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے پاک منزہ ہے اس سے کہ اسکے فرزند ہو پھر برہان واضح بیان فرمائی۔ **لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ** ؕ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے یعنے سب اُسکے باندی غلام اور مخلوق اور ملک ہیں تو عیسیٰ و اُنکی ماں بھی منجملہ تمام مخلوقات کے ملک ہوئے اور جو چیز ملک ہو وہ کیونکر بیٹا ہوگی اسلیے کہ ان دونوں میں منافات ہے بیٹا تو باپ کی قسم سے ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ محض کفر و بہتان و غلط ہے جو عیسیٰ کی نسبت ایسا کہے۔ **وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا** اور اسپر اللہ تعالیٰ شاہد کافی ہے و حاصل **ماقال البیضاوی** اسمیں تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نسبت کیسے چھوٹے منہ سے بیٹے کا حرف کہتے ہیں وہ حی قیوم ہے تمام مخلوقات جسکی انتہا بشر کے حیطۂ امکان سے خارج اور تمام دنیا بلکہ زمین و آسمان ایک ذرہ سے کم ہے اسکی جناب عظمت میں حرف کن سے انتظام پائی بلکہ حرف کن بھی سمجھانیکو کہا گیا اسکی بھی درحقیقت کچھ ہستی نہیں پس اسکے فرزند وغیرہ کیسا تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا —

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

مسیح ہرگز بُرا نہ مانے   اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا   اور نہ فرشتے   نزدیک والے   اور جو کوئی کنیاوے   اللہ کی بندگی سے

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ 172 فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور تکبر کرے   سو وہ جمع کرے   ان سب کو اپنے پاس اکٹھا   پھر جو ایمان لائے   اور   عمل کیے   نیک

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا

اُنکو پورا دے گا   اُنکا ثواب   اور بڑھتی دے گا   اپنے فضل سے   اور جو   کنیائے

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور   تکبر کیا   سو اُنکو   مار یگا دکھ کی مار   اور نہ پاویں گے   اپنے واسطے   اللہ کے سوائے

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ 173 يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کوئی حمایتی   مددگار   لوگو تم پاس   پہونچ چکی   تمہارے   رب کی طرف سے سند

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ 174 فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ

اور اُتاری   تمہیں پر   روشنی واضح   سو جو یقین لائے   اللہ پر   اور اسکو مضبوط پکڑا تو اُنکو داخل کریگا

فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ 175

اپنی مہر میں   اور فضل میں   اور پہونچا دیگا   اپنی طرف سے سیدھی   راہ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ - یتکبر و یانف - نہیں تکبر کر سکتا و ناگوار نہیں سمجھ سکتا کبھی - **اَلْمَسِيْحُ** - الذی زعمتم انہ الہ - مسیح بن مریم جسکو

تنے زعم کیا کہ وہ معبود ہے۔ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ۔ اس امر سے کہ ہووے بندہ اللہ تعالٰے کا ف یعنے مسیح کبھی اس امر سے تکبر و انف نکریگا کہ وہ اللہ تعالٰے
کا بندہ ہو سبحان اللہ تعالٰے اسکا بندہ ہونا عین فخر ہے جسکو نصیب ہو وہی جہان سے بزرگ ہے معالم وغیرہ مین ہے کہ وفد نجران نے حضرت صلعم سے کہا کہ آپ عیسیٰ
کو عیب لگاتے ہین کہ انکو بندہ کہتے ہین تو آپنے فرمایا کہ مسیح کے حق مین یہ عار نہین کہ اللہ تعالٰی کا بندہ و رسول ہو پس یہ آیت نازل ہوئی قال المترجم اس آیت کریمہ
کا تعلق ما و پر سے ظاہر ہے کہ جمیع جو کچھ آسمان و زمین مین ہے سب اللہ عز وجل کے بندے و مخلوق و مملوک ہین پھر فرمایا کہ مسیح اس سے استنکاف نہین کرسکتا۔ اور دفع
ہو کہ لن یستنکف مین اشارہ ہے کہ مسیح بندہ صالح و رسول برگزیدہ ہے اس سے یہ ہرگز صادر نہین ہوگا اسیواسطے یون نفرمایا کہ لا یستطیع المسیح ان یستنکف۔ یا لیس له
ان یستنکف پس مسیح سے خود اقرار بطور فخر ثابت ہے کہ انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا الآیہ۔ مین اللہ تعالٰے کا بندہ ہون اسنے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے
پس چھوٹونکے رد کو اسیقدر کافی ہے اور اسپر عطف کرکے زائد کیا۔ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ عند اللہ لا یستنکفون ان یکونوا عبید اللہ اور نہ ملائکہ مقربین
یعنے جو ملائکہ کہ اللہ تعالٰے کے نزدیک مقرب ہین نہین استنکاف کرینگے اس امر سے کہ وے او تعالٰی کے بندے ہون ف یہ زائد کلام استطراداً فرمایا اور نہایت عمدہ
استطراد ہے جو اسواسطے مذکور ہوا کہ ایسے لوگونپر رد ہو جو ملائکہ کو معبود یا اللہ تعالٰے کی بیٹیان گمان کرتے ہین جیسے پہلے کلام سے نصاریٰ پر رد ہے جو یہی زعم کرتے تھے
پس مقصود تو خطاب سے نصاریٰ کا رد ہے اور اس حسن استطراد سے مشرکین مذکور کا رد نکلا۔ قال المترجم کہتا ہے کہ مفسرؒ نے اس کلام سے زمخشری وغیرہ بعض معتزلہ کا رد کر دیا
جو آیت سے اس امر پر استدلال کرتے تھے کہ ملائکہ افضل ہین انبیاء سے اور دلیل یہ لاتے ہے کہ معطوف علیہ کا درجہ معطوف سے افضل ہوتا ہے ورنہ ملائکہ کے عدم استنکاف کہنے سے کا
عدم استنکاف لازم نہ آویگا پس معنی یہ ہین کہ اللہ تعالٰے کا بندہ ہونے سے مسیح استنکاف نہین کریگا اور نہ ملائکہ مقربین جو اس سے افضل ہین۔ اور طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ
اگر یہی بات ہوتی جو معتزلہ نے بیان کی تو یہ آیت جبھی نصاریٰ پر حجت ہوسکتی تھی کہ جب وہ مان لیتے کہ ملائکہ افضل از عیسیٰ ہین اور بدون اسکے حجت نہو گی حالانکہ نصاریٰ
کا تو یہ حال ہے کہ انھون نے عیسیٰ کو درجہ الوہیت تک پہونچایا ملائکہ کا کیا ذکر ہے پس یہ عطف نہ باب ترقی نہین ہے بلکہ استطراد و تتمیم رد ہے اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ استنکاف
یعنے انکار کرنا اور ملائکہ کو بہ نسبت عیسیٰ کے انکار کے زیادہ قدرت ہے لیکن زیادہ قادر ہونے سے انکا افضل ہونا لازم نہین آتا ہے قال المترجم یہ جواب بنا بر آنکہ عطف
مذکور از باب ترقی ہے ولیکن ترقی قدرت استنکاف مین زیادتی کی ہے نہ افضلیت مین۔ اور بقاعیؒ نے بر تقدیر تسلیم ترقی کہا کہ ترقی زیادہ عجیب پیدایش مین ہے کہ
وہ نر و مادہ سے پیدا نہین ہین پس عیسیٰ کیا بلکہ آدمؑ سے بھی زیادہ عجیب پیدایش کے ہین پس معنی یہ کہ انکار نہین کریگا عیسیٰ جو فقط بدون باپ کے پیدا ہوا اور نہ
ملائکہ مقربین جو نر و مادہ دونوکے بغیر پیدا ہوے ہین اس بات سے کہ اللہ تعالٰے کے بندے ہون قال المترجم صاحب اصطلاحات صوفیہ وغیرہ اہل حق نے خوب کہا ہے
کہ اہل بدعت کو شیطان نے بیکار اس مسئلہ مین پھنسایا جسمین کوئی نص از جانب شارع نہین ہے تاکہ رجماً بالغیب اسپر بہت سے مسائل ثابتہ حقہ سے بر بناء مذکور منکر
ہو جاوین کیونکہ ظاہر ہے کہ شرع مین اس مسئلہ کے ظہور پر دار ایمان و اعمال سے کچھ بھی موقوف نہین پس ایماندار کو اسمین بحث کرنا لغو فضول ہے اللہ تعالٰے نے آگاہ
فرمایا کہ اسکی نشانِ الوہیت تمہاری ہین ملائکہ و عیسیٰ سب بندگی سے فخر کرتے ہین اور اسکے قبضہ قدرت مین مسخر ہین انکے واسطے کچھ مجال مخالفت نہین بلکہ فرمایا
وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا۔ اور جسنے اسکی عبادت سے انکار کیا اور تکبر چاہا تو
اللہ تعالٰے اپنی طرف سبکو حشر فرماویگا ف یعنے آخرت مین سبکو اپنی طرف محشور فرماویگا اور جمیعاً سے مراد یہ کہ استنکاف کرنیوالے اور نکرنیوالے یعنے نیک و بد سبکو
اللہ تعالٰے قیامت کو میدان حشر مین جمع فرماویگا پھر ان دونون قسمونکی تفصیل فرمائی بقولہ تعالٰے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک کام کیے تو اللہ تعالٰے انکو اپنی مزدوری پوری دیگا ف یعنے انکے عملونکے ثواب
پورے عطا فرماویگا۔ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ۔ اور اپنے فضل سے انکے لیے بڑھاویگا ف یعنے ثواب اعمال پر زائد عطیہ دیگا وہ ایسی چیز ہے کہ کسی
آنکھ نے نہین دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی بشر کے دلپر اسکا تصور گذرا۔ یہ الفاظ حدیث صحیح ہین اور قولہ الحسنیٰ و زیادۃ کی تفسیر مین زیادت کی تفسیر بدیدار

Marfat.com

حضرت باری تعالیٰ عزوجل صحیح ہوئی ہے الحاصل مخلوق دو قسم ہیں ایک وہ جنہوں نے عبادت الٰہی سے تکبر و استنکاف کیا اور دوم اُنکے برخلاف جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کو اپنا فخر جانا پس جنہوں نے استنکاف نہیں کیا بلکہ ایمان لائے و نیک اعمال بندگی کے ادا کیے تو اللہ تعالیٰ اُنکو اس حشر کے مجمع میں انکی نیکوکاریوں کے ثواب عطا کریگا اور اسپر اپنی طرف سے بہت عطیہ دیگا جو کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا اور نہ اُسکے خیال میں آیا اور سب سے افضل رضوان الٰہی دیدار باری تعالیٰ ہے پس ان بندوں کی بزرگی کون قیاس کر سکتا ہے وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا ۔ اور رہے وہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بندگی سے استنکاف و استکبار کیا۔ فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ تو انکو اللہ تعالیٰ عذاب الیم دیگا ف وہ عذاب و رنج ہے جسمیں بے موت جلا کرینگے ختم نہوگا اور کوئی تدبیر نہ آویگی۔ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اپنا ولی نہیں پاوینگے ف جو اُنسے عذاب دور کرے۔ وَّلَا نَصِيْرًا ۔ اور نہ کوئی ایسا مددگار ف کہ اپنے قابو سے اُنکے سر سے عذاب کو روکے۔ یہانتک اہل کتاب کو تنبیہ کردی اور جس وہم و گمان پردے بھٹکے تھے اُسکو صریح حق بیان سے زائل و دفع کرکے عام خطاب فرمایا بقولہ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ۔ اے لوگو ف یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ اے مشرکین بت پرست و آتش پرست وغیرہ سب کے سب ادھر متوجہ ہوکر جانو کہ۔ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ آگئی تم پر تمہارے رب کیطرف سے حجت ف ابن جریج وغیرہ نے کہا کہ مراد قرآن مجید ہے اور معالم میں کہا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور یہی مفسرین نے اختیار کیا بقرینہ مابعد۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۔ اور ہمنے تمہاری جانب نور واضح اُتار دیا ف یعنے قرآن مجید اور مبین سے معنے لازمی یعنے بین ظاہر مراد ہے اور نور کی صفت جب بیّن قرار دی تو انتہا ظہور ہوگیا۔ پس اس نور ظاہر پر صدق دل سے یقین لاؤ اور وہ تمہارے حق میں نعمت ہے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ ۔ پس جن بندوں نے اللہ تعالیٰ پر یقین کیا اور اُس نور کو مضبوط پکڑ لیا۔ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۔ تو اللہ تعالیٰ انکو اپنی طرف سے رحمت و فضل میں داخل کریگا۔ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۔ اور انکو اپنی جانب راہ مستقیم دیدیگا ف جس سے اپنی مراد کو پہنچینگے اور عذاب سے نجات پاوینگے اور اگر نہ ملے تو عذاب و رنج و دائمی خواری و ذلت اُنپر لازم ہے ف فی العرائس قولہ تعالیٰ لن یستنکف المسیح الخ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عبودیت کا اقرار کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو نور توحید میں مستغرق کردیا تھا لہذا ابن منصور حلاج کا دعویٰ انانیت مرتبہ تلوین میں ناقص تھا پھر عیسیٰ کیساتھ ملائکہ کو کہ ذکر سے ملائکہ پرستوں کا رد ہوگیا اور ظاہر آیت سے عیسیٰ پر ملائکہ کی تفضیل نکلتی ہے اور مراد اس سے یہ کہ ملائکہ بندگان آسمانی و نجیب درگاہ و زیادہ قدرت والے رکھے گئے ہیں اور اس امر میں عیسیٰ سے افضل ہیں اور یہ کافروں کے وہم و زعم کے موافق ہے ورنہ عیسیٰ سے ملائکہ افضل نہیں ہوسکتے ہیں اور کسی نبی پر انکو فضل نہیں ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام جمالی و جلالی قدسی ہیں اور ملائکہ علیہم السلام روحانی ملکوتی ہیں ف و ذوالنون مصری نے کہا کہ قولہ نورا مبینا الخ مخلوق پر تاریکی چھائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حجت و نور مبین چمکتا ہے کوئی اپنا حصہ لیگیا اور کسی نے اندھیرے میں ٹکر کھائی انتہی قال المترجم یہ جو اپنا حصہ لیگیا وہ قرب میں محبوب کے حصہ کا وارث ہے بقولہ تعالیٰ اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس یعنی یہی نورانی بندے وارث ہیں جو فردوس اعلیٰ کو میراث لیتے ہیں۔ ف یعنے دنیا کے ملعونوں کو اپنے نسبی بھائیوں کیلیے یعنے کافروں و مشرکوں کیلیے چھوڑتے ہیں اور خود اُنکے مقامات جنت کو میراث لیتے ہیں اور کافروں کا یہ حال ہے کہ آدم اول اور خاتم المرسلین آخر دونوں سے منقطع ہوگئے اور شیطان کی ذریات میں داخل ہوکر منقطع و معدوم ہوگئے کیونکہ کافر مردود ہوجاتا ہے تو گویا اس دائرہ میں اول و آخر سے خارج ہوگئے جیسے دنیاوی مال کے میراث میں کلالہ ہوتا ہے کہ نہ باپ ہو اور نہ بیٹا اور اصل و فرع دونوں سے منقطع ہوگیا ہو اسلیے اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ مبارک کو مسئلہ کلالہ پر ختم فرمایا جیسے ابتدائے سورہ میں میراث کا ذکر ہے اور اس سورہ میں جملہ مواریث تین بیان ہوئے اول تو اصل و فرع کی میراث دوم ہر دو مرد کی میراث اور مادری بھائی بہن کی میراث ان سبکا بیان ہوچکا اور سوم میراث کلالہ اور ذوی الارحام تو انکی میراث کا بیان آخر انفال میں ہے پس کلالہ کو فرمایا۔

يَسْتَفْتُونَكَ ۚ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ أُخْتٌ

حکم پوچھتے ہین تجسے تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہی تمکو کلالہ کا اگر ایک مرد مرگیا اور اُسکو بیٹا نہین اور اُسکو بہن ہے

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

تو اُسکو پہونچے آدھا جو چھوڑ مرا اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر نہ رہے اُسکو بیٹا پھر اگر بہنین دو ہون تو اُنکو پہونچے

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانُوٓا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

دو تہائی جو کچھ چھوڑ مرا اور اگر کئی شخص ہین اس ناتے کے مرد اور عورتین تو مرد کو دو برابر حصہ

الْأُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ 176

عورت کا بیان کرتا ہے اللہ تمھارے واسطے کہ نہ بہکو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہی

يَسْتَفْتُونَكَ ۔ فی الکلالۃ تجسے فتوی چاہتے ہین ف کلالہ کے بارہ مین پس سوال مین سے کلالہ حذف ہوا کیونکہ جواب مین مذکور ہی وہ اسپر دلالت کرتا ہی کیونکہ جواب مطابق سوال ہونا چاہیے۔ اور سائل اگرچہ جابر رض اکیلے تھے جیسا کہ شان نزول مین آتا ہی پس یستفتونک بصیغہ جمع بوجہ اسکے کہ سوال ایسی چیز سے نتھا جسکا اختصاص حضرت جابرؓ سے ہو پس گویا سوال از جانب صحابہ ایک نے بیان کیا تھا بلکہ جمیع امت کی طرف سے ایک نے سوال کیا پس عموم معنی ہی اگرچہ بلفظ عموم نہو۔ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ کہدے کہ اللہ تعالی تمکو کلالہ کے بارہ مین فتوی دیتا ہی ف یہانسے سبب کہ فتوی واضح عبارت مین ہو اور بیتہ و نشان صریح نقل کیا جاوے۔ إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ ۔ اسمین امرؤ رفع بفعل محذوف ہی جسکی تفسیر فعل مابعد سے ہی ای ان ہلک امرء یعنے اگر مر گیا کوئی مرد جسکی صفت یہ کہ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ ۔ ای لا والد و ہو الکلالۃ یعنے ایسا مرد مرا کہ نہین اسکے کوئی فرزند ف لڑکا یا لڑکی۔ اور نہ اسکا والد ہی یعنی باپ پس یہی کلالہ ہی کہ جسکی موت کیوقت نہ فرزند ہو نہ والد ہو۔ اور والد کا نہونا دلالۃ النص سے ثابت ہی جیسا کہ آتا ہی۔ وَلَهٗٓ أُخْتٌ ۔ یعنی بہن ابوین او اب اور اُسکی بہن موجود ہو ف اور مراد بہن سے وہ ہی جو ایک ماں و باپ سے ہو یا فقط باپ کیطرف سے ہو اور یہان دوسری ہی اور وہ بہن مراد نہین ہے جو فقط ماں کیطرف سے ہو۔ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۔ تو اس بہن کو جو عینی یا علاتی ہی نصف ترکہ ملیگا۔ وَهُوَ يَرِثُهَآ ۔ ای الاخ کذلک فہو جمیع ترکت اور اگر بھائی ایسا ہو کہ اُسکی عینی یا علاتی بہن مری تو بھائی اُسکے کل ترکہ کا وارث ہوگا۔ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۔ بشرطیکہ بہن متوفیہ کا کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی نہو اور اگر اس بہن کی اولاد ہو تو دو صورتین ہین اگر لڑکا ہی تو بھائی کو کچھ نہین ملیگا اور اگر لڑکی ہی تو اُسکے نصف حصہ کو دیکر جو کچھ بچے وہ بھائی کو ملیگا اور اگر بھائی یا بہن عینی یا علاتی نہین بلکہ فقط ماں کیطرف سے ہی تو وہ کلالہ نہین ہی اسکا مفروضہ چھٹا حصہ ہی جیسا کہ اسی سورہ کے اول مین گذرا اور ایسے بھائی بہن کے مذکر و مونث مین کچھ تفاوت بھی نہین ہی چنانچہ وہان مفصل مذکور ہو چکا پھر بطور کلالہ میراث پانیوالی بہن ایک سے زیادہ ہو یا بہنوں کے ساتھ بھائی بھی ہون تو حکم بیان فرمایا۔ فَإِنْ كَانَتَا ۔ ای الاختان ۔ اثْنَتَيْنِ ۔ پھر اگر دو عورتین ہون ف یعنے اگر بہنین عینی یا علاتی دو ہون اور مراد یہ کہ دو ہوں یا دو سے زیادہ ہون اس دلیل سے کہ آیت کا نزول حضرت جابرؓ کے حق مین ہوا اور وہ دو سے زیادہ بہنین چھوڑنیوالے تھے کما سیاتی تو معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جسقدر ہون انکا حکم یہ ہی کہ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۔ الایۃ۔ تو ان دونوں کو دو تہائی اُس مال کا ملیگا جو بھائی چھوڑ مرا ہی اور اگر دو سے زیادہ ہون تب بھی یہی حکم ہی۔ وَإِنْ كَانُوٓا ۔ ای الورثۃ ۔ إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً ۔ اور اگر ورثہ برادری مرد ہون و عورتین بھی ہون یعنی وارثون مین بھائی بہن دونون موجود ہون۔ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۔ تو انمین سے مرد کیلیے دو عورتونکے حصہ برابر حصہ ہی ف یعنے بھائی کو بہن سے دوچند ملیگا۔ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۔ ای یبین اللہ لکم شرائع دینکم لان لا تضلوا بیان کرتا ہی اللہ تعالی تمھارے لیے دین کے شرائع تاکہ تم بہکو

Marfat.com

وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ف منہ المیراث اور منجملہ کل شیٔ کے ایک میراث بھی ہے جیسے بیان فرمائی **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ
نے اچھی تفصیل وتفسیر سے مسئلہ بیان کیا جسکی تلخیص لانا پسندیدہ ہے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخر جو سورہ نازل ہوا وہ سورہ براءۃ ہے اور آخر جو آیت
نازل ہوئی وہ قولہ یستفتونک الآیۃ ہے (رواہ الشیخان) **قال المترجم اور شیخ سیوطی** رحمہ اللہ نے لکھا کہ مراد یہ کہ فرائض میں جو سب سے آخر آیت اتری وہ یہی
آیت ہے اور تفصیل اسکی تحت قولہ واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ مترجم لکھ چکا ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم میرے
پاس آئے درحالیکہ میں مریض تھا اور کچھ سمجھتا نہ تھا پھر وضو فرما کر مجھ پر پانی چھڑکا یا کہا کہ آپکے حکم سے لوگوں نے چھڑکا پس میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا
کہ میرا کوئی وارث نہیں سوائے کلالہ کے تو میراث کیونکر ہوگی پس اللہ تعالیٰ نے فرائض کی آیت اتاری (رواہ الشیخان) اور دوسری روایت میں ہے کہ پس اللہ تعالیٰ
نے آیۂ میراث قولہ یستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیۃ نازل فرمائی۔ (کذا رواہ الجماعۃ) اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ہی معاملہ میں آیۂ یستفتونک
قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل ہوئی (رواہ ابن ابی حاتم) اور لفظ کلالہ ماخوذ از اکلیل ہے جیسے اکلیل سر کو محیط ہوتا ہے اپنے کناروں سے ایسے ہی میت کے حواشی
اسکے وارث ہوں تو کلالہ ہے اسی واسطے اکثر علماء نے کلالہ کی تفسیر میں کہا کہ وہ میت جسکے فرزند و والد نہو اور بعض نے کہا کہ کلالہ وہ میت جسکے فرزند نہ ہو
قال المترجم بعض نے کہا کہ کلالہ وہ ورثہ ہیں جو بغیر فرزند و باپ کے میت کے وارث ہوں **قال ابن کثیر** اور کلالہ کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مشکل ہوگیا تھا جیسے جدہ کی
میراث میں وارد ہوا کی بعضی صورتوں میں انکو اشکال تھا **قال المترجم** یعنی جس میں اجتہاد کو مساغ ہوگیا اور قطعی کوئی امر کھلا ہوا نہیں ملا چنانچہ خود عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے
تمنا رہی کہ جدہ و کلالہ و ربوا میں حضرت صلعم نے ہمسے کوئی عہد لیا ہوتا کہ جہاں حد پر ہم قطعاً ٹھہرتے (کما رواہ الشیخان) اور نیز روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے
اس سے زیادہ کسی چیز میں سوال نہیں کیا جسقدر کلالہ میں پوچھا یہاں تک کہ آپنے میرے سینہ میں اپنی انگلی ماری اور کہا کہ تجھکو آیۃ الصیف جو آخر سورۂ نساء میں
ہے کافی ہے (رواہ احمد و مسلم) پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کاش اگر میں نے رسول اللہ صلعم سے سمجھ لیا ہوتا تو وہ مجھکو سرخ اونٹ سے زیادہ محبوب تھا (رواہ احمد) اور معنی یہ کہ آنحضرت
صلعم نے جب آیۃ الصیف کا کافی ہونا فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ مطمئن ہوگئے اور خوب سمجھ نہ لیا کہ کفایت کیونکر ہے اور آیۃ الصیف سو اسواسطے کہ گرمی میں اتری تھی واللہ اعلم اور
قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں کہا کہ خبردار رہو کہ سورۂ نساء کے اول میں جو آیت اتری فرائض کے بارہ میں وہ ماں باپ و اولاد کے
حق میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور دوسری آیت جورو و مرد اور ماں کیطرف والے بھائی بہنوں کے حق میں ہے اور ختم سورۂ نساء پر جو آیت ہے وہ ایک ماں باپ کے سگے
بھائی بہنوں کی میراث میں نازل فرمائی ہے اور جو سورۂ انفال کے ختم پر ہے وہ اولی الارحام میں بعض سے بعض اولی ہونیکے حق میں یعنی ان عصبات میں ہے جو قرابت کی وجہ سے
ہیں (رواہ ابن جریر) پھر قولہ تعالیٰ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ظاہر قول سے بعض نے استدلال کرکے کہا کہ کلالہ ہونیکی شرط یہ نہیں ہے کہ باپ بھی نہو بلکہ فقط فرزند نہونا
چاہیے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت یہی ہے کما رواہ ابن جریر عنہ باسناد صحیح لیکن جس قول کیطرف مرجع ہے وہ یہی ہے کہ باپ نہونا بھی شرط ہے اور یہی
جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے اور حضرت ابوبکر الصدیق نے مصرح کردیا کہ کلالہ وہ ہے جسکا فرزند نہو اور باپ نہو اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تعالیٰ ولہ اخت فلہا نصف ما ترک
کیونکہ اگر اخت کیساتھ باپ موجود ہو تو اخت کچھ بھی ارث نہیں ہوتی اسلیئے کہ بالاجماع باپ اسکو محروم کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ کلالہ کیواسطے یہ کو قرآن مجید میں ظاہر صریح مذکور
ہے کہ فرزند نہو اور دلالۃ النص سے نکلا کہ اسکا باپ بھی نہو اور مکحول و عطیہ و حمزہ و راشد رحمہم اللہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ زید بن ثابت سے پوچھا گیا کہ میت کا شوہر
اور عینی بہن ہے تو زید رضی اللہ عنہ نے شوہر کو نصف اور بہن کو نصف دیا پس زید سے اسمیں گفتگو کیگئی تو فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کے حضور میں حاضر تھا کہ جبکہ آپنے ایسا حکم دیا تھا
(رواہ احمد) اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس و ابن الزبیر سے نقل کیا کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ میت نے دختر و بہن چھوڑی تو بہن کو کچھ نہیں ملیگا کیونکہ حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد و لہ اخت فلہا نصف ما ترک سو جب اسکی دختر موجود ہے تو فرزند موجود ہے پس بہن کو کچھ نہیں ملیگا اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول ان دونوں سے
برخلاف ہے کہ وہ اس مسئلہ میں آدھا دختر کو اور باقی آدھا بوجہ عصبہ ہونیکے بہن کو دوسری آیت کی دلیل سے دلواتے ہیں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے زمانۂ آنحضرت صلعم میں

یہی فیصلہ کیا تھا اور ابن مسعودؓ نے بھی الفیصلہ آنحضرت صلعم یہی حکم دیا اور صورت مسئلہ روایت ابن مسعودؓ یہ ہے کہ میت کی دختر اور پوتی اور بہن ہے پس دختر کو نصف اور پوتی کو چھٹا حصہ دیکر دو تہائی پورا کر کے باقی بہن کو دیا (رواہ البخاری) مقصود آنکہ بہن اس صورت میں وارث ہے قولہ وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد یعنی بھائی کو بہن کی پوری میراث ملیگی اگر بہن اس حال سے مرجاوے کہ اسکی میراث کلالہ ہو کہ اسکے فرزند نہو یعنی فرزند نہو اور باپ بھی نہو کیونکہ اگر باپ موجود ہوا تو بھائی محروم ہوگا کچھ بھی دیا و یگا ۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ سوائے باپ کے اور کوئی ذوی الفروض میں سے مانند شوہر یا اخیافی بھائی بہن کے اس عینی یا علاتی بھائی کے ساتھ موجود ہو تو جو اسکا فرض مقدر ہے وہ دیکر جو باقی رہا وہ عینی یا علاتی بھائی کو ملیگا بدلیل آنکہ ابن عباس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ آپنے فرمایا کہ فرض حصے والونکو انکا حصہ پہونچاؤ پھر جو فرائض سے باقی رہے وہ اولی مرد مذکر کا ہے (رواہ الشیخان وغیرہما) قولہ فان کانتا اثنتین فلھما الثلثان مما ترک یعنی اگر دو بہنیں ہوں تو انکو ترکہ سے دو تہائی ملیگا پس معلوم ہوا کہ دو بہنوں کے واسطے دو تہائی حصہ ہوتا ہے اسی سے جماعت جمہور نے دو دخترونکا حکم نکالا ہے کیونکہ اولاد کی میراث میں دختروں کے حق میں فرمایا فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک ۔ یعنی بیٹیاں اگر دو سے اوپر ہوں تو انکا دو تہائی ہے ۔ ھ ۔ اور دو دخترونکا حصہ مذکور نہیں ہے یعنی یہاں دو سے زیادہ دخترونکے واسطے دو تہائی مذکور ہے اور فقط دو دختروں کیواسطے کچھ صریح نہیں پس جب یہاں دو بہنوں کیواسطے دو تہائی مذکور ہے تو اس سے مستفاد ہوا کہ دو تہائی حصہ ایک سے زائد کیواسطے ہے خواہ دو ہوں یا دو سے بھی زائد ہوں اور ایسی ہی دخترونکی میراث میں جماعت کے واسطے دو تہائی صریح مذکور ہے وہاں سے مستفاد ہوا کہ اگر بہنیں دو سے زیادہ ہوں تو بھی دو تہائی پاوینگی **قال المترجم** قرآن میں یہ لطافت واسطے مراتب علماء کے اللہ تعالیٰ نے لطیف کر دیے اور ہمارے نزدیک یہ استدلال اجود ہے بسبب اسکے جو **شیخ سیوطی**ؒ نے یہاں دو سے زائد بہنوں کیلیے دو تہائی ہونے پر اسطرح استدلال کیا ہے کہ سبب نزول جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے اور انکی بہنیں دو سے زائد تھیں اور وجہ اجود ہونیکی یہ ہے کہ سبب نزول تو بروایت بخاریؒ ہے ولیکن دو بہنوں سے زائد ہونیکی تعداد بعض اخبار آحاد سے ثابت ہے اور حنفیہ با حتیاط و بہی اس امر کو روا نہیں رکھتے ہیں کہ ہر خبر آحاد سے کتاب اللہ تعالیٰ پر جو قطعی ہے زیادتی کریں **قال المترجم** حق یہ ہے کہ یہاں ہر خبر آحاد بعد ازانکہ قابل احتجاج ہو بالاتفاق قبول ہونا چاہیے کیونکہ اس سے ایسی زیادتی لازم نہیں آتی جو حکم کتاب اللہ میں کوئی تغیر پیدا کریگی اور نیز مترجم کو امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمہم اللہ سے کوئی صریح روایت اس مسئلہ کی نہیں ملی کہ کتاب پر زیادتی بخبر واحد نہیں جائز ہے بلکہ موطائی امام محمدؒ سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ حدیث جبکہ صحیح ہو جاوے تو اسکو بحث اجتہادی میں قبول کرنا انکا دستور تھا اور یہ ضرور نہیں کہ جو ظاہر حدیث ہو وہی اس سے مراد بھی ہو بلکہ یہ تو بعض آیات میں بھی نہیں ہے چنانچہ اسی آیت کلالہ میں کلالہ وہی نہیں جسکے فقط فرزند نہو بلکہ باجتہاد یہ ثابت کیا گیا کہ فرزند اور باپ دونوں نہوں اور بعض شراح منہاج بیضاوی نے اسکو صریح لکھا ہے جسکی طرف میں نے اشارہ کیا اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ متاخرین فقہاء نے یہ مسئلہ نکالا ہے چنانچہ **مولانا شاہ ولی اللہ**ؒ نے اسکو صریح بیان کیا ہے اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آیت کلالہ آنحضرت صلعم پر ایسے حال میں اتری کہ آپ سفر میں چلے جاتے تھے پس آپ ٹھہر گئے اور ناگاہ حذیفہ کی اونٹنی کا سر آپکے راحلہ کے ردیف پاس تھا پس آپنے دیکھکر حذیفہ کو یہ آیت تلقین کی پھر حذیفہؓ نے جو نظر کی تو عمرؓ کو پایا اور انکو یہ آیت تلقین کی بعد جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا تو عمرؓ نے حذیفہ کو بلا کر انسے یہ آیت پوچھی تو حذیفہؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے یہ آیت تلقین فرمائی پس میں نے تمکو ویسی ہی تلقین کر دی جیسے مجھے رسول اللہ صلعم نے تلقین کی تھی اور واللہ میں سچا ہوں (رواہ الحافظ ابو بکر احمد بن عمر البزار) اور پھر عمرؓ یہ کہا کرتے کہ اے میرے پروردگار اگر تو نے حذیفہ پر اسکے معنی کھول دیے ہیں تو مجھ پر ابتک خوب نہیں ظاہر ہوئے (ورواہ ابن جریر بہذہ الزیادۃ) اور عمرؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کلالہ میں اجماع کرنے پر اکٹھا کیا تھا کہ ناگاہ گھر میں ایک سانپ نکل آیا پھر لوگ متفرق ہوگئے تو عمرؓ نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ امر پورا کرنا منظور ہوتا تو پورا کر دیتا (رواہ ابن جریر عن طارق بن شہاب باسنادہ صحیح) اور جاننا چاہیے کہ حضرت عمرؓ نے جیسے حضرت صلعم سے تین باتیں نہ پوچھنے پر افسوس کیا تھا ویسے ہی حضرت ابو بکرؓ سے بھی نہ پوچھنے پر افسوس کیا ہے اور حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں ابو بکرؓ سے خلاف کروں اور وضح یہ ہے کہ حضرت ابو بکر الصدیقؓ فرماتے تھے کہ کلالہ ما عدا الوالد والولد ہے یعنی میراث کلالہ میں فرزند اور باپ دونوں نہونا شرط ہے **قال**

ابن کثیر جو قول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہی اُسی پر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ ہین اور یہی مذہب چارون فقیہ امامون اور فقہار سبعہ مدینہ کا ہی قولہ یبین اللہ لکم ان تضلوا مفسرین نے ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا ۔ بیان کیا اور یہ کسائی و فراء و کوفیین کا قول ہی اور ابو عبید نے کہا کہ مین نے کسائی کو حدیث ابن عمرؓ سنائی کہ لا یدعوا احدکم علی ولدہ ان یوافق من اللہ ساعۃ اجابۃ ۔ یعنے مت بددعا کرے کوئی تم مین سے اپنے فرزند پر تا کہ ایسا نہو کہ اتفاق سے وہ گھڑی ہو جسمین دعا قبول ہو جاتی ہی مقصود یہ کہ ان یوافق یعنے لان لا یوافق ہی جیسے آیت مین ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا ہی بصریون نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ یبین اللہ لکم کراہۃ ان تضلوا ۔ یعنے کھلا بیان فرماتا ہی اللہ تعالیٰ بوجہ کراہت اس امر کے کہ تم گمراہ ہو جاؤ یعنی چونکہ او تعالیٰ کو کمال رحمت سے تمہارا بھٹکنا منظور نہین لہٰذا صاف صاف تمہاری شریعت کے احکام بیان فرماتا ہی اور اجتہاد کی گنجائش چھوڑ دینا بھی آسانی و رحمت در موجب مزید ثواب ہے اسکو کشاف مین لیا اور بیضاوی نے ترجیح قرار دیا واللہ اعلم

سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ مِّائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً اَوِ اثْنَانِ اَوْ ثَلٰثٌ

اس سورہ کا نام سورۂ مائدہ ہی اور وہ ایک سو بیس ۱۲۰ آیتین ہین یا ایک سو بائیس ۱۲۲ یا ایکسو تیئیس ۱۲۳ آیتین ہین **قرطبی**ؒ نے کہا کہ اس سورہ کے مدنیہ ہونے پر اجماع ہی اور محمد بن کعب یعنے قرظیؒ نے کہا کہ حجۃ الوداع مین مکہ و مدینہ کے درمیان حالت رفتار مین اُتری ہی اور اسماء بنت یزید سے روایت ہی کہ مین حضرت صلعم کی اونٹنی عضباء کی مہار پکڑے ہوے ہون کہ ناگاہ آپ پر سورۂ مائدہ پوری اُتری اور قریب تھا کہ اسکے بوجھ سے اونٹنی کا بازو کوفتہ ہو جاوے (رواہ احمد بسند صالح) حالت وحی مین ایک سخت بار عظیم پڑتا تھا حتیٰ کہ حضرت صلعم کے سخت جاڑون مین پسینہ آجاتا تھا اور کبھی اگر کسی صحابی کی ران پر سر مبارک ہوا تو اسکی ران پھٹنے لگتی تھی (م) اور ابن لہیعہ کی روایت مین ہی کہ وہ اُٹھا نہ سکی حتیٰ کہ آپ اُتر پڑے **قال المترجم** یہ روایت ضعیف ہی کہ آپ اُتر پڑے بلکہ ثابت پہلی روایت ہی اور ام عمرو نے اپنی پھوپھی سے مانند روایت اول کے روایت کیا (رواہ ابن مردویہ) اور حضرت عائشہؓ سے ہی کہ یہ سورۃ آخر نازل ہوئی ہی سو اسمین جو تم حلال پاؤ اسکو حلال رکھو اور جو حرام پاؤ اسکو حرام رکھو (رواہ الحاکم وصححہ) اور جبیر بن نفیرؒ نے کہا کہ پھر مین نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کا خلق عظیم کیا تھا فرمایا کہ قرآن (رواہ احمد بسندہ الزیادۃ والنسائی ایضاً) اور ضمرہ بن حبیبؒ و عطیہ بن قیس سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ قرآن مین سے آخر مین اُتاری گئی تو اُسکے حلال کو حلال رکھو اور اُسکے حرام کو حرام رکھو (رواہ ابو عبید) اور عمرو بن شرحبیل سے ہی کہ مائدہ مین سے کچھ منسوخ نہین ہوا ۔ اور شعبیؒ نے استثنا کیا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام ولا الہدی ولا القلائد ۔ اور ابن عباسؓ نے استثنا زائد کیا قولہ فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم الآیۃ ۔ اور میسرہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قولہ والمنخنقۃ سے قولہ اذا حضر احدکم الموت تک متفرق اٹھارہ حکم اس سورہ کے سوائے قرآن کی اور سورتون مین نہین فرمائے قلت اور انیسوان حکم یہ زائد کیا گیا قولہ اذا نادیتم الی الصلوٰۃ یعنی اذان کا ذکر اسی سورہ مین ہی اور سورۂ جمعہ مین مخصوص بجمعہ ہی اور واضح رہے کہ آخری نزول اسکا باعتبار احکام حلال و حرام کے یا باعتبار پوری سورہ کے ہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۗ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

اے ایمان والو پورا کرو اقرار کو حلال ہوے تمکو چوپائے مواشی اُسکے سوائے جو تمکو سنا دینگے

غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ

مگر حلال نہ جانو شکار کو اپنے اوپر احرام مین اللہ حکم کرتا ہی جو چاہے

Marfat.com

ونسخ ہو کر یہ آیتون مین کمی ہوئی صفت اس درجہ پر ہے کہ آدمی کی عقل حیران ہوتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ اتنا مختصر کلام اور اسمین اتنے احکام ایک وفا بالعقود دوسرے نسخ و حکم ظاہر
ہوا اور تفصیل مین بڑے بڑے دفتر لکھے گئے ہین تیسرے بہیمۃ الانعام کی تحلیل چوتھے استثناء انکا جو حلال نہین پانچوے احرام باندھے آدمی پر شکار کی تحریم چھٹے جو محرم نہو اسکے
لیے شکار کی تحلیل ساتویں اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے آٹھویں اللہ تعالیٰ کیواسطے ارادہ کرنا ثابت ہے یہ تو ظاہر ہے اس سے نکلتے ہین اور جو سنن ہین وہ شرح مین انکو بیان کرنا
بہت طوالت چاہتا ہے اور **نقاش** رحمہ اللہ نے حکایت لکھی کہ فیلسوف کندی کے لوگون نے اس سے کہا کہ اے یونانیون کے فخر اے حکیم دانا تو ہمارے لیے اس
قرآن کے مثل بنادے اُسنے کہا کہ اچھا اسمین سے ایک ٹکڑے کے مثل بنائے دیتا ہون جو بلاغت کیواسطے دلیل ہوگا پس بہت دنون تک پوشیدہ رہا پھر نکلکر کہا کہ مین نے
تصور نہین کیا اگرچہ یہ ہے کہ واللہ مین ایسا نہین بنا سکتا ہون اور کوئی نہین بنا سکتا ہے مین نے اس کتاب کو کھولا تو سورہ مائدہ نکلی پھر مین نے غور کیا تو اُسکی
دو سطر دیکھی مین وفاء عہد کا حکم اور عہد شکنی سے ممانعت اور تحلیل عام پھر استثناء اور پھر از کمال قدرت و حکمت بھرا ہوا ہے اور یہ کسی مین طاقت نہین کہ ایسا فصیح
و بلیغ و الفاظ پاکیزہ و شستہ عبارت اور ایسے مضامین اور اتنے احکام اور ایسے واضح اور اتنے حروف نہین ادا کرے **مترجم** کہتا ہے کہ اُسکی دانشمندی نے اُسکو
انصاف پر مجبور کیا کہ اُسنے سچ بات کہدی اور دانائی سے بھی خالی نہین کیونکہ اگر بناتا تو علماء و حکماء کے نزدیک فضیحت ہوتا اور اعتبار جاتا رہتا اور واللہ ثم
باللہ العظیم اگر وہ اور اسکے اگلے پچھلے بلکہ تمام جن و انسان بلکہ تمام عالم جمع ہون تو اس قرآن معجز نظام کے مثل بلکہ اسکے ایک سورہ بلکہ ایک آیت کے
مثل نہین لاسکتے ہین محال تعالے۔ **یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا** ۔ یہ خطاب اہل ایمان کو ہے جو اللہ عزوجل کے احکام کے مطیع ہین کیونکہ نافرمانی کرنیوالونکو خطاب
غیر مستحسن ہے اور بیکار ہے اسیواسطے علماء حنفیہ نے کافرونکو فروع اعمال سے مکلف نہین قرار دیا اور علماء شافعیہ نے اس نظر سے مکلف قرار دیا کہ سزائے عذاب
بڑھیگی پھر تابعی جلیل زہری ؒ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا تو اس خطاب مین آنحضرت صلعم بھی شامل ہین رواہ ابن ابی حاتم
اور عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کہ جب تو سنے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا تو خوب کان لگا کر سن کہ وہ کوئی بھلائی ہوگی جسکا تجکو حکم فرماتا ہے یا کوئی
برائی ہوگی کہ جس سے تجکو منع فرماتا ہے رواہ ابن ابی حاتم چنانچہ یہان حکم دیا کہ ۔ **اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ** ۔ تم پورے کرو عقود **ف** العہود المؤکدۃ التی بینکم و بین اللہ
تعالیٰ والناس یعنی عقود جمع عقد کی بمعنے گرہ۔ اور مراد وہ تاکید کیے ہوئے عہد ہین جو ایمان لائے اون اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہین یا مومنون اور لوگونکے
درمیان ہین اور لوگ عام ہین خواہ وہ بھی مومن ہون یا کافر ہون و با اللہ تعالیٰ کے عہد سے تکالیف شرعی مثل نماز و روزہ بجالانا و حرام و ممنوع سے باز
رہنا مراد ہین پھر ابن عباس رضی و مجاہد و دیگر ائمہ سلف سے عقود کی تفسیر عہود آئی ہے اور ابن جریر ؒ نے اسپر اجماع نقل کیا مگر مفسر **سیوطی** ؒ نے العہود المؤکدۃ سے
تفسیر کی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ عقد کا استعمال حقیقت اجسام مین ہے چنانچہ عقدت الحبل۔ رسی مین گرہ دی یا خوب بل دیا اور جب اسکو معانی مین استعمال کرتے ہین تو
مراد اس سے لزوم و احکام شدید ہوتا ہے پس چونکہ یہان اسی معنی مین مستعمل ہوا لہذا مؤکدۃ اسکی صفت خود ظاہر ہے اور علی بن ابی طلحہ ؒ نے ابن عباس سے روایت کی کہ
اوفوا بالعقود یعنی عہود جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا اور جو حرام کیا اور جو فرض کیا اور تمام حدود جو قرآن مین ہین اور یہ کہ غدر یعنی دغابازی مت کرو اور عہد مت توڑو
اور واضح ہو کہ جو عہود حدیث سے ثابت ہین وہ بھی اسمین داخل ہین اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت کے حلف جو تھے وہ اسمین عہد و قسم وغیرہ ہے اور حق یہ ہے کہ ابن عباس رضی نے
لفظ عہد الٰہی کی تفسیر کی اور قول قتادہ بھی اسمین داخل ہے کیونکہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ عہود جاہلیت کو اسلام سے شدت و مضبوطی ہوگئی ولیکن جدید حلف
و موالات سے منع فرمادیا چنانچہ قولہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون الآیہ کی تفسیر مین مذکور ہو چکا ہے اور آیت عام ہے جملہ عہود کو شامل ہے جیسا کہ
مفسر ؒ نے لکھا لیکن انھین عہود کا وفا کرنا لازم ہوتا ہے جو موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم ہون اور جو ایسے نہون بلکہ انکے خلاف ہون تو وہ عہد رد
ہین حتی کہ قسم جو کسی معصیت کرنے پر ہو اسکا توڑ دینا لازم ہے اور لزوم کفارہ بوجہ جرم کے ہے نہ بوجہ درستی عہد کے۔ اگر کہا جاوے کہ کافر سے اگر صلح کرے تو اسکا توڑ دینا
جائز ہے تو جواب یہ ہے کہ اُنکو کہلا بھیجے کہ ہمنے صلح توڑ دی پھر جو چاہے کرے اور یہ روا نہین ہے کہ حالت صلح مین بدون ذکر کیے اگر وہ ملک اسلام مین آوین تو انکو قتل کرے

یا خلاف عہد کوئی بدا ہو نچاوے جتی کہ اگر وہ ہمارے کسی تاجر کیساتھ ایسا کرین تو ہمکو انکے تاجر کے ساتھ نہین کرنا چاہیے اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ قولہ اوفوا بالعقود
یہ چھ عہد ہین عہد اللہ تعالیٰ وعقد الحلف وعقد الشرکت یعنی تجارت وغیرہ مین اور عقد البیع اور عقد النکاح اور عقد قسم اور جو علما اسطرف گئے ہین کہ عقد بیع مین بعد ایجاب
قبول ہو جانیکے پھر مجلس بیع مین اسی حال پر موجود ہونیکے باوجود بائع ومشتری مین سے کسیکو خیار مجلس نہین رہتا ہے انھون نے اسی آیت سے استدلال کیا کیونکہ
لزوم بیع کے بعد اسکا وفا کرنا واجب ہے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ و امام مالک کا ہے اور جمہور نے اسمین خلاف کیا بدین دلیل کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو شخص باہم خرید و
فروخت کرین تو دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہے جبتک کہ دونون جدا ہو جاوین (رواہ البخاری) اور یہ منافی آیت نہین بلکہ اس عقد کے مقتضیات مین سے
ہے پس اسکا التزام بھی اسکے عقد کے وفا کرنے مین داخل ہے اور تمام یہ بحث متعلق بفروع ہے بالجملہ فرض ہے کہ ایفاء تمام عہود کو وفا کرے خواہ اللہ تعالیٰ سے عہد ہو
اور وہ قرآن وحدیث مین ہین یا کسی بندے سے موافق شرع شریف کے عہد ہو مانند عہد امانت معاملات وغیرہ کے سب پورے کرے جسطرح عہد کیا ہو اور ایسی
حکم کی تفصیل ہے جو اس سورہ مین احکام مذکور ہین از انجملہ فرمایا۔ **اُحِلَّتۡ لَكُمۡ بَهِيۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ** ۔ تمہارے لیے بہیمۃ الانعام حلال کیے گئے
اونٹ و گائے و بکری بعد ذبح کے کھانا مفسر رح نے بہیمۃ الانعام مین تین قسم بیان کین اونٹ اور گائے اور بکری کذا فسرہ قتادہ والحسن وغیر واحد سو گائے مین
بھینس کی قسم بھی شامل ہے اور بکری مین دنبہ و بھیڑی و مینڈھا حسب شامل ہے قولہ بعد ذبح کے کھانا یعنے انکی حلت ازراہ اکل ہے کہ کھانا حلال ہے کیونکہ حلت
وحرمت کا تعلق فعل سے ہے کسی چیز کی ذات سے متعلق نہین ہوتا ہے اور یہی **فخر الاسلام بزدوی** نے صریح لکھا ہے چنانچہ جو جانور مثلاً شیخ صدو کے نام پر
ذبح کیا گیا تو اس جانور کی ذات مین کچھ خرابی پیدا نہین تاکہ اس سے چھونا و دیکھنا بھی روا نہ ہو بلکہ اسکا کھانا حرام ہے اور دوسری قید مفسر رح نے ذبح کی بڑھادی لہذا
وہ ظاہر ہے اور حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان اقسام کے جانورون سے بیان کردیا جو حلال ہین بشرطیکہ اسکے کھانیکی یہ ہے کہ ذبح کرے پھر واضح ہو کہ تین قسمین جو
مفسر رح نے بیان کی ہین انعام کی لفظ سے لغت مین بھی یہی مراد ہوتی ہین کما قال ابن جریر اور در اصل چرنیوالے چوپایہ کو کہتے ہین لیکن اہل لغت کا اسپر اجماع
ہے کہ سم والے چوپایہ اسمین شامل نہین ہین اور بہیمہ ہر چوپایہ کو کہتے ہین پس اضافت عام بسوے خاص ہے جیسے سورۃ المائدہ یا انعین چوپائے جو انعام ہین تو
اضافت بیانیہ ہوگی اور بہیمہ سے چونکہ جنس مراد لی لہذا اسکو جمع نہین فرمایا پھر **شیخ ابن کثیر** نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباس و ابن عمر وغیر واحد نے اسی آیت سے
استدلال کیا کہ اگر انعام مین سے کوئی مادہ ذبح کیگئی اور اسکے پیٹ مین مردہ بچہ نکلا تو وہ حلال ہے اور یہ ایک حدیث مین بھی منصوص ہے چنانچہ ابو سعید خدری رض
سے روایت ہے کہ ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اونٹنی یا گائے یا بکری ذبح کیجاتی ہے اور اسکے پیٹ مین سے بچہ نکلتا ہے تو ہم اسکو پھینک دین
یا کھاوین تو فرمایا کہ تمہارا جی چاہے کھاؤ کیونکہ اسکی ماں کا ذبح کر لینا یہی اسکا ذبح کرنا ہے (رواہ ابو داؤد وابن ماجہ والترمذی وقال حسن) وعن جابر مرفوعاً قال
ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ۔ (رواہ ابو داؤد) یعنی پیٹ کے بچہ کا ذبح کرنا وہی اسکی ماں کا ذبح ہے (ابوداؤد) اور یہی قول امام ابو یوسف و محمد و دیگر ائمہ کا ہے اور امام ابو حنیفہ رح
کے نزدیک بچہ اگر مردہ نکلے تو اسکا کھانا حلال نہین ہے پھر عموم بہیمۃ الانعام کی حلت سے استثنا فرمایا بقولہ۔ **اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ** ۔ سوائے اسکے کہ تلاوت
کیگئی تمپر تحریم اسکی بقولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم الآیۃ ۔ مین پس یہ استثنا منقطع ہے اور ہوسکتا ہے کہ استثنا متصل ہو اور تحریم بسبب موت وغیرہ عارض
ہو جانیکے ہے پس مفسر رح نے مقدر کیا ای تتلی تحریمہ علیکم یعنی سوائے اس چوپایہ کے جسکی تحریم تمپر تلاوت کیگئی ہے اور مراد اس سے منصوص بقولہ حرمت علیکم
المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیۃ ۔ ہے ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا اور اس صورت مین استثنا متصل نہوگا اسواسطے کہ مستثنیٰ از جنس
مستثنیٰ منہ نہین ہے اور تتلی علیکم بمعنے تلی علیکم ہوگا ولیکن مضارع بمعنے حال اس غرض سے کہ فی الحال وہ ذہن مین حاضر ہو جاوے کہ ملاکر خوب سمجھ مین آوے اور **شیخ
ابن کثیر** رح نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے جو آگے آتا ہے یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ و
النطیحۃ وما اکل السبع۔ کیونکہ یہ چیزین اگرچہ انعام مین سے ہین لیکن ان عوارض سے حرام ہوئین کہ اپنی موت سے مر کر کھانیکے قابل نہ رہین یا گلا گھونٹے جانے سے

Marfat.com

مری وغیر ذلک پس تپلی علیکم کے یہ معنے ہیں کہ تپلے علیکم ہوگا یعنے آگے تحریم آتی ہی کیونکہ یہ سورہ پورا ایکبارگی نازل ہوگیا پس یہان مین تاخیر نہیں بلکہ تلاوت مین آگے آتا ہی۔ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۔ در حالیکہ تم شکار کو حلال کرنیوالے نہو حالانکہ تم محرم ہو۔ ف۔ جاننا چاہیے کہ حرم بضمتین جمع حرام ہی یعنے وہ شخص جسنے حج یا عمرہ کا احرام باندھا یا حرم کعبہ مین داخل ہوا اور بعین و اجماع اسکو شکار کرنا یا بتانا یا مدد کرنا حرام ہی پس یہان بہیمۃ الانعام کی حلت کو مقید کر دیا اس سے یعنے بہیمۃ الانعام سوائے مایتلی کے تمپر حلال اس قید سے ہین کہ انکو کھاؤ درحالیکہ تم شکار کے حلال کرنیوالے نہو جس حالت مین کہ تم احرام باندھے ہو اس سے ظاہر ہوا کہ جو شخص احرام مین ہی اسکو شکار کا گوشت کھانا حرام نہیں جبکہ کسی حلال نے شکار کرکے دیا ہو اور یہ اسکا محل نہوا ہو دم) پس احلت لکم مین لکم کی ضمیر سے جو بقوت فاعل ہی غیر محلی الخ حال واقع ہی یعنے حادرمین احلال الصید اور قولہ انتم حرم حال ہی ضمیر محلی الصید سے اور جو کمالین مین ہی کہ ای احلت لکم ہذہ الاشیاء الا محلین الصید ۔ تو اس صورت مین غیر محلی الصید مستثناء ہوا جاتا ہی حالانکہ اسمین تعسف ہے جیساکہ **بیضاوی** رح نے کہا کیونکہ وہم ہوتا ہی کہ محلین الصید سے مطلقا انکی حلت منتفی ہی حالانکہ ایسا نہیں دکذا قیل) پھر وارد ہوتا ہی کہ بہیمۃ الانعام تو پالو جانور ہین جیساکہ بیان ہوا اور صید وحشی جانور ہوتے ہین تو جواب کمالین یہ کہ جو لوگ مستثناء قرار دیتے ہین وہ البتہ بہائم مذکور کو عام شامل ہرن و نیل گاے وغیرہ کو لیتے ہین اور ہمنے اسکو حال قرار دیا تو معنے یہ ہین کہ حلال کردینا اللہ تعالی کیطرف سے احسان ہی اور حرام مین شکار کرنا ممنوع ہی پس حاصل آنکہ ہمنے تمپر بعض بہیمۃ الانعام حلال کیے درحالیکہ تم باز رہو حالت احرام مین شکار کرنیسے کہ جس سے ممانعت ہے تو یہ انعام جاتا ہے **کذا قال الزمخشری فی الکشاف**

مترجم کہتا ہی کہ یہ تقریر ضعیف ہوگی جبکہ غیر محلی الصید کو حال مقید فقط بدین غرض قرار دیا جاوے کہ مرتکب جرم نہو حالانکہ غیر تارک الصلوۃ والصوم وغیرہ اس سے بھی بڑھکر جرم مین غیر محلی الصید کی خصوصیت ترجیح بلا مرجح ہی اور اگر بہیمۃ الانعام عام لیا جاوے جو وحشی و صید کو شامل ہو پھر یہ تقریر بلا تکلف جاری تو ایراد نہین ہوتا ہی اور کلام زمخشری اسکو محتمل ہی اور جو اسنے لفظ بعض بہیمۃ الانعام کہا ہی تو اس سے یہ مراد نہ لیجاوے کہ وحشی کو نکال دیا اور پالو کو رکھا لہذا بعض انعام رہے جیساکہ کمالین مین ہی بلکہ بعض انعام اس معنی کر کہ مایتلی علیکم مستثنے کردیے ہین لہذا البعض رہگئے فلیتامل فی ہذا المقام فانہ مع وضوحہ من مزال الاقدام ۔ **اِنَّ اللّٰهَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ** ۔ اللہ تعالی جو ارادہ فرماتا ہی وہ حکم دیتا ہی ف یعنی حلال کرنا و حرام کرنا جو چاہتا ہی حکم کرتا ہی اسپر کوئی اعتراض نہین ہی اور یہ ظاہر ہی اور اس سے کافرونکے ساتھ بحث کرنیکا طریقہ ظاہر ہوا کہ پہلے انکو قائل کرنا چاہیے کہ اللہ تعالے قادر مختار ہی جب یہ ثابت ہو تو خود ثابت ہی کہ جو چاہے وہ حکم کرے اسمین سراسر حکمت ہی اور کوئی مالک مختار پر اعتراض نہین کرسکتا ہی اور انھین آیات سے معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقہ جو فلاسفہ کا جھوٹا چاٹنے والے ہین انکا قول مردود ہوا کہ وہ لوگ گستاخی سے کہتے ہین کہ اللہ تعالے پر واجب ہے کہ جو بندونکے واسطے مصلحت ہو وہ حکم کرے اور اہلسنت کہتے ہین کہ یہ گستاخی محض جھوٹ ہے اللہ تعالی قادر مختار ہی اسپر واجب فرض کیسا یہ تو بندونپر احکام کی پابندی ہی۔ اور اگر معتزلہ وغیرہ جاہل یہ کہتے کہ اللہ تعالی جو کچھ حکم فرماتا ہی وہ سراسر حکمت و مصلحت ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر ہی تو انکے حق مین بہتر ہوتا ۔ **ف** عرائس مین ہی کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا ۔ اللہ تعالی کیواسطے پاکیزہ صفات کے نام ہین از انجملہ المؤمن نام الہی ہی پس اس نام کا نور اپنے خاص بندونکو دیکر مومنونکے نام سے خطاب فرمایا وہ اسیکے نور سے دیکھتے ہین اور اسیکی ہدایت پر نور صفات تک پہونچتے اور وہان یقین و سکون سے متصف ہوتے ہین **ابن عطا** نے کہا ای ایسے بندے جنکو مین نے ایسے قلب دیے ہین جو مجھسے غافل نہین ہوتے اور ہمارے استاد **شیخ ابو عبد اللہ** بن خفیف رح نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہمکو غیب سے خبر دی انکو دل سے سچا ماننا یہی ایمان ہی اور **ابو الحسین فارسی** رح نے کہا کہ قولہ اوفوا بالعقود ۔ بندونکو حکم دیا کہ معاملات مین سیاست کو اور محاسبات مین مراقبت کو اور خطرات مین ترک کو اور مشاہدات مین ادب کو نگاہ رکھین کیونکہ بندونکو عالم اسباب مین انہی امور سے چارہ نہین ہی اور بعض نے کہا معرفت کے ساتھ قلب کا عہد ہی اور اللہ تعالی کی ثنا و صفت بیان کرنے مین زبان کا عہد ہی اور اعضا کو خشوع و خضوع سے رکھنے مین عہد جوارح کو پورا کرین اور **جعفر بن محمد** رح نے فرمایا کہ یا ایہا الذین آمنوا

[illegible]

قال المترجم [illegible]

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بے حرمت کرو نشانیوں اللہ کی کو اور نہ مہینے حرام کو اور نہ وہ جانور کہ نیاز کعبہ کی ہوں اور نہ جن کے گلے میں پٹا ڈال کر [illegible]

آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا

قصد کرنے والوں گھر حرمت والے کو چاہتے ہیں فضل پروردگار اپنے کے سے اور رضامندی اور جب حلال ہو تم یعنی احرام سے نکلو پس شکار کرو

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى

اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم کی اس واسطے کہ بند کیا تم کو مسجد حرام سے یہ کہ حد سے نکل جاؤ اور مددگاری کرو آپس میں اوپر

Marfat.com

الربع

الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

بھلائی کے اور پرہیزگاری کے اور نہ مددگاری کرو اوپر گناہ کے اور تعدی کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خطاب اہل ایمان کو ہے۔ لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ اے ایمان والو تم حلال مت کرو بیحرمتی شعائر الٰہی کو شعائر جمع شعیرہ بروزن فعیلہ اور بعض نے کہا کہ نیز واحد اسکا شعارہ ہے بروزن فعالہ ہے اور یہ احسن ہے اور اسی سے ماخوذ ہے اشعار ہدی اور شعائر جمع شعر بمعنی معالم جمع معلم اے وہ جگہیں جنپر نشانات ظاہر کیے گئے ہوں پس شعائر اللہ بمعنی مشاعر دین الٰہی ہے بحذف مضاف۔ اور حاصل یہ کہ احرام میں شکار کرنے سے ان چیزوں کو جو دین الٰہی کے شعائر میں حلال مت کرو کیونکہ احرام میں شکار حرام ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ شعائر اللہ سے مناسک حج مراد ہیں یعنی مواقف حج و مطاف و سعی و دیگر افعال جیسے حاجی بجا لاتا ہے اور مجاہد نے کہا کہ صفا و مروہ و ہدی و بدنہ شعائر اللہ میں سے ہے اور معنی ان دونوں قول پر یہ ہیں کہ مت حلال کرو ان دو امور کو بایں طور کہ انمیں سے کوئی فعل بجا نہ لاؤ یا جو بجا لاتا ہو اسکو روکو اور اشعار ہدی یوں ہے کہ دھار دار چیز سے سنام البعیر کو ہانا پر چونک دے کہ کچھ خون بہے اور یہ علامت ہو کہ یہ اونٹ ہدی کا ہے اس سے کوئی تعرض نہ کرے اور یہ اونٹ و گائے میں سنت ہے بکری میں نہیں ہے اور احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہیں اور یہی امام ابو یوسف اور محمد و دیگر کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ نے جو اسکو مکروہ کہا تو اشعار کو جو سنت ہے مکروہ نہیں کہا بلکہ اسوقت کے لوگ اسقدر تیز زخم کر دیتے تھے جو موجب اذیت تھا کذا قالوا۔ اور بعض نے کہا کہ شعائر اللہ سے محارم مراد ہیں یعنی جو امور اللہ تعالیٰ نے حرام کیے ہیں انکو حلال مت کرو پھر تخصیص کر کے عطف کیا بقولہ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ اور نہ ماہ حرام۔ اور مراد الشہر سے جنس ہے پس اسمیں ذی قعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب چاروں مہینے داخل ہیں اور معنے آنکہ ولا تحلوا الشہر الحرام بالقتال فیہ یعنے ماہ حرام میں لڑائی کر کے اسکو حلال مت کرو۔ قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ اور مراد اس سے یہ کہ اسکی تحریم رکھو اور اسکی تعظیم کا اقرار کرو اور جس چیز سے ممانعت ہے وہ اسمیں مت کرو۔ و قال تعالیٰ یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر۔ اور فرمایا ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا تا قولہ منہا اربعۃ حرم الآیۃ۔ و عن ابی بکرۃؓ فی خطبۃ حجۃ الوداع مرفوعا کہ زمانہ اسی ہیئت پر گھوم گیا جیسا آسمان و زمین پیدا کرنیکے روز تھا۔ سال بارہ مہینہ کا جنمیں سے چار ماہ حرام ہیں۔ تین مہینے در پے ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم اور ایک رجب جو درمیان جمادی الثانی و شعبان کے ہے کما فی روایۃ البخاری۔ آیت دلالت ہے کہ اسکی تحریم تا قیامت ہے جیسا کہ سلف میں سے ایک گروہ کا مذہب ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے اسکی تفسیر میں کہا کہ معنی آنکہ ان مہینوں میں قتال کرنا حلال مت کرو و کذا قال مقاتل بن حیان و عبد الکریم بن مالک الجزری۔ اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے چنانچہ ماہہائے حرام میں اپنی طرف سے قتال کی ابتدا کرنا کافروں کے ساتھ روا ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم۔ اور امام ابو جعفر نے اجماع نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ حرام و غیر حرام سب میں مشرکوں سے قتال کرنا حلال کر دیا اور اسیطرح اجماع ہے کہ اگر کوئی مشرک تمام درختان حرم کے ریشوں سے گردن و ہاتھ لپیٹ لے تو یہ اسکو امان نہوگی جبکہ پہلے سے اسکو امان نہ دیگئی ہو۔ قَالَ الْمُتَرْجِمُ مفسر سیوطیؒ نے تفسیر مطابق قول ابن عباسؓ بیان کی لیکن اسکو منسوخ قرار دیا کما سیاتی۔ وَلَا الْهَدْيَ اور نہ تم لوگ ہدی کو حلال بنائیو۔ ف ہدی نام اس جانور کا انعام میں سے ہے جو حرم کو ہدیہ بھیجا جاوے جیسا کہ آیت الحج میں گذرا اور ولا تحلوا الہدی کے معنی یہ کہ ہدی کو حلال مت کرو بیحرمتی بایں طور کہ اس سے تعرض کرو اور ہدی جمع ہدیہ ہے اور یا گرچہ شعائر اللہ میں داخل ہے پھر مخصوص اسکو بیان کرنا اسکی مزید خصوصیت پر تنبیہ ہے۔ وَلَا الْقَلَآئِدَ اور نہ تم قلائد کو حلال بنائیو۔ ف قلائد جمع قلادہ ہے جو ہار کے طور پر گلے میں ڈالیں چنانچہ جاہلیت کے لوگ حرم مکہ کے درختوں سے ریشہ وغیرہ گلے میں ڈال لیتے تاکہ بیخوف چلا جاویں اسلیے کہ پھر انسے کوئی تعرض نکرتا اگرچہ کسیکے باپ کو بھی قتل کیا ہو اور عرب میں یہ صفت امانت کی تھی حاصل آنکہ قلائد سے یا صاحبان قلائد سے تعرض مت کرو اور کہا گیا کہ تقلید ہدی ہے اور وہ اسطرح کہ ہدی کی گردن میں جوتی وغیرہ کے مانند لٹکا دیتے یا اونٹ کی گردن میں باندھ دیتے کہ یہ علامت ہدی ہونیکی تھی اس سے تعرض نکرتے اور مراد اس سے یہ کہ ہدی کے تعرض سے باز رہنے کی تاکید ہے اور بعض نے کہا کہ اصحاب قلائد مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ قلادہ سے ممانعت ہے یعنے

لیکن ... اشعار ... سنت ... [illegible] ... ۱۲

درختان حرم کے ریشہ مت توڑو لغرض قلادہ ڈالنے کے اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے قولہ ولا الهدی ولا القلائد کی تفسیر مین دو معنی بیان کیے یعنے لا تحلوا الهدی ولا القلائد کے یہ معنی ہین کہ بیت الحرام کو ہدی بھیجنا ترک مت کرو کیونکہ بھیجنے مین شعائر اللہ کی تعظیم ہے اور نیز اسکی تقلید کرنیکو مت چھوڑو بلکہ اسکی گردنین قلادہ دو تاکہ دیگر انعام سے تمیز ہو اور جو اس سے تعرض کرنیکا قصد کرتا ہو وہ اس علامت سے ہدی جانکر اجتناب کرے اور جو دیکھے اسکو بھی ہدی بھیجنے کا شوق پیدا ہو کیونکہ جو کسی امر خیر مشروع پر دوسرے کو ہدایت کرتا ہے تو اسکو بھی کرنیوالے کا ثواب ملتا ہے وقد قال تعالی ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب ۔ اور جب شعائر الٰہی کی تعظیم کی تو یہ دلونکا تقوی ہے ۔ ف **مترجم** کہتا ہے کہ یہ معنی بھی اچھے ہین لیکن اسقدر تامل ضرور ہوگا کہ ہدی بھیجنا و قلادہ کرنا واجب بتلایا جاتا ہے حالانکہ ہر ہدی واجب نہین ہے اور قلادہ بالاتفاق سنت ہے ہان ہدی جسکے قلادہ ہو اس سے تعرض کرنا حرام ہے پس شاید یہ مراد ہو کہ لا تحلوا سے ہتک حرمت کے معنے مقصود ہین فلیتامل پھر لکھا کہ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ قلائد کو حلال مت کرو اور زمانہ جاہلیت مین دستور تھا کہ باہر والے حرام کے سوائے اور مہینون مین جب اپنے وطنون سے نکلتے تو اپنی گردنین بالون و ریشم کے قلادہ ڈال لیتے اور اہل حرم وہانکے درختونکی چھالون اور ریشون سے قلادہ ڈال لیتے پس ان مین امن رہتے تھے (رواہ ابن ابی حاتم) اور مجاہد رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اس سورہ مین سے دو آیتین منسوخ ہین ایک تو آیت قلادہ اور دوم فان جاؤک فاحکم بینهم او اعرض عنهم الآیۃ منسوخ ہین (رواہ ابن ابی حاتم) **مترجم** کہتا ہے کہ نسخ باینمعنے ہوگا کہ قلادہ باندھنے سے کافر کو امن نہوگا بدلیل آیت سورہ براءۃ کہ آمین کافرون کو حل و حرم سب جگہ قتل کرنیکا حکم ہے اور اس آیت مین تھا کہ قلادہ والے کسے تعرض مت کرو اور عطا رح سے روایت ہے کہ وہ لوگ درختان حرم سے قلادہ ڈالتے تو اللہ تعالے نے درختان حرم قطع کرنے سے منع فرمایا **وکذا قال مطرف بن عبد اللہ** پس لا القلائد کے یہ معنی ہوے کہ قلادہ بنانا درختان حرم سے حلال مت رکھو یعنی مت کاٹو درخت حرم کے ۔ اور اس تقدیر پر نسخ نہوگا اور حسن بصری رح سے پوچھا گیا کہ سورۂ مائدہ مین سے کچھ منسوخ ہے فرمایا کہ کچھ نہین اور تعلی ان اقوال مین سے مفسر رح کے نزدیک قول مقاتل یا عطا ہے اور ما بعد سے پتہ ملتا ہے کہ بعض رسوم جاہلیت اگرچہ خلاف شرع تھین لیکن جنکا مدار تعظیم شعائر اللہ پر تھا اسکی عظمت دلونسے نہین گھٹائی ہے پھر قول مفسر رح ای فلا تعرض لها ولا لاصحابها ۔ کے معنی یہ ہین قلائد سے تعرض مت کرو یعنے درختان حرم سے قلائد مت بناؤ جیسا کہ عطاء و مطرف بن عبد اللہ سے مذکور ہوا یا یہ معنی ہین کہ ان قلادہ والونسے تعرض مت کرو پس درخت کاٹنے سے ممانعت ہوگی جیسا کہ مقاتل رح سے مذکور ہوا فافہم ۔ **وَلَآ آٰمِّيْنَ** ای لا تحلوا قاصدین ۔ **الْبَيْتَ الْحَرَامَ** ۔ بان تقاتلوهم ۔ اور مت حلال کرو ان لوگونکو جو قصد کرنیوالے ہون بیت الحرام کا یعنے انکا خون کرنا بایطور کہ انسے مقاتلہ کرو اسکو حلال مت کہو اگرچہ وہ کافر ہین پھر ان لوگونکا حال ظاہر کیا کہ کفر اگرچہ فساد ہے مگر یہ فعل انہون نے نیکی کی نیت سے کیا ہے اور تعظیم فساد نہین ہے شاید راہ پر آوین چنانچہ فرمایا ۔ **يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا** ای حال کونهم یطلبون رزقا من ربهم بالتجارۃ ورضوانا منہ اللہ بسبب قصد البیت بزعمهم یعنی بیت الحرام کے قصد کرنیوالونکو مت تعرض کرو درحالیکہ وہ لوگ اس غرض سے آئے ہین کہ تجارت کرکے پروردگار کے فضل سے روزی پاوین اور بیت الحرام کا حج و قصد رکھنے کے سبب سے اللہ تعالی کی بڑی رضامندی حاصل کرین یہ سبب انہون نے اپنے زعم کے موافق سمجھا ہے مفسر رح نے کہا کہ وہذا منسوخ بآیۃ البراءۃ اور یہ منسوخ ہے بسبب آیہ سورۂ براءۃ کے واضح ہو کہ آیہ سورہ براءۃ مین دو احتمال ہین یا تو مراد قولہ تعالے اقتلوهم حیث وجدتموهم الآیۃ ۔ پس استدلال سے قولہ ولا الشهر الحرام سے لیکر یہانتک منسوخ ثابت ہوگا اور یہی دلیل ہے یا مراد اس سے قولہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا الآیۃ ہے تو قولہ ولا آمین فقط یا مع قولہ ولا الهدی سے یہانتک منسوخ ہوگا کیونکہ مشرک کا حج روا نہوا تو ہدی و قلائد سے اسکو امن نہوگا اور **شیخ حافظ ثقہ عماد کبیر المعروف بابن کثیر** رح نے جو اپنی تفسیر مین لکھا کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ قولہ ولا آمین البیت الخ یعنے مت حلال رکھو لڑنا ان لوگونسے جو قصد کرنیوالے ہون بیت الحرام کیطرف جسکی شان مین ہے کہ جو اسمین پہنچگیا وہ بیخوف ہے درحالیکہ وہ فضل الٰہی و رضوان الٰہی چاہتے ہین **قال المترجم** اس جملہ حالیہ سے نکلا کہ جو وہان الحاد و ظلم کی خواہش سے جانا چاہے وہ رد کیا جاوے جیسا کہ یزید

خود کلام مجید میں کی دیگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر شیخ نے قولہ یبتغون فضلا من ربہم کی تفسیر میں سیوطیؒ نے ذکر فرمایا ہے حضرت مجاہد و ابو العالیہ وغیرہ واحد علما تابعین سے
نقل کی اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ رضوانا ای اپنے حج کرنیسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے اور عکرمہ و سدی وغیرہ نے ذکر کیا کہ آیت کریمہ درباره حطیم
بن ہند البکری نازل ہوئی کہ اُسنے ایکسال مدینہ کے گلہ اونٹ وغیرہ پر چھاپہ مارا اور دوسرے سال عمرہ ادا کرنیکو خانہ کعبہ کیطرف گیا تو بعض صحابہؓ نے
چاہا کہ راستہ میں اُس سے تعرض کریں تب نازل ہوا قولہ ولا آمین البیت الحرام الخ۔ اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ قولہ ولا القلائد سے مراد یہ کہ درخت حرم سے
اگر اُسنے قلادہ ڈال لیا تو اُسکو امن دو اور کہا کہ عرب والے برابر عار دلاتے جو اُسکو نہ مانتا تھا پھر ابن جریرؒ نے اجماع نقل کیا کہ اگر مشرک کو امان نہ دیگئی ہو تو اُسکا
قتل کرنا روا ہے اگرچہ وہ بیت اللہ کا قصد رکھتا ہو پس جو حکم یہاں مذکور ہے وہ منسوخ ہے **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ احمد و نسائی کی روایت میں حضرت عائشہؓ
سے موقوفاً و مرفوعاً آیا ہے کہ سورۂ مائدہ کے حلال و حرام پر عمل کرو کیونکہ یہ آخر نازل ہوئی جیسا کہ حدیث اوپر مذکور ہو چکی تو کمالین میں جواب دیا کہ یہ باعتبار اکثر کے ہے
کلیہ نہیں ہے بدلیل روایت ابن عباسؓ مذکورۂ بالا کہ آیۃ القلائد و قولہ اذا جاؤک لاآیہ دونوں منسوخ ہیں و قد رواہ ابو داؤد فی ناسخہ والحاکم وصححہ **وَاِذَا حَلَلْتُمْ**
فَاصْطَادُوْا۔ ای اذا حللتم من الاحرام فلکم الاصطیاد فالامر للاباحۃ۔ اور جب احرام سے فارغ ہو کر حلال ہو جاؤ تو تمکو روا ہے کہ شکار کرو ف پس صیغہ امر یہاں وجوب کے
واسطے نہیں بلکہ اباحت کے واسطے ہے اور یہ اسوجہ سے کہ شکار پہلے مباح تھا جو بسبب احرام کے ممنوع ہوا پھر احرام سے فارغ ہونیکے بعد پھر واجب نہیں ہو جائیگا اور یہ وجہ نہیں ہے
جو بعض اصولیوں نے گمان کی کہ بعد ممانعت کے جو امر ہوتا ہے وہ اباحت کیلیے ہوتا ہے کیونکہ یہ کلیہ درست نہیں بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا
المشرکین الآیہ کیونکہ اسمیں فاقتلوا کا حکم بعد ممانعت کے ہے کہ ماہہائے حرام میں مشرکوں کو قتل کرنا منع ہوا تھا پھر ماہ حرام گذرنے پر حکم دیا کہ انکو مارو حالانکہ یہ امر
اباحت نہیں بلکہ وجوب ہے اور ایسے ہی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا یعنی میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو حالانکہ
زیارت واجب نہیں ہو گئی ہے پس صحیح قاعدہ یہ ہے کہ قبل ممانعت کے جس صفت پر تھا اُسی صفت پر واپس جاتا ہے اگر پہلے واجب تھا تو واجب جیسے آیۃ قتال میں ہے اور اگر
پہلے مباح تھا تو مباح ہو جاتا ہے جیسے آیۃ الاصطیاد میں اور اگر مستحب تھا تو مستحب جیسے حدیث زیارت میں ہے اور یہ صورتیکہ امر مطلق ہو اور اگر بعد نہی کے اجازت
میں وجوب یا استحباب کی تصریح کر دی جاوے تو وہی ہوگا۔ **وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ**۔ اور نہ کماوے تمکو بغض کسی قوم کا **اَنْ صَدُّوْکُمْ**
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ اس جہت سے کہ تمکو اُنھوں نے مسجد الحرام سے روکا تھا۔ **اَنْ تَعْتَدُوْا**۔ علیہم بالقتل وغیرہ یہ کمائی کہ تم اُنپر ظلم کرو
قتل وغیرہ سے ف یعنی جس قوم نے تمکو مسجد الحرام کا عمرہ ادا کرنے سے سال حدیبیہ میں روکا تھا جسسے تمکو انکی جانب غصہ پیدا ہوا تو یہ غصہ تمکو اس
قوم پر ظلم کرنیکے واسطے آمادہ نکرے جس سے تم گناہگار ہو جاؤ۔ اور ابن مسعودؓ نے یجرمن بضم یاء از اجرام۔ پڑھا اور کسائی نے کہا کہ جرم اور اجرم بیک معنے ہیں
اور بصریین علماء لغت اجرم نہیں جانتے بلکہ اُنکے نزدیک صرف جرم ہے پھر شنان بفتح نون اکثروں کی قراءۃ ہے اور بسکون نون کو ابن عامرؓ نے پڑھا اور ابوبکرؒ عاصم
سے اور اسمعیل نے نافع سے روایت کیا اور قولہ ان صدوا مفعول لہ ہے اور وہ شنان کی علت ہے یعنی بغض قوم کا جو اس جہت سے پیدا ہوا کہ تمکو اُنھوں نے
بیت الحرام سے روکا تھا اور حاصل آنکہ سال حدیبیہ میں کفار نے حضرت صلعم مع اصحاب کو عمرہ ادا کرنیسے روکا تھا تو منع فرمایا کہ وہ بغض جی میں رکھکر کفار سے
قصاص بیجا لینے پر آمادہ مت ہو جیو بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اُسی حد پر رہو اور عدل کو نگاہ رکھو اور یہ بمانند آیت دیگر ہے جو آئی ہے یعنے قولہ ولا یجرمنکم شنان قوم
علی الا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی اور زید بن اسلم سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم و صحابہؓ حدیبیہ میں تھے جبکہ انکو مشرکوں نے روکا تھا اور
اُنپر بہت گران گذرا تھا پھر مشرق کیطرف والے مشرکوں کا ایک گروہ عمرہ ادا کرنیکے ارادہ سے جاتا تھا تو صحابہؓ نے کہا کہ ہم ان لوگوں کو روکینگے جیسے انکی ملت والوں
نے ہمکو روکا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری رواہ ابن ابی حاتم۔ بالجملہ کلام پاک کے معنے تو بلا تامل واضح ہیں کہ تم حکم الٰہی سے اور حق و عدل سے تجاوز مت کرو
بسبب عداوت ایسی قوم کے جنھوں نے ظلماً تمکو بیت الحرام سے روکا تھا پس تم بھی بعد صلح کے نا انصافی کرو خواہ بایں طور کہ اسی قوم سے قتل وغیرہ کا کوئی

Marfat.com

ایسا فعل کرو جو حکم الٰہی سے تجاوز ہو یا اس قوم کے بھائی بندون سے بدلا لو جسکا تجاوز ہونا ظاہر ہو کر روکا کہ والون نے اور بدلا لیتے ہو غیرون سے کما روی عن زید بن اسلم اور قطع نظر خصوص سبب کے عموم لفظ سے یہ معنی ہین کہ ای ایمان والو عدل کے پابند رہو موافق حکم الٰہی کے اور کسی قوم کے بغض کیوجہ سے جسنے تمھارے ساتھ کچھ برائی کی ہو تم عدل سے اور حکم الٰہی سے قدم باہر مت رکھو **مترجم** کہتا ہی کہ حد سے تجاوز کرنے سے ممانعت پر یہ کلام نص ہو پس قطعاً معلوم ہوا کہ منسوخ ہونیکی کوئی وجہ نہین ہی اور جہاد کا حکم تو مدد فرض ہی پھر حد سے تجاوز کہان ہوا جیسے قصاص وغیرہ کا حال ہو پس مراد یہ کہ جو حکم شرع عدل ہو اس سے تجاوز مت کرو **وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ** ۔ اور مدد کرو اس کام کے کرنے پر جسکا تم حکم دیے گئے ہو **ف** اور یہ بنا بر آنکہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بر وہ ہی جسکا تجھے حکم دیا گیا ہی اور ابن عطیہ نے کہا کہ البر شامل ہی واجب و مستحب دونون کو اور شاید حضرت ابن عباس کے کلام مین بھی حکم دیا جانا بمعنے عام ہو یعنی مدد کرو جس کام کا حکم دیا گیا خواہ وجوباً یا استحباباً ۔ **وَالتَّقْوٰى** ۔ اور معاونت کرو تقوی پر یعنی ترک کرنے پر ایسی چیز کے جس سے تم منع کیے گئے ہو اور حاصل آنکہ آپسمین ایک دوسرے کی معاونت کرنی چاہیے نیکی بجالانے مین و ممنوع سے باز رہنے مین یعنی جس کام پر شرع مین ثواب کا وعدہ ہی اسکے کرنے مین ایک دوسرے کی مدد کرو اور جس سے ممانعت ہی اسکے ترک کرنے مین مدد کرو یعنی کہ ایک دوسرے کو سمجھاؤ کہ یہ منع ہی اسکو مت کرو حتی کہ بار کر چھوڑا دو ۔ **وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** ۔ اور مت معاونت کرو آپسمین کسی جنس کے گناہ پر اور ما اللہ تعالیٰ کے حدود سے تجاوز کرنے پر **ف** اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد کفر ہی اور عدوان سے مراد ظلم ہی حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ بندگان مومنین کو حکم فرماتا ہی کہ نیک کام کے کرنے پر اور ممنوعات کے چھوڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور اثم و عدوان پر معاونت نہ کرو ۔ اور چونکہ یہ معاونت اسیوقت ہو سکتی ہی کہ باہم متفق و خیر خواہ ہون لہذا اتفاق رکھنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہنا باقتضاء النص واجب ہی اور یہ مستقل دلائل سے بھی ثابت ہی اور پہلے اشارہ ہوا کہ بر ہر کار خیر کو جو شرع مین نیک ہو جب تو اب ثابت ہوتا ہی شامل ہی اور معاونت کرنا بھی عام ہی کہ ہاتھ سے زبان سے مال سے جسطرح ممکن ہو اعانت کرے اور حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدد کرو اپنے بھائی کی خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جب وہ مظلوم ہو تو نصرت مدد ہوئی اور جب ظالم ہو تو کیونکر مدد کرین تو فرمایا کہ اسکو ظلم سے روکو و منع کرو کہ یہی اسکی مدد ہی کما رواہ البخاری و مسلم اور نیز حدیث مین ہی کہ جو مومن کہ لوگون مین مل جلکر بسر کرے اور انکی ایذاؤن پر صبر کرے اسکو بڑا ثواب ہی بہ نسبت اس مومن کے جو لوگون مین مخالطت نہ رکھے اور انکی ایذاؤن پر صبر نہ کرے کما رواہ احمد والترمذی پھر اثم و عدوان جسپر معاونت سے منع فرمایا اسکا جاننا ضروری ہی پس اثم ہر وہ فعل ہی جو شرع سے ممنوع ہوا اور یہ بقرینہ مقابلہ بر کے ہی پس اگر کوئی شخص کوئی سنت ترک کرتا ہو تو زبان سے اسکے حق مین کوئی ایسی بات نہ کہنی چاہیے جس سے اسکے نفس کو جرأت ہو یا غصہ پیدا ہو بلکہ اچھے کلام سے اسکو نصیحت کرے اور دلسے چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو توفیق دے اور ابن جریرؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دین مین جو حدود مقرر کر دیے ہین انسے تجاوز کرنا عدوان ہی تو عدوان مین کسیکی مدد نہ کرے خواہ اسکا نفس خود تجاوز کرے یا کوئی غیر تجاوز کرے اور سب سے بڑھکر آدمی کو اپنے نفس سے حساب لینا چاہیے اور احادیث مین وارد ہوا کہ مرد نیک ہر گناہ کو اپنے دل کی کھٹک سے پہچان لے چنانچہ وابصہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صلعم نے فرمایا کہ بر وہ ہی جسپر دل مطمئن ہو اور اثم وہ ہی جو دل مین کھٹکے اور سینہ مین تردد رہے اگرچہ لوگ تجھے اسکی بابت فتوی دیدین (رواہ البخاری فی تاریخہ و احمد و عبد بن حمید) پس حدیث مین ایسے نیک دل کو تقوی سمجھایا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک نیت ہو پس اگر مفتی اسکو فتوی دیدے کہ یہ جائز ہی مگر اسکے نیک دلمین کھٹکے تو اسکو چھوڑدے اور نواس بن سمعانؓ سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے البر والاثم کو پوچھا تو فرمایا کہ بر تو خوش خلقی ہی اور اثم وہ ہی جو تیرے دلمین کھٹکے اور تو اسپر لوگونکے آگاہ ہونیکو برا جانے (رواہ البخاری فی الادب و احمد و مسلم و ابن ابی شیبۃ والترمذی والحاکم والبیہقی) اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ اثم کیا ہی فرمایا کہ جو تیرے دلمین کھٹکے اسکو چھوڑدے اسنے کہا کہ ایمان کیا ہی فرمایا کہ جسکو اسکی برائیان رنج دین اور بھلائیان خوش کرین وہ مومن ہی (رواہ احمد و الطبرانی و ابن حبان والحاکم والبیہقی) اور معنی یہ ہین کہ اگر نیکی کرے تو اسکا دل خوش ہو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور دلمین نور سے فرحت پادے

اور حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ چلا تاکہ اُسکی معاونت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ گناہگار بھی اسلام سے
باہر ہوا رواہ الطبرانی اب غور کرو کہ ظالم کسقدر خوار ہوگا ظالم وہ شخص ہے جو کسی خلاف شرع فعل کو کرے اگر دوسرا اس کام مین ظالم کا ساتھ دیوے یا مدد کرے
تو وہ بھی ظالم کے مانند ہے اور اسلام سے باہر ہوا اور باہر ہوجانیکے یہ معنی ہین کہ اس فعل مین اسلام سے خارج ہے پھر اللہ تعالی نے اس حکم مذکور کے بعد تہدید
و تاکید فرمائی ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ اور اللہ تعالے کے عذاب سے خوف کرو ف بایطور کہ جو فرمایا اسکی اطاعت کرو ۔ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ
اللہ تعالی سخت عذاب کرنیوالا ہے ف اس بندے کو جو اُسکی مخالفت کرے تو اللہ تعالی کا عذاب بہت سخت شدید ہے وہ مخلوقات پر قیاس نہین ہوسکتا
ہے کیونکہ اگر مخلوقات مین ایک آدمی دوسرے پر عذاب مین سختی کرے تو چاہے جسقدر سختی کرے آخر جب وہ مظلوم بیہوش ہوکر مرگیا تو عذاب بھی ختم ہوگیا اور
اللہ تعالی کے عذاب مین جہنمیون کو نہ موت آوے نہ عذاب کم ہو بلکہ جب کھال گوشت جلکر گریگا تو پھر دوبارہ ویسا ہی پیدا ہوجایگا اعاذنا اللہ تعالی من
عذابہ وعقابہ ف فی العرائس قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ واضح ہو کہ ابتدا مین جب آدمی شرک و کفر مین گرفتار ہوتا ہے تو وہ اپنے رب عز وجل
کے نام ہی کی تعظیم نہین کرتا پھر جب اسلام لایا تو اب اسکو تعلیم ہوا کہ اللہ تعالی نے جن چیزونکی تعظیم رکھی ہے مثلاً خانہ کعبہ و رسول و قرآن وغیرہ کسی کی بےادبی نکرین
پھر جب اعلی درجہ پر پہونچے تو دربار کے آداب مین بےادبی نکرین چنانچہ شیخ نے لکھا کہ ادب مراقبہ یہ کہ دنیاوی کشف کیطرف توجہ نہو ۔ اسواسطے کشف کی نسبت کیجاتی ہے
نفس کی خواہش مین موافقت کرنا بےادبی ہے غرضکہ احترام بیت اللہ کعبہ و قلب کی عزت رکھین پھر واضح ہو کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ تقوی کے مرتبہ مین ہر وہ چیز ہے کہ
علم شرع سے سب اماموں کے نزدیک بھلائی معلوم ہو اور کسیکے نزدیک وہ مکروہ نہو اور خواہش نفس سے مخالفت کرنا تقوی ہے اور شبہات کے اندر قدم رکھنا
عدوان ہے بعض نے فرمایا کہ بر وہ ہے کہ جسکی طرف تیرا دل مطمئن ہو اور قولہ ولا تعاونوا علی الاثم میں اشارہ ہے کہ دنیا مین مشغول نہو اور عدوان یہ کہ نفس کی خواہش مین گرے
شیخ سہل نے فرمایا کہ بر تو ایمان ہے اور تقوی سنت ہے اور اثم کفر ہے اور عدوان معاصی ہین

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ
حرام ہوا تمپر مردہ اور خون اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا گیا اللہ کے سوائے کا اور جو مرا گھٹکر اور جو مرا چوٹ سے
وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۟ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا
اور جو مرا گرکر اور جو مرا سینگ لگنے سے اور جسکو کھایا درندے نے مگر جو تم نے ذبح کرلیا اور جو ذبح ہوا کسی استھان پر اور یہ کہ بانٹا کرو
بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ
پانسے ڈالکر یہ گناہ کا کام ہے آج ناامید ہوے کافر تمھارے دین سے سو انسے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ
آج مینونے پورا کردیا تمھارا دین اور تمام کردی مینونے تمپر اپنی نعمت اور پسند کیا تمھارے لیے دین اسلام پھر جو
اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
کوئی لاچار ہوگیا بھوک مین کچھ گناہ پر نہین ڈھلتا تو اللہ تعالے بخشنے والا مہربان ہے ۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ۔ ای اکلہا ۔ تمپر مردار کا کھانا حرام کیا گیا ف کیونکہ حلت و حرمت تو کھانیسے تعلق ہوتی ہے اور خود اس چیز سے تعلق نہین ہے
اسلیے کہ مثلاً کسی نے حلوا پکایا اسکو دوسرا شخص اٹھا لیگیا تو اُسکو کھانا حرام ہے پھر اگر مالک اُسکو اجازت دیدے تو اب حلال ہے پس وہ چیز اپنے حال پر رہتی
ہے اور یہان مراد ایسی چیز ہے کہ وہ کسی طرح حلال نہین ہوسکتی مردار سے وہ جانور مراد ہے جو خود بخود اپنی موت سے بدون ذبح کیے اور بدون شرعی تسمیہ کے

مراد ہو و ابن کثیر پھر علی العموم مردار حرام ہو لیکن اسمین سے مچھلی و ٹیڑی مستثنیٰ ہین ۔ **وَالدَّمُ** ۔ اور تم پر خون کھانا حرام کیا گیا **ف** خون سے مراد خون مسفوح ہی یعنے
جوش سے بہنے والا اور یہان اگرچہ مطلق ہی لیکن سورۂ انعام مین تحریم کے بیان مین فرمایا او دما مسفوحا اور یہی تفسیر حضرت عائشہؓ و ابن عباسؓ و سعید بن جبیر سے
صحیح مروی ہی اور عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس سے تلی کا حکم پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسکو کھاؤ تو عرض کیا گیا کہ وہ تو خون ہی فرمایا کہ حرام تو دم مسفوح رکھا گیا ہی (رواہ
ابن ابی حاتم) اور ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہی کہ ہمارے واسطے دو مردہ جانور اور دو خون حلال رکھے گئے ہین پس مردہ جانور دونون تو مچھلی و ٹیڑی ہین
اور خون دونون یہ تلی اور جگر ہین (رواہ الشافعی و احمد و ابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی) ابو زرعہ الرازی نے کہا کہ اصح روایت مین یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول
ہی مچھلی کیواسطے حدیث ابوہریرہؓ کافی ہی کہ آنحضرت صلعم سے بحر کے (دریا و سمندر) پانی کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسکا پانی پاک کرنیوالا ہی اور اسکا مردار حلال ہی (رواہ مالک والشافعی
و احمد و ابو داؤد والترمذی والنسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ابن خزیمہ) اور واضح ہو کہ زمانۂ جاہلیت والونمین جب کوئی بھوک سے تکلیف اُٹھاتا تو کسی دھاردار
چیز سے اپنے اونٹ کو زخمی کر کے اس سے خون نکال لیتا اور اسکو پی جاتا یا جمنے کے بعد کھا لیتا پس اس خونخواری کو اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا **وَلَحْمُ
الْخِنْزِيرِ** ۔ اور سور کا گوشت **ف** یعنی کل سور سر سے پاؤن تک نجس و حرام ہی لیکن چونکہ غالباً گوشت ہی کھایا جاتا ہی اور یہان کھانے ہی کی چیز کا
بیان ہی لہذا فرمایا لحم الخنزیر پس یہ حرام کیا گیا ۔ پس سور کھانا حرام ہی خواہ پالو ہو یا جنگلی ہو اور **ابن کثیر**ؒ نے فرمایا کہ لحم کہنا شامل ہی تمام اجزا کو بلحاظ زبان
عرب کے اور نیز باعتبار عرف کے بھی اور حدیث صحیح مسلم مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے نرد شیر سے کھیلا گویا اُسنے سور کے گوشت و خون مین اپنا
ہاتھ ڈالا (رواہ مسلم) تو خون کا نجس ہونا ظاہر ہو گیا پس جب چھونیسے ایسی نفرت دلائی تو اُسکو غذا کرنیمین کیسی نفرت ہوگی جسکے تصور سے قے آئے
پس اسمین دلالت ہی کہ اسکی چربی و کھال وغیرہ سب اجزا اسکے گوشت کے حکم مین ہین اور صحیحین مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب و مردار
و سور اور بتونکی بیع حرام کی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لوگ مردار کی چربی کام مین لاتے ہین کہ اس سے کشتیونپر روغن کیا جاتا اور چمڑے چکنائے جاتے
اور لوگ اسکی بتی جلاتے ہین بھلا آپ اسکو روا رکھتے ہین تو فرمایا کہ نہین یعنی نہین روا ہی ۔ **وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ** ۔ اور وہ چیز حرام کیگئی کہ غیر اللہ کیلیے
پکاری گئی ہو **ف** یہ حکم عام ہر چیز کو شامل ہی حتیٰ کہ شیطانکے نام کی روٹی کھانا حرام ہی اور یہان جانور ذبیح اسطرح کہ ذبیحہ کسی غیر کیواسطے ہو یا گوشت
کسی نے شیطانکے نام کا دیا تو اُسکا کھانا حرام ہی ۔ جاننا چاہیے کہ اہلال کہتے ہین آواز بلند کرنیکو پس معنی یہ کہ اور وہ جانور کہ آواز بلند کیگئی اُسپر واسطے
غیر اللہ کے اور مفسرینؒ نے کہا کہ یہ اس طور سے کہ اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی غیر کے نام سے وہ ذبح کیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے واجب کیا ہی کہ اسکی مخلوقات
اُسیکے پاک نام سے ذبح ہون سو جب اس سے عدول کر کے ذبیحہ پر کسی بت وغیرہ کا نام لیا گیا اگرچہ تمام مخلوقات مین سے کوئی ہو تو وہ بالاجماع حرام ہوگا
اور اگر ایسا مذبح نے عمداً یا بھولکر اللہ تعالےٰ کا نام چھوڑا تو عمداً کی صورت مین حنفیہ رحمہم اللہ تعالےٰ کے نزدیک ذبیحہ مردار و حرام ہوگا اور یہی قول صحیح ہی ۔
اور اسمین جو اختلاف ہی سورۂ انعام مین انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا اور حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو ذبیحہ بقصد تعظیم کسی مخلوق کے ہو وہ مردار ہی ملکیہ
کتاب الذبائح مین لکھا ہی کہ اگر مہمان کی تعظیم کے قصد سے ذبح کیا تو ذبیحہ مردار و کھانا حرام ہوگا قال لو ذبح عند قری الضیف تعظیما لہ لا یحل اکلہا
وکذا عند قدوم الامیر وغیرہ تعظیما واما اذا ذبح لاجل الضیافۃ فانہ لاباس بہ (جوہرہ نیرہ) یعنی مہمان کی تعظیم کیلیے اگر ذبح کیا تو ذبیحہ کھانا حلال نہین ہے
اسیطرح اگر بادشاہ و حاکم وغیرہ کی آمد مین اُسکی تعظیم کیلیے ذبح کیا تو حرام ہی ہان اگر اسکی ضیافت و مہمانداری کیلیے اللہ تعالےٰ کے نام پر ذبح کیا
تو مضائقہ نہین ہی (جوہرہ نیرہ) اور اسی پر ائمہ فقہاء نے اتفاق کیا ہی والنص علیہ لقولہ لغیر اللہ بہ ۔ اسواسطے کہ تفسیر نیشاپوری مین صریح ہی کہ
تعظیم غیر کیلیے ذبیحہ حرام ہی پس عجب ان لوگون سے کہ خالی منطق و فلسفہ پڑھکر فتویٰ پر قلم اٹھاتے ہین اور شیخ صدو کے نام کا بکرا اور مانند اُسکے جائز بتاتے ہین یہ خلاف
مذہب حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ بلکہ خلاف مذہب فقہاء و ائمہ مجتہدین ہی جسکا گناہ تا قیامت اپنے سر پر لیتے ہین نعوذ باللہ من الضلال ہان اگر خالص اللہ تعالیٰ کی جناب مین

تقرب قربانی کی نیت ہو پھر وہ گوشت کسی ولی کیواسطے فاتحہ دیدے تو جائز ہی اور اگر شیطان کے نام پر دیا تو گنہگار ہوگا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **وَالْمُنْخَنِقَةُ** مر
الیہ خنقاً یعنی حرام کیگئی وہ مردار جو خنق سے مرجاوے ف یعنی گلا گھٹ جانے سے خواہ بانیطور کہ آدمی خود گلا گھونٹ دیوے جیسے زمانہ جاہلیت والے کرتے تھے اور اس زمانہ
مین نصاریٰ کی مروڑی مرغی معروف ہی اور خواہ بانیطور کہ اتفاق سے جانور خود اپنا گلا کسی بندھن وغیرہ مین اسطرح پھنسائے کہ گھٹکر مرجاوے پس در حقیقت مرا
ہی اور فرق یہ کہ مردار وہ جو بلا کسی ظاہری سبب کے مرا ہو اور منخنقہ بسبب خنق مرا ہی۔ **وَالْمَوْقُوذَةُ** المقتولۃ ضرباً یعنی حرام کیا گیا تم پر وہ جانور جو کہ چوٹ سے مارا گیا یعنی
کسی بھاری چیز سے جو دھاردار نہین ہی مارا یہانتک کہ وہ مرگیا (قال ابن کثیر) اور اولی یہ کہ بھاری کا لفظ کہا جاوے اور ابن عباس وغیرہم نے کہا کہ لکڑی کی چوٹ
سے مار ڈالے اور مراد وہی ہی جو شیخ نے بیان کی اور زمانہ جاہلیت[لہ] لاٹھی سے مردہ کر کے کھاتے تھے کما قال قتادہ اور صحیح بخاری مین عدی بن حاتم سے ہی کہ مین
نے کہا کہ یا رسول اللہ مین معراض سے شکار مار لیتا ہون تو فرمایا کہ جب تو معراض سے مارے اور وہ شکار کو پھاڑ دے تو اسکو کھا اور اگر اسکی ڈنڈی سے مرجاوے تو وہ
وقیذ ہی اسکو مت کھا۔ حاصل آنکہ اسکی نوک کی تیزی سے زخمی ہو کر مرنیوالے جانور کو جائز فرمایا جبکہ تیر کیطرح اسپر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہو اور چوٹ کھائے مردار
کو حرام کیا اور اسپر فقہا کا اجماع ہی اور شکار کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہی پھر جاننا چاہیے کہ **شیخ ابن عبدالبر** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علما مین بندقہ و پھر و معراض
و عصا جسکا سر دھاردار ہی انکے شکار مین اختلاف ہی اور بندقہ سے مراد غلہ ہی جو معروف ہے اور معراض سے مراد وہ تیر جسکا[ع] پیکان نہین ہی پس جو علما اسطرف گئے ہین
کہ وہ وقیذ ہی تو اسکا کھانا حرام ہی مگر اس صورت مین حلال ہوگا کہ زندہ پاکر اسکو ذبح کر پاوے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی اور یہی قول امام مالک کا اور امام ابوحنیفہ
و انکے اصحاب کا اور ثوری و شافعی رحمہم اللہ کا ہی **یقول المترجم** اس زمانہ مین بندوق سے شکار مارنیکا مسئلہ پیش آیا جسکا حکم علمائے متقدمین سے مروی نہین ہی پس
کلام اسمین متاخرین بلکہ ہجری دسوین صدی و مابعد کے علماء سے ملسکتا ہی پس اگر تسمیہ کہکر بندوق سے گولی ماری اور جانور مرگیا قبل اسکے کہ اسکے زندہ حلال کر ڈالنے
پر قابو پاوے تو کیا حکم ہی مؤلف فتح البیان نے **شیخ شوکانی** سے نقل کیا کہ مجھے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ حلال ہی کیونکہ گولی خرق کرتی اور ایک جانب سے دوسری جانب پار
ہوجاتی ہی اور حدیث عدی بن حاتم مین شکار کے حلال ہوجانے مین خرق معتبر فرمایا ہی انتہی اور یہی مؤلف فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار و تسلیم کیا اور **مترجم**
کہتا ہی کہ میرے نزدیک یہ حکم صحیح نہین ہی بلکہ مین نے پایا کہ **شیخ شوکانی** نے خود نیل الاوطار مین اسکو حرام لکھا ہی اور تحقیق مسئلہ مین یہ ہی کہ بندقہ یعنی غلہ کا اور بندوق
کی گولی کا ایک حکم ہی پس غلیل مین ہاتھ کی قوت سے جو غلہ مارا جاتا ہی اس سے چھوٹی چڑیان اکثر مرجاتی ہین اور بسا اوقات پھٹکر زخم آجاتا اور خون جاری ہوجاتا
ہی لیکن اسمین اتنی قوت نہین ہوتی کہ پار نکل جاوے بخلاف بندوق کی گولی کے کہ بارود کی ترکیب سے اسکا زور ایسا زائد ہوتا ہی جو مشاہدہ ہی پس خرق اسکا بوجہ دھار
کے نہین ہی حاصل آنکہ کمان کے غلہ اور بندوق کی گولی کا اثر یکسان ہی پس فرق یہ کہ غلہ کمزور ہوتا ہی اور گولی بسبب طاقت زور کے بسا اوقات پار نکلجاتی ہی مگر دونون
مین دھار نہین ہی پس دونونکا حکم یکسان ہی اب غلہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے واضح ہو کہ غلیل کے غلہ سے شکار کا حکم بھی امام احمد کی حدیث عدی بن حاتم مین کو ہی
چنانچہ فرمایا کہ ولا تاکل من البندقۃ الا ما ذکیت یعنی غلہ کے مارے ہوے شکار سے مت کھا مگر وہی شکار کہ جسکو تو حلال کرنے پایا ہو (احمد) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے غلہ سے مارے ہوے شکار کو فرمایا کہ وہ وقیذ ہی یعنی موقوذہ کے مثل حلال نہین بلکہ مردار حرام ہی (رواہ البخاری فی الصحیح) اور ایسا ہی سالم و قاسم و مجاہد و ابراہیم و
عطا و حسن رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسکا مکروہ تحریمی ہونا نقل فرمایا لیکن ہمین مکروہ تحریمی و حرام یکسان ہی اور ڈھیلے و کنکر کے شکار کا بھی یہی حکم ہی چنانچہ عبداللہ بن مغفل
سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے کنکر مارنیسے منع کیا اور کہا کہ نہ وہ شکار کرتا ہی اور نہ دشمن کو نکایت پہونچاتا ہی لیکن دانت توڑ دیتا ہی اور آنکھ پھوڑ دیتا ہی (کذا فی الصحیحین وغیرہما) اور نیز
دھار والے پتھر کا بھی یہی حکم ہی پس جب غلہ کا یہ حکم معلوم ہوا تو گولی بندوق کا بھی یہی حکم ہی اور گولی مین سوائے زور کی چوٹ کے اور کچھ فرق نہین ہی اور چوٹ کی شدت
سے جانور کا جسم پھٹ جانا معتبر نہین ہوتا کیا نہین دیکھتے کہ اگر بہت زور سے لاٹھی مارے اور جسم پھٹ جاوے تو جانور حلال نہوگا پس صحیح ہوا کہ گولی کے شکار مین
اگر جیتا ہوا پاکر ذبح کرنے نہ پاوے اور قبل ذبح کے جانور مرجاوے تو حرام و وقیذ ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اب رہا یہ کہ اگر زندہ پاوے تو ذبیحہ کیلیے کسقدر زندگی کافی ہی

لہ یعنی جاہل عرب ۱۲ م
ع وزن مین مثل بندوق کی گولی کے ہوتا ہی ۱۲ م

Marfat.com

اسکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ **وَالْمُتَرَدِّيَةُ** ۔ اور تیسرے متردیہ حرام کیا گیا یعنی جو جانور کہ اوپر سے نیچے گر کر مر گیا ہو۔ قال ابن عباسؓ متردیہ وہ جو پہاڑ سے نیچے گر کر مرے (رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ) وقال قتادۃؒ جو کنوئیں میں گر کر مرے وہ متردیہ ہے پس خلاصہ یہ کہ جو اوپر سے نیچے گرنے سے مر جاوے خواہ وہ خود گر پڑے یا کوئی گرا دے۔ **وَالنَّطِيحَةُ** ۔ اور چہارم نطیحہ حرام کیگئی ف نطیحہ وہ کہ دوسرے کے سینگ مارنے سے مر گئی ہو مثلاً دو بکریاں یا دو ہرن یا گائے وغیرہ آپس میں لڑیں یا ایک نے دوسری کو سینگ مارا کہ وہ مر گئی تو مردار حرام ہے۔ **وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ** ۔ اور وہ جانور کہ جسمیں سے درندہ نے کھایا ف یعنی اس میں سے کچھ کھا گیا اور مرا ہوا باقی رہا تو وہ حرام ہے جبکہ تم نے اسکو زندہ نہ پایا ہو کہ ذبح کرو جیسے موقوذہ وغیرہ میں حکم ہے۔ **إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ** ۔ باستثناء اسکے جسکو تم نے ذبح کر لیا ف یعنی موقوذہ و نطیحہ و متردیہ وغیرہ حرام کی گئیں جبکہ مردار ہو جاویں لیکن اگر انمیں سے کسیکو تم نے زندہ پاکر ذبح کر لیا تو یہ ذبیحہ حلال ہے۔ **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ منخنقہ سے لیکر ما اکل السبع تک جسکو زندہ پاکر ذبح کر لیا ہو وہ حرمت سے مستثنیٰ ہے پھر انمیں ذبح کے قابل زندگی وہ ہے جو انمیں مستقر ہو مثلاً بھیڑیے نے بکری کا پیٹ پھاڑ دیا تو ذبح کے قابل ہے اور اگر اسنے دو ٹکڑے کر ڈالے جو پھر ملک سے ہیں تو ذبح کے قابل نہیں ہے۔ پھر ذکر کیا کہ طاؤس و حسن و قتادہ وغیر واحد علمائے تابعین سے مروی ہے کہ جانور نے اگر بعد ذبح کے ایسی حرکت کی جیسے ذبح کے بعد ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ اسمیں حیات باقی ہے پس وہ حلال ہے اور یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ و شافعیؒ و احمدؒ کا ہے اور امام مالکؒ کا قول دلالت کرتا ہے کہ ایسی حالت باقی ہو کہ بعد درندہ کے پھاڑنے کے وہ زندہ رہ سکتا ہو ورنہ ذبح سے حلال نہ ہوگا لیکن ظاہر آیت عام ہے جس سے قول ابوحنیفہؒ وغیرہ موافق ہے اور امام مالکؒ نے جس زندگی کی شرط لگائی تو اسکے واسطے کوئی دلیل مخصص چاہیے ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور لبہ و حلق سے ذبح و نحر معروف ہے ولیکن حدیث ابو العشراء میں آیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ذکوۃ تو لبہ و حلق ہی سے ہوگی فرمایا کہ اگر تو اسکی ران میں نیزہ مارتا تو تجھکو کافی تھا (رواہ احمد و اہل السنن) اور یہ حدیث صحیح ہے ولیکن محمول ہے کہ انھوں نے ایسی صورت بیان کی تھی جب لبہ و حلق سے ذبح کرنا ممکن نہ تھا مثلاً اونٹ یا ہرن چھوٹ بھاگا تھا تو ایسی صورت میں سب کے نزدیک جہاں ممکن ہو نیزہ وغیرہ مارے اور عنقریب شکار کے مسئلہ میں بیان آویگا۔ **وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ** ۔ اور ششم وہ جانور حرام کیا گیا جو بتوں کے اوپر ذبح کیا گیا ہو ف نصب بضمتین جمع نصاب بمعنی اصنام ہے جو جمع صنم کی بمعنی بت ہے۔ مجاہد و ابن جریج نے فرمایا کہ گرد خانہ کعبہ کے یہ پتھر تھے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ وہ تین سو ساٹھ تھے اور عرب اپنی جاہلیت میں ان پتھروں بتوں کے پاس ذبح کرتے اور ذبائح کے خونوں کو رخ خانہ کعبہ کیطرف چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے کاٹکر بتوں پر رکھتے تھے اور ایسا ہی دیگر علمائے تابعین نے بیان کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس حرکت سے منع فرمایا اور ایسے ذبائح کا کھانا حرام کیا اگرچہ بتوں کے پاس ذبح کرنے کیوقت ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے کیونکہ یہ بتوں کے واسطے تقرب ہے یہ شرک ہے اللہ تعالیٰ نے سخت بد تر کبیرہ فرمایا ہے اور اس کلام کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ اوپر ما اهل بہ لغیر اللہ کی تحریم گذر چکی ہے قالہ الشیخ ابن کثیرؒ۔ **وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ** ۔ ای ان تطلبوا القسم والحکم بالازلام یعنی حرام ہے تمہارے ایمان والو یہ کہ طلب کرو تم قسم یعنی حکم کو ازلام سے کذا قال ابن جریر) اور ازلام جمع زلم بالفتح و بالضم و فتح لام یعنی چھوٹے چھوٹے تیر جنمیں نہ ریش تھے اور نہ لوہے اور یہ دربان خانہ کعبہ کے پاس سات عدد تھے جنپر لا و نعم وغیرہ لکھے عرب انکو پھینکتے تھے پس اگر پانسہ میں نکلا کہ کرو تو اسکی فرمانبرداری کرتے تھے اور اگر اسمیں منع آیا تو نہیں کرتے تھے (ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا) اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ ساتوں ازلام بڑے بت ہبل کے پاس تھے جو کعبہ کے اندر کنوئیں پر تھا اور ساتھ قول ابن عباسؓ کے مجاہد و ابراہیم و حسن وغیرہم سے منقول ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ تین قدح تھا ایک پر لکھا تھا کہ یہ کام کر دوسرے پر تھا کہ مت کر تیسرا خالی تھا اور ایک تھیلی میں بھرے تھے جب ہاتھ ڈالتے پہلا نکلا تو کام کرتا اور دوسرا نکلا تو نہ کرتا اور تیسرا نکلا تو پھر ہاتھ ڈالتا یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک نکلے اور عرب الے اسی پر قطعی یقین کرتا اور یہ شرک تھا اور مومنوں پر اسکو حرام فرمایا اور ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نہ پہونچیگا درجات کو وہ شخص جو کاہن سے پوچھے یا استقسام کرے یا شگون لیکر سفر سے باز رہے (رواہ ابن مردویہ) اور **زجاج** نے کہا کہ اسمیں اور نجومیوں کے قول میں کہ اس ستارے کیوجہ سے سفر نہ کر وہ یا کر وہ کچھ فرق نہیں ہے اور امام نووی وغیرہ نے

Marfat.com

ول وغیرہ کو اسی مین داخل کیا۔ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۔ یہ امر فسق ہی ف فسق سے شرک مراد ہی کیونکہ فسق تو فرمانبرداری سے خروج ہی پس جسنے اُسکو کیا وہ گمراہی جہات
ہو شرک مین پڑا کیونکہ علم غیب سوائے اللہ تعالےٰ عزوجل کے اور کسیکو اپنے قصد سے نہین معلوم ہوسکتا ہان اللہ تعالےٰ جسکو چاہتا ہی آگاہ کردیتا ہی قال ابن کثیر
اور اللہ تعالےٰ نے مومنونکو جب اپنے کسی کام مین متردد ہون تو استخارہ کرنیکا حکم دیا باینطور کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم ہمکو
کامو مین استخارہ کرنا سکھلاتے جیسے ہمکو قرآن کی سورت سکھاتے تھے اور فرماتے کہ جب تم مین سے کسیکو کسی کام مین فکر ہو تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ
كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (اپنی حاجت کہے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ
لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ
وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ ۔ الٰہی مین استخارہ وبھلائی مانگتا ہون تیری آگاہی سے اور توانائی مانگتا ہون تیری قدرت سے اور تیرا ہی
فضل مانگتا ہون کیونکہ تجھ مین سب قدرت ہی اور مجھ مین نہین اور تو جانتا ہی اور مین نہین اور توہی سب غیب کا جاننے۔ الٰہی۔ الٰہی اگر تیرے علم مین یہ کام (کام
بیان کرے) میرے حق مین میرے دین ودنیا ومعاش وانجام کار مین (یا فرمایا کہ فی الحال انجام کار مین) بہتر ہو تو مجھے اسپر قابو دے اور مجھپر آسان کردے پھر مجھے اسمین
برکت دے اور اگر تیرے علم مین ہو کہ یہ کام (کام مذکور) میرے دین ودنیا ومعاش وانجام کار مین بد ہو تو اُسکو مجھسے اور مجکو اُس سے پھیرے اور جہان بہتری ہو میرے
لیے مقدر فرما پھر اسی پر مجھے راضی کرے (رواہ احمد والبخاری والترمذی وغیرہم) یہانتک ممنوعات ومحرمات کا بیان ختم ہوا پھر آگے کا کلام پاک حجۃ الوداع
مین عرفہ کے روز نازل ہوا۔ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِیْنِكُمْ ۔ آج کافر لوگ تمھارے دین سے ناامید ہوے ف اسطرح کہ
تم اب دین سے نہین پھرو گے حالانکہ پہلے اُنکو اسکی طمع تھی تو یا اسوجہ سے کہ انھون نے تمھارے دین کی قوت دیکھ لی (کذا روی عن ابن عباس وغیر واحد) اور
صحیح حدیث مین ہی کہ شیطان ناامید ہوگیا کہ جزیرہ عرب مین نمازی اسکو پوجین ولیکن اُنمین جھگڑے ڈالوانیکی امید رکھتا ہی (البخاری وغیرہ) اور واضح ہو کہ یہ امر ایک وقت
خاص تک ہی ورنہ حدیث صحیح مین بعض قبائل عرب کا بت پوجنا آخر زمانہ مین آیا ہی چنانچہ فرمایا کہ یہ رات ودن ختم ہونگے کہ پھر لات وعزیٰ پوجے جاوینگے اور ایک حدیث
مین آیا کہ میری امت کے قبائل مشرکون مین داخل ہونگے اور ایک روایت مین فرمایا کہ قبیلہ دوس کی عورتین ذی الخلصہ بتخانہ کے گرد مٹکینگی علماء نے فرمایا کہ آخر زمانے مین
بعد مہدی رضی اللہ عنہ کے ہوگا۔ بالجملہ اسوقت نازل فرمایا کہ اے اہل ایمان آج مشرکونکو تمھارے دین سے مایوسی ہوگئی۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ
پس تم اُنسے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرو ف اس آیت کریمہ سے بعض علماء نے اشارہ لیا کہ اگر اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور کافرون اہل شرک وکفر سے نہ ڈرتے تو
اللہ تعالیٰ انکو دنیا مین بھی اونچا وبلند رکھتا مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ میری امت سے ایک گروہ برابر کافرونپر غالب رہیگا وہ کبھی مغلوب نہونگے خواہ کوئی انکی مدد کرے یا نکرے
اُنکو کچھ ضرر نہوگا۔ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ ۔ آج مین نے تمھارے لیے تمھارا دین پورا کردیا ف یعنی دین کے احکام اور فرائض کو آج پورا کردیا چنانچہ اُسکے
بعد کوئی حلال وحرام کا حکم نہین اُترا۔ اگرچہ اُسکے بعد وحی اُتری چنانچہ قولہ تعالیٰ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ۔ اُتری جسکے بعد نو
راتین حضرت صلعم نے زندہ رہکر ربیع الاول مین وفات پائی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وعلی الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ وسلاما زاکیۃ تامۃ الی یوم القیامۃ و
الحمد للہ رب العالمین۔ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ اور مین نے تمپر اپنی نعمت پوری کردی ف از انجملہ یہ کہ دین تمھارا پورا کردیا اور بعض نے کہا اسطرح
کہ مکہ مین تم بے کھٹکے امن سے داخل ہوے وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ اور مین نے تمھارے لیے دین اسلام کو اپنی پسند پر دیا ف
شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ پر اللہ تعالےٰ کی نعمتون مین سے بڑی عظیم نعمت ہی کہ اوتعالےٰ نے اُنکے لیے اُنکا دین کامل کردیا کہ کسی دوسرے دین
کے محتاج نہین اور سوائے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نبی کے محتاج نہین اسیواسطے آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کرکے جن وانسان سب کیطرف

Marfat.com

رسل فرمایا پس وہی حلال ہے جسکو حلال کیا اور وہی حرام ہے جسکو حرام کیا اور وہی دین ہے جو شریعت محمدی ہے اور جو خبر دی وہی سچ ہے اسمین کچھ دروغ نہین و
قد قال تعالے وتمت کلمة ربک صدقا وعدلا کہ جو خبرین ہین سب سچ ہین اور جو اوامر و نواہی ہین سب عدل ہین لہذا قال الیوم اکملت لکم دینکم الآیة۔ علی ابن ابی طلحہ نے
ابن عباس سے روایت کی کہ دین وہ اسلام ہے اور اللہ تعالے نے نبی صلعم و مومنون کو خبر دی کہ انکا دین کامل کیا کہ کبھی اسپر زیادتی کے محتاج نہونگے اور تمام کر دیا کہ کبھی ناقص
نہ فرمادیگا اور پسند کیا کہ کبھی اس سے ناخوش نہوگا انتہی۔ دین مین جن احکام کی ضرورت ہے یا خصوص طور پر منصوص ہین یا عموم کے تحت مین مذکور ہین اور قیاس اسی کا نام
ہے کہ جو فرد کسی عموم کے تحت مین شامل ہے اسکو اظہار کرے پس اللہ تعالے عز وجل نے دین کو بانیمنے کامل کر دیا کہ اہل ایمان کو اپنے واقعات سب شرع متین سے مل سکتے
ہین بعض صورتین جو صریح نہین تو مانند صریح کے اہل علم و اجتہاد کے درجات بڑھانیکو چھوڑ دی ہین جنھون نے جد و جہد سے ان احکام کو اجتہاد کیا و باللہ التوفیق پھر بیان
محرمات کے بعد فرمایا **فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ** پھر جو شخص مضطر ہوا بھوک مین ان حرام چیزون مین کسی چیز کے کھانیکی طرف لیکن اسنے کھایا **غَيْرَ مُتَجَانِفٍ**
لِإِثْمٍ در حالیکہ وہ معصیت کیطرف مائل نہین ہے یعنی اس کھانے مین اسنے حد سے تجاوز نہین کیا یا اس حالت مین وہ کسی بدکاری کیلیے نہین جاتا ہے۔ **فَإِنَّ**
اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ لخلاف مائل لاثم ای المتلبسین کقاطع الطریق والباغی مثلا فانہ لایحل لہ الاکل۔ تو اللہ تعالے بخشنے والا ہے اسکو جو اسنے کھالیا اور
رحم کرنیوالا ہے اسپر کہ اسکے حق مین کا سد رمق مباح کر دیا۔ ف یہ **شیخ سیوطی** کا قول ہے اور ہمارے علمائے حنفیہ نے کلام کیا کہ جو شخص بھوک سے مضطر ہوکر حرام چیز کھالے
تو یہ جائز ہونا کسطرح ہے آیا اسوقت اس شخص مضطر کے حق مین یہ چیز مباح ہو جاتی ہے یا یہ چیز تو حرام رہتی ہے مگر اسپر سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے پس بعض نے کہا
کہ گناہ ساقط ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ مباح ہو جاتی ہے **مترجم** کہتا ہے کہ اسکا کھانا حرام تھا تو یہ فعل حرام نہین ہے اب
رہا کہ غیر متجانف لاثم کے کیا معنے ہین یعنی گناہ کیطرف مائل نہو پس ائمہ حنفیہ نے کہا کہ اس کھانے مین حد سے تجاوز مقصود نہو بلکہ جان باقی رکھنا مقصود ہو اور
شافعیہ نے کہا کہ بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ اس حالت مین گناہ کا مرتکب نہو چنانچہ **مفسر سیوطی** نے کہا کہ مخمصة مین یہ چیزین ایسے شخص کو مباح ہو جاتی ہین جو گناہ کا مائل
نہو بر خلاف اس بندے کے جو گناہ کیطرف مائل ہے یعنی گناہ مین متلبس ہو جیسے راہزن اور سلطان عادل سے بغاوت کرنیوالا پس ایسے شخص کیواسطے ان
حرام چیزون مین کھانا نہین روا ہے اور اگر کھائیگا تو اپنے گناہ کیساتھ اس گناہ مین بھی پکڑا جائیگا اور ایسے ہی سورہ بقرہ مین لفظ غیر باغ ولا عاد سے ایسے لوگ نکالے جو
بغاوت و عدوان سے گناہ مین پھنسے ہون پھر واضح ہو کہ یہ معنی فقہائے حجاز کے نزدیک ہین اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے اور فقہائے عراق کے نزدیک
معنے غیر متجانف لاثم کے یہ کہ سد رمق سے زائد نہ کھاوے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور قراءة غیر متجنف بھی اسپر دلالت کرتی ہے کیونکہ تجنف کے معنے سیری سے زائد
کھانا اور محصل معنی یہ ہین کہ جو شخص ان محرمات مین سے کسی چیز کے تناول کیطرف بسبب ضرورت کے مجبور ہوا تو اسکو تناول روا ہے بشرطیکہ وہ اس حرام کی خواہش
نکرے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور اللہ تعالے غفور رحیم ہے اسکو بندے کا محتاج ہونا معلوم ہے پس اسکو عفو فرماتا ہے مسند احمد و صحیح ابن حبان مین ابن عمرؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہے کہ اسکی رخصت پر عمل کیا جاوے جیسے وہ مکروہ رکھتا ہے کہ معصیت کیجاوے۔ ایک روایت احمد مین ہے کہ
جو اللہ تعالے کی رخصت قبول نکرے اسپر جبال عرفہ کے برابر گناہ ہوگا۔ اسیواسطے فقہاءؒ نے فرمایا کہ کبھی مردار کھانا واجب ہو جاتا ہے جبکہ اپنی جان جانیکا خوف
ہو اور سوائے مردار کے کچھ نہ پاوے اور کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی مباح ہوتا ہے اور واضح ہو کہ مردار تناول کرنیکی شرط یہ نہین ہے کہ تین روز اسطرح گذر جاوین کہ آدمی کو کھانا
نملے جیسے کہ بہت سے عوام وغیرہ وہم کرتے ہین بلکہ اضطرار شرط ہے چنانچہ جسوقت مردار تناول کرنے پر مضطر ہو جاوے اسیوقت اسکو یہ روا ہو جائیگا کذا قال ابن کثیرؒ
ثم ذکر حدیثا عن ابی واقد اللیثی انہم قالوا یا رسول اللہ انا بارض تصیبنا المخمصة فمتی تحل لنا بہا المیتة فقال اذا لم تصطبحوا ولم تغتبقوا ولم تحتفئوا بقلا فشانکم بہا۔ یعنے
ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ ایسی زمین مین رہتے ہین کہ ہمکو مخمصہ پہونچتا ہے یعنی کھانے پانی کی تکلیف فاقہ
پہونچتا ہے تو مخمصہ کی وجہ سے کب ہمکو مردار حلال ہو جاتا ہے آپنے فرمایا کہ جب تک اصطباح نہ ملے یعنی صبح کا کھانا نہ پاؤ اور اغتباق یعنی شام کا نہ پاؤ اور کھانیکو ساگ پات

Marfat.com

بھی نملے تو پھر تمکو مردار میں اختیار ہے (رواہ احمد وتفرد بھذا الوجہ وھو اسناد صحیح علی شرط الشیخین) وعن ابن عون قال وجدت عند الحسن رح کتاب سمرۃ فقرأتہ علیہ فکان فیہ ویجزی من الاضطرار غبوق او صبوح یعنے ابن عون رح نے کہا کہ مین نے حسن بصری رح کے پاس سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا خط پایا وہ مین نے حسن رح کو پڑھ سنایا اور اُسمین یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو شام یا صبح کو ایک وقت ملجاوے تو اضطرار دفع ہونیکے لیے کافی ہے یعنی پھر اضطرار نہین رہیگا، رواہ ابن جریر اور اصطباح سے صبح کا کھانا اور اغتباق سے شام کا کھانا مراد ہے اور بعض نے ایا ہے ایک پیالہ دودھ اول دن مین کفایت نہین ہے چنانچہ ابوداؤد رح کے سنن مین فجیع عامری رض سے روایت ہے کہ فجیع رض نے آنحضرت صلعم کے پاس آکر سوال کیا کہ یارسول اللہ مردار سے ہمارے واسطے کیا حلال ہے فرمایا کہ تمہارا طعام کیا ہے عرض کیا کہ نصطبح ونغتبق یعنی صبح کو اور شام کو دودھ کچھ ملجاتا ہے تو فرمایا کہ یہ تو واللہ بھوک ہے اور اس حال پر انکو مردار حلال کردی (تفرد بہ ابوداؤد) ابو نعیم یعنی فضل بن دکین نے فرمایا کہ ابن عقبہ نے نصطبح ونغتبق کی تفسیر فرمائی کہ ایک جام صبح کو اور ایک شام کو ابن کثیر رح نے فرمایا کہ شاید صبح وشام سب کو اسیقدر ملتا تھا کہ جان رکھنے کو کافی ہوسکتا تھا پس قدر کفایت تک انکے لیے حلال کردیا واللہ اعلم اور اسمین اختلاف ہے کہ سد رمق جائز ہے یا سیری بھر جائز ہے یا ذخیرہ رکھ لیوے یہ بھی جائز ہے پس یہ اقوال ہین اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک سد رمق جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم ف قال فی العرائس قولہ فلا تخشوہم واخشون۔ خوف الٰہی بیان حوالہ ہے اُس پیدا کیطرف جو ازل مین عارفونکو حاصل ہوا تھا یعنے جب امر امتحان تمیز بواسطہ مخلوق کے واقع ہوا تو معرفت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہو اور اُنسے خوف وگھبراہٹ مت رکھو کیونکہ وہ لوگ میرے امتحان کیجگہ قرار پائے ہین سو جب تمنے مجھے پہچانا تو میرے امتحان کی جگہ جان لی۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِیْنَ

تجھسے پوچھتے ہین کہ — انکو کیا حلال ہے — تو کہہ تمکو حلال ہین — ستھری چیزین — اور جو سدھاؤ — شکاری جانور — دوڑانے کو

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۬ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَیْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

انکو سکھاتے ہو اس سے جو اللہ تعالے نے تمکو سکھایا ہے — سو کھاؤ اسمین جو کچھ رکھ چھوڑین تمہارے واسطے — اور اللہ کا نام لو اُسپر — اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝

اللہ شتاب لینے والا ہے حساب

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ من الطعام مفسر رح نے من الطعام سے ماذا کا بیان تبلایا کہ مراد اُنکی اس سوال سے یہی کہ کھانیکی چیزوں مین انکو کیا حلال ہے بقرینہ مابعد کے اور جواب سکا تفصیل نہین فرمایا جیسے محرمات کو بافراد نوعی فرمایا ویسے ہی حلال چیزیں تمکو فرمایا کہ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ المستلذات یعنی طیبات سے مراد وہ چیزین ہین جنکو طبع سلیم لذیذ سمجھے اور اُسکو نجس نجانے اور یہ بنا بر قول امام شافعی رح کے ہے چنانچہ جن چیزونکو عرب والے نجس جانتے ہین وہ اُنکے نزدیک حرام ہین ولیکن پوشیدہ نہین کہ جنکو عرب کے لوگ نجس نہین جانتے اُنکا طیبات مین شمار ہونا دشوار ہوگا کیونکہ مردار وخون قبل تحریم کے عرب والے حتی کہ قریش اُنکو استعمال کرتے وکھاتے تھے اور نیز اُسکا معمول ہونا عرب کی رائے پر بہت محل تامل ہے کیونکہ اہل مدینہ عرب تھے بہت سی چیزونکو جنکا طیبات مین سے ہونا قطعی ہے طیبات مین سے جانتے ہین اور اگر بادیہ والے نہین مراد ہین تو تخصیص کیواسطے دلیل چاہیے علاوہ برین غیر بادیہ والونین سے قریش کا حال بیان ہوا پھر اُنمین طبع سلیم والونکی تخصیص بھی دلیل چاہتی ہے اور نیز طبع سلیم ہونا امر خفی ہے اُسکی شناخت دشوار ہے اور نیز اختلاف طبائع ممکن بلکہ قطعاً موجود ہے اور رہا یہ کہ جسپر وہ طیب کا اطلاق کرین اور خون ومردار پر یہ اطلاق نہ تھا تو یہ کیسی دشواری ہے کہ دور و دراز والے اطلاق عرب محتاج رہے باوجودیکہ بعثت عام ہے اور نیز بہت چیزین عرب والے جانتے ہین بالجملہ تفسیر طیب کی ہمارے نزدیک وہ ہے کہ جسکی حرمت یا کراہت تحریمی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم واجماع امت سے ثابت نہو اور مقاتل رح نے کہا کہ طیبات وہ رزق حلال ہے پس ہر چیز سے اُنکو حلال لینے کا حکم کیا اور تفسیر

Marfat.com

ابن کثیر میں ہے کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ عدی بن حاتم و زید بن مہلہل نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ حضرت باری تعالیٰ نے مردار حرام فرمایا ہم پر ہمارے واسطے کیا حلال ہے تو
نازل ہوا یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ سعید بن جبیر نے کہا کہ مراد ذبائح ہیں کہ یہ انکو حلال طیب ہیں رواہ ابن ابی حاتم اور آنحضرت صلعم کی صفت میں سورۂ اعراف میں
فرمایا ہے کہ بندوں کیلئے طیبات حلال کرتا ہے اور خبائث انپر حرام کرتا ہے اور حق یہ ہے کہ لفظ طیبات و خبائث کے اطلاق کو بھی دخل ہے واللہ اعلم لیکن شناخت طیب و خبیث
میں لوگوں پر مدار نہیں ہو سکتا اور قولہ تعالیٰ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق الآیۃ ۔ سے نکالا گیا ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے
مگر وہ کہ مخصوص بکتاب و سنت و اجماع ہو پس حرام کلیات کتاب و سنت و اجماع سے نکل لینے کے بعد حلت ہے **وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ** اور جو
سکھلایا تمنے جوارح میں سے یعنی باز و کتے وغیرہ جیسا کہ آتا ہے مگر چونکہ خود یہ چیزیں حلال نہیں لہذا مفسر نے صید مقرر کیا یعنی شکار پکڑا ہوا ان جانوروں کا
سکھلایا اور وہ جوارح ہیں شیخ ابن کثیر نے اوپر کی آیت سے ملا کر حاصل یہ بیان کیا کہ حلال ہیں وہ ذبائح جن پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا اور رزق میں سے
طیبات اور حلال کیا گیا تمہارے لیے وہ جو تمنے صید کیا جوارح سے یعنی کتوں و شکرے و باز وغیرہ ایسے شکاری جانور و پرندے جیسا کہ مذہب جمہور صحابہ
و تابعین و ائمہ فقہ کا ہے اور یہی ابن عباسؓ سے ابن ابی حاتم نے بطریق علی بن ابی طلحہ روایت کیا اور کہا کہ یہی خیثمہ و طاؤس و مجاہد و مکحول و یحییٰ بن ابی کثیر سے
مروی ہے اور امام علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے ہے کہ باز و شکرہ جوارح میں سے ہے وعلقہ عن الحسن البصری ایضا ۔ اور ابن عمرؓ سے بسند جید روایت کی کہ باز وغیرہ
شکاری پرندوں سے جو شکار کرے سو جسکو تو ذبح کر پاوے وہ تجھکو حلال ہے ورنہ گوشت کھا اور کراہت سعید بن جبیر و مجاہد سے مروی و منقول از ضحاکؒ و سدی ہے
قال ابن کثیر جمہور سے ذکر کیا گیا کہ شکاری پرندوں سے شکار کرنا مانند شکاری کتوں کے شکار کے ہے کیونکہ وہ اپنے پنجوں سے شکار کو پکڑنے میں کتوں کی مانند کلب
میں پس کچھ فرق نہیں ہے اور یہی مذہب چاروں فقیہا ماموں غیرہم کا ہے اور اسیکو ابن جریر نے اختیار کیا وقال حدثنا ہناد و حدثنا عیسیٰ بن یونس عن مجالد عن الشعبی
عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ باز سے شکار کا کیا حکم ہے فرمایا کہ جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اسکو کھا **قال ابن کثیر**
اور امام احمدؒ نے سیاہ کتے کو مستثنیٰ کیا کیونکہ انکے نزدیک واجب القتل ہے اسکا رکھنا نہیں جائز ہے وفی الحدیث الکلب الاسود شیطان یعنی سیاہ کتا شیطان ہے کمافی صحیح
مسلم وغیرہ ۔ اور ان حیوانوں کو جنسے شکار کیا جاتا ہے جوارح نام رکھا گیا ماخوذ از جرح بمعنے کسب چنانچہ عرب بولتے ہیں فلان جرح لاخیر العینی اسکے واسطے
بھلی کمائی کردی ۔ ویقولون لا جارح لہ یعنی اسکا کوئی کمانیوالا نہیں ہے وقال اللہ تعالیٰ ویعلم ما جرحتم بالنہار یعنی جانتا ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ تم بھلائی و برائی
دن میں کماؤ ۔ پھر سبب نزول آیت میں ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم کیا تو میں نے کتے مار ڈالے پھر لوگوں
نے آکر عرض کیا کہ اس امت سے جسکے قتل کا آپنے حکم دیا ہے کیا حلال ہے پس آپ خاموش رہے پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ پس حضرت صلعم
نے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنا کتا چھوڑا اور بسم اللہ پڑھ دی پھر کتے نے شکار پکڑ کر اسکے واسطے روک لیا تو جبتک اُسنے نہیں کھایا اسکو کھاوے (رواہ
ابن ابی حاتم و ابن جریر والحاکم وصححہ) اور عکرمہ و محمد بن کعب سے بھی اسیکے مانند مروی ہے کہ سبب کتوں کا قتل واقع ہوا اور مفسرؒ نے قول ابن الجوزی کی تفسیر میں کہا اسے
انکو اسپ من الکلاب والسباع والطیر یعنی جوارح جمع جارح یعنی کو سب جمع کا سبب کمانیوالا عام اس سے کہ کلاب یعنی کتے ہوں یا سباع یعنے چیتا سیاہ گوش وغیرہ
ہوں اور یا طیر یعنے شکاری پرند مانند باز و شکرہ وغیرہ ہوں پھر فرمایا ۔ **مُكَلِّبِينَ** مکلبین صیغۂ اسم فاعل از تکلیب اور یہ حال ہے ضمیر علمتم سے یعنی سکھلایا
تمنے درحالیکہ تم مکلب ہو یعنی سکھلانے اور ادب دینے میں شکار پر چھوڑنے کے واسطے تمنے خوب ہوشیاری سے سکھلایا ہے اور عرب بولتے ہیں کلبت الکلب ۔
میں نے کتے کو شکار پر چھوڑا **قال ابن کثیر** احتمال ہے کہ جوارح سے حال ہو یعنی درحالیکہ یہ جوارح مکلبات ہوں یعنی پنجوں سے شکار کو یا منہ سے دبوچ لینے
والے ہوں وقال ایضا اس صورت میں دلیل ہوگی کہ اگر کتے نے اپنے دھکے و صدمہ سے قتل کیا تو شکار روا نہوگا وسیاتی کلام فیہ ۔ چونکہ اسوجہ کا ضعف
پوشیدہ نہیں لہذا مفسرؒ نے وجہ اول پر اکتفا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے تعلیم جوارح کی بقید تاکید فرمائی **تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ** یعنی سکھلایا تم نے

جوارح کو درحالیکہ تم مکلب ہو چھوڑنیوالے ہو شکار پر حذاقت سے سکھلا کر درحالیکہ اُنکو ادب سکھلانیوالے ہو وہ آداب شکار جو تمکو اللہ تعالے نے عقل دیکر تعلیم فرمائے ہین۔ **فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ**۔ پس کھاؤ اس شکار مین سے جو تمہارے جوارح نے تمہارے لیے رکھ لیا ہے یعنی تمہارے واسطے رکھنا بایطور کہ مار کر اُسمین سے خود نہ کھاوین پس حلال ان جوارح کا شکار ہوا جو اسطرح سکھلائے گئے ہون کہ شکار پکڑ کر مالک کیلیے رکھ چھوڑین برخلاف ایسے جوارح کے جو سکھے ہوئے ہون کہ اُنکا شکار مارا ہوا حلال نہین ہے پھر سکھے ہوئے ہوجانیکی پہچان یہ ہے کہ جب تو چھوڑے تو روان ہو اور جب تو زجر کرے تو باز رہے اور شکار کو پکڑے و مارے مگر اُسمین سے کچھ نہ کھاوے اور یہی مذہب سواے امام مالک کے باقی تینون ائمہ کا ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ نے شکاری پرندون مین اس شرط کو تنزیہ کیواسطے قرار دیا کیونکہ اُنکی تعلیم اس حد تک متعذر ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک جانور و پرند کسی مین یہ شرط نہین کہ نہ کھاوے لیکن اصح یہ ہے کہ شکاری جانور و پرند مین شرط مذکور معتبر ہے پھر جب تین بار ایسا کرے کہ جب چھوڑے تب جاوے اور زجر سے باز آوے اور شکار پکڑے مگر نہ کھاوے تو یہ سب سے کم تعداد ہے جس سے اسکا سیکھ جانا پہچانا جاتا ہے پھر اگر جارح نے شکار مین سے کچھ کھالیا تو ظاہر ہوا کہ اُسنے اپنے مالک کیواسطے نہین پکڑا تھا پس اُس شکار کو کھانا حلال نہین جیسا کہ عدی بن حاتم طائی کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو فرمایا کہ جب تو اپنا سیکھا ہوا کتا چھوڑے درحالیکہ تو نے اللہ تعالے کا نام پڑھدیا تو جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اُسکو کھا مین نے عرض کیا کہ اگرچہ مار ڈالے فرمایا کہ ہان اگرچہ مار ڈالے جبتک کہ اُسکے ساتھ دوسرا کتا جو ایسا نہین ہے شریک نہ ہوگیا ہو کیونکہ تو نے اپنے کتے پر تسمیہ پڑھا ہے اور دوسرے پر نہین پڑھا ہے پھر اگر اُسنے پکڑ کر اُسمین سے کھالیا تو اُسمین سے تو مت کھا کیونکہ خوف ہے کہ اُسنے شاید اپنے واسطے شکار مارا ہو یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین ہے اور اس حدیث مین یہ بھی ہے کہ اگر تسمیہ کہکر تیر سے شکار مارا تو بھی جوارح کے شکار کے مثل حلال ہے اور تسمیہ کہنا ہمارے نزدیک شرط ہے بقولہ تعالے۔ **وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ**۔ اور چھوڑنے و روان کرنے کے وقت اُسپر اللہ تعالے کا نام پڑھدو

ف اور یہی جمہور کا مذہب ہے پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے نے مما امسکن فرمایا یعنے من تبعیضیہ سے بایں وجہ فرمایا کہ شکار وغیرہ جانورون سے بعض اجزا حرام ہوتے ہین مانند کھال و ہڈی وغیرہ کے اور فقہ حنفیہ مین سات شمار کیے ہین اور مولف فتح البیان نے لکھا کہ اگر سیکھے ہوئے جارح نے بدون چھوڑے روان کرنیکے خود کوئی شکار مارا تو جمہور علماے سلف و خلف کے نزدیک اُسکا کھانا حلال نہین ہے اور ایک جماعت صحابہ و تابعین و فقہاء کا نام لکھکر کہا کہ ان لوگون نے کہا کہ اسکا شکار کھایا جاوے اور

مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک مولف مذکور سے یہ خطاے فاحش سرزد ہوئی اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے ایسا کہا ہو اور یہ تو کھلی بات ہے کہ اگر یہ نقل صحیح ہووے تو قولہ تعالی واذکروا اسم اللہ بالکل کالعدم ہوا جاتا ہے بسبب یقین اس امر کے کہ جب کسی نے اُسکو روان نہین کیا تو جانور خود تسمیہ نہین کہہ سکتا ہے پھر مترجم یہان تلخیص کلام شیخ **ابن کثیر** لاتا ہے جس سے مولف مذکور کا منشا غلط ظاہر ہوجائیگا کہ بے سمجھے مضمون لیا ہے واضح ہو کہ شیخؒ نے حدیث عدی بن حاتم کو صحیحین سے ذکر کرکے کہا کہ امام بخاری و مسلم کی ایک روایت مین ہے فان اکل فلا تاکل فانی اخاف ان یکون انما امسک علی نفسہ۔ یعنی آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو کہا کہ پھر سکھے ہوئے کتے نے جسکو تو نے چھوڑا اور اُسنے شکار پکڑا ہے اگر شکار مین سے کھالیا تو اُسکو مت کھا کیونکہ مجھے خوف ہے کہ جارح نے اُسکو اپنے واسطے پکڑا ہو پھر شیخ نے لکھا کہ یہ حدیث جمہور علما کی دلیل ہے اور شافعیؒ کا یہی صحیح قول ہے کہ جب کتے نے شکار مین سے کھالیا تو وہ مطلقًا حرام ہوتا ہے اور اسمین کوئی تفصیل نہین ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہے اور سلف کے ایک گروہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ وہ مطلقًا حرام نہین ہوتا ہے پھر روایت ابن جریرؒ از سلمان فارسیؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و ابو ہریرہؓ و عبد اللہ بن عمرؓ وارد کیا کہ کتا اس شکار مین سے کھاوے یا نہ کھاوے اُسکا کھانا حلال ہے اور لکھا کہ اسانید ان آثار کے ثابت ہین اور کہا کہ حضرت علیؓ و ابن عباس سے بھی یہی قول نقل کیا جاتا ہے اور عطا و حسن بصری سے اختلاف اقوال منقول ہے اور یہی قول شیخ زہری و ربیعہ و مالک کا ہے اور یہی شافعیؒ کا قدیم قول ہے پھر ابن جریرؒ کی اسناد بطریق سعید بن المسیب از سلمان فارسیؓ مرفوعًا وارد کی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے جب اپنا کتا شکار پر چھوڑا پھر اُسکو پایا درحالیکہ اُسنے شکار مین سے کھالیا ہے تو چاہیے کہ باقی کو کھالے قال ابن جریر اس حدیث کی اسناد مین نظر ہے اور سعید کا سلمانؓ سے سننا معلوم نہین اور ثقات راوی اسکو بدون

رفع کے سلمانؓ کا کلام روایت کرتے ہیں **قال ابن کثیر** یہ قول ابن جریر کا صحیح ہے لیکن یہ معنی تو دوسرے وجوہ سے مرفوعاً مروی ہیں چنانچہ ابو ثعلبہؓ یعنی خشنیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تو اپنا کتا سکھایا ہوا چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دے تو شکار کھا اگرچہ کتے نے آمین سے کھالیا ہو (رواہ ابوداؤد والنسائی) **شیخ ابن کثیر** نے کہا کہ ان دونوں کی اسناد جید ہیں اور کہا کہ جسکے نزدیک کتے اور اُسکے مانند جانور کے کھالینے سے شکار حرام نہیں ہوتا یہی احادیث و آثار اسکی حجت ہیں اور ایک جماعت نے دونوں میں توفیق دی اسطرح کہ اگر پکڑتے ہی کھالیا تو حرام ہے بدلیل حدیث عدی بن حاتمؓ اور اگر دیر تک منتظر رہا کہ اُسنے مالک کیلیے پکڑا تھا حتی کہ حلال ہوا بھوک وغیرہ کیوجہ سے کھالیا تو حلال ہیگا حرام نہوجائیگا اور ایک جماعت نے کہا کہ کتے کے کھانیسے حرام ہوجاتا ہے بدلیل حدیث عدیؓ وغیرہ اور شکرہ وغیرہ کے کھانیسے حرام نہیں ہوتا کیونکہ وہ کھلا کر سکھلائے جاتے ہیں اور ابن عباسؓ سے بھی ابن جریر نے روایت کی جسمین ہے کہ شکاری پرندے اگر پر نوچ ڈالے اور کچھ کھالیا تو شکار کھانا حلال رہا اور یہی ابراہیم نخعی و شعبی و حماد بن ابی سلیمان کا قول ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ اُنکے واسطے یہ بھی حجت لائی جاتی ہے جو ابن ابی حاتمؒ نے روایت کی کہ حدثنا سعید حدثنا المحاربی حدثنا مجالد بن الشعبی عن عدی بن حاتمؓ کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم ایسی قوم ہیں کہ کتوں و بازوں سے شکار کرتے ہیں سو ہمکو آمین سے کیا حلال ہے فرمایا کہ حلال ہے تمکو ما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ پھر فرمایا کہ جو کتا تو چھوڑے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیلے تو جسکو وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اُسکو کھا میں نے کہا اگرچہ قتل کر ڈالے فرمایا اگرچہ قتل کر ڈالے جبتک کہ آمین سے نہ کھاوے میں نے کہا یارسول اللہ اگر ہمارے کتوں کے ساتھ غیر کتے ملجاویں فرمایا کہ تو مت کھا یہانتک کہ تجکو معلوم ہوجاوے کہ تیرے ہی کتے نے پکڑا ہے میں نے کہا کہ ہم لوگ تیر مارتے ہیں سو ہمکو کیا حلال ہے فرمایا کہ جسپر تو نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر مارا اور اُسنے خرق کیا تو اس شکار کو کھا **قال ابن کثیرؒ** وجہ دلالت یہ ہے کہ کتے کے حق میں یہ شرط لگائی کہ وہ شکار میں سے نہ کھاوے اور باز میں یہ شرط نہیں لگائی پس دلالت پائی گئی کہ ان دونوں میں حکماً فرق ہے واللہ تعالیٰ اعلم **قال المترجم** پہلے مذکور ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ نے یہی فرق کیا ہے پھر واضح ہو کہ یہاں دو مسئلہ باقی ہے اول آنکہ آیت مقتضی ہے کہ کتے و شکاری جانور ونکا تعلیم کرنا اور رکھنا اور سوائے کھانیکے اور انتفاع مانند بیع وغیرہ کے حاصل کرنا مباح ہے اور فقہ میں سکھے ہوئے کتے و فہد وغیرہ کی بیع کا جواز منصوص ہے ولیکن صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس گھر میں کتا ہو تو فرشتے نہیں آتے میں اس سے توفیق یہ کہ سکونت کیجگہ سے الگ رکھے اور بہ ظاہر یہ ہے کہ یہ ایسے شخص کیواسطے روا ہوگا جسکو اپنی بسر اوقات میں اُسکے شکار کی احتیاج ہے کیونکہ حدیث صحیح میں یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو شخص بلا ضرورت کتے کو پالے ہر روز اسکی پانچ نیکیاں گھٹتی ہیں لیکن صحیح ہوا کہ چرواہے پاؤں کی نگہبانی اور کھیت والے اور باغ والیکو اُسکی نگہبانی و ایسیکو جسکو اپنی معاش کی ضرورت ہے کتا پالنا روا ہے اور فتاوی میں بعض اقسام کو بڑھایا ہے اور جہان چور ونکا خوف ہو اُسکو اس ضرورت سے پالنے کا جواز فتاوی میں مشہور ہے پس یہ قیاس بمذکورہ بالا ہے پس بضرورت جواز کا فتوی ہوگا واللہ اعلم اور امت کا اجماع ہے کہ کتا اگر سیاہ نہو اور مسلمان نے اُسکو سکھلایا اور مسلمان نے اسکو شکار پر چھوڑنیکے وقت تسمیہ پڑھا ہے پھر اُسنے شکار اُسکے لیے پکڑ رکھا آمین سے خود کچھ نہ کھایا اور شکار کو مجروح کر کے یا دانت گڑا کر مار ڈالا ہے تو بلا خلاف جمہور ایسا شکار حلال ہے بدون ذبح کے کھایا جاوے پھر اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط بدلی یا نہ پائی گئی تو اختلاف آجائیگا اور مذکورہ بالا سے اسکی تفصیل معلوم ہوگئی ہے فقد بر مسئلہ دوم آنکہ اگر کتے کو شکار پر تسمیہ پڑھکر چھوڑا پس اُسنے بدون زخمی کرنیکے بوجہ یا دھکے کی چوٹ سے قتل کیا پس آیا حلال ہے یا نہیں و تلخیص ما **قال ابن کثیرؒ** اینکہ علما کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حلال ہے بدلیل عموم قولہ تعالیٰ فکلوا مما امسکن علیکم اور ایسے ہی عمومات حدیث عدی ابن حاتم وغیرہ لیکن نووی و رافعی وغیرہ متاخرین نے شافعیؒ سے نقل کر کے تصحیح کیا اگرچہ میرے نزدیک یہ کلام شافعی سے ظاہر نہیں ہے دکلامہ یحتمل الوجہین اور ابن الصباغ نے بروایت حسن بن زیاد از ابو حنیفہؒ بھی یہی قول نقل کیا اور ابن جریر نے سلمانؓ و ابوہریرہؓ و سعد بن ابی وقاص و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے حکایت کیا ولیکن یہ غریب ہے الا بوجہ گونہ اسکی تصریح نہیں پائی گئی شاید ابن جریر نے تصرف سے استنباط کیا ہو قول دوم اس مسئلہ میں یہ کہ جو جانور بدون زخم و جرح کے حلال نہیں اور

Marfat.com

یہی امام شافعیؒ کا ایک قول اور مزنیؒ کا مختار و بقول ابن الصباغ مرجح ہے اور یہی امام ابو یوسف و محمد نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا اور یہی مشہور از امام احمد بن حنبل اور یہی اشبہ بصواب و اوفق اصول شرع ہے اور ابن الصباغ نے اُسپر یہ حجت پیش کی کہ رافع بن خدیجؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم کل دشمن سے بھڑنیوالے ہین اور ہمارے پاس چھری نہین سو بھلا ہم قصب سے ذبح کرلین فرمایا کہ جو چیز خون بہادے اور نام الٰہی ذکر کیا جاوے اُسکو کھاؤ الحدیث بتمامہ جو صحیحین مین ہے پس ورود اگرچہ سبب خاص مین ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک اعتبار عموم لفظ کا ہے پھر اس مسئلہ مین کتے سے خون بہانا پایا گیا تو شکار حلال ہوا اگر کہا جاوے کہ آلہ ذبح سے سوال تھا چنانچہ قولہ لیس السن والظفر حدیث مین استثنا موجود ہے یعنی ہر خون بہانیوالی چیز سے ذبح کرلو سوائے دانت و ناخن کے پس کتا جو آلہ ذبح نہین بلکہ ذکوٰۃ کیواسطے شکار مین ایک چیز ہے اسمین داخل نہوگا تو جواب یہ کہ لفظ حدیث عام جامع ہے **وقال المزنی** تیر مین خرق یعنی گھائل کرنا معتبر ہے اور کہتے ہین کوئی شرط نہین ہے پس شکار مین دونون متحد ہوے تو کتے مین بھی یہی معتبر ہوگا کیونکہ اتحاد موجب مین مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے **قال المترجم** یہ بنابر اصل اتفاقی کے ہے پس ہماری طرف سے جواب یہ کہ تیر نے جب لکڑی کی چوٹ سے قتل کیا تو حلال نہین پس کتے نے جب بدون جرح کے قتل کیا تو اسی پر قیاس ہے اور علت جامعہ دونون مین یہ کہ دونون آلہ صید ہین اگر کہا جاوے کہ آیت سے عموم ثابت ہے پھر قیاس کیون کیا تو جواب یہ کہ قیاس سے جو ظاہر ہو وہ عموم آیت پر مقدم ہوتا ہے جیسا کہ چارون ائمہ فقہا بلکہ جمہور علما کا مذہب ہے اور نیز قولہ فکلوا مما امسکن علیکم اپنے عموم پر قطعاً نہین ہے کیونکہ اگر اُسنے ایسے شکار کو پکڑا جو حلال نہین ہے تو نہ کھایا جائیگا بالجملہ اجماع ہے کہ عموم نہین رہا اور موقوذہ عموماً حرام ہے پس جسکا عموم باقی ہے وہ اسپر مقدم ہے اور وہ قولہ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ الآیہ ہے اور نیز صید مسئلہ مذکورہ مین سے دم مسفوح نہین نکلا تو مردار پر قیاس کرکے حرام ہوا نیز آیۃ التحریم یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم الی آخرہا محکم ہے کچھ بھی اسمین سے نسخ نہین ہوا اور نہ تخصیص ہوئی ایسی ہی آیۃ التحلیل یعنی یسئلونک ماذا احل لہم الآیہ ہونا چاہیے پس ان دونون مین بالکل تعارض نہونا چاہیے اور سنت اُسکے بیان کے واسطے ہے پس تیر کے مسئلہ مین جو عرض سے قتل ہوا اسکو سنت نے بیان کردیا کہ داخل آیۃ التحریم ہے اور جو گھائل ہو کر مرا وہ داخل آیۃ التحلیل ہے پس کتے کی صورت مین بھی یون ہی ہونا واجب ہے چنانچہ جب مجروح کیا تو داخل آیۃ التحلیل ہے اور جب اسطرح قتل کیا جیسا مسئلہ مین کہتے ہیں تو داخل آیۃ التحریم ہے مگر بوجہ نادر الوقوع ہونیکے اسکی تفصیل نہین فرمائی اسیواسطے شکار مین سے جب کتا کھالیوے تو یہ صورت کثیر الوقوع تھی اسکو حدیث عدی بن حاتم مین جو صحیحین وغیرہ مین ہے بیان فرمادیا اور یہی عموم آیۃ التحلیل سے اکثرون کے نزدیک تخصیص ہے کیونکہ صحیح یہ کہ اکثرون کے نزدیک اگر پکڑے ہوے شکار سے کتے نے کچھ کھالیا تو پھر اسکا کھانا حلال نہین چنانچہ یہی حضرت ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ سے منقول اور حسن بصری و شعبی و نخعی کا قول اور ابو حنیفہ و صاحبین اور احمد و مشہور شافعیؒ کا مذہب ہے واللہ اعلم پھر جب بحمد اللہ فراغت ہوئی تو تفسیر کیطرف رجوع کرنا چاہیے کہ بعد اس تحریم و تحلیل کے اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی بقولہ **واتقوا اللہ** یعنی ڈرو اللہ سے ف یعنی جو حدود مقرر فرمائے ہین اُنسے تجاوز مت کرو اور مواخذہ و محاسبہ اپنی گردن پر مت لو **ان اللہ سریع الحساب** اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنیوالا ہے ف اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے بندونکی ماہیت و حقیقت ظاہری و باطنی جسکی اُنکو خود خبر نہین سب جانتا ہے اور تمام عالم جسمین علم سے نادان ہے سب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے علم مین ہے پس یہ سب بندونکی سمجھ کے واسطے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جلد حساب کرنیوالا ہے چنانچہ اول سے آخر تک تمام آدھے دن کی مقدار پر ہو جائیگا جیسا کہ حدیث مین ہے ف عرائس البیان مین ہے قولہ یسئلونک ماذا احل لہم الآیہ۔ یہان سالکون پر صدقہ ہے جو درگاہ الٰہی مین حضوری کیلیے دروازہ پر پڑے ہین دنیا و آخرت مین طیبات ان بندون کیواسطے جو حضرت خالق عز و جل کی محبت مین غرق ہین وہ مشاہدہ ہے یا سواے اسکے حرام ہے کیونکہ ان لوگونکو سوال یہ ہے کہ کیا حلال ہے اور حلال فقط مشاہدہ ہے اور سواے اسکے درحقیقت حلال نہین ہے اور تصدیق اسکی اس مشہور قول مین ہے یعنی دنیا ان لوگونپر حرام ہے جو اہل آخرت ہین اور آخرت ان لوگونپر حرام ہے جو اللہ والے ہین **شیخ نوریؒ** سے پوچھا گیا کہ عارف کا روزینہ کیا ہے فرمایا

ف [illegible]

حق سبحانہ تعالیٰ نے اُن پر حقیقت حقیقی محمدیہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ مجھے عطا فرمائی ہے پر بیان کیا ہے بلکہ تمام عالم سے بالاتر ہو لیکن جبکہ شریعت محمدیہ
تمہیں پہنچا اسکے بیچ تمام ان عالم سے بچ گئے آور حدیث میں جو کہتے ہیں کہ پانی و وادی پہنچ گئے تو پر ہیں جو کسی نعمت کی ایمان کرنے میں
الاسم الجلیل قال الغیر اب بادر ہو پس شیخ عارف محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقریر ایک بہت کے لیے فرمایا اور تحفہ مجھے قریب پہنچے وہ تک سب تحقیق کر
فرمایا اور یقیناً مجھ اشارات میں اللہ تعالیٰ کی العون بالله مرجع والیہ آپ شیخ یوسف بن الحسین نے فرمایا کہ آخر وقت سے پہلے نہ ہو کچھ بدون حکمت کے

اور بدون حرص نفس کے کچھ بولے

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ

آج حلال ہوئیں تمکو سب ستھری چیزیں اور کتاب والوں کا کھانا تمکو حلال ہے اور تمہارا کھانا انکو حلال ہے اور قید والی

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

عورتیں مسلمان اور قید والی عورتیں اُن لوگوں سے جو کتاب دیے گئے تم سے پہلے جب دو انکو انکے مہر دینے کو

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ

قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو اور جو کوئی منکر ہو وے ایمان سے اسکی محنت ضائع ہوئی

ع ۵ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اور آخرت میں وہ خسارہ والوں میں سے ہے

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ الیوم سے وہ دن مراد ہے جس میں نزول ہوا اور بعض نے کہا کہ الف لام عہد کا اور مراد الیوم اکملت کا دن ہے بعض نے کہا کہ
یوم معین مراد نہیں بلکہ اب ایسا کر دیا گیا کہ تمہارے لیے حلال کی گئیں طیبات حلال پاکیزہ چیزیں وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ
اور یہود و نصاریٰ کے ذبح کیے ہوئے جانور تمکو حلال ہیں پس مفسرین نے طعام کو مخصوص کیا ذبائح سے اور الذین اوتوا الکتاب عام تھا جو صحف ابراہیم کے متبع وغیرہ کو
شامل تھا اسکو فقط یہود و نصاریٰ یعنی پیروان توریت و انجیل سے مخصوص لیا قال فی الکمالین اس بات پر اجماع ہے کہ طعام سے مراد خاصۃً ذبائح ہیں اسواسطے
کہ باقی اطعمہ حلال ہونے کی خصوصیت اہل کتاب سے نہیں ہے اور اسواسطے کہ آیت سے پہلے صید و ذبائح کا بیان تھا انتہیٰ اور اس دعویٰ اجماع میں تامل ہے اور طعام ہر
چیز کا نام ہے جو کھائی جاوے خواہ فی الحال جیسے روٹی یا بعد اصلاح کے اسواسطے گیہوں کو اور عام اناج کو طعام بولتے ہیں اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ
ابن عباس و ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و عطاء و حسن و مکحول و نخعی و سدی و مقاتل نے کہا کہ طعام سے مراد انکے ذبائح ہیں اور علماء کے
درمیان اس امر پر اجماع ہے کہ انکے ذبائح مسلمانوں کے لیے حلال ہیں اسلیے کہ وے لوگ غیر اللہ تعالیٰ کیواسطے ذبیحہ حرام ہونیکے قائل ہیں اور اپنے ذبیحہ پر فقط اللہ
تعالیٰ کا نام لیتے ہیں اگرچہ جناب باریتعالیٰ میں ایسے امر کا اعتقاد رکھتے ہو جس سے وہ وحدہ لاشریک پاک منزہ ہے تعالیٰ اللہ علواً کبیراً پس جو شیخ ابن کثیر رح نے
ذکر کیا یہی اہل کتاب کے ساتھ گمان کیا جائیگا کیونکہ وہ آسمانی کتاب کے معتقد اور ظاہر میں مدعی ہیں نہیں تو ذبائح کا حکم مذکور ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
روایت ہے کہ فرمایا تم لوگ ذبیحہ بنی تغلب کا مت کھاؤ کہ وے لوگ نصرانیت کے دین میں سے کسی چیز کو نہیں پکڑتے ہیں سوائے شراب پینے کے اور مؤلف فتح البیان
نے نقل کیا کہ حضرت عائشہؓ و ابن عمرؓ و علیؓ نے فرمایا کہ جب تم نے کسی کو اہل کتاب میں سے کہ ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر کا نام لیتا ہے تو اُس ذبیحہ کو
مت کھاؤ اور یہی قول طاؤس و حسن بصری کا ہے اور تمسک انکا بقول اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ ہے۔ قال المترجم اور یہی اصحاب
حنفیہ کا مذہب ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مصرح ہے اور حدیث صحیح میں ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم کو یہود خیبر نے ایک بکری بھُنی ہوئی بھیجی اور اسکے دست میں

Marfat.com

زہر بھر دیا تھا اور آپکو دست اچھا معلوم ہوتا تھا پس آپ نے دست سے لیکر نوچا پھر دست نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے نہ کھائیں مجھ میں زہر ملا ہوا ہے تو آپ نے پھینک دیا اور آپکے
ساتھ بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کھایا تھا وہ مرگئے اور زینب نامی یہودیہ جسنے زہر ملایا تھا اُس سے پوچھا گیا کہ تو نے کیوں ملایا اُسنے کہا میں سوچی
کہ نبی نہونگے تو مر جاوینگے اور سبکو نجات ہوگی اور اگر نبی ہونگے تو اثر نہوگا پھر وہ قصاص میں قتل کیگئی اور ایسے ہی دیگر احادیث میں اہل کتاب کے یہانکا گوشت کھانا مذکور ہے
اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ یہود و نصاری یہاں مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونیکے پہلے دیگر امم سے جو کوئی اُنکے دین میں گیا وہ بھی
اُنھیں کے حکم میں ہے لیکن جو اُسکے بعد اُنکے دین میں داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہیں اور یہی قول حضرت علیؓ و ابن مسعودؓ کا ہے اور شافعیؒ کے نزدیک جو بعد نزول
قرآن کے داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ نصاری عرب کے ذبائح کا کیا حکم ہے تو فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے اور پڑھا قولہ ومن
یتولھم منکم فانہ منھم الآیہ اور یہی قول حسن و عطاء بن ابی رباح و شعبی و عکرمہ کا اور مذہب ابو حنیفہ کا ہے **شیخ ابن کثیر**ؒ نے فرمایا کہ یہود و نصاری کے سوائے سامرہ
و صابئہ و متمسک بدین ابراہیم و شیث وغیرہ از انبیاء علیہم السلام اور عرب کے نصاری مانند بنو تغلب و تنوخ و لخم و جذام و عاملہ وغیرہ کے ان سب کا ذبیحہ جمہور کے
نزدیک نہ کھایا جائیگا یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول در باب بنو تغلب روایت ابن جریر ذکر کرکے کہا کہ ایسا ہی سلف و خلف میں بہتیروں کا قول ہے اور سعید
بن المسیب و حسنؒ کے نزدیک نصاری بنی تغلب کے ذبیحہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ **قرطبی**ؒ نے فرمایا کہ جمہور امت کا قول ہے کہ نصرانی کا
ذبیحہ حلال ہے خواہ بنو تغلب میں سے ہو یا کوئی دیگر ہو اور یہی حکم یہود کا ہے اور پوشیدہ نہیں کہ اس زمانہ میں جو نصاری دیکھے جاتے ہیں وہ گردن مروڑ کر مرغی و کبوتر
وغیرہ بدون ذبح کے روا رکھتے ہیں اور یہ کچھ بھی شبہ کتاب آسمانی نہیں ہے اسیواسطے فتوی اسپر دیا جاتا ہے کہ انکا ذبیحہ روا نہیں واللہ اعلم اور تفسیر **ابن کثیر**ؒ میں ہے
کہ رہے مجوس یعنی آگ کے پوجنے والے لوگ (اور ایسے ہندو وغیرہ اہل شرک تو) اگرچہ مجوس سے جزیہ لینے میں اُنکو اہل کتاب سے ملایا گیا کیونکہ صحیح بخاری میں عبد الرحمن
بن عوفؓ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجوس ہجر سے جزیہ قبول کیا لیکن اسپر اتفاق ہے کہ اُنکے ذبیحے نہ کھائے جاویں اور نہ اُنکی عورتوں سے نکاح کیا جاوے اور اسمیں مخالفت
کرنیوالے فقط ابو ثور شاگرد امام شافعی ہیں سو جبکہ یہ قول ظاہر ہوا تو فقہا نے اس سے سخت انکار کیا یہانتک کہ امام احمدؒ نے فرمایا کہ ابو ثور اس مسئلے میں اپنے نام پر گیا ہے
یا بجملہ اس قول ابو ثور کا کچھ اعتبار نہیں ہے **قال المترجم** اس زمانہ میں بعضے گمراہ جاہل جنکی خبر حدیث صحیح میں ہے کہ آخر زمانہ میں پیدا ہونگے اور بے علم خود گمراہ و لوگوں کو
گمراہ کرینگے اب بھی دیکھے جاتے ہیں جو ہنود و مجوس کو اہل کتاب شمار دیکر بیہودہ باتیں لکھتے و گمراہ کرتے ہیں پس واجب ہے کہ جبتک وہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ
صلعم سے جو کتب حدیث میں موجود ہو دلیل نہ لاوے تبتک اُسکو گمراہ جانیں **وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ** ای طعامکم ایاھم حل لھم اور طعام تمھارا اُن کیلیے
حلال ہے یعنی تمکو اجازت ہے کہ انکو کھانا کھلاؤ **زجاج** نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ وحل لکم ان تطعموھم من طعامکم یعنی تمکو حلال ہے کہ تم اُنکو اپنے طعام سے کھلا دیں
خطاب مومنین کو اور یہ بطریق مکافات مجازات کے ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس کلام کا فائدہ یہ ہے کہ ذبیحہ تو طرفین سے حلال ہے اُنکا ہمکو اور ہمارا اُنکو اور آگے جو
حکم اُنکی عورتوں سے نکاح کا ہے وہ جانبین سے نہیں ہے فقط یہی روا ہے کہ مرد مسلمان کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرے اور یہ روا نہیں ہے کہ عورت مسلمہ کسی کتابی
مرد کو بیاہی جاوے پس تنبیہ رہنا چاہیے ہے اور بالجملہ تالیف قلوب و دیگر مصالح کی رعایت ہے۔ **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ** یعنی حلال کردیں تمھارے
واسطے مومنہ عورتوں سے آزادہ پاکدامن عورتیں اور یہ مابعد کے توطیہ کے طور پر مذکور ہے یعنی قولہ **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ**
مِنْ قَبْلِكُمْ حلال کردی گئیں تمکو اہل کتاب میں سے محصنات ف مفسرؒ نے یہاں محصنات کی تفسیر حرائر سے بیان کی جمع حرہ یعنی آزادہ عورت
ہی بنابر آنکہ شافعیؒ کے نزدیک کتابیہ باندی سے نکاح نہیں ہے اور **شیخ ابن کثیر**ؒ نے ذکر کیا کہ محصنات کی تفسیر حرائر کے ساتھ ابن جریر نے مجاہد سے
نقل کی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آزادہ عورتیں نہ باندیاں اور شاید یہ مراد ہو کہ حرائر یعنے پاکدامن عورتیں نہ بدکار جیسا کہ مجاہد سے دوسری روایت نقل کی
اور یہی اس مقام پر جمہور کا قول ہے کہ محصنات سے عفیفہ عورتیں مراد ہیں اور کہا کہ آیت سے ظاہر یہ ہے کہ محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو زنا سے پاکدامن ہوں جیسے

دوسری آیت میں فرمایا محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان۔ پھر لکھا کہ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آیا ہر کتابیہ عورت مراد ہے خواہ آزادہ ہو یا باندی تو ابن جریر نے ایک گروہ سلف سے جنہوں نے محصنات کی عفیفہ سے تفسیر کی ہے یہی قول حکایت کیا اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب کی عورتوں سے یہاں بنی اسرائیل کی عورتیں مراد ہیں اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ ذمیہ عورتیں مراد ہیں بقولہ تعالیٰ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر یعنی اس آیت کے آخر میں اہل کتاب مذکور ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نصرانیہ عورت سے نکاح روا نہیں جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اس سے بڑھکر کیا شرک ہوگا کہ وہ عورت کہے کہ عیسیٰ میرا پروردگار ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن الآیۃ۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن الآیۃ نازل ہوئی تو کتابیہ عورتوں سے لوگ باز رہے یہانتک کہ یہ آیت اتری یعنے قولہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الآیۃ پس لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا (رواہ ابن ابی حاتم) اور صحابہؓ میں سے ایک جماعت نے اہل کتاب کی عورتوں یہودیہ ونصرانیہ سے نکاح کیا اسی آیت کی دلیل سے اور کچھ مضائقہ نہیں سمجھا اور اس آیت کو سورۂ بقرہ کی آیت کا مخصص قرار دیا بشرطیکہ سورۂ بقرہ کی آیت میں زنان اہل کتاب بھی مشرکات میں شامل ہوں کیونکہ یہود و نصاریٰ بھی مشرک ہیں ولیکن عرف قرآن مجید میں اکثر اطلاق شرک کا ایسے فرقہ پر آیا جو کسی پیغمبر کو نہ مانتے ہوں ورنہ انکو اہل کتاب فرمایا ہے۔ واللہ اعلم واضح ہو کہ محصنات کی تفسیر عفیفہ عورتوں سے بھی قول جمہور وارجح ہے پس عام ہے خواہ عفیفہ آزادہ ہو یا باندی ہو پس یہی آیت دلیل جید ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح روا ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے اور اسی وجہ سے مسلمان باندی سے بدرجۂ اولیٰ نکاح روا ہے اور امام شافعیہ کا قول اضعف ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح نہیں جائز ہے اور مسلمان باندی سے بضرورت جائز کہتے ہیں الحاصل یہاں اجازت دی کہ تمکو محصنات مومنات حلال ہیں اور کتابیہ محصنات بھی حلال ہیں۔ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ای حل لکم ان تنکحوهن یعنی حلال ہے تمکو انسے نکاح کر لینا جبکہ دیدو تم انکے اجور یعنے مہور جمع مہر پس اذا شرطیہ نہیں ہے کیونکہ شرطیہ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مہر دیدینا شرط جواز ہے حالانکہ نکاح بدون مہر و بدون التزام مہر کے بھی جائز ہے گو مہر بقدر ضرور ہوگا اور یہ وہم بر تقدیر اذا شرطیہ قرار دینے کے زیادہ مستاکد ہوتا تھا لہذا مفسرؒ نے اذا ظرفیہ اختیار کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا یعنے جیسے وہ عفائف ہیں ویسے ہی خوشی خاطر سے انکے مہر انکو دیدو۔ اور جابر بن عبداللہ اور عامر شعبی و ابراہیم نخعی و حسن بصریؒ نے فتویٰ دیا کہ مرد نے اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور مہر سب دیا یا کچھ دیا پھر اسکے ساتھ دخول ہونے سے پہلے اس عورت نے زنا کیا تو دونوں میں تفریق کر دیجاوے اور عورت مذکورہ اس مہر کو جو مرد نے دیا ہے واپس کردے (رواہ ابن جریر) پھر یہ حلت عورتوں سے بطریق نکاح وعفت ہے اور بطور متعہ وکسب نہیں ہے لہذا مصرح فرمایا بقولہ مُحْصِنِیْنَ۔ متزوجین غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ یعنی درحالیکہ تم نکاح کر لینے والے ہو یعنے انسے باعلان زنا کرنیوالے نہو۔ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ اور نہ یار بنانیوالے ہو کر پوشیدہ انسے زنا کرو۔ اخدان جمع خدن کی وہ شخص جو پوشیدہ یاری رکھتا ہو خواہ وہ عورت ہو یا مرد ہو پس معنی یہ کہ ظاہر و خفیہ کسی طرح انسے زناکاری و عشقبازی میں نہ پڑے ہو۔ قال ابن کثیرؒ پس جیسے عورتوں میں احصان و عفت کو شرط کیا کہ زنا سے پاک ہوں ویسے ہی مردوں میں بھی عفیف ہونا شرط کیا اور مسافح وہ زناکار جو گناہ سے پروا نہ کرے اور جو سامنے آوے اس سے اپنے کو نہ بچاوے اور متخذی اخدان یہ کہ عورت سے آشنائی کر کے خفیہ زنا کرے اور ہر صورت میں مرد بدکار و عورت بھی بدکارہ ہوئی اور یہ اجرت کچھ مہر نہیں ہے اور دوسری آیت میں ایسی عورتوں کے نکاح سے پرہیز کا حکم دیا جنکے ظاہر و خفیہ یار و آشنا ہوں یہیں سے امام احمد کا مذہب ہے کہ جبتک عورت بدکار ہو تب تک اسکا نکاح مرد عفیف سے صحیح نہیں ہوتا یہانتک کہ توبہ کرے اور ایسے ہی جبتک مرد بدکار توبہ نکرے اسکا نکاح عورت عفیفہ سے صحیح نہیں ہوتا۔ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔ اور جسنے ایمان سے کفر کیا یعنے مرتد ہو گیا تو اکارت گیا اسکا عمل یعنی جو عمل صالح کہ مرتد ہونے سے پہلے کیا تھا سب مٹ گیا اسکا کچھ شمار نہیں اور نہ اسپر کچھ ثواب ملیگا۔ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ اور وہ آخرت میں برے حال خسارہ والوں میں ہوگا۔ جبھی ایسا ہوگا کہ اسی حال پر مرے یعنی مرتد کافر مرجاوے

Marfat.com

اور اگر توبہ کرے تو قبول ہوتی قال فی العرائس قولہ تعالی ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ اشارہ یہ ہی کہ ایمان یہان معرفت ہی یعنی جو شخص کہ معرفت کے بعد نکرت مین خوار ہوکر ڈوب گیا اور توحید کے کنارے نہ نکلا جہان سے ذات و صفات کیطرف رسائی ہوتی ہی تو وہ اللہ تعالی سے محجوب ہی اور اسکے لیے عقد محبت و معرفت بندھا ہی نہین اور جو کچھ اسنے راہ طریقت مین پایا تھا سب جاتا رہا اور اس سے زیادہ دقیق اشارہ یہ ہی کہ جس نے اللہ تعالی کو پہچانا اور اسکی معرفت کو بوجہ ہجوم انوار توحید سے مست ہوکر مستی مین انانیت کا دعوی کر بیٹھا جو جاہل کی صفت اور خوار کرنیوالی ہی تو وہ محجوب ہے کیونکہ اسنے بسبب انانیت کے ربوبیت کے کفر کیا پس جو کچھ اعمال معرفت کیے تھے سب باطل ہوے کیونکہ اعمال تو عبودیت کے تھے اور وہ ربوبیت کیطرف نکل بھاگا ہی تو پھر جب عبودیت کیطرف رجوع کرے اور ربوبیت پہچانے تو از سر نو عبودیت کیواسطے عمل کرے کیونکہ جو کچھ دکھ دیکا تھا وہ تو سب اسکے دعوی باطل کے ساتھ گئے بعض نے فرمایا کہ جسنے اللہ تعالی کی معرفت یقین عطا فرمانے پر اسکا شکر ادا نہ کیا تو اسنے اعلی درجہ ایمان سے اپنے آپکو گرا دیا جس سے اسکے اعلی ریاضات و اجتہادات سب جاتے رہینگے اور بعض نے فرمایا کہ جس نے خصائص ایمان مین سابقہ احسان مالک عز و جل کو نہ دیکھا وہ محل شکر سے اپنے ساتھ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا

اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو تو دھو ڈالو اپنے منھون کو اور ہاتھونکو کہنیون تک اور مسح کرو

بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى

اپنے سرون کو۔ اور دھو ڈالو پانون ٹخنون تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہولو اور اگر تم بیمار ہو یا

سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا

سفر مین ہو یا کوئی تم مین سے آیا جاے ضرور سے یا لگے ہو عورتون سے پھر تمکو پانی نملے تو قصد کرو زمین

طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ

پاک کا سو مسح کرلو اپنے منھون کو اور ہاتھونکو اسمین سے اللہ تعالے نہین چاہتا کہ تمپر کچھ مشکل رکھے و

لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

لیکن چاہتا ہی کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنا احسان پورا کردے شاید تم احسان مانو اور یاد کرو احسان اللہ کا

عَلَیْكُمْ وَ مِیْثَاقَهُ الَّذِیْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٘ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اپنے اوپر اور عہد اسکا جو تم سے مضبوط ٹھہرا جبکہ تم نے کہا تھا کہ ہمنے سنا اور مانا اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ تعالے

عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

جانتا ہی جیون کی۔ بات کو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اے ایمان والو جب تم کھڑے ہو یعنی جب تم قیام کا ارادہ کرو اِلَى الصَّلٰوةِ نماز کیطرف وانتم محدثون اور حال یہ ہو کہ تم کو حاجت ہو یعنے پیشاب پاخانہ وغیرہ کیوجہ سے وضو نہو اور اسی کو فقہا حدث بولتے ہین اور مفسر نے اشارہ کیا کہ قمتم یہان بمعنے ارادہ قیام ہی اور مراد قیام سے یہ کہ نماز مین مشغول ہونا اور اعلی رکن اسکا قیام ہی جو عذر کیوجہ سے البتہ ساقط ہوتا ہی کہ بیٹھکر پڑھتے مین پھر اگر درمیان نماز مین مثلا قعدہ مین وضو ٹوٹ جاے تو وضو کرکے اسی قعدہ پر بیٹھے پھر واضح ہو کہ قیام نماز کے ارادہ کرنیکے وقت وضو کا حکم دیا پس ایک جماعت اسی طرف گئی ہی کہ جب ارادہ نماز ہو تب ہی وضو واجب ہے خواہ پاک ہو یا محدث ہو اور ابن کثیر نے کہا کہ بہت بزرگان سلف یعنی صحابہ نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ جب تم ایسے حال مین نماز کا ارادہ کرو کہ تم محدث ہو تب وضو واجب ہے اور دوسرون نے کہا کہ اذا قمتم من النوم الی الصلوۃ یعنی نیند سے اٹھکر

نماز کی طرف ارادہ کرو اور یہ دونوں معنی قریب ہی قریب ہیں۔ اور ایک گروہ نے فرمایا کہ آیت میں یہ حکم ہے کہ نماز کیطرف قیام کے ارادہ کیوقت وضو کرو سو اگر ارادہ
کرنا بحدث ہو تو اُسپر وضو واجب ہے اور اگر طاہر ہے یعنی اُسکا وضو موجود ہے تو اُسپر پھر وضو کر لینا مستحب ہے اور کہا گیا کہ ابتدائے اسلام میں واجب تھا پھر جو طاہر
ہو اُسکے حق میں منسوخ ہوا بالجملہ بدون وضو کے اللہ تعالےٰ نماز قبول نہیں فرماتا اسپر اجماع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو پر وضو کیا کرتے تھے چنانچہ انس سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے تو عمرو بن عامر راوی نے پوچھا کہ پھر آپ لوگ کیونکر کرتے تھے تو فرمایا کہ ہم نماز ذکو
ایک ہی وضو سے پڑھتے جبتک کہ ہکو حدث نہوتا (رواہ البخاری واحمد واہل السنن) اور بریدہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم ہر نماز کیوقت وضو کیا
کرتے تھے پھر جب فتح مکہ کا روز ہوا تو آپنے وضو کیا اور اپنے دونوں موزوں پر مسح فرمایا اور نمازوں کو ایک ہی وضو سے ادا کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یارسول اللہ آپنے ایسی بات کی جو آپ کبھی نہیں کرتے تھے تو فرمایا کہ اے عمر میں نے اسکو عمداً کیا ہے (رواہ مسلم واحمد واہل السنن) اور یہ حدیث متعدد
طرق سے مروی ہے اور فتح مکہ سے پہلے غزوہ خندق میں بھی آنحضرت صلعم نے چار نمازیں ایک ہی وضو سے ادا کیں اور شیخ ابن کثیر نے یہاں کثرت سے
احادیث نقل کی ہیں بالجملہ یہ مقرر ہو گیا کہ مراد آیت میں وہی معنی ہیں جو مفسر نے بیان کیے اور یہی جمہور اہل علم کا قول ہے اور وضو ایک طہارت ہے جو
فضیلت خود بھی ہے پس اس راہ سے نیت ضرور ہے تاکہ ثواب حاصل ہو اور قرآن میں جس وضو کا حکم ہے وہ عبادت پوری ہو اور اگر نیت نہوئی تو نماز کے
واسطے جو طہارت شرط ہے وہ پائی جاویگی پس نماز اُس سے ادا ہو جائیگی اور یہی امام ابو حنیفہ کے مذہب میں صحیح ہے اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک بدون نیت کے
وضو نہوگا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرائض وضو میں سے چار باتیں ذکر فرمائی ہیں اول قولہ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ۔ دھوؤ تم لوگ اپنے چہرے کو وف
اور مستحب ہے کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھو ڈالے اگر نجس نہو ورنہ واجب ہوگا پس تین مرتبہ دہانہ دھووے پھر تین مرتبہ کلی کرے پھر تین
مرتبہ ناک میں اچھی طرح پانی دیکر صاف کرے اور یہ سب سنت ہیں پھر چہرہ دھووے تو ایک مرتبہ تو فرض ہے اور چاہیے کہ دو مرتبہ بدرجۂ اوسط ہو یہی
امام محمد رحمہ نے موطا میں کہا اور ابن الہمام نے اسمیں کلام کیا ہے اور اعلیٰ و اولیٰ یہ کہ تین مرتبہ چہرہ بھی دھووے اور سنتوں میں اگر دو مرتبہ کرے تو بھی کافی
ہے لیکن تین مرتبہ اسمیں بھی اعلیٰ ہے اور چہرہ بال جمنے سے ٹھوڑی تک اور کان سے دوسرے کان تک ہے اور کنپٹی بھی اصح یہ کہ چہرہ میں ہے اور ڈاڑھی کی
تمام تحقیق عین الہدایہ میں ہے بیہقی نے کہا کہ ڈاڑھی میں خلال کرنا عمار و عائشہ و ام سلمہ سے مرفوعاً اور حضرت علیؓ وغیرہ سے موقوفاً مروی ہوا اور اُسکے
ترک کی اجازت ابن عمر و حسن بن علی اور ایک جماعت تابعین سے منجملہ نخعی بھی ہیں مروی ہوئی اور کلی کرنا و ناک میں پانی دینا غسل میں امام ابو حنیفہ
کے نزدیک واجب ہے اور وضو میں سنت ہے پھر فرض دوم قولہ۔ وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ۔ اور دھوؤ ہاتھوں کو مرافق تک یعنی مع مرافق کے جیسا کہ سنت
سے اُسکا بیان وارد ہوا ہے ظاہر یہ کہ مفسر نے اسمیں خلاف پایا کہ اِلیٰ کا مابعد اپنے ماقبل کے حکم میں داخل ہوتا ہے یا نہیں تو سنت کیطرف مرجع قرار دیا اور
سیبویہ اور ایک جماعت نے کہا کہ مابعد اگر جنس ماقبل سے ہو تو داخل ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ اور ایک قوم نے کہا کہ اِلیٰ فقط غایت کیواسطے ہے اور مابعد کا داخل
ہونا یا نہونا دلیل پر ہے جہاں جیسی دلیل موجود ہو ویسا ہی ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مابعد نہیں داخل ہوتا ہے اور جمل نے کہا کہ نحویوں کے نزدیک یہی اصح ہے اور
بعض نے کہا کہ اِلیٰ بمعنے مع ہے اور یہی ابن کثیر نے تفسیر میں اختیار کیا اور حاصل آنکہ جمہور کے نزدیک مرافق کا دھونا فرض ہے دار قطنی نے باسناد حسن از عثمان
رضی اللہ عنہ روایت کی اور اسمیں ہے کہ پھر ہاتھ دھوئے مرفقین تک یہانتک کہ بازو کے اطراف تک چھو گیا اور بعد وضو کے کہا کہ ہمنے رسول اللہ صلعم کا ایسا ہی
دیکھا اور ضعیف اسناد سے جابرؓ سے مرفوعاً ایسی روایت ہے اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مومن کا زیور روز قیامت وہانتک ہوگا
جہانتک اُسکا وضو پہنچا ہے (رواہ مسلم) و نیز ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت میں وضو بڑھانے کی تاکید ہے پس کوتاہی کرنا اعضاء وضو میں اصلاً ہی نہیں ہے پھر فرض
سوم بقولہ۔ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ۔ اور مسح کرو اپنے سروں کو مفسر نے کہا یعنے الصاق کرو مسح کو اپنے سروں کے ساتھ بدون پانی بہانے کے ۔ ۔

مسح اسم جنس ہے پس کافی ہے کمتر اسقدر جسپر مسح صادق آجاوے اور وہ سر کے بعض بال کا چھونا اور یہی مذہب شافعیؒ کا ہے اور **مترجم** کہتا ہے کہ مفسرؒ نے فقط اپنا مذہب بیان کر دیا اور تفصیل یہ ہے کہ بعض کے نزدیک باء زائدہ ہے آیۃ امسحوا رؤسکم پس تمام سر کا مسح ہوا کما فی قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت العتیق ۔ اور قولہ تعالیٰ فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منہ یعنی تیمم میں مسح اور یہی مالکؒ کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ باء واسطے الصاق کے ہے اور یہی مذہب سیبویہ کا اور یہی **زمخشری** نے کہا اور شرح مہذب میں ایک جماعت سے ہے کہ باء جب غیر متعدی پر داخل ہو تو الصاق کیلیے جیسے قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت میں اور جب متعدی پر داخل ہو جیسے آیت میں تو تبعیض کیلیے ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ زبان عرب میں ایسی صورتمیں جسقدر پر فعل صادق آوے اسیقدر کافی ہوتا ہے مثلاً زید نے عمرو کو حکم دیا کہ بکر کو مار یا چھوے تو یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ بکر کے تمام اجزا کو بالاستیعاب مارے یا چھوے بلکہ جسقدر پر مارنا صادق آوے کافی ہے اسیطرح یہاں بھی جسقدر پر مسح صادق آوے کافی ہے اب شافعیہ نے تو کہا کہ ایک بال یا تین بال چھو لینے سے مسح ہو گیا اور یہ مسلم نہیں کیونکہ یہ عقلی صورت ہے اور عرف لغت میں جسپر مدار ہے اسکو مسح نہیں کہتے لہذا سنت کیطرف رجوع کرنے سے بعض حصہ سر کا ادنی درجہ معلوم ہوا جیسا کہ حدیث مغیرہؓ میں ناصیہ پر کہ چوتھائی سر ہے مسح مروی ہے پس اسیقدر لیا گیا اور اس سے کم پر اگرچہ صادق آتا ممنوع نہیں جیسا کہ **ابن کثیر**ؒ نے اعتراض کیا لیکن شرع میں فرض مقدر ہے اور مقدار معین نہیں پس ادنی مقدار چونکہ اس سے کم ثابت نہیں ہوئی لہذا اسی پر مدار ہوا اور کلام کو اسمین مجال باقی ہے فلیتامل واللہ اعلم بالجملہ احادیث میں تمام سر کا مسح کرنا کثرت سے آیا ہے لہذا آدمی کو چاہیے کہ تمام سر کا مسح کیا کرے کہ اس خلاف سے بچ جاوے اور حضرت عثمانؓ سے صحاح میں جو احادیث ہیں دلالت کرتی ہیں کہ مسح تمام سر کا ایک بار ہے اور بعض روایات میں تین بار آیا ہے اور اول یعنی ایکبار مختار ہے اور تین بار منع نہیں ہے اور واضح ہو کہ مسح کہتے ہیں بھیگا ہاتھ پھیرنے کو پس پانی بہانیکو غسل کہتے ہیں پھر جو تھا فرق قولہ **وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ** ۔ اور دھو اپنے پاؤنکو ٹخنون تک ۔ **فا** ارجلکم ایک قراءۃ میں نصب سے پڑھا گیا ہے اور یہ اکثر ہے پس یہ عطف ہے وجوھکم پر اور یہ ظاہر ہے اور بیچ میں وامسحوا برؤسکم ۔ سے فصل ہے بوجہ رعایت ترتیب کے اور ایک قراءۃ میں ارجلکم بالجر پڑھا گیا پس اصل تو اسکو نصب ہے لیکن برؤسکم کے پڑوس ہونیکی وجہ سے ارجلکم زیر کیساتھ آسانی سے نکلتا تھا لہذا اسکو بھی بالجر پڑھا گیا اگرچہ معنی میں نصب کے صورت والے معنے مراد ہیں اسلیے کہ مسح یہاں ٹخنون تک لینے سے مقصود ہی نہیں ہے چنانچہ دونوں قراءۃ پر معنی یہ ہیں کہ دھو تم اپنے پاؤنکو کعبین تک یعنی کعبین سمیت جیسا کہ سنت سے اسکا بیان آگیا ہے اور کعبین صیغہ تثنیہ ہے اور وہ دو ہڈیاں ابھری ہوئی ہر پیر میں پنڈلی و قدم کے جوڑ پر ادھر ادھر ہوتی ہیں اور یہی چاروں اماموں و جمہور کا قول ہے اور جسنے کلام کے یہ معنی لیے کہ مسح کرو پاؤنکا کعبین تک وہ کہتا ہے کہ کعب وہ جگہ ہے جہاں انگلیاں تسمہ نہیں جا کر ملتی ہیں اور وہ قدم کی پشت پر ہے ساق کی جڑ پاس اور یہ ذکر دیا گیا اسطرح کہ وہ ہر پاؤن میں ایک ہی ہے حالانکہ کعبین صیغہ تثنیہ ہے پس اگر وہی مراد ہوتی تو ارجلکم الی الکعب ہوتا جیسے وجوہ و مرافق ورؤس میں جمع کا صیغہ ہے علاوہ برین اہل اللغہ کے بالکل خلاف ہے اگر وہم ہو کہ پھر جب پاؤنکو دھونا مقصود تھا تو منہ و ہاتھونکے ساتھ بیان کر دیا جاتا مفسرؒ نے جواب دیا کہ قال المفسر آیت میں جس ترتیب سے جسکا دھونا و مسح کرنا مذکور ہے یہ ترتیب بھی فرض ہے چنانچہ منہ ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اور پاؤن بھی دھوئے جاتے ہیں لیکن انکے بیچ میں سر کا مسح مقدم ہے تو اس سے افادہ یہ کہ ان عضا کے پاک کرنے میں ترتیب لکھو اگر وہم ہو کہ اس سے پاؤنپر مسح کرنیکا وہم پیدا ہوا جواب یہ کہ یہاں یہ وہم فقط ایک لفظ کعبین سے دفع ہو گیا کیونکہ مسح تو سیدھا ساق تک نہیں پاتا یعنے یہ کہ دھوؤ الکعبین تک پھر ترتیب کو مفسرؒ نے کہا کہ یہ ترتیب واجب ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے اور یہی امام مالکؒ و احمدؒ کا قول ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ترتیب سنت مؤکدہ ہے اور داو ترتیب کیواسطے اہل لغت کے نزدیک نہیں ہے پس فصل کر دینے میں اور ممسوح کے بعد پاؤن دھونا بیان کرنیمیں تنبیہ و ارشاد ہے کہ پاؤنپر پانی بہانے میں اسراف نہ کریں کیونکہ یہ مظنہ اسراف ہیں ۔ **ذکرہ العلامۃ الزمخشری** قال المفسر اور سنت سے یہ بات نکالی گئی کہ وضو میں پہلے سے نیت کرنا واجب ہے جیسے اور عبادات میں ہے اور یہی دیگر ائمہ کا قول ہے اور ائمہ حنفیہ کے نزدیک یہ مسلم کہ عبادات میں بدون نیت کے ثواب نہیں لیکن وضو میں دو جہت ہیں ایک تو وہ خود عبادت ہے اور دوم یہ کہ وہ نماز کیواسطے شرط ہے پس اگر نیت کر لی تو وضو میں عبادت کا ثواب بھی ہوگا اور شرط نماز بھی ہو جائیگا اگر نیت نہ کی تو ثواب نہ ہوگا لیکن نماز کیواسطے صحیح

لہذا مذہب ابوحنیفہؒ واحوط ۱۲ منہ

ہو جائیگا یعنے اس سے نماز ادا ہو جائیگی بخلاف نماز کے کہ اگر اسمین خالص نیت نہوئی تو وہ کچھ بھی نہوگی کیونکہ اسمین ایک ہی جہت ہی پھر واضح ہو کہ مفسر رحمہ نے اکلیل مین کہا کہ وارجلکم مین قراءۃ نصب تو پاؤن دھونیکے واسطے ہی اور جر کی قراءۃ موزہ وغیرہ پر مسح کرنیکے واسطے ہی کیونکہ قراءتوں کا متعدد ہونا بمنزلہ تعدد آیات کے ہی اور یہ قول ٹھیک نہین بلکہ ٹھیک و صواب یہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ قراءتین دونون ثابت ہین پس سنت کیطرف رجوع کیا گیا تو وہان سے معلوم ہوا کہ دھونا واجب ہے کیونکہ احادیث مشہور بلکہ متواتر مین کہ آنحضرت صلعم و صحابہ رضی اللہ عنہم پاؤن دھویا کرتے تھے اور حدیث ویل للاعقاب من النار یعنی جو ایڑیان سوکھی رہجاوین وضو کے اندر دھوئی نہین تو انکی سزا ایک دوزخ کی آگ سے جلین گی اس حدیث کو اتنی جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے روایت کیا کہ مرتبہ شہرت کو پہونچگئی ہی اور **حافظ الحدیث ابن حجر** نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کسی سے پاؤن دھونے مین اختلاف ثابت نہین سوائے حضرت علی و ابن عباس و انس بن مالک کے کہ انسے مسح کا قول ملتا ہی اگرچہ انکا فعل ثابت نہین کہ کھلے پاؤن پر کبھی انھون نے مسح کیا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ ان لوگون نے اس قول سے رجوع کیا ہی اور ابن جریرؒ نے اسی سے استدلال کیا کہ غسل کرنے اور دھونے مین متنوع کرنیوالے کو اختیار ہی انتہی کلامہ **ابن العربیؒ** نے کہا کہ امت نے اتفاق کیا ہی کہ پاؤن دھونا وضو مین واجب ہی اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے اس سے خلاف کیا ہو سوائے ابن جریرؒ کے جو فقہاے مسلمین سے تھے اور ما سوائے انکے اور لوگون مین سے فرقہ رافضہ نے خلاف کیا ہی **قال ابن کثیر** قولہ تعالی وارجلکم الی الکعبین یعنی ارجلکم بہ نصب پڑھا گیا کہ عطف ہی وجوہکم و ایدیکم پر اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابن عباس رض نے وارجلکم پڑھا بنصب یعنی کہدیا کہ مین نے اسطرف رجوع کیا کہ پاؤن دھونا واجب ہے اور عبداللہ بن مسعود و عروہ و عطا و عکرمہ و حسن و مجاہد و ابراہیم و ضحاک و سدی و مقاتل و زہری و ابراہیم تیمی سے مانند اسکے مروی ہی و اس قراءۃ پر پاؤن دھونیکا واجب ہونا ظاہر ہی جیسا کہ سلف کا قول ہی اور یہین سے جو وضو مین ترتیب واجب ہونیکا قائل ہی ترتیب واجب ہونا ثابت کرتا ہی نظر بر اینکہ چہرہ و ہاتھ جنکا دھونا واجب ہی انکے بیچ مین مسح سر کو بیان کرکے پھر وجوہکم پر ارجلکم کو عطف کیا بوجہ وجوب ترتیب کے ورنہ بدون فاصل کے عطف ہوتا اور یہی جمہور کا مذہب ہی مگر امام ابو حنیفہؒ نے اسمین خلاف کیا اور کہا کہ ترتیب واجب نہین ہی کیونکہ آیہ کریمہ ان اعضاء کے طاہر کرنیکا حکم کرتی ہی اور واو کو ترتیب پر دلالت نہین ہی پھر دوسری قراءۃ اسمین ارجلکم بالجر وارد ہی اسنے فرقہ شیعہ نے مسح راس پر عطف کرکے پاؤنکا مسح نکالا ہی اور سلف صالحین سے بعض ایسی عبارات مروی ہین جنسے وہم ہوتا ہی کہ شاید وہ بھی پاؤنپر مسح کے قائل تھے حالانکہ انکے قول کا یہ مطلب نہین ہی جیسا کہ مدلل بیان ہوگا اور وہ روایات یہ ہین کہ ابن جریر نے موسی بن انس سے روایت کی کہ موسی نے انس سے کہا کہ ای ابو حمزہ ہمکو اہواز مین حجاج نے خطبہ سنایا اور کہا کہ اپنے منھ اور ہاتھ دھوو سر وغیرہ مسح کرو اور پاؤن دھوو اور آدمی مین کوئی چیز زیادہ قریب خبث کے بہ نسبت انکے پاؤنکے نہین ہی سو تم پیرونکے تلوے اور اوپر اور ایڑیان مع انکی جانب کے دھویا کرو تو انس رض نے یہ سنکر فرمایا کہ اللہ تعالی سچا ہی اور حجاج جھوٹا ہی اللہ تعالی نے فرمایا وامسحوا برؤسکم وارجلکم موسی بن انس نے کہا اور انس رض جب اپنے پاؤنکو مسح کرتے تو دونونکو تر کر دیتے تھے **وقال المترجم** یعنی اس روایت مین یہ ہی کہ حجاج نے لوگونکو پاؤن دھونے مین مبالغہ کرنے اور زیادہ پانی بہانیکو کہا تھا سو حضرت انس رض نے رد کر دیا کہ اللہ تعالی نے تو ارجلکم کو وامسحوا برؤسکم کے بعد ذکر فرما کر ارشاد کیا ہی کہ پاؤن دھونے کیوقت بقدر ضرورت پانی بہاؤ جیسے مسح مین ہوتا ہی اور اسراف نہ کرو پس مسح سے مراد خفیف دھونا بسبب قرب مسح کے ہی اسواسطے حضرت انس اپنے پاؤن تر کر دیتے تھے اور یہین سے زمخشری وغیرہ نے جواب دیا کہ مسح سر کے بعد پاؤن دھونیکا حکم بوجہ وجوب ترتیب کے نہین ہی جیسا کہ شافعیؒ نے گمان کیا بلکہ اس فائدہ کیواسطے ہی کہ پاؤن دھونے مین مسح پر نظر رکھو اور خفیف دھو یعنی پانی بہت ہلد ہلاؤ پھر **ابن کثیرؒ** نے باسناد ابن جریر رحمہ اللہ حضرت انس رض سے روایت کی کہ نازل ہوا قرآن بمسح اور سنت بغسل (اسنادہ صحیح ایضا) اور ابن جریر نے عکرمہ عن ابن عباس روایت کی کہ وضو دو دھونے اور دو مسح ہین ابن ابی حاتم نے یوسف بن مہران عن ابن عباس روایت کی کہ قولہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ کہا کہ یہ مسح ہی پھر ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابن عمر و علقمہ و ابو جعفر محمد باقر و حسن بصری فی روایۃ و جابر بن زید و مجاہد فی روایۃ سے اسکے مانند مروی ہی اور ایوب نے کہا کہ مین نے عکرمہ کو دیکھا کہ دونون پاؤن پر مسح کرتے شعبی نے کہا کہ جبرئیل مسح کا حکم لائے اور کہا کہ تو یہ نہین دیکھتا کہ تیمم یہ ہی کہ جو دھویا جاتا تھا اسپر مسح کیا جاوے اور جسپر مسح کیا جاتا تھا وہ لغو ہوا۔ (رواہ ابن جریر) **قال المترجم** یہ چند آثار

ہین اور بعض اسناد اگرچہ بظاہر مستقیم ہی لیکن وہ نبی صلعم کا قول و فعل نہین روایت ہوا اور نہ وہ سنت کے نام سے مروی ہی اور نہ انہین پوری توضیح ہی اور نہ
ان روایات کے محفوظ ہونے پر محدثین و ناقدین مین سے کسی کی تصریح ہی کیونکہ بسا اوقات ظاہر اسناد مستقیم ہوتی ہی لیکن انمین تنقید کرنیوالے عارف
محدث کے نزدیک علل خفیہ ہوتے ہین جیسا کہ اصول حدیث مین مصرح ہی چنانچہ انہین آثار کو ظاہر علت کے ساتھ **شیخ ابن کثیر** نے کہا کہ ان آثار مین
غرابت ہی اور سخت غریب ہین اور اگر نے لیے جاوین باوجودیکہ کوئی مرفوع حدیث و سنت نہین ہی تو اس طرح محمول کر کے لیین کہ انمین مسح سے مراد
خفیف دھونا ہی کیونکہ ہم عنقریب صحیح سنت ثابتہ سے پاؤن دھونیکا واجب ہونا بیان کرینگے اور قراءۃ بالجر کو بعض نے کہا کہ پاؤنمین موزہ ہونیکی
صورت مین مسح کرنے پر محمول ہی یہ قول امام شافعیؒ کا ہی **قال المترجم** اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو قراءۃ ثابت ہین پس قرآن مجید جو سات حرف پر
نازل ہوا از انجملہ یہ بھی ہی کہ قراءۃ بالنصب و بالجر یہان مفید دو احکام ہی اور مفسرؒ نے مقدمہ مین اسکو شرح لکھا ہی پس اسکو غلط و خلاف صواب ٹھہرانا
جیسا کہ کمالین سے ظاہر ہوتا ہی بعید ہی اسلیے کہ قراءۃ بالنصب کے ساتھ احادیث متواترہ یا مشہورہ مفید غسل ہین اور قراءۃ بالجر کے ساتھ کوئی حدیث
وسنت نہین تو لامحالہ قراءۃ بالجر کے معنے بیان کرنے چاہیے ہین تو منجملہ تاویل کے ایک یہ جو مذکور ہوئی اور بعض نے کہا کہ قراءۃ بالجر اگرچہ دلالت کرتی ہی مسح پر
و لیکن دوسری قراءۃ سے واحادیث مذکورہ سے یہان مسح بمعنے خفیف دھونا **وقال المترجم** اگر کہا جاوے کہ اسپر وارد ہوتا ہی کہ جر کی صورت مین عطف
رؤسکم پر ہی اور وہان مسح سے غسل خفیف مراد نہین ہی تو جواب ہی کہ اسجا مین مسح سے ایک معنی اعم جو بھیگا ہاتھ پھیرنے و خفیف دھونے دونو نکو شامل مین
خواہ بطریق عموم مجاز یا بطریق عموم مشترک مراد ہین پس اشکال مندفع ہوگیا فافہم اور **شیخ ابن کثیر** نے کہا کہ غسل خفیف پر مسح کا اطلاق ہونے کیواسطے
بہت اچھی دلیل وہ روایت ہی جو **حافظ بیہقی** نے اچھی اسناد سے نزال بن سبرہؒ سے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز ظہر پڑھکر رحبہ کوفہ
مین لوگونکے حوائج و مقدمات کے واسطے بیٹھے یہانتک کہ عصر کا وقت آگیا پھر انکے پاس ایک چھوٹے برتن مین پانی آیا اس سے لپ بھر کر منہ و ہاتھون
و سر و پاؤنکو مسح کیا پھر کھڑے ہوکر باقی پی لیا اور فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے پانی پینے کو مکروہ جانتے ہین اور رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی کیا جیسے مین نے
کیا اور فرمایا کہ ہذا وضوء من لم یحدث یعنی یہ ایسے شخص کا وضو ہی جسکو حدث نہو صحیح بخاری مین بھی اسکے بعض معنی مروی ہین) بالجملہ بدلیل آیت و احادیث متواترہ
پاؤن دھونا ضرور واجب ہی اور جسنے اپنی خواہش سے مسح کو نکالا وہ خود گمراہ و گمراہ کرنے والا ہی اور ایسے ہی جسنے دونونکا مسح و دونونکا دھونا تجویز کیا اسنے
بھی خطا کی ہی اور جسنے شیخ ابن جریر کا یہ مذہب نقل کیا کہ اسنے آیت سے پاؤنپر مسح کرنا نکالا اور احادیث سے دھونا واجب نکالا تو اس کو
شیخ ابن جریر کے مذہب کی تحقیق نہوئی کیونکہ تفسیر مین شیخ ابن جریر کا کلام فقط اتنی بات پر دلالت کرتا ہی کہ اسنے برخلاف دیگر اعضا کے
پیرونکا ملنا اسوجہ سے ضروری کہا کہ وہ خاک کیچڑ وغیرہ سے ملے رہتے ہین پس ملنا ضرور ہی تاکہ انپر جو کچھ ہو وہ جاتا رہے لیکن اس ملنے کو مسح سے تعبیر کیا پس
جسنے غور نہین کیا وہ شیخ کی مراد سمجھنے مین غلط کر گیا۔ بالجملہ اعلی و اولی و اصوب یہ کہ احادیث کیطرف رجوع کیا جاوے پس اگر غسل ہی ثابت ہی جو قراءۃ
بالنصب کے معنے ہین تو وہی مذہب ہی پھر ایسے آثار مذکورہ کا عدم و وجود برابر ہی اور قراءۃ بالجر ضرور ماؤل ہی پس **ابن کثیر** نے ان احادیث کو اسطرح
ذکر فرمایا کہ حدیث بروایت حضرت علی و عثمان و ابن عباس و معاویہ و عبداللہ بن زید بن عاصم و مقداد بن معدی کرب پہلے گذرین کہ رسول اللہ
صلعم وضو مین پاؤن دھوتے تھے اور نیز حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ گذری کہ رسول اللہ صلعم نے وضو مین پاؤن دھوئے پھر فرمایا کہ
یہی وضو ہی کہ اللہ تعالے نہین قبول کرتا نماز کو مگر اسی کے ساتھ اور عبداللہ بن عمرو کی حدیث جسمین صحابہؓ سفر مین آگے بڑھکر وضو کرتے تھے
اور آنحضرت صلعم پیچھے تھے جب ہان پہونچے تو عبداللہ بن عمرو کہتے ہین کہ ہم لوگون نے اپنے پیرونکو چپڑنا شروع کیا پس آپنے بلند آواز سے
فرمایا کہ پھر لو وضو کرو ایڑیون کیلیے آگ دوزخ سے عذاب ہی (والحدیث فی الصحیحین) اور ایسی ہی صحیحین مین یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے

موجود ہی اور صحیح مسلم مین یہی حدیث عائشہؓ سے ہی کہ آنحضرت صلعم سے ہی کہ فرمایا اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار سا اور عبداللہ بن الحرث بن الجزء سے ہی کہ رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ ویل للاعقاب ولبطون الاقدم من النار۔ ایڑیون اور تلوون کے لیے آگ سے عذاب ہی (رواہ البیہقی والحاکم) اور **ابن کثیرؒ** نے فرمایا کہ اسکی اسناد صحیح ہی۔ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے ویل للعراقیب من النار (رواہ احمد) اور نیز جابر بن عبداللہ سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے ایک مرد کے پانوٴن مین بقدر درہم کے خشک دیکھا جسکو اسنے نہین دھویا تھا تو فرمایا کہ ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد وابن ماجہ وابن جریر) اور جابرؓ سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے ایک قوم کو وضو کرتے دیکھا جنکی ایڑیونکو پانی نہین پہونچا تھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار (رواہ ابن جریر) اور معیقیبؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد) اور ابو امامہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ویل للاعقاب من النار ویل للاعقاب من النار یعنی کرر بتاکید فرمایا پس مسجد مین کوئی شریف و وضیع نہ باقی رہا مگر اسکو مین نے دیکھا تو وہ ایڑیونکو پھیر کر دیکھتا تھا (رواہ ابن جریر) اور ابو امامہ کے بھائی سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک قوم کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُنہین سے ایک کی ایڑی مین یا ایک ٹخنے مین بقدر ایک درم کے یا بقدر ایک ناخن کے خشک جگہ تھی جسکو پانی نہین چھوا تھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار۔ کہا کہ پھر آدمی نے یہ کرنا شروع کیا کہ جب اپنی ایڑی مین ایسی کچھ جگہ پاتا جسکو پانی نہین پہونچا تو وضو کا اعادہ کرتا۔ (رواہ ابن جریر) **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ ان احادیث سے وجہ دلالت ظاہر ہی کہ اگر پاٴون پر مسح کرنا فرض ہوتا یا ایسا جائز ہوتا تو اُسکے ترک پر آتش دوزخ کی وعید نہ فرمائی جاتی کیونکہ مسح سے تمام پاٴون بالاستیعاب نہین تر ہوتا ہی اسلئے ذرکنار رہا بلکہ مسح مین تو اسیقدر کافی ہی جیسے موزہ پر مسح کرنے مین ہوتا ہی۔ **اور شیخ امام ابو جعفر ابن جریر** نے رد شیعہ پر یہی حجت واردکی ہی اور عمر بن الخطابؓ سے روایت ہی کہ ایک مرد نے وضو کیا اور ایک ناخن برابر جگہ اپنے قدم مین خشک چھوڑ دی تو نبی صلعم نے دیکھکر اُسکو حکم دیا کہ لوٹکر اچھی طرح وضو کر (رواہ مسلم فی صحیحہ) اور بیہقی رحمہ اللہ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک شخص وضو کرکے اُسیوقت نبی صلعم کے پاس آیا حالانکہ اُسکے قدم پر ایک ناخن برابر جگہ خشک رہگئی تھی تو آنحضرت صلعم نے اُس سے فرمایا کہ واپس جاکر اچھی طرح وضو کر اور ہکذا رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وقال ابن کثیر الاسناد جید رجالہ کلہم ثقات) یعنے اس حدیث کی اسناد جید ہے سب راوی ثقہ ہین ولیکن ابوداؤدؒ نے کہا کہ یہ حدیث معروف نہین ہی اسکو فقط ابن وہب نے روایت کیا ہی حالانکہ مجھے موسی بن اسمعیل نے باسناد خود اس حدیث کے معنے حضرت حسن بصری سے مرسلاً روایت کیے ہین اور امام احمدؒ نے کہا کہ حدثنا ابراہیم بن ابی العباس حدثنا بقیۃ حدثنی بحیر بن سعد عن خالد بن معدان عن بعض ازواج النبی صلعم کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسکے پشت قدم پر ایک خشک ٹپا بقدر ایک درم کے تھا جسکو پانی نہین پہونچا تو رسول اللہ صلعم نے اسکو حکم دیا کہ وضو کا اعادہ کرلے اور ابوداؤدؒ نے اس کو حدیث بقیہ سے روایت کیا جسمین اسقدر زائد ہی کہ وضو اور نماز کو اعادہ کرے (وہذا اسناد جید قوی صحیح) اور حدیث حمران عن عثمانؓ مین جو دربارہ صفت وضو آنحضرت صلعم ہی موجود ہی کہ پاٴون کی انگلیون مین خلال کیا اور لقیط بن صبرہ سے ہی کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مجھے وضو سے خبر دیجیے فرمایا کہ پھر پورا وضو کر اور انگلیون مین خلال کر اور ناک مین پانی چڑھانے مین اچھی طرح مبالغہ کر مگر جبکہ تو روزہ دار ہو (رواہ اہل السنن) اور امام احمد نے فرمایا کہ حدثنا عبداللہ بن یزید ابو عبدالرحمن المقری حدثنا عکرمۃ بن عمار حدثنا شداد بن عبداللہ الدمشقی کہا شداد نے کہ مجھسے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگون سے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ مجھے آپ وضو سے آگاہ فرمائیے فرمایا کہ نہین کوئی تم مین سے جو وضو کرنے لگے پس کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے اور ناک جھاڑے مگر اسکے

گناہ اسکے منھ اور نتھنوں سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے جبکہ ناک جھاڑیگا پھر وہ اپنا چہرہ دھووے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہی مگر آنکہ اسکے چہرے کے گناہ اسکے جبڑوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھوئے دونوں ہاتھ کہنیوں تک جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہی مگر آنکہ اسکے دونو ہاتھوں کے گناہ اسکی انگلیوں کے پوروں کے سروں سے گر جاوینگے پھر اپنے سر پر مسح کرے مگر آنکہ اسکے سر کے گناہ اسکے بالوں کے اطراف سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھووے دونوں قدم ٹخنوں تک جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا مگر آنکہ اسکے قدموں کے گناہ اسکی انگلیوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے ایسی چیز کے ساتھ جو اسکے لائق ہی پھر دو رکعتیں پڑھے مگر آنکہ وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جائیگا جیسے اس دن تھا کہ جس دن اسکی ماں اسکو جنی تھی ابو امامہ نے کہا کہ اے عمرو دیکھ تو کیا کہتا ہی کہ میں نے اسکو رسول اللہ صلعم سے سنا ہی بھلا ایسا شخص یہ سب ایک ہی ٹھکانے دیدیا جائیگا تو عمرو بن عبسہ رض نے کہا کہ واللہ میرا سن بڑھاپا ہو گیا اور ہڈیاں رقیق ہو گئیں اور موت میری نزدیک پہونچی اور مجھے کوئی حاجت نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھوں پھر اگر میں نے ایک دو تین بار نہ بھی سنا ہوتا میں نے تو اسکو حضرت صلعم سے سات بار یا زیادہ سنا ہی (رواہ احمد و ہذا اسناد صحیح و ہو فی صحیح مسلم من وجہ آخر) **قال المترجم** اور اسی معنی کے قریب حضرت ابو ہریرہ رض سے صحیحین میں ثابت ہی اور صحیح مسلم کی اس روایت میں ہی کہ پھر اپنے دونوں پاؤں دھووے جیسے انکو اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہی پس دلیل ظاہر ہی کہ قرآن مجید میں پاؤں دھونیکا حکم ہی اور ایسا ہی ابو اسحاق سبیعی نے حارث الاعور ۱۲ کے طریق سے علی بن ابی طالب رض سے روایت کی کہ علی رض نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے قدموں کو ٹخنوں تک دھو جیسا کہ تم حکم کیے گئے ہو اور یہیں سے اس حدیث کی مراد ظاہر ہوتی ہی جو عبد خیر رح کے طریق سے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے دونوں قدموں پر پانی چھڑکا حالانکہ دونوں پاؤں میں جوتیاں تھیں پس انکو مل دیا۔ مراد یہ کہ جوتیوں کے اندر انکو خفیف دھویا پس اسمیں تو کوئی تامل نہیں کہ جوتی کے اندر پاؤں کو دھونے خصوص جبکہ عرب کی جوتیاں ہوں لیکن بیان حدیث ایسے وسوسہ والوں کا رد ہی جنکو اپنے وسوسہ میں تعمق ہوتا ہی اور یہی حال اس حدیث کا ہی جو ابن جریر رح نے حضرت حذیفہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم ایک قوم کے گھورے پر گئے اور کھڑے پیشاب کیا پھر پانی مانگا اور وضو کیا اور دونوں نعلین پر مسح کیا (ہذا حدیث صحیح) اور ابن جریر نے اسکا جواب یہ دیا کہ ثقہ حفاظ نے اعمش کے طریق سے حذیفہ سے اسی حدیث کو روایت کیا اسمیں بجائے مسح علی نعلیہ کے مسح علی خفیہ یعنے اپنے موزوں پر مسح کیا ہی **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ دوسری روایت سے نکلا کہ موزے نعلدار یعنی موزوں پر نعلین تھیں پس مراد ایک ہی ہی اور ایسی ہی حدیث امام احمد از حضرت اوس بن اوس کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ وضو کیا اور نعلین پر مسح کیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے (وقد رواہ ابو داؤد ایضاً) اور معنی یہ کہ موزوں پر مسح کیا یا موزے منعل تھے اور بعض علما نے جو وہم کیا کہ اس آیت سورہ مائدہ سے موزوں پر مسح منسوخ ہو گیا تو یہ وہم ہی چنانچہ جریر بن عبد اللہ البجلی سے روایت ہے کہ جریر رض نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا تو انسے پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا (کما رواہ فی الصحیحین) اور مسلم کی روایت میں ہی کہ اعمش رح نے کہا کہ ابراہیم رح نے فرمایا کہ سلف صالحین کو حدیث جریر بہت خوش آئی تھی کیونکہ جریر رض بعد نزول مائدہ کے مسلمان ہوئے تھے اور یہی معنی امام احمد کی روایت جریر میں خود جریر رض سے مصرح ہیں اور بتواتر آنحضرت صلعم سے موزوں پر مسح کرنا ثابت ہوا ہی بقول و بفعل پس روافض نے جو اسمیں خلاف کیا وہ جہل و گمراہی سے ہی اور روافض کا حال کیا پوچھتے ہو کہ دیکھو صحیح مسلم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے متعہ حرام کیا مگر یہ لوگ اسکو اپنی خواہش نفسانی سے مباح رکھتے ہیں اور جواز مسح موزہ اور حرمت متعہ میں جیسے یہ مخالف ہیں ایسے ہی

اس آیت کریمہ سے جو پاؤن دھونا فرض ہونے پر دلیل ہی مع ان احادیث متواترہ کے جو وجوب غسل پر دلالت کرتی ہین بالکل
مخالفت کرتے ہین حالانکہ اپنے اصلی طریقہ کے موافق وہم کے پابند ہین کوئی دلیل واقعی اُنکے پاس نہین ہی اور اہل حق و اہل سنت
نے جو اللہ تعالےٰ و رسول اللہ صلعم کے حکم و طریق کے پابند ہین اُسکو بدلیل قطعی ثابت کردیا والحمد للہ رب العالمین اور دیکھو کہ پاؤن کے مسح
کے قائل ہو کر کعبین کے معنی اپنی طرف سے تراشے کہ وہ تو پشت قدم پر ساق کی جڑ پاس ہر پاؤن مین ایک ایک ہی حالانکہ جمہور امت
کے نزدیک ساق و قدم کے جوڑ پر ہر پاؤن کے دونون طرف دو اُبھری ہڈیان عربی مین کعبین کہلاتی ہین اور اُردو مین ٹخنے کہلاتے
ہین پس ہر قدم مین دو دو ہین جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ کعبین جنکو اللہ تعالےٰ نے ہر قدم مین
ذکر فرمایا ہی یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین معروف ہین اور لغت مین کہین اُسکے خلاف نہین ہی اور سنت صحیح مین صریح موجود چنانچہ
صحیحین کی روایت عثمانؓ مین ہی پھر اپنا دایان پاؤن کعبین تک دھویا پھر بایان پاؤن کعبین تک دھویا نعمان بن بشیر رضہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کی طرف اپنا چہرہ مبارک متوجہ کرکے فرمایا کہ ٹھیک راست قائم کرو تم اپنی صفون کو اس کو تین
مرتبہ فرماکر کہا کہ واللہ تم لوگ یا تو اپنی صفین ٹھیک قائم کروگے ورنہ اللہ تعالےٰ تمھارے دلون مین پھوٹ ڈال دیگا کہا نعمانؓ نے
کہ مین نے دیکھا تو آدمی اپنے برابر والے کے کعب سے کعب ملاتا ہی (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ و ابوداؤد و علقہ البخاری جزما) یہ صریح ہی
کہ کعبین یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین ٹخنہ کہلاتی ہین و قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا موسی بن اسمٰعیل اخبرنا شریک عن یحیی بن
الحرث التیمی الجابر یعنے یحیی الجابر نے کہا کہ مین نے زید بن علی بن الحسین کے ساتھیون مین جو مقتول ہوے تھے دیکھا کہ اُنہین سے بعض کی
کعب اُنکے قدم کی پشت پر ہو گئی تھی اور یہ اللہ تعالےٰ کا عذاب تھا کہ بعضے روافض تھے جو حق سے مخالفت کرتے تو اللہ تعالیٰ نے
دنیا مین اُنکو فضیحت کردیا **قال المترجم** یہ تلخیص کلام **ابن کثیر** رحمہ اللہ ہی اور متبع راہ سنت و مطیع حق کو اس سے صریح معلوم ہو گیا
کہ وضو مین پاؤن دھونا فرض ہی اور بعد اس تفصیل و توضیح و تحقیق کے گمراہ نہوگا مگر وہی جسکے حق مین گمراہی و ضلالت مقدر ہو چکی ہے
اور ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہین کہ ہمارے دل کج ہون پھر حکم وضو کے بعد غسل و تیمم کا حکم اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے
بیان فرمایا۔ **وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا** ۔ فاغتسلوا۔ اور اگر تم لوگ جنب ہو تو خوب ستھرے ہو یعنے غسل کر لو۔ اور
چونکہ اطّہروا تشدید مبالغہ ہی اسیواسطے کلی کرنا اور ناک مین پانی دینا بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غسل مین احتیاطاً واجب ہی پھر تیمم سے
آسانی دیدی بقولہ تعالےٰ۔ **وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ** ۔ اور اگر تم بیمار ہو یعنے ایسے مرض سے بیمار ہو کہ اُسکو پانی ضرر پہنچاتا
ہی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غالب گمان مضرت کا تیمم مباح ہونے کو کافی ہی۔ **أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ** ۔ یا تم مسافر ہو یعنے راہ در راہ منزل
بیابان طے کرتے جاتے ہو جہان پانی کم ملتا ہی۔ **أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ** ۔ یا کوئی تم مین سے پاخانہ سے آیا ف یعنے
اُسکو حدث ہوا پس پاخانہ سے آنا اکثری حالت کے موافق ہی اور مراد یہ کہ اُسکو کسی وجہ سے حدث ہوا خواہ پاخانہ جانے سے یا پیشاب
سے یا ریح صادر ہونے سے اور ایسے ہی دیگر اسباب ہین۔ **أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ** ۔ یا تم نے لامسہ کیا عورتون کو جماع کیا یا فقط چھوا بہر حال
اگر مرض یا سفر وغیرہ کی حالت پیش آئی۔ **فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً** ۔ پھر تم نے پانی نہ پایا ف اگرچہ تلاش کیا یا یہ معنی کہ تم کو پانی کے
استعمال پر قدرت نہین ہی کیونکہ مریض جو پانی کو استعمال مین نہین لا سکتا اگر پانی ملا تو بمنزلہ نہ ملنے کے ہی تو ایسی صورتون مین یہ حکم ہے کہ
فَتَيَمَّمُوا پس قصد کرو۔ **صَعِيدًا طَيِّبًا** ۔ روے زمین پاک کا۔ **فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ**

مِّنْهُ - پس اس پاک زمین سے اپنے چہرون و ہاتھون پر مسح کرو ف ہاتھون سے مع کہنیان مراد ہے - اور مفسر رح نے ظاہر کردیا کہ مسح بدو
ضرب ہے یعنے ایک دفعہ دونون ہاتھ پاک مٹی پر مار کر چہرے پر پھیرو اور دوسری دفعہ مار کر ہاتھون پر کہنیون سمیت مسح کرو جیسا کہ معروف
اور سنت سے یہ ظاہر ہوا کہ مسح مین چہرے و دونون ہاتھون کا استیعاب مراد ہے یعنے پورے چہرے پر اور پورے دونون ہاتھون کو مسح کرنا چاہیے
ہے اور یہی مذہب چارون ائمہ فقہ کا ہے اور یہی احوط ہے اور ایک جماعت محدثین کے نزدیک ایک ضرب سے چہرہ و دونون ہاتھون پہنچون
تک مسح کرنا تیمم ہے اور ابن حجر رح نے اسکو بھی قوی کہا ہے اور یہین سے ظاہر ہوا کہ شعبی رح سے جو وضو مین پیرون کے مسح کا قول غریب مذکور
ہوا بایں تقریر کہ دیکھو تیمم مین مغسول کا مسح رہا اور ممسوح کا مسح لغو ہوا تو یہ کوئی استدلال نہین کیونکہ بنا بر قول محدثین رحمہم اللہ تعالےٰ
و ابن عباس رض و عمار بن یاسر و ایک جماعت صحابہ رض کے ہاتھون کا فقط پہونچون تک مسح ہے حالانکہ وضو مین کہنیون تک ہاتھ دھونا فرض تھا پھر
واضح ہو کہ دو ضرب سے کہنیون تک مسح کرنا قوی واصح ہے چنانچہ ابن حجر رح نے اسپر ایک حدیث حسن پیش کی اور طحاوی رح نے حدیث بیر جمل
مین تیمم کی یہ کیفیت باسناد حسن روایت کی اور اسکو ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور امام احمد سے نقل کیا کہ حدیث منکر ہے یعنی محمد بن ثابت
العبدی متفرد راوی ہے ولیکن اسکی متابعت موجود ہے تو روایت حسن الاسناد سے کم ہوگی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم - مَا يُرِيدُ اللّٰهُ
لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ - اللہ تعالےٰ نہین چاہتا کہ تمپر دین مین تنگی رکھے ف اسی لیے تمپر وضو و غسل کی فرضیت کے ساتھ
تیمم بھی شروع فرمادیا حالانکہ وضو و غسل و تیمم کے فرض کرنے سے بھی کچھ تنگی مقصود نہین بلکہ پاک کرنا چنانچہ فرمایا وَلٰكِنْ
يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ - ولیکن اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ تمکو پاک کردے ف حدث و گناہون سے - وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ
عَلَيْكُمْ - اور تمام کردے تمپر اپنی نعمت ف یعنے اسلام کی نعمت پوری کرے بایں طور کہ دین پسندیدہ کے سب شرائع بیان
کردے - لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ - شاید تم شکر کرو اسکی نعمتون کا - وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ - اور تم لوگ
یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کی نعمت کو ف یعنے نعمت اسلام کو - وَمِيْثَاقَهُ - عہدہ - اور اللہ تعالےٰ کے عہد کو - الَّذِيْ
وَاثَقَكُمْ بِهٖ - عاہدتم علیہ - جسکو تمنے باندھا تھا - اِذْ قُلْتُمْ - جبکہ تمنے نبی صلعم سے بیعت کرتے وقت کہا تھا کہ - سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا - ہمنے گوش دل سے سنا و فرمانبرداری کی ف ہر اس چیز مین جسکا آپ ہمکو حکم کرینگے یا منع کرینگے خواہ ایسی چیز ہو جو
ہمارے جی کو پسند ہو یا ایسی نہو گی ہم ہر طرح فرمانبرداری کرینگے اور یہ عہد اگرچہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوا تھا لیکن اللہ تعالےٰ نے اسکو
اپنا عہد فرمایا یعنے اپنی طرف اسکی اضافت فرمائی تو اسلیے کہ آنحضرت صلعم نے اسکو بحکم اللہ تعالےٰ لیا تھا اور اسمین یہود کو یاد دہانی
ہے کہ انھون نے بھی عہد کیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان کے اوصاف ظاہر کرینگے اور اسپر ایمان لاوینگے حالانکہ اسکو توڑ بیٹھے کہ محمد صلعم کے
اوصاف چھپاتے اور انپر ایمان نہین لاتے تھے (رواہ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس) - وَاتَّقُوا اللّٰهَ - اور ڈرو اللہ تعالےٰ سے ف
یعنے اللہ تعالےٰ کے عہد توڑنے سے ڈرو - اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ - اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے جو دلو مین
پوشیدہ ہے ف پس جو پوشیدہ نہین ہے وہ بدرجۂ اولیٰ جانتا ہے ف اشارات عرائس البیان مین ہے کہ قولہ تعالےٰ یا ایہا الذین آمنوا
اذا قمتم الی الصلوٰۃ الآیۃ پہلے چہرہ دھونے سے شروع فرمایا کیونکہ وہ تجلی حق شروع ہونے کا محل ہے جو ارواح کیواسطے مدینہ سے
ظاہر ہوئی پس اسکے لطائف کا عکس چہرہ پر پڑا اور پانی سے دھونے مین حکمت یہ ہے کہ غبار شہوات سے گرد آلودہ و حدث سے میلا ہے
لہٰذا جوہر آب کی خاصیت یہ ہے کہ اول الفطرۃ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو پیدا کیا جبکہ جوہر اول پر اپنے نور قدس و عظمت سے تجلی فرمائی تھی

Marfat.com

پس جب وہ چہرے پر پہونچیگا تو سوائے حق کے غیر کی طرف توجہ سے جو اُسپر میل آگیا ہی پانی کے نور و برکت سے وہ اس کثافت سے پاکیزہ ہو جائیگا اور یہی حال بیگر اعضا کا بھی ہی پس جبکہ بندہ اس صفت سے پاکیزہ ہوا تو لایق ہی کہ اس چہرہ سے اللہ تعالےٰ کیطرف متوجہ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے وضو کیا اور وضو کو اچھی طرح کیا تو اُسکی خطائین اُسکے جسم سے حتیٰ کہ اُسکے ناخنون کے نیچے سے نکل جاتی ہین **قال المترجم** روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ اسی تفسیر مین گذری اور حدیث صحاح مین بروایت حضرت ابوہریرہ وغیرہ مطول مذکور ہے اگرچہ اسمین تصریح کل جسم کی نہین ہی ولیکن دوسری حدیث جید مین مرفوعًا ہی کہ جسنے وضو کرتے وقت اللہ تعالےٰ کا نام لیکر شروع کیا تو اُس کا سب جسم پاک ہو جاتا ہی اور جسنے اللہ تعالےٰ کا نام نہ لیا تو فقط وہی اعضا پاک ہوتے ہین جنکو اُسنے دھویا۔ **قال الشیخ** اور آیت مین اشارہ ہی کہ اسرار کو بھی اغیار کی طرف التفات کرنے سے پاک کرے تاکہ انوار حاصل ہون اور اُسکا پاک کرنا تم محبت کے پانی سے جو محبت قلب کی نہرون مین بہتا ہی پھر جب وہ غیر حق سے پاک ہو اب نماز اُس کی مواصلت ہی اور حرکات اُسکے قربت ہین اور قرارت اُس کی درجہ ہے اور قیام اُسکا محبت ہی اور رکوع اسکا خشیۃ ہی اور سجدہ اُسکا شہود ہے اور مناجات اُسکی انبساط ہی اور دعائین اُسکی مستجاب ہین حاصل آنکہ جب تم اپنی خودی سے پاک ہو کر میرے وصال و مشاہدہ کی طرف کھڑے ہوے تو دریاے ربوبیت مین اپنے آپکو حدوث کے میل سے پاک کرو **شیخ ابو عثمان** رح نے فرمایا کہ طہارت کی شرطین تو مشہور ہین لیکن اُنکی حقیقت کو کوئی نہین پاتا سوائے اُن بندون کے جنکو توفیق مل گئی ہی اس طرح کہ وہ اپنے سر باطنی کو پاک رکھتے ہین اور حلال کھاتے اور دل سے وسواس دور کرتے ہین اور جہانتک ہو سکتا ہی حکم بجالاتے ہین۔ اور **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ سب سے بڑھکر طہارت یہ ہی کہ بندہ اپنی طہارت پر نظر رکھنے سے پاک ہے قولہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج الآیۃ۔ رخصتون کو چھوڑ کر فقط عزیمتون ہی پر جم جانا یہ حرج سخت ہی مگر اُنھین لوگون کے واسطے جو ماسوا سے بے رغبت اور فقط اللہ عزوجل سے مانوس ہین اور جو بندے کہ مجاہدہ مین ہین اُنکو ان قیود سے یہ نفع پہونچتا ہی کہ عالم شہوات مین سے گھسنے کی جرأت نہین ہوتی ہی پس محبین سے حرج اُٹھا دیا اور مشتاقین کے لیے کرم مبذول فرمایا اور عارفون پر بندگی کے احکام آسان کر دیے باین طور کہ رخصت کے احکام رکھے تاکہ حضرت حق عزوجل کے مشاہدہ کی طرف اُنکے شوق بڑھین اور انوار مشاہدہ سے اُنکے اسرار کو پاکیزگی حاصل ہو پس حاصل اشارہ اس کلام پاک سے یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نہین چاہتا کہ اہل مشاہدہ پر مجاہدہ کا تعلق رکھے بلکہ فرمایا ولکن یرید لیطہرکم۔ پس اُنکے اسرار کا پاکیزہ فرمانا اپنی جناب پاک کیطرف نسبت کیا اور ان بندون کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ یون نہ کہا کہ تم پاکیزہ ہو جاؤ پس ظاہر ہوا کہ اللہ تعالےٰ خود بذات پاک اُنکو اُنکے وجود و ہستی سے پاک فرماتا ہی اسطرح کہ اپنے نور مشاہدہ مین اُنکو مستغرق کرتا ہی بعض اکابر نے فرمایا کہ حاصل یہ کہ او تعالےٰ تمکو تمہارے افعال و احوال و اخلاق و یقین سب سے صاف پاک فرماتا ہی تاکہ بدون کسی سبب علاقہ و تعلق کے حقیقی فقر سے اُسکی طرف رجوع کرو حضرت استاد رح نے فرمایا کہ اس آیت مین اشارہ یہ ہی کہ جب کوئی بندہ احکام ارادت سے خالی ہو تو صحن عبادت مین اپنا بستر جماوے اور جب اُسکے سرائر سے لطائف معدوم ہون تو ظاہری وظائف پر برابر جما رہے اور جب احکام عبودیت پورے نہو سکین تو آداب شریعت سے خالی نہونا چاہیے اور جب فضیلت مین ثابت نہو تو حلال ادنے درجہ ہی پھر اس سے گر کر حرام و شبہہ مین آلودہ نہو اور قولہ ولکن یرید لیطہرکم مین اشارہ فرمایا کہ اپنی نگاہداشت سے تمہارے ظاہر کو لغزش سے پاک فرماتا ہی اور اپنی رحمت سے تمہارے باطن کو غفلت سے پاک فرماتا ہی۔ قولہ ولیتم نعمتہ علیکم الآیۃ۔ نعمت پوری کرنا یہان یہ ہی کہ بندون کے واسطے بندگی کا طریقہ اور آخرت کے آداب تعلیم فرمائے تاکہ اس سے اپنے انعام فرمانے والے معبود حق سبحانہ کو دیکھین اس صفت کے ساتھ کہ جو بندگی اور جو ادب اُسکی جناب عظمت مآب کے لائق

Marfat.com

تھا وہ کسی طرح ہمسے ادا نہوا اور شرم سے سر درگریبان رہیں سہ باز آی کز شرم گنہ سر تا قدم بگداختم + کو ہی کہ در سر داشتم از گریہ ہاموں
گردش + اور یہی وہ شکر ہی جو قولہ لعلکم تشکرون سے بندوں کو ارشاد ہوا ہی حضرت استاد رحہ نے فرمایا کہ تمام نعمت ایک قوم کے واسطے تو اُنکے
نفوس کی نجات ہی اور دوسری قوم کے واسطے اُنکے نفوس سے اُنکی نجات ہی اور دونوں میں بڑا تفاوت ہی قولہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم الآیۃ نعمت
الٰہی یہاں ازلی ہدایت ہی جو اہل معرفت کے واسطے اُنکے نفوس سے چھوڑا کر اپنی ذات پاک کی معرفت دی اس طرح کہ اپنے مشاہدہ و دیدار کا شوق
اُنکے دلوں میں بھر دیا اور میثاق جس سے بندوں کو مضبوط عہد میں لیا ہی یہ ہی کہ کبھی اُسکے سوا اے غیر سے مشغول نہوں اگرچہ جنت اُس کی نعمتیں
ہوں **شیخ ابو عثمان** نے فرمایا کہ نعمتیں بہت کثرت سے ہیں جنکا شمار نہیں ہو سکتا ہاں یہ بات معلوم کہ سب سے بڑھ کر نعمت معرفت
ہے اور مواثیق بہت ہیں اور سب سے بڑا میثاق وعہد یہ ہی کہ ایمان لاویں **قال المترجم** یہ نہایت پاکیزہ قول ہی اور واجب ہی کہ آب
زر سے لکھکر تفسیر میں داخل کیا جاوے **واسطی** رح نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق پر نعمتیں فرمائیں تاکہ نعمتوں سے منعم پر شاہد ہوں
قال المترجم یہ قول بھی اچھا استنباط ہی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک
انہ علی کل شئی شہید ۔ جان رکھو کہ اہل کفر و شک و الحاد و زندقہ کا ہر وہم و شک آیات آفاق و انفس سے خود دفع ہو سکتا ہی اگر ایک دم غور کریں اور
قلب میں توفیق الٰہی کی درخواست کریں اور بعد ہدایت کے بندے کی آنکھ کھلتی ہی تو سب حق وسب یقین ایسے عقل و برہان و دلائل اذعان
سے اُسکے سامنے آئینہ ہوتا ہی کہ فلاسفہ جو بڑے کفر و وہم کی جڑ ہیں اُسکے سامنے بالکل اوہام کے بندے معلوم ہوتے ہیں اللہم اہدنا الصراط المستقیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ

ایمان والو کھڑے ہوجایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث

عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

عدل نہ چھوڑو عدل کرو یہی بات لگتی ہی تقوی سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو

یا ایہا الذین آمنوا خطاب عام ہی کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں ہی۔ **کونوا قوامین للہ** ۔ اے ایمان والو اللہ تعالےٰ کے
واسطے خوب قائم ہو جاؤ یعنے حقوق الٰہی ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ کیواسطے قائم رہو پس قوام صیغہ مبالغہ بغرض تاکید ہی اور اللہ تعالیٰ ہونیکے سبب
ہیں اُسکی تعظیم و ثواب کے واسطے اور **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا یعنے حق پر اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے قیام کرو لوگوں کے دکھلانے سنانیکو نہو ۔ **شہداء بالقسط**
بالعدل شاہد ہو عدل کے ساتھ ف یعنے ظلم و جور پر شاہد نہو اور نعمان بن بشیر رض سے صحیحین میں روایت ہی کہ میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ میری
ماں نے کہا کہ میں اسقدر پر اکتفا نہیں کرتی ہوں جبتک کہ تو رسول اللہ صلعم کی گواہی کرادے پس میرا باپ مجھے لیکر آنحضرت کے حضور میں آیا تاکہ آپکو اس
عطیہ پر گواہ کرے آپنے فرمایا کہ تو نے اپنے ہر فرزند کو اسکے مثل عطیہ دیا ہی میرے باپ نے عرض کیا کہ نہیں تو فرمایا کہ ڈرو تم لوگ اللہ تعالےٰ سے اور عدل
کرو اپنی اولاد کے درمیان اور فرمایا کہ میں جور پر گواہ نہیں ہوتا ہوں پس میرا باپ لوٹ آیا اور یہ عطیہ رد کردیا ۔ **ولا یجرمنکم**
شنآن قوم ۔ اور تمکو نہ آمادہ کرے بغض کسی قوم کا **علی ان لا تعدلوا** ۔ اس بات پر کہ تم عدل نہ کرو ف کیونکہ اُس نے
کسر لگالو بسبب ان کے ساتھ عداوت کے یعنے ہر دوست و دشمن کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرو بعض نے کہا کہ یہود خیبر کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے
حضرت صلعم کے قتل کا قصد کیا تھا اور وہ ملک مسلمانوں نے فتح کرلیا تھا پس تنبیہ کردی کہ جو حکم حق ہی اس سے درگزر نہ کرو اور بعض نے کہا
کہ قریش کے حق میں نازل ہوئی کہ مکہ فتح ہوا اور قریش نے سابق میں ایذائیں دی تھیں تو حکم دیا کہ اُنسے خلاف عدل کوئی برتاؤ مت کرو

Marfat.com

اور حق یہ ہی کہ آیت کریمہ کا حکم عام ہی خلاصہ یہ کہ عدل ایک حق الٰہی ہی خواہ حکم ہو یا گواہی پس کسی قوم سے بغض و عداوت کی وجہ سے عدل حق کو چھوڑنا نچاہیے اگرچہ اس قوم نے ظلم و بدکاری کمائی ہو بس تم اُنکے حق میں حق کہو۔ اِعْدِلُوا۔ عدل کرو دشمن اور دوست دونوں کے حق میں ف یہ تصریح زیادہ تاکید کے واسطے ہی اگرچہ اوپر سے خود سمجھ لیا گیا تھا۔ هُوَ۔ اے العدل۔ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى عدل کرنا تقوی سے بہت نزدیک ہی ف یہان یہ مراد نہین کہ ظلم کرنا کم نزدیک ہی کیونکہ ظلم تو خلاف تقوی ہی یہان افعل التفضیل کا استعمال ایسے محل مین ہی کہ دوسری جانب کچھ نہین ہی کیونکہ یہ معنی نہین کہ عدل کرنا اقرب ہی اور غیر عدل قریب تقوی ہی حالانکہ غیر عدل خلاف تقوی ہی اور یہ استعمال بہت آیا ہی جیسے قولہ اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا و احسن مقیلا۔ کیونکہ روز قیامت اہل جنت کے سوائے کسی کو مستقر احسن و حسن کچھ نہین ہی۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اور ڈرو اللہ تعالےٰ سے ف اُسکے حکم کے برخلاف ست کیجیو اسمین اور زیادہ تاکید ہے اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اللہ تعالےٰ تمھارے کامون سے خوب آگاہ ہے ف تمھاری نیکیون پر ثواب دیگا۔ اس مین تاکید کے ساتھ وعدہ ثواب بھی ہی کہ تقوی کرنا اللہ تعالےٰ پر پوشیدہ نہین پس ثواب جمیل عطا فرما دیگا اور اسمین خوف بھی دلایا کہ دلون کا بھید و حیلہ پوشیدہ نہین ہی

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ

وعدہ دیا اللہ نے ایمان والون کو جو نیک عمل کرتے ہین کہ اُنکو بخشنا ہی اور بڑا ثواب ہی اور جو لوگ

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا

منکر ہوے اور جھٹلائین ہماری آتین وہ ہین دوزخ والے اے ایمان والو یاد رکھو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ

احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا ایک لوگون نے کہ تم پر ہاتھ چلا دین پھر روک لیے تم سے اُنکے ہاتھ

ع عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ پر چاہیے بھروسا ایمان والون کو

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ وعدہ دیا اللہ تعالےٰ نے اُن بندون کو جو ایمان لائے و نیک کام کیے اچھا وعدہ۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ اُنکے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہی ف یہ بہت اچھا وعدہ ہے اور وہ جنت ہے اور ان بندون کے مقابلہ مین کفار رہین تو اُنکا حال سنو لقولہ تعالےٰ۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔ اور جن لوگون نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو یہ لوگ جہنم کے رہنے والے ہین ف ہمیشہ اسمین خوار عذاب ہونگے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ۔ اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کی نعمت یاد کرو جب ایک قوم نے قصد کیا ف اس قوم سے مراد قریش ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید اس سے مراد صلح کے موقع کا حال ہی کچھ یون ہی مار دھاڑ ہوئی تھی یعنے ہجرت کے چھٹے سال آپنے عمرہ ادا کرنیکا قصد کیا اور آخر قریش لڑنے سے صلح کیطرف مائل ہوے ولیکن قریب اسّی اوباش لوگون نے کوہ تنعیم کی طرف سے اُتر کر چاہا کہ چھاپہ مارین لیکن اللہ تعالےٰ نے انکو اسقدر مخبوط کر دیا کہ صحابہ مین سے ایک ایک آدمی اُنمین سے دس دس بارہ بارہ کو بکریونکی طرح ہانک لایا اور مقید کر کے بٹھلایا پھر حضرت صلعم نے رحم کر کے ان سب کو

چھوڑ دیا۔ اور بعض نے کہا کہ صلوٰۃ الخوف کا سبب نزول والا قصہ ہی جو قولہ تعالے۔ واذ كنت فيهم فاقمت لهم الصلوٰة الآيات کی تفسیر مین گذر چکا
اور بعض نے کہا کہ عمرو بن امیہ ضمریؓ نے دو اسلمیون کو مشرک سمجھکر قتل کر ڈالا تھا اور حضرت صلعم مع خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے یہود بنو قریظہ
دیت مین شرکت کو لینے گئے جنھون نے دیت مین شرکت و نہ لڑنیکا معاہدہ کیا تھا اور اُن خبیثون نے اوپر سے پتھر آپ پر گرانیکا قصد کیا
اور جبرئیل نے آپ کو خبردار کر دیا کہ آپ مدینہ کو بہانہ سے لوٹ آئے جیسا کہ بعض روایات مغازی مین ہی پس یہ آیت اس قصہ کیطرف اشارہ ہے
اور بعض نے کہا کہ اشارہ اس قصہ کیطرف ہی جو جابر رضہ سے روایت ہی اور نبی صلعم ایک منزل پر اُترے اور لوگ متفرق ہوکر درختون کے سایہ مین
ہو گئے اور آنحضرت صلعم نے اپنے ہتھیار ایک درخت سے لٹکائے پس ایک اعرابی آیا اور آنحضرت صلعم کی تلوار نیام سے گھسیٹکر آنحضرت
صلعم پر آیا اور کہا کہ اب تجھے کون مجھسے بچاویگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے مجھے محفوظ رکھیگا۔ اعرابی نے دو یا تین بار یہی کہا
اور آنحضرت صلعم نے ہر بار یہی فرمایا پس اعرابی نے خود بخود تلوار میان مین کی اور مقہور بیٹھ گیا پھر آنحضرت صلعم نے اصحاب کو بلایا اور انکو اعرابی
کی حرکت سے آگاہ فرمایا اور اعرابی مذکور آپکے پہلو مین بیٹھا تھا آپنے اُسکو کچھ عذاب نہین کیا (رواہ عبد الرزاق و ابن جریر و ابن المنذر
و البیہقی) اور معمرؒ نے کہا کہ قتادہؒ اسکے مانند ذکر کرتے اور یہ بھی بیان کرتے کہ جب نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے بچاویگا تو تلوار اُس کے
ہاتھ سے گر گئی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لیکر فرمایا کہ تجھکو مجھسے کون بچاویگا تو اعرابی نے کہا کہ آپ کرم کرنیوالے ہو جائیے پھر اُسنے گواہی
دی کہ لا اله الا الله **قال المترجم** ایسا ہی **ابن کثیر** وغیرہ نے ذکر کیا اور سابق مین یہی روایت مذکور ہو چکی اور اُسمین یون ہی کہ جب اعرابی
نے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہو جائیے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہی کہ لا اله الا الله۔ اُسنے کہا کہ نہین تو و لیکن مین یہ عہد
کرتا ہون کہ کبھی آپ سے نہ لڑون اور نہ لڑنے والون کا ساتھ دون پھر اُسنے قوم سے جاکر کہا کہ مین تمھارے پاس آدمیون مین سب سے بہتر
آدمی کے پاس سے آتا ہون **قال المترجم** یہ روایت صحیح ہی اور شاید کہ وہ اول انکار کے بعد مسلمان ہو گیا ہو اور معالم وغیرہ مین ہی کہ جبرئیل نے
اُسکو مارا کہ اوندھا جھکا اور تلوار ہاتھ سے گر گئی تھی چنانچہ سابق روایت مین بھی اُسکا جھکنا اور تلوار گرنا مذکور ہی اور اس حدیث کو حاکم نے
بھی روایت کرکے صحیح کہا اور اسمین اعرابی کا نام غورث بن الحرث مذکور ہی اور حق یہ ہی کہ اعرابی کا قصہ ایک نہین ہی بلکہ دو یا تین مرتبہ ایسا
واقع ہوا ہی پھر بیان تفسیر کی وجہ یہ ہی کہ جو معمر کی روایت قتادہؒ مین ہی کہ عرب مین سے ایک قوم نے آنحضرت صلعم کے واسطے فریب و دغا
کرنے کے لیے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قصہ اعرابی مذکور کا خود صحیحین مین موجود ہی پھر ان وجوہ تاویل مین سے ہر ایک مین قصد قوم ظاہر ہی
لیکن اقرب و ارجح وہی معلوم ہوتا ہی جو **مفسر سیوطیؒ** نے اختیار فرمایا ہی کہ قولہ اذ ہم قوم۔ مین قوم سے مراد قریش ہین پھر قوم کا قصد بیان
فرمایا بقولہ۔ **اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ**۔ وہ تمھاری طرف اپنے ہاتھ بڑھادین ف کہ تمھارے ساتھ فتک کرین اور
فتک بمعنی غفلت مین قتل کرنا۔ **فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ**۔ پس اللہ تعالے نے تم سے اُنکے ہاتھ روک دیے ف
اور تمکو اُنکے مکر سے بچا لیا۔ **وَاتَّقُوا اللّٰهَ**۔ تقوی کرو اللہ تعالے سے وہی بچانے والا ہی اسی پر بھروسا کرو۔ **وَعَلَى اللّٰهِ**
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور اللہ تعالے ہی پر مومنون کو توکل چاہیے ہی ف مومنون کو یقین ہی کہ اُسیکے قبضۂ قدرت مین سب
چیز ہی جو وہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی خود کسیکے فعل مین کوئی تاثیر نہین پس جو کچھ اللہ تعالے فرماوے اُسمین اسکی اطاعت یقین و خوشی کیساتھ
ضرور ہی اور منجملہ ان امور کے جہاد ہی جسکے واسطے اللہ تعالے نے عہد و پیمان بزبان رسول اللہ صلعم لیا پس اسکو قطعًا اللہ تعالے کے بھروسے پر
پورا کرنا فرض ہی اور یہ سب امتحان ہی پس موت مقدر کے سوائے جہاد سے کوئی مرتا نہین ہی مگر ظاہر مین آزمایش ہی پھر بنی اسرائیل و اگلے عہد شکن

بندون کو جنھون نے اپنے وہم سے اللہ تعالےٰ پر بھروسا نہ کیا تو خوار ہوے اور بھروسا کیا تو آبرو دار ہوے اور اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے
کرتا ہے وہی یہان ذکر فرمایا اور تلخیص یہ کہ بنی اسرائیل سے جہاد کا عہد لیا اُنھون نے جبابرہ عمالقہ کی قوت سے خوف کرکے عہد توڑا تو خوار ہوے
اور جنھون نے اللہ تعالےٰ پر توکل کیا وہ عمالقہ پر غالب آئے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ
اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل کا اور اُٹھائے ہمنے اُنمین بارہ سردار اور کہا اللہ نے

اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ
مین تمھارے ساتھ ہون اگر تم کھڑی رکھوگے نماز اور دیتے رہوگے زکوۃ اور یقین لاؤگے میرے رسولون پر اور اُنکی مدد کروگے

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ
اور قرض دوگے اللہ کو اچھی طرحکا قرض تو مین اُتارونگا تمسے بُرائیان تمھاری اور داخل کرونگا تمکو باغون مین

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝
کہ بہتی نیچے اُن کے نہرین پھر جو منکر ہوا تم مین اُسکے بعد وہ بیشک بھولا سیدھی راہ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ
سو اُنکے عہد توڑنے پر ہمنے اُنکو لعنت کی اور کردیے اُنکے دل سیاہ بدلتے ہین کلام کو

مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ
اپنے ٹھکانے سے اور بھول گئے ایک فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی تھی اور ہمیشہ تو خبر پاتا ہے اُنکی ایک دغا کی

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَمِنَ
مگر تھوڑے لوگ اُنمین سو معاف کر اور درگذر اُنسے اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو اور وہ

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا
جو کہتے ہین آپ کو نصاریٰ اُنسے بھی لیا تھا ہمنے عہد اُنکا پھر بھول گئے ایک فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی تھی پھر لگا دی ہمنے

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ
اُنکے آپسمین دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اور آخر جتا دیگا اُنکو اللہ جو کچھ کرتے تھے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۔ اور بیشک اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کا عہد لیا تھا ف یعنی ہوشے
عہد لیا اور یہ ایک قسم کا عہد وہ ہے جو مابعد مین بقولہ لئن اقمتم الصلوۃ الخ مذکور ہے کذا فی الکمالین اور ظاہر یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے اقامت دین
وجہاد وغیرہ پر عہد لیکر اپنی طرف سے یہ وعدہ دیا تھا مگر اُنھون نے جب تک پورا کیا تب تک اچھے رہے اور جب عہد توڑا تو ملعون ہوے یہن
یہان سے اگلی اُمتون یہود ونصاریٰ سے عہد لینے اور اُنکے توڑنے اور بعذاب ملعون ہونیکا بیان ہے تاکہ عبرت ہو اور حدیث مین ہے کہ سعید
وہ ہے جو غیر سے نصیحت پکڑے قولہ تعالےٰ ۔ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۔ اور ہمنے بنی اسرائیل مین سے بارہ نقیب
مقرر کیے ف یعنے ہر قبیلۂ بنی اسرائیل مین سے جو بارہ بیٹون حضرت یعقوب کی اولاد بارہ فرقے تھے ایک ایک نقیب مبعوث کیا

Marfat.com

جو اپنی قوم پر عہد وفا کرنے کا کفیل ہوا اور یہ بنی اسرائیل پر خوب استحکام کے طور پر تھا پس نقیب بمعنے کفیل وشاہد ہے اور یہان دیگر اقوال بھی ہین
اور قول بہتر یہ کہ نقیب قوم وہ شخص جو اس قوم مین بزرگ و انکا کارپرداز ہو پس ہر نقیب نے اپنی قوم کی طرف سے کفالت کر لی تھی کہ وہ لوگ
ایمان اور تقوی پر رہینگے۔ وَقَالَ اللّٰهُ۔ اور اُن لوگون سے اللہ تعالے نے بتاکید فرمایا کہ۔ اِنِّیْ مَعَكُمْ۔ مین تمہارے ساتھ
ہون ف یعنے تمہارا احمد ومعاون ہون۔ لَئِنْ۔ لام قسم یعنی قسم ہے مجکو اپنی ذات پاک کی کہ اگر تم۔ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ۔ قائم رکھوگے
نماز کو ف اور مروی ہوا کہ بجاس وقت کی نماز اُنپر مفروض تھی وحدیث معراج اسکی مؤید ہے۔ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ۔ اور ادا کروگے
فرض زکوۃ کو۔ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ۔ اور ایمان لاؤگے میرے رسولون پر ف یعنے ایمان لاتے رہو اور قائم رہوگے چونکہ نجات
کے لیے نماز و زکوۃ کے تو یہود قائل تھے لیکن بعضے رسولون کے جھٹلانے پر اڑے ہوئے تھے اسلیے اسکو بیان فرمایا کہ نماز و زکوۃ جبھی
کہ میرے رسولون پر سب پر ایمان لاؤ اور شاید پوری تصدیق مراد ہو جو وقت امتحان جہاد کے زائل تھو چنانچہ فرمایا۔ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ
نصرتموہم اور انکی مدد کروگے ف یعنے رسولون کی مدد کروگے اور یہی مجاہدؒ سے مروی ہے وعن ابن عباس انکی اعانت کروگے اور تعزیر
بمعنے رد کرنا اور نیز بمعنے تعظیم وتوقیر پس بنابر اول معنے آنکہ رسولون سے دشمنون وکافرون کو رد کروگے یا ہر بُری بات اُنسے دور کروگے
اور بنابر دوم انکی توقیر رکھوگے۔ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور اللہ تعالے کو قرض حسنہ دوگے ف اس طرح کہ اسکی
راہ جہاد مین خرچ کروگے کہا گیا کہ ادا زکوۃ سے فرض مراد ہے اور اس سے مستحب مندوب عام ہے پس اسکی شرافت پر تنبیہ ہے اور فرائض کے
جبر نقصان کی تکمیل کا ارشاد ہے اور شاید کہ یہ جان ومال کو شامل ہو بمانند قول تعالے ان اللہ اشتری من المؤمنین اموالہم وانفسہم بان لہم الجنۃ
الآیۃ۔ حاصل یہ کہ اگر یہ سب امور ادا کروگے تو۔ لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ۔ تمپر سے تمہارے گناہ کفارہ کردونگا ف یعنی کو بخشدونگا
پس جہنم سے بخوف ہو جاؤگے۔ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ اور تم کو ایسے باغات مین داخل کرونگا
جنکے نیچے نہرین جاری ہین ف تو اس بے مثل وبے مثال نعمت مین سرفراز ہو جاؤگے اور یہ انتہاے مراد ہے بلکہ مزید یہ کہ دنیا مین
بھی بنی اسرائیل کو بادشاہ شام ومصر کر دیا تھا جب تک عہد پر قائم رہے یعنے قوم مین اکثر لوگ عہد پر رہے۔ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ
ذٰلِكَ مِنْكُمْ۔ پھر بعد اس میثاق کے جو کوئی تم مین سے کافر ہوا۔ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ۔ تو وہ راہ حق سے بھٹکا
ف اور سوا در اصل بمعنے وسط ہے اور ثابت ہو لیا کہ جو راہ ٹھیک وسط ہو وہی راہ مستقیم ہے اسیواسطے یہ باریک راہ اللہ تعالے نے
اپنی شرع و رسولون علیہم السلام سے واضح کردی کیونکہ ذرا بھی اس سے بھٹکا تو شیطانی راہ پر ہو رہا اور اسکا نمونہ جہنم کا پلصراط ہے پس جو
یہان صراط مستقیم پر ہے وہ اس پُل سے گذر جائیگا پھر بنی اسرائیل نے عہد مذکور توڑ دیا جیساکہ آگے کا کلام دلالت کرتا ہے اور شیخ
ابن کثیر نے بروایت ابن اسحاق ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نقیبون کا قائم کیا جانا اُسوقت تھا کہ بنی اسرائیل کو عمالقہ شام کے جہاد
کا حکم ہوا اور نیز ابن اسحاق نے کلام طویل مین ان نقیبون کے نام ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ اسی طرح آنحضرت صلعم نے لیلۃ العقبہ مین جب
انصار سے بیعت وعہد لیا تو اُنمین بارہ نقیب تھے اُسید بن حضیر سعد بن خیثمہ رفاعۃ بن عبد المنذر وقیل ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہم
یہ تین نقیب تو قبیلۂ اوس کے تھے اور اسعد بن زرارہ سعد بن الربیع عبد اللہ بن رواحہ رافع بن مالک براء بن معرور عبادہ بن الصامت
سعد بن عبادہ عبد اللہ بن عمرو بن حرام منذر بن عمرو بن خنیس یہ سب نو آدمی خزرج کے تھے اور مقصود آنکہ یہی لوگ اپنی قوم کے کارپرداز
عارف اور انکی طرف سے سمع وطاعت پر حضرت صلعم سے بیعت ومعاہدہ کرنے والے تھے اور جابر بن سمرہؓ سے صحیحین مین روایت ہے

کہ برابر لوگون کا کام چلتا رہیگا جب تک انمین بارہ شخص متولی ہونگے اور سب قریش سے ہونگے اسمین بشارت ہر کہ آپ کی امت مین بارہ مرد خلیفہ عادل وحق قائم رکھنے والے ہونگے چنانچہ انمین سے چارون خلیفہ رضی اللہ عنہم پے درپے ہوئے اور عمر بن عبد العزیز بھی انھین بارہ مین سے ہین اور یہ نہین ہر کہ سب کے سب پے درپے ہون چنانچہ مہدی علیہ السلام جنکی بشارت ہر انھین مین سے ہونگے اور **مترجم** کہتا ہر کہ انکے پیدا ہونیکے نشانات جو روایات مین آتے ہین قریب قریب سب ہی موجود ہین فقط قسطنطنیہ ابھی مسلمانون کے قبضہ سے نہین نکلا اور نیز مصر وغیرہ لیکن قسطنطنیہ نکلنے کے بعد اسی سال کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام مسلمانون کے بنانے سے امام بن جاوینگے سو مبارک اسکو جسکو انپر جان ومال سے فدا ہونیکی دولت ملے ولیکن اہل اسلام پر اُنسے پہلے کچھ فتنہ وسختیان ہین اسپر اللہ تعالے ہمکو تمکو ثابت وقائم رکھے اور رافضہ نے جو وہم کیا ہر کہ وہ سرداب سامرا سے نکلینگے یہ محض جہالت اور شیطانی دھوکا ہر تا آنکہ جب وہ شام مین ظاہر ہونگے تو اس اعتقاد والے غالبًا اُنسے منحرف ہو کر نہ مانینگے اللہم احفظنا اور **شیخ ابن کثیر** نے بعد اسکے لکھا کہ بہت سے جاہل یہودی جو مسلمان ہوئے تو شیعہ نے اُنکو وہم دلایا کہ یہ بارہ خلیفہ یہی بارہ امام اہل بیت ہین وہ جاہل لوگ وہم کے بندے اسکو مان گئے اعوذ باللہ من الضلال پھر جب بنی اسرائیل نے یہ عہد توڑا تو اُن پر جو عذاب ہوا وہ آگے فرمایا بقولہ تعالے **فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ** پھر بنی اسرائیل کو بوجہ اپنا عہد توڑنے کے ہمنے ملعون کردیا ف یعنے دور کردیا ہمنے ان عہد شکنون کو اپنی رحمت سے **وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قٰسِيَةً** ۔ اور انکے دل سخت کردیے ف کہ ایمان کو مان لینے کے واسطے نرم نہین ہوسکتے اور یہان سے کھل گیا کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے کام مین خود مختار ہر وہ جھوٹے جاہل ہین اور صحیح حدیث مین مضمون ہر کہ دل سب اللہ تعالے کے اختیار مین ہین جدھر چاہتا ہر پھیرتا ہر اور آنحضرت صلعم خود ایمان پر ثابت رہنے کی دعا مانگتے تھے اور یہ حضرت باریتعالے عزوجل کی شان بے نیازی پر نظر تھی اگرچہ او تعالے عزوجل نے آپکو تمام عالم اول وآخر سے محبوب اکرم پیدا فرمایا تھا۔ اہل ایمان کو لازم ہر کہ پانچون وقت نماز مین۔ اہدنا الصراط المستقیم۔ جو پڑھنا واجب فرمایا ہر عاجزی سے اس دعا کو مانگا کرین پھر بنی اسرائیل باستثناء انکے جنکو خود حق تعالے نے محفوظ فرمایا تھا باقی ملعون وسخت دل ہونیکے بعد بدحرکت بدافعال ہوگئے کہ منھ سے ایمان کے دعوے کرتے اور دل مین کچھ نہین اور فرمایا۔ **يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ** ۔ کلمات کو اپنی جگہ سے پھیرتے ف یحرفون الکلم الذی فی التوراۃ من نعت محمد صلعم وغیرہ عن مواضعہ التی وضعہ اللہ علیہا ای یبدلونہ۔ یعنے تحریف کرنے لگے ان کلما آکو جو توریت مین آنحضرت صلعم کی شان مین تھے اور نیز دیگر مانند آیت رجم وغیرہ کے تھے ان کلمات کو تحریف کرنے لگے کہ اُنکی جگہون سے جہان اللہ تعالے نے اُنکو رکھا تھا تبدیل کرنے لگے پس مفسر کے نزدیک صحیح ہر کہ ان لوگون نے توریت کے کلمات مین تحریف تبدیل کی ہر اگرچہ خاص کتاب توریت مین نہ کی ہو علیحدہ لکھکر یہ تحریف کی ہو اور لوگون سے کہا کہ یہ توریت ہر اور ابن خلدون نے بدلیل قولہ تعالے عندہم التوراۃ فیہا حکم اللہ الآیۃ۔ اور قولہ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین الآیہ کے اور بدلیل روایت بخاری از ابن عباس رض کے کہ تحریف فقط تاویل مین تھی اس بات کو صحیح نہین سمجھا کہ اُنھون نے کتاب توریت مین تبدیل کی تھی اور حق یہ ہر کہ اُنھون نے توریت مین سے ابتدا مین کچھ نکالا نہ تھا بلکہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے تھے اور اسمین دو صورتین شامل ہین ایک لفظی اور دوم معنوی پس لفظ مین تو عیسیٰ علیہ السلام ومحمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات اور آیات کو اپنے موقع سے نکالکر دیگر انبیا علیہم السلام کے ساتھ لاحق کردیا اور معنوی تحریف ہر فرقہ نے اپنے قول کے موافق معنے بگاڑ لیے لہذا بعض علمانے کہا کہ تمام تحریف

اُنکی یہ تھی کہ معانی بگاڑتے اور مراد اللہ تعالے کی نہین بیان کرتے اور ساتھ ہی الگ کتابین لکھتے اُنکو توریت بتلاتے۔ وَنَسُوْا
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ۔ ای ترکوا نصیبًا مما اُمروا بہ فی التوراۃ من اتباع محمد صلعم۔ یعنے چھوڑ دیا بڑا حصہ اُس چیز کا جس کا
توریت مین حکم کیے گئے تھے ف اور وہ بڑا حصہ یہ کہ جب محمد صلعم مبعوث ہون تو تم لوگ اُسکی جان و دل سے پیروی کیجیو۔ وَلَا
تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ۔ آنحضرت صلعم کو خطاب ہے کہ برابر تو انکی خیانتون پر اور چوریون پر مطلع ہوتا رہے گا
ف کہ عہد شکنی وغیرہ کرینگے۔ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ۔ سوائے ان مین سے قلیل کے ف یعنے سب تو یہ ایسے ہی خائن ہین سوائے
انہین سے قلیل آدمیون کے جو مسلمان ہوگئے کہ وہ ایسے نہین تھے۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ۔ پس اُنسے عفو و درگذر کر اللہ تعالے نیکی کرنیوالون کو دوست کہتا ہے۔ مفسرؒ نے فرمایا کہ عفو و چشم پوشی کا حکم
آیۃ السیف سے منسوخ ہے یعنے قولہ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ اور یہی قتادہؒ کا قول ہے اور مجاہد وغیرہ نے فرمایا
کہ یہ بطریق تالیف قلوب ہے اور بعض نے کہا کہ یہ ایسے لوگون سے مخصوص ہے جنکے ساتھ معاہدہ تھا منسوخ نہین ہے واللہ اعلم۔ وَ
مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى۔ یعنے ان لوگون سے جنھون نے اپنے حق مین دعوی کیا کہ ہم نصاری ہین اور عیسی علیہ السلام
کے پیرو ہین اگرچہ اس دعوے مین جھوٹے ہین اسیواسطے حقیقی نصاری نفرمایا بالجملہ یہ متعلق ہے بقولہ۔ اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ
یعنے ان لوگون سے عہد لیا ف یعنے لیا ہمنے ان مدعیون سے عہد ویسا ہی جیسا ہمنے بنی اسرائیل یہودیون سے لیا تھا کہ ہر نبی
پر ایمان لاوینگے اور خصوص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر مدد کرینگے پس انھون نے بھی عہد توڑ دیا کما قال۔ فَنَسُوْا حَظًّا
مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ۔ پس فراموش کر دیا بڑا حصہ اُس چیز سے جسکے ساتھ نصیحت کیے گئے تھے ف یعنے انجیل مین اُن کو گمراہی
سے بچنے کی جو نصیحت تھی اسمین سے بہت بڑا حصہ اُنھون نے بھلا دیا کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان نہ لائے اور عہد توڑ کر شرک و کفر مین
پڑ گئے فَاَغْرَيْنَا۔ اوقعنا۔ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ پس ہمنے اُنکے درمیان باہم عداوت
وبغض ڈالدیا قیامت تک ف بایںطور کہ آپسمین پھوٹے اور اپنی اپنی خواہشون مین مختلف ہین ہر فرقہ اپنے نفس کی ہوس پر
جو پسند کرتا ہے اُسیکو دین سمجھتا ہے پس ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے اور یہ نصاری مین مشاہدہ ہے کہ کثرت سے فرقے ہیں اور بعضے بعض کو
کافر کہتے ہین اور ہر ایک دوسرے سے عداوت و بغض رکھتے ہین اور دین کی راہ سے انمین دوستی نہین اگرچہ براہ دنیا ایک کام پر متفق
ہون اور کثرت سے موجودہ زمانہ مین دہریہ ہین اور ہمہ تن انکی ہمت دنیا پر مقصور ہے تو یہ لوگ درحقیقت دہریہ ہین اگرچہ برائے نام اپنے آپکو نصرانی
کہین پس جسقدر نام مین شامل ہین اسیقدر انمین عداوت ہوگی برخلاف اُنکے جنھون نے نصرانیت کو اپنا دین بنایا ہے اُنمین ضرور بغض و عداوت
قائم رہیگی اور اغرا یعنے للکارنا و آمادہ کرنا پس اسمین اشارہ ہے کہ یہ لوگ اس عداوت و بغض پر حریص رہینگے۔ وَسَوْفَ
يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔ اور قریب اُنکو اللہ تعالے بتلاویگا جو وے کرتے رہے ہے ف پس ان اعمال پر
انکو سزا دیگا اور یہ آخرت مین ضرور ہوگا اور دنیا مین جہانتک اللہ تعالے کو منظور ہے ف قال فی العرائس قولہ تعالے ولقد اخذ اللہ تا قولہ
نقیبًا۔ حضرت حق سبحانہ تعالے نے جب امر عظیم کو اپنے بندون مین چاہا تو پہلے اُسکو اولیا پر رکھا تاکہ اللہ تعالے کی مراد کے موافق قیام کرین
اسوجہ سے کہ خلق ضعیف ہے اور اُنکی نیابت مین مقصود ہے پھر جب اولیا الہی نے اسمین بقدر حیثیت اسکی عبودیت کو بصفت رضا و تسلیم ادا
کیا تو اسکے بعد اللہ تعالے شانہ نے عوام پر اسکو آسان کر دیا کیونکہ عوام کی پیدائش بصفت ضعف ہے اور اولیا کی پیدائش بصفت قوت ہے

Marfat.com

اور ہر امت میں اللہ تعالیٰ نے کچھ بندے ایسے پیدا کیے جو معارف و کواشف کا بار اٹھائے ہوئے تھے اور وہی بلا و امتحان کے میدان میں
در آئے اور منظور نظر ازل تھے اور یہ خود اقسام ہیں کہ نقیب و ابدال و نجیب و اولیا و اصفیا و مقربین و عارفین و موحدین و صدیقین و شہدا و صالحین و
اخیار و ابرار وغیرہ ہوتے ہیں ان سب کا رئیس بنام غوث ہے اور پیشوا انکے مختار ہیں اور عرفا بنام سیاحین سبعہ ہیں اور نقیب ان کے دس
عدد اور نجیب انہیں چالیس عدد اور خلفا انہیں ستر عدد اور امنا انہیں تین سو عدد ہوتے ہیں اور انہیں سے ہر ایک کی صورت انبیا علیہم السلام
میں سے کسی کی صورت پر اور رسولوں علیہم السلام میں سے کسی کی سیرت پر ہوتی ہے اور قلب ان کا کسی فرشتہ کے قلب پر ہوتا ہے مگر
انکو کوئی پہچان نہیں سکتا مگر وہی جو انکے مثل ہو اور وے خود درحقیقت سوائے حق عز و جل کے کچھ نہیں پہچانتے ہیں چنانچہ بقول معروف
اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم سوائی۔ میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں انکو میرے سوائے کوئی نہیں پہچانتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے
مرفوعاً روایت ہے کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے آدم علیہ السلام کے قلب پر ہوتے ہیں اور چالیس بندے حضرت موسیٰ کے قلب پر
ہیں اور سات بندے حضرت ابراہیم کے قلب پر ہوتے ہیں اور پانچ بندے حضرت جبرئیلؑ کے قلب پر ہوتے ہیں اور تین بندے حضرت
میکائیلؑ کے قلب پر ہوتے ہیں اور ایک بندہ حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہوتا ہے پھر جب انہیں سے یہ ایک جو قلب اسرافیلؑ ہے مرا تو
اللہ تعالیٰ بجائے اسکے تین میں سے ایک کو کر دیتا ہے اور جب تین میں سے کوئی مرا تو اسکی جگہ پانچ والوں میں سے ایک کو کر دیتا ہے اور
جب پانچ والوں میں سے مرا تو سات والوں میں سے ایک اسکی جگہ کر دیتا ہے اور جب سات میں سے مرا تو چالیس والوں میں سے ایک اسکا
قائم مقام کر دیتا ہے اور جب چالیس میں سے مرا تو تین سو میں سے ایک اسکے قائم مقام فرماتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی مرا تو عام میں سے
کوئی سرفراز ہو کر اسکا قائم مقام ہوتا ہے اور یہ لوگ امت کے بڑھتی کی دعا مانگتے ہیں سوائیں زیادتی و کثرت ہوتی ہے اور جبر و ظلم کرنیوالوں پر بددعا
کرتے ہیں کہ انکی کمر ٹوٹ جاتی ہے اور مینھ کا پانی مانگتے ہیں تو بارش ہوتی ہے اور سوال کرتے ہیں تو مخلوق کے واسطے کھیتی اگتی ہے اور دعا کرتے ہیں تو
مخلوق سے بلا دفع ہوتی ہے شیخ ابوبکر الوراق نے کہا کہ برابر اگلی امتوں سے اخیار و ابدال و نجیب و اوتاد ہوتے چلے آئے ہیں چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا۔ اور یہی وہ لوگ ہیں کہ ضرورتوں اور حاجات و مصیبتوں میں ان کی طرف رجوع لائی جاتی
ہے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اس امت میں چالیس بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور سات بندے خلق موسیٰ پر
ہونگے اور تین بندے خلق ابراہیم پر ہونگے اور ایک بندہ خلق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوگا اور یہ ہر وقت ہوتا رہیگا بس یہی لوگ اپنے
اپنے مرتبہ کے موافق تمام خلق کے سردار ہیں **قال المترجم** جو حدیث اوپر حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوع روایت کی وہ محدثین اہل تنقید کے
نزدیک ثابت نہیں ہوئی اور چونکہ آنحضرت صلعم کی طرف بدون ثبوت کے کسی امر کی نسبت کرنا سخت گناہ ہے چنانچہ حدیث صحیح بلکہ متواتر
میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو عمداً مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بناوے یعنے وہ جہنمی ہے اور ظاہر الشیخ رحمہ اللہ کو یہ بات
ظاہر نہوئی ہوگی کہ حدیث بدرجہ ثبوت نہیں پہونچی ہے واللہ اعلم پس **مترجم** کہتا ہے کہ بدون تعداد کے بیان کے معجم طبرانی بلکہ صحاح
کی روایات میں وجود بندگان خاص الٰہی کا ذکر ہے اور نیز پانچ سو اولیاء خاص کا وجود ہر زمانہ میں حدیث مرفوع میں مروی ہے اور اس حدیث
میں اگرچہ اہل تنقید نے کلام کیا ہے چنانچہ شیخ **ابن الجوزی و صاغانی** نے افراط کیا و لیکن حدیث درجہ حسن سے نازل نہیں ہے اور
شوکانی نے اسکے حسن ہونیکا اقرار کیا ہے بالجملہ بعد ثبوت اصل ایک مسئلہ کے علماء ظاہر کا کلام صرف اسماء غوث و ابدال وغیرہ میں
میرے نزدیک کچھ نہیں ہے اسواسطے کہ مرجع اسکا بحث لفظی کی طرف ہوا جاتا ہے کیونکہ اسکا کوئی ثواب بیان کرنے کے معنے میں

Marfat.com

نہین تاکہ اُسکے ثبوت پر دلیل شرعی درکار ہو ورنہ کہا جاوے کہ بلا دلیل شرعی کہنے والا نعوذ باللہ مدعی ایسے امر کا ہوا جاتا ہی جو شان نبوت ہے
اسلیے کہ ثواب وعذاب کی خبر دینا فقط نبی کی شان ہی اور امت والون مین سے کوئی نہین کہہ سکتا کہ فلان چیز مین ثواب یا عذاب ہی مگر
اُسی صورت مین کہ شارع علیہ السلام کے دلائل شرعی سے استدلال لاوے پس جب یہ اس معنے کر شرعی مسئلہ نہوا اور ظاہر ہی کہ ائمہ
کبار از اولیا ابرار جنکی صلاحیت پر اتفاق ہی وہ متفق ہین کہ انمین ایسے ایسے اقسام ہین اور نام انکے بمناسبت معنوی رکھ لیے گئے ہین تو انکی
طرف نیک گمان کرکے ایسا خیال کرنا کچھ مضر نہین معلوم ہوتا واللہ اعلم بالصواب اور مراد میری اولیاے کبار سے وہ بزرگ ہین جو
عارف شریعت تابع سنت متقی پرہیزگار عارف باللہ تعالے صابر و شاکر محتسب جامع فضائل شرعی تھے جنکی نسبت **امام علامہ**
نسفی مؤلف مدارک نے اپنے رسالہ مین اچھے کلمات لکھے ہین اور اُنکی پیروی پر آمادگی دلائی ہی اور ماسواے اُنکے گیارہ اقسام باجیہ
و شمراخیہ وغیرہ کے احوال کو مفصل لکھکر اہل ایمان کو اُنکے مکر وفریب سے نہایت درجہ ہوشیار کیا اور بہت نصیحت کی ہی کہ ہرگز اُنکے اقوال
و افعال پر کاربند ہون اور ایک علامہ نسفی کیا سبھی اُس سے ہوشیار کرتے ہین مولوی روم علیہ الرحمہ نے کہا ۵ اے بسا ابلیس آدم
روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بالجملہ میری غرض یہ کہ شرع سے بیباک لوگ ہرگز کسی کے معتقد ہون جب تک اسکو شرع پر
نہ پاوین اور اللہ تعالے سے ڈرین اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے شرم کرین کہ آپکس کوشش سے شرع پاک پر لوگونکو راست
کیا اور یہی شرع ہی جسپر شیطان یا کوئی شیطانی پیر وہ نہین چل سکتا ہی بس جو شرع پر نیک لی نظر آوے وہ گویا یقینی ولی ہی اور جو شرع پر نہو
وہ اگر مجذوب ہوگیا تو خیر مگر اس سے کچھ فائدہ نہین پہونچ سکتا جیسا کہ اکابر اہل تصوف نے اسکو صریح لکھدیا ہی اور اگر وہ بنا ہوا مجذوب ہے
یا اور کسی حال پر ہی بہر حال وہ شیطان کا پیرو ہی پھر دیانتدار سے کبھی نہوگا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم و پاک صحابہ
و اچھے تابعین و دیگر نیکون اولیا اللہ تعالے فرمان و حکم و چال چلن سے برخلاف ہو کر اس شخص کے جو خلاف شرع بیان ہوا ہے چال
چلے یہان سعدی علیہ الرحمہ نے سچ و خوب فرمایا ۵ خلاف پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم کسی رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید یعنے آنحضرت
صلعم کے برخلاف وہی شخص چال چلیگا جو ہرگز منزل مقصود جنت مین پہونچنے والا نہین بلکہ مرتے ہی جہنم مین جا پڑنے والا ہی نعوذ باللہ منہ
اور دوسری غرض میری یہ ہی کہ جو لوگ تفریط کرتے ہین اور اولیاء اللہ تعالے کے اُن باتون مین بھی جو مسائل شرعیہ نہین ہین تامل کرتے
ہین وہ لوگ عدل و انصاف و حق کی پیروی سے درگذر نکرین و اسلام **شیخ ابو عثمان مغربی** نے فرمایا کہ ابدال چالیس ہین اور اُمنا
سات ہین اور خلفاء ائمہ تین ہین اور قطب ایک ہوتا ہی پس قطب تو ان سب کو جانتا ہی اور وہ اُنکے احوال پر مطلع ہوتا رہتا ہی مگر اسکو
کوئی نہین پہچانتا ہی اور وہ سب ولیا کا امام ہوتا ہی اور تین جو خلیفہ ہین وہ سات کو پہچانتے ہین اور چالیس کو بھی پہچانتے ہین اور سات
جو امنا ہین وہ چالیس ابدال کو پہچانتے ہین مگر ابدال اُنکو نہین پہچانتے ہین اور ابدال چالیس دیگر اولیا کو امت مین سے پہچانتے ہین
اور اولیا مین سے اُنکو کوئی نہین جانتا ہی پھر جب چالیس مین سے کوئی کم ہوا تو اولیا امت مین سے اللہ تعالے کسی کو قائم مقام فرماتا
ہی اور جب سات مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالے چالیس مین سے کوئی اُسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالے
سات مین سے ایک اسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب قطب جو ایک ہی فوت ہوا تو تین مین سے ایک اسکے قائم مقام ہوتا ہی اور یہی
حال جاری ہی یہانتک کہ قیامت قائم ہووے **قال المترجم** قطب وقت کے دو وزیر داہنے و بائین ہوتے ہین اور حدیث ترمذی مین
ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر زمینی ہوتے ہین پس میرے دو وزیر آسمانی جبرئیل و میکائیل ع

Marfat.com

ہیں اور دونون وزیر ارضی ابوبکر و عمر ہیں و قد مر شرحًا قولہ فبما نقضہم میثاقہم لعناہم ۔ حب اللہ تعالےٰ غافلون کو اپنی جناب سے دور کرنا چاہتا ہی تو انکے نفوس کو ایسے امور کے مرتکب ہونے پر آمادہ فرماتا ہی کہ جنپر قہر کے احکام طاری ہوتے ہین اور اُنسے دوری واجب ہوتی ہی پس وہ دور ہو جاتے ہین پھر اُسکے بعد حکم کی مخالفت اور اس عہد کا توڑنا جو ایمان کی جڑ ہی واقع ہوتا ہی **یوسف بن الحسین** رح نے فرمایا کہ صحیح عہد کو توڑنا اور میثاق کے برخلاف کرنا لعنت کا موجب ہی **قال المترجم** شیخ یوسف رحمہ اللہ نے آیت کریمہ سے ایک مسئلہ ثابت کیا اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے یہود کے ملعون اور سخت دل ہو جانیکا صریح سبب یہ بیان فرمایا کہ اُنھون نے عہد توڑ دیا اور اس سبب پر قیاس کرکے ظاہر ہوا کہ جہان جس شخص سے عہد شکنی ہووے وہ اس سزا کا مستوجب ہی پس اگر ایمان کا عہد توڑا تو ملعون یعنے مرتد ہو گیا اور اگر کسی اور عہد کو جسکا کرنا واجب تھا یا نہ کرنا واجب تھا مثلاً نماز فرض پڑھنے پر عہد کیا یا شراب نہ پینے پر عہد کیا یا کسی غیر کا واجبی مال ادا کرنے پر عہد کیا تو اسکے توڑنے سے فاسق ہوگا اور دوہرا گناہ ہوگا ایک تو یہ کہ فرض و واجب بجا نہ لایا اور دوم خود عہد توڑا اور اگر ظہر سے پہلے چار سنتین پڑھنے کو ضرور آج لازم کر لیا پھر توڑ دیا تو عہد توڑنے سے ایک حرام کا مرتکب ہوگا اور یہ استنباط صحیح مفید ہی واللہ اعلم اور معلوم کہ عہد سے سوال ہوگا جیسا کہ آویگا انشاء اللہ تعالےٰ بعض اکابر نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے عہد توڑنا یہ ہی کہ اس کے سوائے کسی چیز سے سکون کرے **قال المترجم** اللہ تعالےٰ نے یہود و نصاری کی عہد شکنی کو بیان کرکے پھر انکو ارشاد و ہدایت اپنے کلام پاک سے فرمائی جو بطور معجزہ اُنکے واسطے پوری نصیحت ہی چنانچہ فرمایا

یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَـكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ

ای کتاب والون آیا ہے تم پاس رسول ہمارا کھولتا ہی تمپر بہت چیزین جو تم چھپاتے تھے

الۡكِتٰبِ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ‌ؕ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۙ‏ يَّهۡدِىۡ

کتاب کی اور درگذر کرتا ہی بہت چیزسے تم پاس آئی ہی اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی جس سے اللہ

بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ

راہ پر لاتا ہی جو کوئی تابع ہوا اسکی رضا کا بچاؤ کی راہ پر اور انکو نکالتا ہی اندھیرون سے روشنی مین

بِاِذۡنِهٖ وَيَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ‏ ○

اپنے حکم سے اور انکو چلاتا ہی سیدھی راہ

یٰاَھۡلَ الۡکِتَابِ ۔ خطاب عام ہی یہود و نصاری دونو نکو شامل ہی یہی مفسرین نے موافق دوسرونکے اختیار کیا ہی اور الکتاب میں الف لام جنس شامل ہی توریت و انجیل دونون کو حاصل آنکہ ای یہود و نصاری **قَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلُنَا** آیا تمھارے پاس ہمارا رسول یعنے محمد صلعم اس حال سے کہ **یُبَیِّنُ لَکُمۡ کَثِیۡرًا مِّمَّا کُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡکِتٰبِ** ظاہر کرتا ہی تمپر بہت باتونکو جو تم کتاب مین سے یعنے توریت و انجیل مین سے چھپاتے تھے ف مانند آیۃ الرجم کے چنانچہ کتاب آسمانی مین حکم تھا کہ محصن مرد یا عورت اگر زنا کرے تو سنگسار کر ڈالو جیسے ہماری شریعت مین حکم ہی مگر یہودی اسکو چھپاتے اور کہتے کہ منھ کالا کر کے گدھے پر سوار کرکے تشہیر کراتے کے بعد کوڑے مارو پس آیۃ الرجم کو چھپا ڈالا اور مانند ان آیات کے جو اس رسول کی صفت مین تھین انکو بھی اس رسول صلعم نے ظاہر کر دیا پس یہود کو بتلایا کہ تمھاری توریت مین محمد صلعم کی ایسی ایسی صفت و اخلاق و حلیہ و انکی امت کے فضائل

وضع واخلاق و بعض مسائل اور یہود کو انپر ایمان لائے کا حکم مذکور ہی اور نصاری پر ظاہر کیا کہ عیسی علیہ السلام نے اپنے بعد احمد مصطفے صلعم کے رسول ہونے کی خبر سے نصرانیون کو عام آگاہ فرمایا ہی اور یہ امور اگرچہ اہل علم یہود و نصاری پر ظاہر تھے ولیکن معنے یہ ہین کہ تمہاری کتاب مین ہونے کو کھلے کھلے بیان فرماتا ہی۔ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ۔ اور ترک کرتا ہی کثیر کو اسین سے ف پس بہت کو بیان نہین کرتا جب کہ اسین کوئی مصلحت متعلق نہین الا برائے اقتضاء حکم اور بعض نے کہا کہ یہ دوسرا حال بطریق صفت ہی یعنے ایسا رسول آیا ہی کہ تم مین سے بہتونکو عفو کرتا ہی سو اخذہ نہین فرماتا لیکن اول ارجح ہی حاصل آنکہ تمنے بہت پوشیدہ کیا سو اسین سے بہت باتین ایسی ہین جنکے بیان سے کوئی فائدہ متعلق نہین تو انکو چھوڑ کر باقی جن سے مصلحت و تعلق کا حکم ہی انکو بیان فرماتا ہی اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ جسنے رجم کے حکم سے انکار کیا اسنے قرآن سے انکار کیا اور اللہ تعالے فرماتا ہی کہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما تخفون من الکتاب پس رجم اس چیز مین سے تھا جسکو انھون نے چھپایا تھا رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ۔ نور سے مراد آنحضرت اور یہ تفسیر نسبت اسلام و حق کے زیادہ مربوط وارجح ہی یعنے آگیا تمہارے پاس اللہ تعالے کیطرف سے نور یعنے محمد خاتم النبیین۔ وَكِتَابٌ مُبِينٌ اور قرآن ظاہر ف مبین بمعنے ظاہر ہی یا بمعنے حق کو باطل سے جدا کرنیوالا۔ تو اسین اشارہ ہی کہ اہل کتاب نےجن باطل امور کو پھیلایا تھا انکو یہ قرآن مجید مٹاتا ہی اور حق کو لاتا ہی پھر اس کتاب مجید کی صفت فرمائی بقولہ۔ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ یعنے یہ کتاب ایسی ہی کہ اللہ تعالے اسکے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہی۔ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ۔ ہر اس بندے کو جو پیروی کرے اللہ تعالے کے رضیات کی بایںطور کہ ایمان لاوے سُبُلَ السَّلَامِ۔ ای طرق السلامۃ۔ راہون سلامتی کی۔ حاصل آنکہ یہ ایسی کتاب ہی کہ جو بندہ اللہ تعالے پر ایمان لایا اسکو اللہ تعالے سلامتی کی راہونکی ہدایت فرماتا ہی اور یہ راہین بھی شرائع اسلام ہین جو صراط مستقیم پر چلنے کے طریقہ ہین یہانسے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالے کی مرضی پر چلنا چاہے وہ قرآن مجید کی راہ چلے اور نکلا کہ قرآن مجید کے برخلاف چلنا اللہ تعالے کی خلاف مرضی چلنا ہی جسکا انجام جہنم ہی کیونکہ مخالف تو باطل راہ پر ہی اور جس بندے نے قرآن کی پیروی کی وہ راہ سلامت پر جنت دار السلام کو جاتا ہی وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ۔ اور قرآن ایسے شخصونکو تاریکیون سے نور کیطرف لاتا ہی بارادۂ الٰہی ف یعنے اللہ تعالے کے ارادہ و تاثیر و توفیق سے اللہ تعالے پر ایمان لانے والونکو یہ کتاب مجید کفر کے اندھیرے سے نکالکر نور ایمان پر لاتی ہی پس جسکو اللہ تعالی نے گمراہ کیا وہ اندھیرے سے نکلتا ہی نہین کہ اسکو روشنی سوجھے وہ ایمان ہی نہین لاتا اور نیز مسلمانونکو مژدہ ہی کہ قرآن مجید کو دل سے پڑھین اور اسکے حکمون پر عمل کرین انکے دل روشن ہو جاوینگے اور حدیث صحیح مین ہی کہ قیامت مین وہ نور و حجت ہی اور نیز ثابت ہی کہ پڑھنے و عمل کرنیوالا قرآن کا خوشبودار پھول کا درخت ہی اور ثابت ہوا کہ قرآن و الاعارف بالمال اور اسکا دل منور اور ایمان و یقین روشن ہوتا ہی اور خود اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ اور یہ کتاب اللہ تعالے کی مرضیات کی متبعین بندونکو صراط مستقیم کی راہ بتلاتی ہی اور صراط مستقیم جیسا کہ مفسرینؒ نے کہا کہ وہ دین اسلام ہی پس معلوم ہی کہ جو شخص اسلام پر یقین کامل کے ساتھ ہی جب وہ ہر وقت نماز مین صراط مستقیم کی ہدایت مانگے اور قرآن پڑھے اور اسپر عمل کرے تو کسقدر اسکے دل کو انوار حاصل ہونگے اور اسکا یقین جو پہنچا ہوا بندھا ہوا ہی کسقدر تاریکی دور ہونے سے منور ہوگا جیسے کہ بندۂ مومن بسبب گناہونکے جو اسکے دلی یقین کو گرد ہجوم کرتے ہین آخر کار ایسا ہو جاتا ہی کہ اسکے دل کو گویا یقین ہی نہین ہی اور اسی سے کہا گیا کہ ایمان گھٹتا بڑھتا رہتا ہی ف قال فی العرائس قولہ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔ اسمین اشارہ ہی کہ اہل ایمان کو اللہ تعالے کی طرف سے نور معرفت بدون کسی حیلہ و سبب کے حاصل ہوتا ہی پھر نور و کتاب و قرآن ازل کے صفات مین سے دو صفت ہین کہ اللہ تعالی کیطرف راہ

Marfat.com

چلنے والونکی جذب کرلیے کو ظاہر ہوئی ہین بعض نے فرمایا کہ تم لوز توحید ولوز کتاب کو اُسی کی عنایت ازلی کی وجہ سے پہونچے ہو **قال المترجم**
شاید یہ تفسیر بنظر قولہ باذنہٖ ہے اور شاید کہ قولہ جاءکم من اللہ ۔ سے نکالا ہو کہ جار لادمی ہے یعنے آنا اُسکا محض لفضل حق سبحانہ ہے پس ازل مین
جنکو مختار کرلیا تھا در حقیقت اس نور وکتاب کا آنا اُنھین کے واسطے ہے ورنہ دوسرون پاس آنا اور نہ آنا یکسان ہے قولہ تعالےٰ یہدی
بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام یہان نور وکتاب مین سے فقط ایک ہی کو ذکر فرمایا اسواسطے کہ یہ دونون مقام مین الجمع یعنے معدن
الصفات مین واحد ہین۔ اور اس کلام پاک مین اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سبحانہ اپنی ہی صفت سے اپنی معرفت کی راہون کی طرف ہدایت
فرماتا ہے اور اپنی ذات سے اپنی صفات کی معرفت کی راہین بتاتا ہے **قال المترجم** توجیہ اس اشارہ کی یہ ہے کہ کتاب ولور جب صفات
ازلی ہین تو اسی سے ہدایت فرمانے کے معنے یہ ہوے کہ صفت سے اپنی طرف ہدایت کی اور رہا یہ امر کہ ذات سے صفات کیطرف ہدایت اس
وجہ سے کہ اس معرفت کے ساتھ ان لوگون کو مخصوص فرمایا کہ جنکو بقولہ من اتبع رضوانہ ۔ سے سرفراز فرمایا ہے یعنے ایمان لانیوالون کو اذعان
بتوحید ذات ہے پس ذات سے صفات کیطرف معرفت ہوئی اور یہ اشارہ لطیف دقیق جید اگر مرد سلیم القلب اسکو غور سے دل مین اُتارلے
تو بہت سے شیطانی وساوس دور ہون اور حکمت ربانی کا ظہور ہو اور مذہب اہل سنت وجماعت درباب مسئلہ جبر واختیار و تقدیر یہ توجیہ ذات
اور یہ کہ ہدایت اُسکی طرف سے ہے اور جملہ حکمت ہے سب اُسکے سامنے آئینہ کی مثال ظاہر ہون اور جو شخص ان مقامات مین وساوس شیطانی آنے سے تنگ
ہو اُسکو یہ آیت کریمہ بعد صدق ایمان کے بہت مفید ہے اللھم اہدنا الصراط المستقیم ۔ رضوان الٰہی وہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے انبیا و اولیا کے واسطے
ازل مین پسند فرمایا جسکو یہ مل گیا وہ رضوان اکبر کے مقام مین پہونچگیا اور نشان یہ ہے کہ اسکی حسن تجلی مین اسکی مراد کے موافق عبادت و آداب سے
زندگی بسر کرجاوے مگر متابعت نہین ہاتی لیکن اسی شخص کو جسکے حق مین سابقہ ازل مین اُسکی رضامندی ہوچکی ہو بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
ہدایت فرماتا ہے نہایت سلامتی کی راہ پر اپنے ارادے کی راہون مین سے اس شخص کو جسکو پیدا کرنے سے پہلے اپنے رضوان سے مخصوص کردیا
تھا تاکہ یہ رضوان اُسکو محل رضا وتسلیم مین لاتا ہے پھر اللہ تعالےٰ نے یہود ونصاریٰ کے اندھے پن اور ہوسات اور شیطانی خیالات و
اُسکے دعوے اور اُنکا پیرو ہونا بیان کرکے رد کردیا بقولہ تعالےٰ

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْــًٔـا
بیشک کافر ہوے جنھون نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا توکہہ پھر کسکا کچھ چلتا ہے اللہ سے
اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
اگر وہ چاہے کہ کھپادے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اُسکی ماں کو اور جتنے لوگ ہین زمین مین سارے اور اللہ کو ہے سلطنت
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ
آسمان اور زمین کی اور جو دونون کے بیچ ہے بناتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کہتے ہین یہود
وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ
ونصاریٰ ہم بیٹے ہین اللہ کے اور اُسکے پیارے توکہہ پھر کیون عذاب کرتا ہے تمکو تمھارے گناہون پر کوئی نہین تم بھی ایک انسان ہو
مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اُسکی پیدائش مین بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے اور اللہ کو ہے سلطنت آسمان اور زمین کی

Marfat.com

وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

اور جو دونون کے بیچ ہی اور اُسیکی طرف رجوع ہی

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ اور قطعاً کفر کیا ان لوگون نے جنھون نے کہا کہ اللہ
وہی مسیح ابن مریم ہی ف حیث جعلوہ الٰہا وہم الیعقوبیۃ فرقۃ من النصاری ۔ واضح ہو کہ نصاری بہت فرقے ہو گئے تھے اور اب بھی موجود ہین
اور بہت سے بٹ گئے جیسے معتزلہ وغیرہ مسلمانون مین سے گویا مٹ گئے ہین پس ان فرقہاے نصاری مین اول تین فرقے تھے چنانچہ اوپر بیان
گذرا کہ حضرت عیسیٰ کے اُٹھائے جانے پر اُنکے ساتھیون کے تین فریق ہوئے ایک تو ایمان پر ثابت رہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو اُٹھا لیا
اور یہ لوگ معدودے چند تھے اور دوسرے فریق نے کہا کہ وہ اللہ تعالےٰ کا بیٹا تھا اُسکو اپنے پاس بلا لیا اور تیسرے فریق نے کہا کہ نہین ہم مین
خدا تھا ہمکو معلوم نہ تھا سو جب ہمنے نافرمانی کی تو چلا گیا اور ان دونون کافر فریق نے ملکر فریق اول کو جو مسلمان رہے تھے قتل کر ڈالا کذا ذکرہ
ابن کثیر اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ نصاری نجران بھی اسی اعتقاد پر تھے لیکن اس روایت کے ثبوت مین کلام ہی اور اکثر مفسرین نے
کہا کہ یہ اُنکے قول سے لازم آتا ہی کیونکہ اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو آلہ معبود ٹھہرایا اور قطعاً معلوم ہی کہ آلہ معبود فقط ایک پاک پروردگار ہی پس
گویا اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہی چنانچہ یہی تاویل کلام مفسرؒ سے ظاہر ہی لیکن یہ جو مفسرؒ نے فرمایا کہ یہ ایک یعقوبیہ فرقہ ہی نصاری
مین سے تو اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ صریح اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہی جیسا کہ ابتدائی تین فریق مین سے فریق سوم کا قول مذکور ہوا
اور یہی ظاہر آیت ہی اور سب نصاری کا یہ قول نہین بلکہ اُنہین سے کچھ لوگ ایسے ہین نافہم اور لقد کفر سے تاکید اُنکا حکم کافر ہونیکا پہلے بتلا دیا پھر
اُنکا قول ذکر کیا تاکہ معلوم رہے کہ یہ نہایت سخت بات کہنے والا قطعی کافر ہی اور واضح ہو کہ مسیح کو ابن مریم سے بیان کیا تاکہ کسی سلیقہ والا
ان کافرونکا اندھاپن سمجھے کہ جو مریم کا بیٹا ہی وہ خالق و معبود بلکہ اپنی ماں کا کیونکر خالق ہو سکتا ہی اور اگر قادر معبود ہوتا تو اپنی ماں کو
جنھون نے غم و رنج کے ساتھ انتقال کیا اور دنیا کو مصیبت و تکلیف سے بسر کیا کیون غم و رنج مین چھوڑتا اور کیون مرنے دیتا اور البتہ اسکو
اللہ عز و جل نے رد فرمایا بقولہ ۔ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۔ یعنے محمد صلعم تو کہدے کہ پھر کون حفاظت کر سکتا ہی حکم
الٰہی سے ۔ إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح ابن مریم کو اور
اُسکی ماں کو بلکہ ۔ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ اور جو کوئی زمین مین ہی سب کو ف یہ استفہام بطور ملامت و مذمت ہے
یعنے ایسا کوئی بھی نہین ہی جسکو یہ طاقت ہو اور اگر مسیح علیہ السلام آلہ ہوتا تو اُسکو ایسی قدرت ہوتی ۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۔ اور اللہ تعالےٰ ہی کا ہی ملک آسمانون اور زمین اور ان دونون کے بیچ کا
وہ جو چاہتا ہی پیدا کرتا ہی ۔ ف یعنے سب عالم اُسی کی ملک و خلق ہی وہ جو چاہتا ہی کرتا ہی جسطرح چاہے پیدا کرے پھر اگر مسیح علیہ السلام
کو بدون باپ کے پیدا کیا اور اُسکے ہاتھون مردے جلائے تو یہ اللہ تعالےٰ کی قدرت ہی ۔ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ اور اللہ
تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہی جو چاہے کرے اور جس بندے کو جسطرح چاہے برگزیدہ کرے پس سب اُسکی مخلوق و بندے ہین اور ہر مسلمان
و ہنود و نصرانی و یہودی پر فرض عین ہی کہ اُسکی عبادت کرین شرک نہ کرین اور اُسنے جو حکم دیے ہین اُنکو بجا لاوین اور عذاب سے ڈرین جیسا
کرینگے ویسے پاوینگے زبانی باتین نہ بناوین جیسے یہود و نصاری اتراتے ہین ۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ ۔ یعنے انہین سے ہر ایک
فریق نے الگ الگ کہا کہ ۔ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۔ ہم لوگ اللہ کے بیٹے اور پیارے ہین ف سراج وغیرہ مین ہی

Marfat.com

کہ مفسرین نے خیال کیا کہ یہود و نصاری اس کلمہ سے کیا مطلب لیتے تھے چنانچہ چار وجہ سے اسکے معانی بیان کیے اول آنکہ اسمین حذف
مضاف ہی اور معنے آنکہ نحن ابناء رسل اللہ۔ یعنے ہم لوگ اللہ تعالے کے رسولون کی اولاد ہین پس ان یہود و نصاری سے مراد بنی اسرائیل
کے یہود و نصاری ہونگے کیونکہ بنی اسرائیل ہی مین انبیاء علیہم السلام بہت گذرے ہین اور ان بدکارونکی غرض یہ تھی کہ ہمارے باپ دادونکا
فخر ہمکو حاصل ہی مترجم کہتا ہی کہ انکی وہی مثل تھی کہ شکل چڑیلون کی اور مزاج پریونکا حالانکہ آدم کی اولاد مین سب ہی آدمی ہین دوم
آنکہ لفظ ابن جیسے نطفہ کے فرزند پر بولا جاتا ہی ایسے ہی جسپر مزید شفقت و محبت سے تخصیص ہو اسکو بھی کہتے ہین قال المترجم
اور مفسرین نے بھی اسی تاویل کو لیا کہ مراد یہ تھی کہ اللہ تعالے کے یہان ہم لوگ قرب و منزلت مین بمانند فرزندون کے ہین اور وہ ہمپر شفقت
و رحمت فرمانے مین ہمارے باپ کے مانند ہی سوم آنکہ یہود نے زعم کیا کہ عزیز علیہ السلام اللہ تعالی کا بیٹا ہی اور نصاری نے مسیح علیہ السلام کو
یہی زعم کیا اور چونکہ یہ دونون انھین مین سے تھے تو کہا کہ ہم لوگ ایسے ہین کہ ابناء اللہ ہین یعنے ہمارے جنس مین خدا کے بیٹے گذرے ہین
حالانکہ یہ قول انپر لعنت تھا چہارم آنکہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے ایک جماعت یہود کو دین اسلام کی طرف بلایا اور عذاب
الٰہی سے خوف دلایا تو بولے کہ ہمکو کیا عذاب سے ڈراتے ہو ہم تو ابناء اللہ و احباء اللہ ہین قال ابن کثیر قولہم نحن ابناء اللہ و احباؤہ
ای ہم لوگ اسکے انبیاء سے نسبت رکھتے ہین جو اسکے بیٹے ہین جنپر اسکی عنایت مبذول ہی اور وہ ہمکو محبوب رکھتا ہی اور اپنی کتاب سے
نقل لائے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندے اسرائیل یعنے یعقوبؑ سے کہا کہ انت ابنی بکری۔ پس اسکو اسکی تاویل صحیح سے پھیر کر غلط معنے
پر محمول کیا اور تاویل مین تحریف کردی چنانچہ بہت سے انکے عقلا جو اسلام پر ہوئے انھون نے انکو رد کردیا اور کہا کہ اسکا اطلاق انکے
عرف مین تشریف و اکرام پر ہوتا تھا جیسے نصاری نے اپنی کتاب سے نقل کیا کہ عیسی علیہ السلام نے انسے کہا کہ انی ذاہب الی ابی
و ابیکم۔ یعنے ربی و ربکم۔ یعنی عیسےؑ نے کہا کہ مین اپنے باپ و تمھارے باپ کیطرف چلا جانیوالا ہون یعنے اپنے پروردگار و تمھارے
پروردگار کیطرف جانیوالا ہون اور یہ بات معلوم ہی کہ ان لوگون نے اپنی ذات کے واسطے وہ دعوی بیٹا ہونیکا نہین کیا جو عیسےؑ کے
واسطے دعوی کیا ہی پس انکی مراد یہی کہ ہم لوگ اللہ تعالے کے نزدیک معزز و مکرم ہین قال فی المدارک ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ یہود نے
توریت مین پایا کہ یا ابناء احباری یعنے اے میرے احبار کی اولاد پس اسکو بدلکر یا ابناء ابکاری کرڈالا یعنے کنواریونکی اولاد۔ پھر کہنے لگے کہ نحن ابناء اللہ
و احباؤہ۔ بہرحال کوئی معنے لیے جاوین حاصل کلام یہ ہی کہ یہود و نصاری اپنے واسطے بہ نسبت اور مخلوق کے اللہ تعالے کے نزدیک
فضل و کرامت ثابت کرتے تھے یہانتک کہ یہ دعوی کیا کہ ہم اسکے بیٹے و محبوب ہین پس اللہ تعالے جل جلالہ نے اسکو رد کردیا کہ قُلْ
یعنی یا محمد۔ کہدے ان جھوٹے لوگون سے اے میرے رسول محمد صلعم۔ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ۔ پھر کیون تمکو تمھارے
گناہون پر عذاب کرتا ہی ف اگر تم اسمین سچے ہو حالانکہ باپ اپنے بیٹے کو عذاب نہین کرتا اور نہ حبیب اپنے محبوب کو عقاب
کرتا ہی حالانکہ اسنے تمکو عذاب کیا کہ مسخ کر کے بندر و سور کردیا تھا جو تڑپ تڑپ کر مر گئے پس ظاہر ہوا کہ تم بڑے جھوٹے ہو اور
امام رازی وغیرہ نے نکالا کہ اسمین رد یون بھی ہی کہ بیٹا بھی باپ کی جنس سے ہوتا ہی اس سے وہ امر صادر نہین ہوتا جو باپ سے صادر ہونا
محال ہی حالانکہ تم لوگ گناہ کرتے ہو یعنے گناہ تمپر ثابت ہی اور حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا حالانکہ تم معذب ہوتے ہو چنانچہ
دنیا مین تو بندر و سور کیے گئے اور آخرت مین اقرار کرتے ہو کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودات۔ یعنے گنتی کے چند دن ہم کو دوزخ کی
آگ لگیگی پس تم جھوٹے ہو یہ تمھارا دعوی خلاف ہی اور یہ برہان اہل فن کے نزدیک برہان تخلف کہلاتی ہے قال ابن کثیر رح

Marfat.com

مشائخ صوفیہ مین سے ایک نے ایک فقیہ عالم سے پوچھا کہ قرآن مین کہان یہ پایا گیا کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا تو فقیہ عالم نے کچھ
جواب نہ دیا تب شیخ صوفی نے یہی آیت پڑھدی **شیخ ابن کثیر** رحمہ نے کہا کہ شیخ صوفی کا یہ استدلال اچھا ہی اور اسکا شاہد بسند امام احمد
مین موجود ہی چنانچہ کہا کہ حدثنا ابن ابی عدی عن حمید عن انس رض کہا کہ آنحضرت صلعم چند صحابہ کے ساتھ جاتے تھے کہ ناگاہ راہ مین ایک لڑکا
کھیلتا تھا سو جب اسکی ان نے دیکھا کہ لوگ آتے ہین تو ڈری کہ کچل نجاوے تو تیز چال آئی اور کہتی جاتی کہ میرا لڑکا میرا لڑکا اور دوڑ کر اسکو
لے لیا پس صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس عورت سے نہین ہو سکتا کہ اپنے فرزند کو آگ مین ڈالدے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی بھی
و اللہ کبھی اپنے حبیب کو آگ مین نہ ڈالیگا (تفرد بہ احمد) اور کتاب الزہد مین امام احمد نے حسن بصری رح سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ واللہ
ہرگز نہین عذاب کریگا اللہ تعالے اپنے محبوب بندے کو ولیکن کبھی اسکو دنیا مین مبتلائے مصیبت کرتا ہی (ہذا حدیث مرسل) اور مدارک مین کہا
کہ قولہ فلم یعذبکم ای فلم عذب من قبلکم منکم بذنوبہم فمسخہم قردۃ وخنازیر یعنے کیون تمہارے اگلون کو اس سبب سے عذاب کیا تھا کہ ان سے گناہ صادر
ہوے پس انکو مسخ کر کے بندر و سور کر دیا یعنے تم لوگ تو سراسر ناپاک ہو تمہارے بعضے باپ دادے جنپر فخر کرتے ہو انکو بندر و سور کر دیا تھا
پس تم اس دعوی مین صریح جھوٹے ہو۔ **بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ** ۔ بلکہ تم بھی بشر ہو منجملہ ان بشر کے جنکو پیدا کیا ہی ف
سو بھلائی کی بات جیسے انکے لیے ویسی ہی تمہارے لیے اور برائی و عذاب جسطرح انپر ہوتا ہی ویسی ہی تمپر ہوتا ہی تم سب کا یکسان حال
ہی **یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ** ۔ اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی بخشتا ہی **وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ** ۔ اور عذاب کرتا ہی جسکو عذاب دینا
چاہتا ہی ف اور تعالے مالک مختار ہی اسپر کچھ اعتراض نہین ہی جو چاہے کرے اور جو کریگا اپنے مملوک مخلوق چیز مین ہی کسی کا
اجارہ نہین ۔ **وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا** ۔ اور اللہ تعالے ہی کا ہی ملک آسمانون و زمین کا
و انکے بیچ کا ف یعنے تمام عالم اسکا مملوک مخلوق ہی اسکا کرم ہی کہ حکم دیدیا جو بندہ جیسا کرے ویسا پاوے ۔ **وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ**
اور اسکی طرف لوٹ کر جانا ہی کاف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ وقالت الیہود والنصاری نحن ابناؤ اللہ و احباؤہ ۔ کافران یہود و
نصاری نے یہ سن لیا کہ اہل حقیقت ساحت کبریائی مین کشف مشاہدہ لقا سے پہونچے اور وجہ قدم سے مست ہو کر مجلس انس مین حالت
انبساط مین بسبب بیہوشی کے مدعی قرب ہوے اور انس کی بیہوشی و حلاوت انبساط سے انوار اسرار کی فرزندی کا حرف زبان سے
نکالا پس یہود و نصاری نے اپنے اگلے لوگونکے کلام کو اپنی جہالت سے نہ سمجھا پس اللہ تعالے نے انکی ناک و گردن توڑ دی چنانچہ اپنے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی سے حجت بھیجکر انکو مردود کیا بقولہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم ۔ اسمین حق سبحانہ تعالے نے آگاہ فرما دیا کہ جو
بندہ معرفت و محبت سے راہ ازلی طے کر گیا وہ جسمانی امتحان سے نکل گیا قولہ تعالے بل انتم بشر ممن خلق یعنے او جھوٹ دعوی کرنیوالو
ایسا نہین جیسا کہ تم دعوی کرتے ہو تم اس مرتبہ کو نہین پہونچے ہو بلکہ اپنے نفس مین گرفتار مقام بشریت مین باقی پڑے ہو اور مقام
محبت اس شخص کے واسطے مسلم ہی جو ماسوائے حق عزوجل سے پاک ہو گیا ہی قولہ تعالے یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء اشارہ ہی کہ اس
مقام مقدس مین امت محمد صلعم مین سے جس ولی کو چاہتا ہی پہونچاتا ہی اور اسکی تقصیر پر کچھ پروا نہین فرماتا ہی اور اس مقام مقدس
کی خوشبو بھی دشمنون مین سے کسی کو نہین پہونچتی بعض نے کہا کہ بخشدینا محض فضل ہی اور عذاب کرنا عدل ہی

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ عَلٰی فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ

اے کتاب والو آیا ہی تم پاس رسول ہمارا بیان کرتا ہی واسطے تمہارے اوپر موقوف ہو جانے پیغمبرون کے

لے یعنی حدیث مذکور امام احمد نے بسند صحیح روایت کی ہی اور شیخ ابن کثیر نے [illegible] ۱۲

تقولوا ما جاءنا من بشیر و لا نذیر فقد جاءکم بشیر و نذیر و اللہ علیٰ
کبھی تم کہو کہ ہم پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو آچکا تمہارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ اوپر

کل شیء قدیر ؏ ع ٣
ہر چیز کے قادر ہے

یااھل الکتب - یعنے ای یہود و نصاریٰ - قد جاءکم رسولنا - تمہارے پاس بے شک ہمارا رسول خاتم النبیین آگیا یعنے محمد صلعم اور یہ قطعی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کچھ عرب سے مخصوص نہ تھی بلکہ عام تھی چنانچہ یہود و نصاریٰ کیواسطے ثابت فرمایا برخلاف نبوت موسیٰؑ کے کہ مخصوص بنی اسرائیل تھی اور یہی حال نبوت عیسیٰؑ کا تھا پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سب جہان کے واسطے عام بھیجا - یبین لکم - جو تمہارے دین کے شرائع کو ظاہر کھلا ہوا بیان فرماتا ہے - علیٰ فترۃ - انقطاع - من الرسل - یعنے محمد صلعم کا آنا اس موقع پر ہوا کہ رسولوں کی آمد کا انقطاع درمیان مین ہوگیا تھا - اذلم یکن بینہ و بین عیسیٰ رسول و مدۃ ذلک خمسمأتہ و تسع و ستون سنۃ - کیونکہ آنحضرت صلعم و عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان مین کوئی رسول نہین ہوا اور اس فترت کی مدت پانچ سو انہتر سال تھی اور فترۃ دراصل بمعنے سکون ہے یعنی رک جانا اور ٹھہر جانا اور ابو علی فارسی رحمہ اللہ وغیرہ نے بمعنے انقطاع بیان کیا اور یہی مفسرؒ نے لیا ہے اور حاصل آنکہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے ایک مدت تک رسولونکا انقطاع ہوگیا تھا اور یہانسے وہ قول رد ہوا جو سراج وغیرہ مین بعض سے منقول ہے کہ عیسیٰؑ و محمد صلعم کے درمیان چار انبیا ہوے تین بنی اسرائیل سے اور ایک خالد بن سنان العبسی جزیرۂ عرب سے اور یہ قول اسواسطے مردود ہے کہ ظاہر آیت سے صریح خلاف ہے اور نیز حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا - انا اولی الناس بابن مریم انہ لیس بینی و بینہ نبی یعنے عیسیٰ بن مریم سے میری ولایت سب سے اقرب ہے کیونکہ میرے اور اُنکے بیچ مین کوئی پیغمبر نہین ہوا (رواہ البخاری) پس یہ صریح ہے کہ آنحضرت صلعم اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہین ہوا بلکہ فترت و انقطاع کا زمانہ رہا اور اس مدت کے بیان مین اقوال مختلف ہین چنانچہ سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ چھ سو برس کا فرق تھا (رواہ البخاری) اور قتادہؒ سے ہے کہ پانچسو ساٹھ برس کا زمانہ تھا اور مفسر سیوطیؒ نے ابن عباسؓ کی روایت لی کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار نو سو برس کا فرق تھا مگر ان دونون کے درمیان فترت و انقطاع نہ تھا کیونکہ درمیان مین ہزار نبی تو فقط بنی اسرائیل مین سے بھیجے گئے ماسواے اُنکے جو اور نسل مین سے بھیجے گئے اور ولادت عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان پانچسو انہتر برس کا زمانہ تھا

قال المترجم ولادت عیسیٰ کا سال شمسی اسوقت ۱۸۸۷ء ہے اور ہجرت آنحضرت صلعم کا سال قمری ۱۳۰۵ھ ہے پس جسنے پانچ سو بیاسی برس کا فرق نکالا اُسنے خطا کی اسوجہ سے کہ شمسی و قمری سال مین تفاوت ہوتا ہے اور چونکہ بعض نے سال شمسی سے شمار کیا اور بعض نے قمری سے اور بعض نے درمیان ولادت عیسیٰ و محمد علیہما السلام کے اور بعض نے دونون کے مبعوث ہونے کیوقت سے فرق نکالا اسوجہ سے روایات مختلف ہوگئین اور میرے نزدیک سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت بخاریؒ ارجح ہے اور اسمین کوئی بڑا فائدہ متعلق نہین لہذا التطویل کلام بیفائدہ ہے مقصود یہ کہ اللہ تعالےٰ عز وجل نے محمد صلعم کو فترۃ الرسل و طموس سبل و تغیر ادیان و کثرۃ عبادۃ اوثان و نیران[1] و صلبان کے وقت مبعوث فرمایا کہ نعمت اسوقت اتم اور حاجت اعظم تھی کہ فساد و طغیان[2] جمیع بلاد مین اور جہل و فساد عام عباد مین پھیل گیا تھا سواے چند بندون کے جو اگلی شریعت پر ٹھیک قائم اور الشاذ کالمعدوم کے حکم مین تھے چنانچہ حدیث عیاض مجاشعیؓ مین ہے کہ نبی صلعم

[illegible]

Marfat.com

نے ایک روز ہمکو خطبہ سنایا اور خطبہ مین فرمایا کہ اور میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا کہ تمکو سکھلاؤن جس سے تم جاہل ہوگئے ہو منجملہ اُسکے جو آج مجھے
تعلیم فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہر مال جو مین نے بندونکو عطا کیا وہ حلال ہے اور مین نے سب اپنے بندونکو حنفا یعنے مسلمان مائل بحق پیدا
کیا پھر شیاطین اُنکے پاس آئے اور انکو اُنکے دین سے بھٹکایا اور جو مین نے اُنپر حلال کیا تھا وہ اُنپر حرام بتلایا اور انکو حکم کیا کہ میرے ساتھ
شرک کرین اس چیز سے جسکے لیے مین نے کوئی حجت ظاہر نہین اُتاری پھر اللہ عزوجل نے اہل زمین کی طرف نظر فرمائی تو عرب و عجم سب کو ممقوت
رکھا سواے چند بندون کے کہ بنی اسرائیل مین سے جو حق پر باقی تھے اور مجکو فرمایا کہ مین نے تجکو اسواسطے بھیجا کہ تجھے مبتلا کرون اور تیرے
سبب مبتلا کرون اور تجپر مین نے ایسی کتاب نازل فرمائی کہ پانی اُسکو نہین دھو سکیگا تو اُسکو سوتے اور جاگتے پڑھے پھر اللہ تعالےٰ نے
مجھے حکم دیا کہ قریش کو اللہ تعالےٰ کا پیغام پہونچاؤن تو مین نے عرض کیا کہ ای میرے پروردگار وہ تو میرا سر کچلکر روٹی کرڈالینگے فرمایا کہ تو
اُنکو نکال باہر کر جیسے انھون نے تجھے نکالا اور اُنپر جہاد کر اور اُنپر مال خرچ کر کہ عنقریب تجکو مال دیا جائیگا اور تو ایک لشکر روانہ کر اور ہم اُسکے
پانچ گونہ برابر بھیجینگے اور جنھون نے تیری فرمانبرداری کی اُنکو لیکر ایسے لوگون سے جنھون نے تیری نافرمانی کی ہے جہاد کر اور جنتی بندے
تین قسم کے ہین ایک حاکم عادل موفق متصدق اور دوم مرد رحیم دل رقیق القلب ہر مسلمان قرابت دار کے واسطے سوم مرد عفیف فقیر عیالدار
اور دوزخی بندے پانچ قسم ہین ایک وہ ضعیف جسکا کچھ دین نہین دوم وہ جو تم مین تابع ہین نہ اہل چاہتے ہین اور نہ مال سوم خائن کہ نہین
ظاہر ہوتی اُسکے لیے کوئی طمع اگرچہ خفیف ہو مگر اُسکی خیانت کرتا ہے یعنے شہوات حقیر کے پیچھے شریعت سے منحرف ہوتا ہے چہارم وہ
مرد کہ نہین صبح کرتا اور نہ شام مگر اُسکہ تیرے اہل و مال سے تجکو فریب دیتا ہے اور حضرت صلعم نے بخیل و جھوٹے فاحش کا بیان کیا
(رواہ احمد و مسلم والنسائی) الحاصل اہل کتاب کو نصیحت کی کہ ہم نے تمھارے پاس بعد زمانہ فترت کے جبکہ دین سب ہٹ گئے تھے اپنا رسول
برحق بھیجدیا ۔ اَنْ ۔ لَا ۔ تَقُوْلُوْا ۔ تاکہ جب تم عذاب کیے جانے لگو تو یون نہ کہو کہ ۔ مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ
وَّلَا نَذِيْرٍ ۔ ہمارے پاس تو نہین آیا کوئی خوشی سنانے والا اور نہ ڈر سنانے والا ۔ ف اور واضح ہو کہ فترت کے بعد
بندون کو ظاہر مین ایک عذر تھا کہ ای پروردگار تیری عبادت واجب ہے ولیکن ہم طریقہ عبادت کا نہین جانتے تھے بسبب فترۃ الرسل کے کہ
خلط و خبط ہوگیا تھا اور بدون رسول کے زمانہ دراز گذر گیا تھا پس حضرت صلعم کو بھیجا ۔ ہذا حاصل ما قالہ الرازی فی الکبیر ۔ اور بقاعی نے
کہا کہ قولہ یبین لکم ۔ مین صیغہ مضارع سے تعبیر فرمانے مین شاید اشارہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا دین و بیان اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے
کبھی منقطع نہوگا اُسوجہ سے کہ اللہ تعالےٰ نے کلام مجید کو معجزہ باقی کردیا اور بقولہ و انا لہ لحافظون سے حفاظت فرمائی ہے پس برابر اس امت مین
اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے کسی ایسے عالم کو پیدا کریگا جو اسی کتاب عزیز معجز قائم کے ساتھ لوگونکو اس بیان معجز نظام کیطرف بلادیگا اور برابر
یہی ہوتا رہیگا پس کسی نبی کی حاجت نہوگی جو دین کو تازہ کرے سواے فتنہ دجال و یاجوج و ماجوج کے کہ عالمونکو اُسکے دفعیہ کی طاقت نہوگی ۔
(انتہت ترجمۃ کلامہ) اور حدیث مین بھی یہ مضمون ہے کہ ہر صدی مین اس دین کا ایک مجدد عالم ہوگا اور مترجم کہتا ہے کہ یہین سے بعض اکابر نے استنباط
کیا کہ علماء ہذہ الامۃ کانبیاء بنی اسرائیل ۔ اس امت کے عالم لوگ مانند بنی اسرائیل کے انبیا علیہم السلام کے ہین یعنے جیسے بنی اسرائیل مین
نبی آتے اور دین کو تازہ کرتے تھے اسیطرح اس امت مرحومہ مین یہ امر اس امت کے عالمون سے پورا ہوگا اور یہ معنی اور یہ استنباط صحیح ہے لیکن
عوام مین یہ کلام ایک حدیث مشہور ہوگیا اور اسکے اور ہی معنے لینے لگے اور بات یہی ہے جو مترجم نے بیان کی واللہ تعالےٰ اعلم
بالجملہ اللہ تعالےٰ نے بندون کے اوپر ظاہری حجت بھی پوری کردی پھر فرمایا ۔ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۔ اب تمھارے پاس

بشیر ونذیر آچکا ہے یعنے اب تو تمہارے لیے کوئی عذر نہیں رہا یعنے لگتا ہوا عذر اگرچہ لنگڑا ہی سہی کچھ نہ رہا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے ف ومنہ تعذیبکم ان لم تتبعوہ۔ اور منجملہ ہر شے کے ہی کہ تمکو عذاب دیگا اگر تم اس رسول
پاک صلعم کی پیروی نہ کروگے اور منجملہ ہر شے کے یہ ہے کہ چاہے رسولوں کو تترا یعنے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے بھیجے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام
کے بعد ہوا اور چاہے علیٰ فترۃ بھیجے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ واللہ علی کل شیء قدیر۔ میں قول شیخ ابن جریر
رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقل کیا کہ اسکے معنے یہ کہ او تعالیٰ بندہ نافرمان کے عذاب دینے پر اور بندۂ فرمانبردار کے ثواب دینے پر قادر ہے واللہ اعلم

وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ أَنْبِيَآءَ
اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب پیدا کیے تم میں نبی

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ
اور کردیا تمکو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا کسیکو جہان میں اے قوم داخل ہو زمین

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝
پاک میں جو لکھدی ہے اللہ نے تم کو اور اُلٹے نہ جاؤ اپنی پیٹھ پر پھر جا پڑوگے نقصان میں

قَالُوْا يٰمُوسٰى إِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَإِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَإِنْ
بولے اے موسے وہاں ایک لوگ ہیں زبردست اور ہم ہرگز وہاں نجاوینگے جبتک وہ نکل جاوین وہاں سے پھر جو

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَإِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا
اگر وہ نکلین وہاں سے تو ہم داخل ہوں کہا دو مرد نے ڈر والوں میں سے خدا کی نوازش تھی اُن دو پر پیٹھ جاؤ

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَإِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَإِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا إِنْ كُنْتُمْ
اُن پر حملہ کرکر دروازے میں پھر جب تم اُسمیں پیٹھو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوسٰى إِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا أَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ
یقین رکھتے ہو بولے اے موسے ہم ہرگز نجاوین ساری عمر جب تک وہ رہینگے اُسمیں سو تو جا اور تیرا

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ إِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّيْ لَآ أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِيْ وَأَخِيْ
رب دونوں لڑو ہم یہاں ہی بیٹھے ہیں بولا اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِيْنَ
سو تو فرق کر ہم میں اور بے حکم قوم میں کہا تو وہ انسے بند ہوے چالیس

سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝
برس سر مارتے پھرینگے ملک میں سو تو افسوس نہ کر بے حکم لوگوں پر

وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ تعلق ظرف کا بفعل محذوف ہے یعنے واذکر اذ قال۔ اور ذکر کر جبکہ کہا موسے نے اپنی قوم سے
پس یہ خطاب آنحضرت صلعم کی طرف ہے۔ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ أَنْبِيَآءَ

Marfat.com

اے قوم یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمتوں کو جبکہ تم مین انبیا بنادیے ف یہ یاد دہانی توطیہ جہاد ہے اور فیکم بمعنے منکم ہے یعنے
تمھین مین سے یہ انبیا بنائے کیونکہ یہ تمام نعمت ہے ورنہ کسی قوم مین اور قوم کا نبی ہونا بھی اُنپر احسان ہے پھر اگر انھین مین سے ہو
تو نعمت زیادہ ہوگی جیسے عرب کو عجم پر بوجود یا جمعہ حضرت صلعم فضیلت ہے اور معنے قولہ اذ جعل فیکم انبیاء۔ یہ کہ حضرت ابراہیم ع کے
وقت سے حضرت موسےؑ تک اُسوقت ظاہر تھے اور مابعد مین بشارت تھی چنانچہ حضرت عیسیٰ تک برابر یہ دستور رہا کہ جب کوئی نبی فوت
ہوا تو دوسرا نبی قائم ہوا بلکہ بسا اوقات مختلف قبائل مین سے ہر ایک کے واسطے ایک ایک نبی یا زیادہ ہوتے یہانتک کہ مجموعی تعداد
صدہا ہوجاتی تھی یہانتک کہ حضرت عیسیٰ پر انبیاء بنی اسرائیل کا خاتمہ ہوا پھر بعد فترت کے ایک زمانہ الگ کر کے آنحضرت صلعم کو تمام
انبیاء و رسولون کا خاتم علی الاطلاق مبعوث فرمایا اور آپ اپنے اگلوں سب سے ہر ایک سے اشرف تھے کما ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
وَجَعَلَكُمْ مُّلُوكًا ۔ اور تمکو ملوک بنایا ف اور مفسرینؒ نے ملوک کی تفسیر خدم و حشم والے بیان کی اور قتادہؒ سے مروی ہے کہ پہلے
پہل انھین اگر تمکو خادم ملے ورنہ انہیں پہلے خادم والے نہین ہوتے تھے اور ابن ابی حاتمؒ نے ابو سعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ
بنی اسرائیل مین جب کسی پاس کوئی باندی غلام اور جورو اور گھوڑا ہوتا تو وہ ملک لکھا جاتا تھا اور ابن عباسؓ سے بھی باسناد اُسکے مروی ہے
اور بجائے جورو کے مکان مذکور ہے پس حاصل معنے یہ ہوے کہ اللہ تعالے نے تمپر یہ احسان کیا کہ تمکو خدم اور حشم والا کر دیا اور بعض نے کہا یعنے
تمکو تمھاری ذات کا مالک مختار کر دیا بعد از آنکہ تم فرعون کی غلامی مین ذلیل پڑے تھے اور بعض نے کہا کہ بقرینہ اذ جعل فیکم انبیاء کے یہان
بھی تقدیر کلام یون ہے کہ وجعلکم فیکم ملوکا اور تم مین ملوک بادشاہ بنائے پس فیکم ظرف بسبب ظہور قرینہ مذکور کے اور بغرض سن اشعار کے
نہین بادشاہ ہونا اقوام غیر پر قومی فخر ہے کہ ہم وہ خاندان ہین کہ ہماری بادشاہت ہے اور بادشاہ حقیقی معروف معنی مراد ہین اور یہی ظاہر ہے
بمقابلہ نبوت کے فافہم اور بعض نے یہان سوال وارد کیا کہ اگر کہا جاوے کہ غیر لوگ بھی ملوک کیے گئے جیسے بنی اسرائیل کیے گئے پھر جو انبیا
کہ انہین ملوک بہت ہوے یہ وجہ احسان رکھنے کی ہے مترجم کہتا ہے کہ سوال ہی مہمل ہے اسواسطے کہ بادشاہت ایک فضل ہے جس قوم مین
اللہ تعالے نے دیدیا سب پر احسان ہے لہذا غیرون پر بھی یہ احسان موجود ہے ہان کمال نعمت یہ کہ بادشاہ ایماندار عادل ہو اور یہ بھی بنی
اسرائیل مین واقع ہو انتہا۔ وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ۔ اور دیا تمکو وہ کچھ کہ نہین دیا کسی کو عالمین مین سے
ف مفسرینؒ نے اس مبہم کی تفسیر مین کہا کہ یہ من و سلوی تھا اور سمندر کا پارہ پارہ ہونا اور اسی کے مانند دیگر نعمتین پس عالمین سے مراد اگلے
پچھلے سب عالم ہین اور مفسرینؒ نے بنظر ظاہر کلام اسی کو مرجح سمجھا مگر شیخ ابن کثیر وغیرہ نے اسکو بصیغہ تمریض ایک قول قرار دیا اور
اسمین شک نہین کہ اسمین ایک علت ظاہر یہ موجود ہے کہ اللہ تعالے نے اسکو بزبان موسیٰ علیہ السلام نقل کیا اور وہ بظاہر اسی وقت
در زمانہ تک کیواسطے مخصوص معلوم بیان فرمادین علاوہ برین بالاجماع مابعد خصوص اس امت مرحومہ کو اگرچہ یہی چیزین نہین دی
گئین جس سے یہ تو صادق ہوا کہ عالمین مین سے کسیکو نہین دی گئین ولیکن اس سے افضل دی گئین تو سوق کلام جبل امتنان کیواسطے
ہے وہ جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ بادشاہ کے پہلو مین وزیر سے یہ کہنا زیبا نہین کہ تجکو وہ کچھ ملا کہ عالمین مین سے کسی کو نہین ملا پس
رجح وہ ہی جو مجاہدؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ من العالمین ای الذین بین ظہرانیہم یومئذ۔ یعنے عالمین سے وہ سب لوگ مراد ہین
جو بنی اسرائیل کے وقت تک گذشتہ و سامنے موجود تھے رواہ الحاکم وصححہ پھر اس احسان و امتنان الٰہی کو یاد دلا کر حرف مقصود بیان فرمایا
يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۔ اے قوم تم اس زمین مقدسہ مین داخل ہو جو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھدی ہے ف یعنے اس پاک زمین میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے اور وہ زمین شام تھی پس قولہ کتب اللہ
لکم کے یہ معنی بیان کیے کہ تمکو اللہ تعالیٰ نے اسمین داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ سدیؒ سے مروی ہے اور قتادہؓ نے فرمایا یعنے تم پر فرض کردیا مانند
نماز وغیرہ کے اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یعنے تمہارے باپ حضرت یعقوبؑ کی زبان پر یہ زمین تمہاری میراث ہونیکا وعدہ دیدیا اور لوح
ازل میں مقدر کیا کہ تمہاری ہوگی جو تم میں سے ایمان لاوین اور یہ قول اچھا و زیادہ چسپان ہے پھر زمین مقدس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں
اور جامع قول قتادہؓ ہے کہ وہ تمام ملک شام ہے اور احادیث صحیحہ میں ملک شام کے فضائل زیادہ مروی ہیں اور توریت میں یہ بھی ہے
کہ بادشاہت امت محمدیؐ یہین ہوگی اور صحیح ہوا ہے کہ وہ برابر اہل اسلام کے قبضہ میں رہیگا واللہ اعلم تب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو اس
زمین موروثی میں داخل ہونے کا حکم دیا اور فرمایا۔ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِکُمْ ۔ اور مت لوٹ پڑنا اپنی پچھونڈی ف
والحاصل لاتنہزموا خوف العدو۔ حاصل آنکہ دشمن کے خوف سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ بات یہ تھی کہ اس زمانہ میں ملک شام میں عمالقہ بقیہ
قوم عاد بڑے زبردست زور آور لوگ قابض و ساکن تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو انکے مقابلہ میں پائداری
کی تاکید کی اور فتح و ظفر کا وعدہ دیا اور تنبیہ کی کہ اپنے وہم پر خوفناک ہو کر مت بھاگنا۔ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ۔ یعنے اگر بھاگوگے
تو انجام یہ ہوگا کہ اپنی کوشش میں خوار ہو جاؤگے ف پھر جب بحکم الٰہی عزوجل موسیٰ علیہ السلام اس نصائح و وعظ سے بنی اسرائیل
کو جہاد پر آمادہ کرکے ایک بڑا لشکر لیکر روانہ ہوئے اور حدود شام میں قریب شہر اریحا کے اُترے تو اس لشکر میں سے بارہ آدمی وہی
جنکو اللہ تعالیٰ نے نقیب فرمایا ہے روانہ کیے تاکہ قوم عمالقہ کی خبر لاوین وہ چلے اور پہنچے تو انکو ایک مرد عمالقہ میں سے جوان تنومند
قوی ہیکل بڑا لنبا چوڑا ہولناک ملا اور اُسنے ان سب کو اپنی چادر میں باندھکر اپنے اوپر لادا اور شہر میں لاکر اپنی قوم والوں کو جمع کیا
انھون نے پوچھا کہ تم کون ہو ان نقباء نے جواب دیا کہ ہم موسیٰؑ کے جاسوس ہیں تو عمالقہ جبارین نے انکو ایک انگور دیا جو ایک مرد کیواسطے
کافی تھا پھر انکو چھوڑ دیا اور کہا کہ جاکر اپنی قوم کو خبر کرو کہ انکے انگور کی یہ مقدار ہے (کذا رواہ ابن ابی حاتم من طریق علی بن ابی طلحہ من ابن
عباس) پھر ان نقباء نے عہد کیا کہ اس حال سے فقط موسیٰؑ کو آگاہ کریں ورنہ قوم بد دل ہوگی لیکن آخر میں سوائے دو کے دس نے عہد
توڑا اور قوم کو آگاہ کیا تو قوم نے موسیٰؑ کو انکاری جواب دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِنَّ فِیْھَا
قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ۔ قوم نے کہا اے موسیٰؑ اس زمین میں قوم جبارین ہیں ف یعنے جبار عمالقہ جو بچے ہوئے قوم عاد کے دراز قد
بڑی قوت ور تھے اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ عصا لیکر نہیں جانتا کس قدر ناپا مگر زمین میں
پچاس یا پچپن عصا کا اندازہ کیا اور فرمایا کہ عمالقہ کے قدونکی لنبائی ایسی تھی (رواہ ابن ابی حاتم) انھیں جبارین کا حال سنکر بنی اسرائیل
ڈر گئے اور کہا۔ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَھَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْھَا ۔ اور ہم ہرگز نہیں داخل ہونگے اس زمین میں یہانتک کہ یہ لوگ
اسمین سے نکل جاوین ف شاید غرض یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ کی دعا وغیرہ سے یہ لوگ نکل جاوین۔ فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْھَا فَاِنَّا
دٰخِلُوْنَ ۔ پھر اگر وہ لوگ اسمین سے نکل جاوین تو ہم داخل ہونگے ف یعنے اس زمین میں داخل ہونیکا حکم دیا جاتا ہے
تو ان لوگوں کو نکال دیا جاوے تو ہم داخل ہونگے ورنہ ہم سے اس حکم کی تعمیل نہیں ہوسکتی ہے جب بنی اسرائیل نے یہ جواب دیا تو قَالَ
رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ ۔ ان لوگوں نے کہا دو مردوں نے منجملہ ان لوگوں کے جو خوف کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے برخلاف
کرنے میں ف اور یہ دونوں مرد حضرت یوشع و کالب تھے منجملہ بارہ نقباء کے جنکو حضرت موسیٰؑ نے جبارین کا حال دریافت کرنے کو
ڈر رہنے والوں سے کہا

بھیجا تھا اور ان دونوں کا حال یہ تھا کہ ۔ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ۔ ان دونوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا تھا ف باین طور کہ اُن کو گناہ سے معصوم کر دیا تھا چنانچہ بعد حضرت موسیٰ کے یہی نبی ہوئے پس انہیں دونوں نے تو جو کچھ جبارین کے حال سے آگاہی پائی تھی اُس کو چھپایا فقط موسیٰ سے بیان کیا برخلاف باقی نقبا کے کہ اُنھوں نے عمالقہ کے زبردست و نہایت قوی ہونے کو مع اُس کے جو گذرا تھا فاش کر دیا کہ بنی اسرائیل پر نامردی چھاگئی بالجملہ اُن دونوں بندوں نے جو خوف خدا رکھتے اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے انعام کیے ہوئے تھے بنی اسرائیل سے کہا کہ ۔ ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۔ اے بنی اسرائیل تم عمالقہ پر دروازے سے داخل ہو ف یعنے اس شہر کے دروازے سے اُنپر گھس چلو اور اُنکی ظاہری صورت سے مت ڈرو کیونکہ وہ بیدل کے مجسم ہیں ۔ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ ۔ سو جب تم اُنپر گھس پڑے تو تم ہی غالب ہوگے ف یہ بات کہ تمھیں غالب ہوگے ان دونوں نے بوجہ اسکے کہی کہ اُنکو اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور وعدہ پورا کر دینے پر یقین تھا پس اُنھوں نے اٹکل سے یا عوام کیطرح بات نہیں کہی تھی بلکہ عین ایمان و اعتقاد کی بات تھی ۔ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۔ اور ان دونوں نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی پر تم لوگ بھروسا کرو اگر تم ایمان والے ہو ف یعنے جب اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تو ایماندار کو یقین کامل چاہیے پس جب تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا کر کے چلے گھسو اور لڑو ۔ یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عین مرضی تھی اسیواسطے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو جواب دیا ۔ قَالُوا يَا مُوسَى إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَا دَامُوا فِيهَا ۔ یعنے بنو اسرائیل کہنے لگے کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہیں داخل ہونگے کبھی جب تک جبابرہ لوگ اسمیں موجود ہیں ۔ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا سو تو جا اور تیرا رب و رجا کر دونوں لڑو ان عمالقہ سے ۔ إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۔ ہم یہیں بیٹھے ہیں ف بنی اسرائیل نے سخت بے تمیزی و بے ادبی کا جواب دیا اور جو انکی اصلی جبلت تھی کہ ظاہری صورت و حواس کو اُنھیں بہت وقعت ہوتی تھی اسی سے ظہور کیا پس عمالقہ کے ظاہری مہیب ڈیل ڈول سے نہایت ہراسان ہوئے اور ایسا بیہودہ جواب دیا اور جہاد سے پھرے اور اپنے رسول علیہ السلام سے صریح مخالفت کی اور بیان کیا جاتا ہے کہ اُنکی طرف سے یہ بڑی سخت بات دیکھکر خوفناک ہو کر حضرت موسیٰ و ہارون نے جناب باریتعالیٰ میں سجدہ کیا اور نقل کیا گیا کہ یوشع بن نون و کالب بن یوقنا نے اپنی قوم کو بہت ملامت کی مگر کچھ اثر نہوا بلکہ کہا گیا کہ بنو اسرائیل نے دونوں کے بہت پتھر وغیرہ مارے واللہ اعلم ۔ اور کمال و بے انتہا حمد و ثنا ہے اُس پاک پروردگار کو کہ اُسنے حضرت محمد صلعم کی قوم کو پاک جبلت سے پیدا کیا اور ایسی ناپاک بات سے بیزار فرمایا چنانچہ دیکھو بدر کے روز جب مشرکین و سرداران قریش قریب یکہزار کے تمام خود و سامان و زرہ و تلوار و نیزہ و سپر و جوشن سے درست نزدیک آئے اور حضرت محمد صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو تین سو تیرہ آدمی شکستہ حال بے سامان تھے مشورہ لیا تو اول ابوبکرؓ نے اچھا جواب دیا پھر آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ اے لوگو مشورہ دو اور آپ انصار رضی اللہ عنہم کی طرف کنایہ کرتے کیونکہ وہی لوگ اسوقت زیادہ تھے تو سعد بن معاذ نے جو انصاری نقیبوں میں سے تھے عرض کیا کہ شاید آپ ہم لوگوں کی طرف اشارہ رکھتے ہیں تو قسم ہے اُس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر آپ ہمکو اس سمندر پر پیش کریں اور آپ اسمیں گھسیں تو ہم سب گھس پڑینگے ہم میں سے کوئی ایک بھی نہیں پچھڑیگا اور یہ بات ہمکو بری نہیں لگتی کہ آپ ہمکو لیکر ہمارے دشمن سے بھڑیں ہمکو آپ لڑائی میں صابر و صادق پاوینگے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو ہم سے ایسی بات دکھلاوے کہ جس سے آپکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں پس آپ ہمکو اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ لے چلیں آنحضرت صلعم سعدؓ کے اس کلام سے بہت خوش ہوئے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے

بدر کے جانے مین مشورہ لیا تو عمرؓ نے مشورہ دیا پھر آپ نے مشورہ مانگا تو انصار کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے گروہ انصار تم سے
کون رسول اللہ صلعم کو چاہتا ہی تو وہ بولے کہ ہم سے مطمئن ہو کر ہم اسوقت آنحضرت صلعم سے ایسے نہین کہینگے جو بنو اسرائیل نے موسیٰ
سے کہا تھا کہ ۔ اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون ۔ بلکہ یون کہینگے کہ اذہب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون ۔ بلکہ ہم بھی
تمھارے ساتھ ہو کر دشمنوں سے لڑینگے (رواہ ابن مردویہ) اور طارق بن شہاب سے مروی ہی کہ مقداد بن عمرو الکندی نے مشورہ کے وقت
آنحضرت صلعم کو یہی جواب دیا تھا (کما رواہ احمد وقد رواہ عن عبد اللہ بن مسعود ایضا وقد رواہ البخاری فی المغازی والتفسیر) پس اللہ تعالیٰ
کے واسطے حمد و ثنا مرضیہ ہی کہ اس امت مرحومہ کا یہ سجیہ پیدا کیا برخلاف بنو اسرائیل کے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی تصدیق سے پھسل گئے اور اپنے
حواس کے پابند ہوے جبکہ عمالقہ کے ڈیل ڈول کو مہیب دیکھا اور واضح رہے کہ یہان بنی اسرائیل وغیرہ کی دروغ بنائی ہوئی جھوٹی باتین بہت سے
تفسیر والون نے بدون تنقید و تحقیق کے اپنی اپنی تفاسیر مین لکھدین چنانچہ لکھا کہ ان عمالقہ مین عوج تھا اور وہ عنق کا بیٹا تھا جو آدم علیہ السلام کی
بیٹی تھی اور تین ہزار و چار ہزار گز کے درمیان لنبا اسکا قد تھا اور عوج کی درازی تو بے تعداد تھی اور موسیٰ نے اسکو عصا سے قتل کیا ۔ شیخ
ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ ایسی باتین ہین کہ جنکے نقل کرنے سے شرم آتی ہی اور سراسر خلاف اس حدیث کے ہی جو صحیحین مین ثابت ہی چنانچہ صحیحین
ہی کہ قد آدم ساٹھ گز کا تھا اور روز بروز مخلوق کے قد و جسم مین کمی آتی گئی الخ ۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ کافر ولد الزنا تھا اور
کشتی نوح مین جانے سے انکار کیا اور طوفان اسکے گھٹنوں تک نہ پہونچا یہ سب جھوٹ و افترا ہی اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی بددعا
نقل فرمائی کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ۔ اور فرمایا ۔ وانجیناہ ومن معہ فی الفلک المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین ۔ یعنے اور ہم نے
نے نوح کو مع کشتی والون کے نجات دی اور بعد کو باقیون کو غرق کر دیا اور فرمایا ۔ لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم ۔ یعنے جس پر اللہ تعالیٰ
کا رحم ہی اسکے سواے آج کوئی بچنے والا نہین ہی پھر جب نوح کا بیٹا جو کافر تھا غرق ہوا تو عوج بن عنق کافر و ولد الزنا کیسے بچ سکتا ہی یہ سب
بیہودہ باتین ہین کہ شرع و عقل کوئی اسکو جائز نہین رکھتی ہی فافہم ۔ بالجملہ بہت سے ایسی ہی جھوٹی باتین لوگون نے داخل دفتر کر لی ہین
کہان تک انکے دفعیہ مین کوئی کوشش کرے اور کلام کو بڑھاوے ۔ ان اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو لا یعنی باتون سے بچاوے اور انکو کلام
خدا و رسول کے معانی کا شوق دلاوے جو انکے کام آوے ۔ اب تفسیر کیطرف رجوع ہی ۔ جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کو یہ جواب دیا اور
ملک مصر کی طرف پھر جانے کا قصد کیا تو موسیٰ ملول ہوے اور جناب باری مین عرض کیا ۔ قَالَ ۔ موسیٰ حینئذ ۔ یعنے موسیٰؑ نے اسدم کہا
کہ ۔ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ ۔ الا ۔ اَخِیْ ۔ ولا املک غیرہما فاجبرہم علی الطاعۃ ۔ اے پروردگار میرے مین نہین مالک
ہون الا اپنی جان کا اور الا اپنے بھائی کا اور ان دونون کے سواے دوسرون کا مالک نہین ہون کہ انکو فرمانبرداری پر مجبور کر لون ۔
فَافْرُقْ ۔ ای فافصل ۔ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۔ پس تو فیصلہ کر دے ہمارے اور قوم فاسق کے درمیان مین ۔
ف پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی ۔ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۔ یعنے فرمایا کہ زمین مقدس مین
داخل ہونا انپر چالیس برس تک حرام کیا گیا در حالیکہ ۔ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۔ متحیر پھرینگے اس زمین مین جہان پڑے ہین ف
اور وہ نو فرسخ تھی جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہی حاصل آنکہ یہ لوگ مصر کو واپس نہین جا سکتے ہین اور متحیر پھرنا اور پھنسے رہنا انپر عذاب
تھا ۔ فَلَا تَاْسَ ۔ ای فلا تحزن ۔ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۔ پس تو فاسقون پر غمناک مت ہو ۔ ف روی انہم کانوا
یسیرون اللیل جادین فاذا اصبحوا اذا ہم فی الموضع الذی ابتدأوا منہ ویسیرون النہار کذلک حتی انقرضوا کلہم الا من بلغ العشرین

قیل وکانوا ستۃ الف۔ روایت ہے کہ یہ لوگ رات مین کوشش سے قصد کرکے چلتے پھر جب صبح ہوئی تو اپنے آپ کو وہین دیکھتے جہان سے چلنا شروع
کیا تھا اور دن مین اسی طرح چلتے اور یہی انجام شام کو ہوتا انکو کہین قرار نہ تھا متحیر پھرتے تھے (کما رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس)
پس ان سب کا یہی حال تھا اور درمیان مین من وسلوی اُترنا ابر کا سایہ ہونا اور کپڑے پرانے میلے نہوتا اور پتھر سے بارہ چشمے
بضرب عصاے موسیٰ جاری ہونا وغیرہ عجیب عجیب خوارق عادات ظاہر ہوے جو انکے حواس ونظر کی بنیاد کو کاٹنے والے تھے جیسے ہمارے
زمانہ کے فرقہ نیچر اسی بلا مین گرفتار ہین اور راہ نہین پاتے ہین اور نہین سمجھتے کہ اوتعالے قادر مختار ہے ہر چیز ہردم اسیکے حکم و تابع ہے
اپنا کام دیتی ہے جیسے نمرود کی آگ حضرت ابراہیم کے حق مین گلزار تھی پس اوتعالے کی قدرت تمام مخلوقات ذلیل پر بلطف وقہر ہر طرح
جاری ہے اور یہ بات کھلی ظاہر ہے بہرحال یہ لوگ اس جنگل مین اسی طرح حیران پھرے آخر سب کے سب فنا ہو گئے سوائے اسقدر لوگونکے
جو بیس برس کی عمر کو نہ پہونچے تھے اور بیان کیا گیا ہے کہ یہ لشکر بنی اسرائیل کا چھ لاکھ آدمی تھے اور بعض نے کہا کہ فقط یوشع وکالب بچے
تھے اور باقی سب جنہون نے کہا تھا کہ انا لن ندخلہا ابدا۔ انہین سے کوئی نہین بچا اسی سے بعض مفسرین نے کہا کہ قولہ قال فانہا محرمۃ علیہم
پر وقف تام ہے یعنے زمین مقدس مین داخل ہونا ان سب پر دائمی حرام کیا گیا۔ پھر اگر کہا جاوے کہ اوپر ذکر آیا کہ ادخلوا الارض المقدسۃ التی
کتب اللہ لکم۔ حالانکہ یہان محرمۃ علیہم سے انپر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی کہ مرگئے اور داخل نہوے۔ تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اہل طاعت
بنی اسرائیل کے واسطے لکھی تھی اسمین خصوصیت انھین لوگونکی نہ تھی جنکو وعظ فرمایا تھا یہانتک کہ انکی ذریات اس چالیس برس کی
مدت کے بعد آخر وہان داخل ہوئی۔ اور اکثر مفسرین کے نزدیک قولہ فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ۔ پر وقف ہے اور قولہ یتیہون فی الارض
حال ہے پھر مفسر نے لکھا۔ ومات ہارون وموسی علیہما السلام فی التیہ وکان رحمۃ لہما وعذابا لاولئک وسأل موسی ربہ عند موتہ ان یدنیہ
من الارض المقدسۃ رمیۃ بحجر فادناہ کما فی الحدیث۔ یعنے ہارون وموسیٰ نے اسی جنگل مین وفات پائی اور گرفتاری اُن دونون کے حق مین
رحمت تھی اور بنی اسرائیل کی قوم کے حق مین عذاب تھی۔ اور موسیٰ نے اپنی موت کے وقت پروردگار سے سوال کیا کہ مجھے زمین مقدسہ سے
اسقدر نزدیک فرماوے کہ پتھر پھینکا جاوے تو وہان گرے پس اللہ تعالے نے اسیقدر نزدیک کردیا جیسا کہ حدیث صحیح مین ہے **قال
المترجم** اسمین اختلاف ہے کہ آیا موسیٰ وہارون علیہما السلام بنی اسرائیل کے ساتھ اس جنگل مین تھے یا نہین تھے تو صحیح یہ ہے کہ تھے پھر آیا وہ بھی
نہین نکل سکتے تھے یا نکل سکتے تھے پس اسکو اللہ تعالے جانتا ہے اور صحیح یہ کہ نکل سکتے تھے ولیکن ان دونون کو وہان ہونا انکے واسطے رحمت
تھا اور قوم بنی اسرائیل پر جنھون نے نافرمانی کی تھی انپر عذاب تھا پھر ہارون علیہ السلام نے پہلے وفات پائی پھر موسیٰ علیہ السلام نے جس ترتیب سے
مفسر نے ذکر کرنے مین اشارہ کیا ہے صحیح بخاری کی حدیث مین قصہ وفات موسیٰ طول کے ساتھ مذکور ہے اور اسمین نشان قبر حضرت موسیٰ
قریب بیت المقدس کے تودہ ریگ احمر پاس مروی ہے اور حدیث معراج مین رسول اللہ صلعم نے موسیٰ کو اپنی قبر مین نماز پڑھتے دیکھا تھا
پھر مفسر نے لکھا کہ ونبی یوشع بعد الاربعین وامر بقتال الجبارین فسار بمن بقی معہ وقاتلہم وکان یوم الجمعۃ ووقفت لہ الشمس ساعۃ حتی فرغ
من قتالہم وروی احمد فی مسندہ حدیثا ان الشمس لم تحبس علی بشر الا لیوشع لیالی سار الی بیت المقدس۔ یعنے پھر چالیس برس گذرنے کے
بعد یوشع علیہ السلام نبی کیے گئے اور انکو جبارین سے لڑنیکا حکم ہوا پس جو لوگ بچے تھے انکو لیکر چلے اور جبارین سے لڑے اور یہ جمعہ کا
روز تھا اور سورج انکے واسطے ایک ساعت ٹھہر گیا یہانتک کہ لڑائی سے فارغ ہوے اور امام احمد نے مسند مین ایک حدیث روایت کی کہ
آفتاب کسی بشر کے واسطے نہین روکا گیا سوائے یوشع بن نون کے جن ایام مین کہ وہ بیت المقدس کو گئے تھے **قال المترجم** اسمین اختلاف ہے

کہ سورج کیونکر حبس ہوا تو بعض نے کہا کہ پیچھے پھر گیا تبعض نے کہا کہ ٹھہرا گیا اور بعض نے کہا کہ اسکی رفتار سست کردی گئی الا ضمین مین رد
شمس کا قصہ بدون نام کے ایک نبی کے واسطے مذکور ہے بروایت ابوہریرہؓ مرفوعاً اور اصلی یہ ہے کہ سورج مانند ابر و ہوا وغیرہ کے ایک محکوم مجبور
چیز ہے جیسے ہوا کو جب حکم ہوتا ہے چلتی ہے اور ابر کو جب اور جہان کو حکم ہوا بقدر مقدور جا بہ الٰہی چلتا ہے اسطرح سورج چلتا ہے اور جب حکم
ہوا تو نہین چلا اور غرض صرف یہ ہے کہ غروب نہین ہوا بس یہ متعدد وجوہ سے ممکن ہے جسطرح ہوا ہو جائز ہے اسمین گفتگو کرنا فضول ہے بعد
یقین اس امر کے کہ سورج محکوم و مقہور حکم الٰہی ہے پس شیخ ابن جریر و قرطبی نے یہ اختیار کیا کہ قریہ اریحا کو حضرت موسٰیؑ نے فتح کیا تھا
اور یوشع ان کے مقدمۂ لشکر پر تھے اور ابن جریر نے اسپر یون استدلال کیا کہ یہود کے مورخین نے اجماع کیا کہ عوج بن عنق کو موسٰی علیہ السلام
نے قتل کیا وہ بعد گرفتاری تیہ مذکور کے ہوگی ورنہ بنی اسرائیل کیون ڈرتے اور نیز بلعام باعورا نے جبارین کی خوشامد سے بعد تیہ کے
موسٰیؑ کے لشکر پر بددعا کی تھی قال ابن کثیرؒ شیخ ابن جریر کا استدلال ہے یعنے محض ہیچ و بے ثبوت ہے کیونکہ عوج دمشق کا حال تو پہلے معلوم ہوا
اور شیخ ابن جریر نے جو ابن عباس سے عوج کا قصہ جسطرح موسٰیؑ کا اسکو قتل کرنا عوام مین مشہور ہے روایت کیا تو اسکی اسناد مین راوی ابن عطیہ
مع اپنے شیخ کے ضعیف ہے اور نیز نوف البکالی سے جو روایت کیا وہ اضعف ہے پس عجب کہ بلا ثبوت بات پر اعتماد کرکے حدیث صحیح جس مین
موسٰیؑ کا تیہ مین وفات پانا مذکور ہے سہو ہوگئی۔ مگر وجہ اسکی یہ پیش آئی ہے کہ واقعات ابتداء سے انتہا تک حضرت موسٰیؑ کے ترتیب وار معلوم
نہ ہونے سے یہ پیچیدگی پڑتی ہے اور نیز قولہ تعالیٰ قال اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر الآیہ وغیرہ کو تیہ مین گرفتار ہونے پر محمول
کرنے کی وجہ سے توفیق مین تردد ہوتا ہے اور نیز جیسے اس مقام پر سرحد جبارین پر ایک جنگل مین چالیس برس بھٹکے رہنے مین صریح غور
واقع ہوتا ہے کہ جبارین نے کیون تعرض نہ کیا وغیر ذالک بالجملہ حضرت موسٰیؑ نے اپنے لشکر سے راستہ کے بہت سے مقامات فتح کیے اور وہ
انکی عملداری مین تھے اور آخر جبارین کے معاملہ مین جو پانچ قلعون پر قابض تھے یہ واقعہ پیش آیا اور منجملہ انکے بیت المقدس بھی تھا جس سے محروم
رہے اور مترجم نے سورۂ بقرہ الٓمٓ کی تفسیر مین تحقیق لکھدی ہے جس سے سب تردد جاتا رہے فافہم واللہ اعلم ف عرائس مین ہے کہ قولہ تعالیٰ
وجعلکم ملوکا حقیقت کرامت بادشاہی بولایت و معرفت صفات ہے اور نیز ملوک باین معنے کہ تمکو اپنے نفوس کا مالک کردیا کہ غیر کی طاعت سے اسکو
باز رکھتے ہو قرشیؒ نے کہا کہ بادشاہت تمھاری یہی کہ اپنے نفوس پر علم شریعت سے سیاست رکھتے ہو اور سہلؒ نے فرمایا کہ اپنے نفوس کے
مالک ہو اور تمھارے نفوس تمھارے مالک نہین ہین اور حسینؒ نے کہا کہ عالم کی بندگی سے آزاد ہو کسی چیز سے تعلق خاطر نہین رکھتے ہو قولہ
تعالیٰ واتاکم مالم یؤت احدا الخ اسمین بھی کامل نعمت مشاہدۂ حضرت عزت اور آیات و معجزات مین اور بعض نے کہا کہ نبوت و سلطنت و ملوک
کے آداب سے آراستہ کردیا اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو دنیا مین و دین مین سرفراز کرتا ہے تو آداب الہام کر دیتا ہے قولہ وعلی اللہ فتوکلوا الخ مایوس ہونے
کے وقت اللہ تعالیٰ سے امیدوار رہو اور اگر عارف اور کلام الٰہی کی تصدیق رکھتے ہو تو قہر الٰہی کے وقت اسکے لطف پر توکل کرو کہ وہ
لطیف و خبیر ہے شقیقؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر قلب کا مطمئن ہونا یہی توکل ہے سہلؒ نے کہا کہ دل کو ربوبیت سے
لگانا اور بدن کو عبادت مین پھنسانا یہی توکل ہے واسطیؒ نے کہا کہ جسنے کسی سبب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا تو وہ اللہ تعالیٰ پر
متوکل نہین کیونکہ اُسنے اپنے مقصود کی طرف اسکو سبب کردیا اور اسمین معرفت الٰہی کی قلت ہے قال المترجم شاید مراد شیخ یہ ہے کہ اگر
مثلاً رزق کی طرف سے بدین سبب توکل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نوکری دیدی ہے تو یہ عامی ہے اور جسنے مثلاً رزاق سے اللہ تعالیٰ پر
توکل کیا اسلیے کہ واللہ تعالیٰ نے رزق پہونچانے کا وعدہ فرمایا ہے تو اسنے درحقیقت اس وعدہ پر بھروسا کیا لیکن یہ اقرب ہے لہذا اللہ

Marfat.com

تعالے پر توکل ہی فافہم واللہ تعالے اعلم - قولہ رب انی لا املک الخ اشارہ ہی کہ ذرہ برابر بھی کوئی اپنے نفع وضرر کو نہین پہچانتا پس آگاہ کردیا کہ سلطان قہر الٰہی ہر چیز پر غالب ہی اور کبریائی کی ربوبیت مین حدو شکی ہستی کیا ہی قال المترجم توجیہ اشارہ یہ ہی کہ حضرت موسے علیہ السلام نے سوائے نصیحت کے بنو اسرائیل سے عتاب قدرت کچھ نہین کیا اور سیدھے جناب الٰہی مین دست بدعا ہو کر ایسی طرح عرض کیا جو درحقیقت شعر تعریف کبریا و جلال ہی فافہم واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ تعالے فلا تأس علی القوم الفاسقین مین کہا کہ اے موسی ہمنے جو کچھ اُنکے حق مین حکم دیدیا تو اس سے غمگین مت ہو کیونکہ یہ لوگ اسی کے مستحق ہین اس قصہ مین ان یہود کے لیے جو بالفعل موجود تھے اور اپنے تکبر سے اپنے آپکو محبوب مقدس تبلاتے تھے تو انکی واجبی سرکوبی و انکے فضائح و عیوب کا تحقیقی اظہار ہے کہ اللہ تعالے و رسول سے مخالفت انکا شیوہ قدیم ہی کہ حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام سے مخالفت کی جسکی ذات قدسی صفات سے فرعون کی غلامی و عذاب سے رہا ہو کر بجاے فرعون کے مرتبہ بادشاہت پر پہونچے اور انکی آنکھون دیکھتے فرعون دریاے الم مین غرق عذاب الیم ہوا اور ہنوز دیر ہوئی تھی کہ بت پرستی اور شرک مین پڑے وہ بھی حضرت وحدہ لاشریک نے بطفیل آنحضرت کلیم اللہ معاف فرمایا الیس بھی عاقبہ سے جو دسوان حصہ ہونگے باوجود وعدہ فتح و ظفر کے ڈر گئے اس جبلت والے کالانعام ہین انکے قبائح مانند یہود ہون کے ظاہر خاص و عام ہین لیکن بہتان و افترا سے یہی کہے جاتے ہین کہ ہم ابناء اللہ و احباء ہین دنیا کی چند روزہ عیش و عشرت کے پیچھے دین کھو یا اور مرتے ہی اپنے آپ کو قعر جہنم مین ڈبو یا اللھم احفظنا ایاناو جمیع المسلمین وانصرنا علی الکافرین

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ

اور سُنا انکو احوال تحقیق آدم کے دو بیٹونکا جب نیاز کی دونون نے کچھ نیاز دیم قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی

الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ

دوسرے سے کہا مین تجکو مار ڈالونگا وہ بولا اللہ قبول کرتا ہی سو ادب والون سے اگر تو ہاتھ چلا دیگا

لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

مجھپر مارنیکو مین ہاتھ نہ چلاؤنگا تجپر مارنے کو مین ڈرتا ہون اللہ سے جو صاحب ہے سب جہان کا

اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

مین چاہتا ہون کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر ہو دوزخ والون مین اور یہی ہی سزا

الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

بے انصافونکی پھر اسکو راضی کیا اُسکے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے پھر اسکو مار ڈالا تو ہو گیا زیان والون مین

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ

پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اسکو دکھلاوے کسطرح چھپاتا ہی عیب اپنے بھائی کا

قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝

بولا اے خرابی مجھسے اتنا نہ ہوسکا کہ ہون برابر اس کوے کے کہ مین چھپاؤن عیب اپنے بھائیکا پھر لگا پچتانے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ - ای اتل یا محمد علی تو مک ای محمد اپنی قوم کو پڑھ سناؤ یعنے امت کو تنبیہ کر کہ ظلم اور بدخصلت سے

احتراز کرین جیسے یہود مین ظلم و عہد شکنی کی خصلت ویسی ہی جیسی ایک فرزند آدم سے ظاہر ہوئی تھی۔ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ
خبر دو فرزند آدم کی بحق ف یعنے حقیقت کے ساتھ سنادے اُنکو خبر دو بیٹون آدم کی ف جنکا نام ہابیل و قابیل تھا ابن کثیرؒ
کی تفسیر مین ہی کہ اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرمایا کہ بغاوت و حسد و ظلم و بدعہدی کا انجام بُرا ہوتا ہی تو یہود و انکے مانند لوگو نکو جو بغاوت و حسد و
عہد شکنی مین سرگرم ہین آدم کے دو بیٹو نکا قصہ سنائے کہ دو نون مین سے ظالم و حاسد کا کیسا بد انجام ہوا اور جمہور کے نزدیک دُو نون
حضرت آدم کے نطفہ سے بیٹے تھے اور حسن و ضحاک سے مروی ہوا کہ ابن آدم کا اطلاق باین معنی کہ دو آدمی تھے بنی اسرائیل مین سے
جنکی نسل واسطے اظہار حسد و ظلم یہود کے بیان ہوئی ہی اور انھین کی وجہ سے بنی اسرائیل پر حکم قتل لکھا گیا چنانچہ آیندہ آیات مین تلمیح
اور یہ کلام بھی محتمل ہی اور اکثر صحابہ و تابعین سے مروی ہوا کہ ان دونو نکا نام قابیل و ہابیل تھا سدیؒ نے ابن عباسؓ و ابن مسعود و چند صحابہؓ سے
روایت کی کہ جب آدم علیہ السلام کے کوئی اولاد ہوتی تو لڑکا اور اُسکے ساتھ لڑکی بھی ہوتی تھی پس اس بطن کی لڑکی اور دوسرے بطن کا لڑکا
بیاہ دیتے تھے یہانتک کہ اُنکے دو لڑکے ہابیل و قابیل ہوے پھر قابیل کھیتی کرتا اور ہابیل کے پاس مویشی تھین اور قابیل بڑا تھا اور قابیل کے
ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی تھی (اُسکا نام اقلیما تھا) اور وہ ہابیل کی جوڑ یا لڑکی سے جسکا نام لبوذا تھا خوبصورت تھی پس ہابیل نے قابیل
کی بہن سے نکاح کی درخواست کی اُسنے انکار کیا۔ اور کہا کہ وہ تیری بہن سے اچھی اور میری جوڑیا ہوئی ہی مین ہی اُسکا مستحق ہون گر باپ نے
حکم دیا کہ ہابیل سے بیاہ دے اُسنے نانا اور دونون نے اللہ تعالےٰ کی نذر مین قربان رکھا کہ دونون مین سے کون اس لڑکی کا مستحق ہی۔
و بعض روایت مین قربان رکھنا اس سبب سے نہ تھا بلکہ اس وقت مین کوئی فقیر نہ لیتا تھا ان دونون نے بغرض ثواب و رضاے الٰہی کے ایسا
کیا تھا اور یہی اصح و ظاہر قرآن مجید ہی) اور آدم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ زمین پر تو میرا گھر جانتا ہی عرض کیا کہ نہین تو ارشاد ہوا کہ مکہ مین ہی
وہان جا کر حج ادا کر تو آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ میری اولاد کی حفاظت کر امانت کے ساتھ اُسنے انکار کیا اور زمین سے کہا اُسنے
بھی اور پہاڑون سے کہا اُنھون نے بھی انکار کیا پھر قابیل سے کہا اُسنے کہا اچھا مین امانت کے ساتھ حفاظت کا عہد کرتا ہون تم جاؤ اور لوٹ کر
اپنی اولاد کو خوشی سے دیکھو گے پس آدم علیہ السلام اس زمانہ مین بھی حج کر کو گئے تھے کہ دونون نے قربان نذر رکھا اور قابیل فخر کیے جاتا کہ مین
ہابیل سے بڑا اور باپ کا وصی ہون اور اپنی جوڑیا کا زیادہ مستحق ہون پس ہابیل نے اپنے مواشی مین سے سب سے عمدہ موٹا تازہ خوبصورت نوجوان
مینڈھا نذر رکھا اور قابیل ایک گٹھا بالیان لایا جسمین ایک خوشہ بہت عمدہ تھا اُسکو توڑ کر کھا لیا (یعنے بدنیتی سے رکھا بدین اسکے کہ قربان کی
عمل کرے بلکہ چاہے کچھ ہو اقلیما کو باوجودیکہ اسپر منع تھی اپنے ہی تصرف مین لاویگا) پس جب دونون نے میدان مین قربان رکھا تو (بعض
روایت مین ہی کہ آدمؑ موجود تھے اُنھون نے دعا مانگی) آسمان سے بدون دھوین کے لطیف آگ اُتری اور ہابیل کا نذرانہ کھا گئی اور قابیل
کا نذرانہ چھوڑ دیا پس قابیل دل مین جل گیا (بعض روایت مین آدمؑ سے کہا کہ آپ نے ہابیل کے نذرانہ پر دعا کی تو وہ مقبول ہوا) اور ہابیل سے کہا
کہ مین تجھے مار ڈالونگا کہ تو میری بہن سے نکاح نکریگا تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تو پرہیزگارون ہی سے قبول کرتا ہی رواہ ابن جریر سعید
بن جبیر عن ابن عباسؓ کہا کہ آدم علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ اپنی اولاد مین ایک ہی پیٹ کے جوڑیا لڑکا و لڑکی کو باہم نکاح نکرین بلکہ
دوسری بار کی پیدائش کی دختر کو اول بطن کے پسر سے بیاہین اور ہر بطن سے اُنکے ایک لڑکا و ایک لڑکی جوڑیا ہوتی تھی پس یہی ہوتا تھا پھر اُنکے
ایک بار ایک لڑکا و اُسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی ہوئی اور دوسرے بطن سے ایک لڑکا اور ایک بدشکل لڑکی ہوئی پس بدشکل لڑکی کیساتھ
والے نے خوبصورت لڑکی والے سے کہا کہ تو مجھے اپنی بہن بیاہ دے اور مین تجھے اپنی بہن بیاہ دون اُسنے انکار کیا اور کہا کہ مین اپنی بہن کا خود

سلہ سوائے شیث علیہ السلام کے کہ وہ بعد اس واقعہ کے ایک مدت گذرنے کے فقط تنہا بدون کسی دختر کے پیدا ہوے تھے جیسا کہ بعض روایات مین مصرح ہی ۱۲ منہ

Marfat.com

زیادہ مستحق ہون پھر دونون نے قربان پیش کیا تو مینڈھے والے یعنے ہابیل کا نذرانہ قبول ہوا اور کھیتی والے یعنے قابیل کا قبول نہوا پس قابیل نے
اُسکو قتل کر ڈالا رواہ ابن ابی حاتم قال ابن کثیرؒ اسنادہ جید یعنی اللہ تعالے نے فرمایا کہ واتل علیہم نبا ابنی آدم - اِذْ قَرَّبَا
قُرْبَانًا - ای اللہ و ہو کبش لہابیل و زرع لقابیل - جبکہ دونون نے تدریش کیا قربان کو اللہ تعالے کی جناب مین ف اور وہ ہابیل کا
تو ایک مینڈھا تھا اور قابیل کا زرع یعنے بالیون کا گٹھا تھا - اور قربان وہ چیز جس سے اللہ تعالے کی جناب مین تقرب چاہا جاوے اور اگلی
امتون مین یہ دستور بطور مذکورہ بالا جاری تھا اور ظاہر کلام پاک دلالت کرتا ہے کہ یہ امر بغرض تقرب تھا کوئی سبب مانند عورت وغیرہ کے نکاح کے
نہ تھا جیسا کہ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ حال یہ تھا کہ اس زمانہ مین کوئی فقیر و مسکین نہ ملتا تھا کہ جسکو صدقہ دیوین پھر ایک وقت
ہابیل و قابیل دونون بیٹھے تھے آپس مین کہنے لگے کہ آؤ ہم تم قربان پیش کرین پس ہابیل نے اپنی بکریون مین سے عمدہ مینڈھا دیا اور قابیل نے
اپنی زرع مین سے اپنے نزدیک خراب کو دیا - فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا - پس ایک سے قربان قبول ہوئی ف وہ ہابیل تھا یعنے دونون
مین سے ایک جس سے قبول کیا گیا اُسکا نام ہابیل تھا اور قبول یون ہوا کہ آسمان سے بے دھوئین کی آگ اُتری اور اُسنے قربان
ہابیل کو کھالیا اور یہی قبولیت کی شناخت تھی قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا ابو سلمۃ حدثنا حماد بن سلمۃ عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید
بن جبیر عن ابی عباسؓ فی قولہ تعالے اذ قربا قربانا فتقبل من احدہما - کہا ابن عباس نے کہ بکریون والا ایک مینڈھا بڑی بڑی آنکھون اور بڑے
سینگ الاسپید لایا اور کھیتی والا اناج کی ایک ڈھیری لایا پس اللہ تعالے نے مینڈھا قبول فرمایا اور اُسکو جنت مین چالیس خریف[1] تک محفوظ
رکھا اور یہی وہ مینڈھا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کے ذبح مین فدیہ دیا گیا (اسناد صحیح) فدیہ اسمعیل علیہ السلام ہونا ابن جریر نے اسمعیل
بن رافع المدنی سے بھی روایت کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ ابن عباس وغیرہ کا قول ہے قولہ تعالے - وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ
اور دوسرے بیٹے سے قربان نہ قبول کیا گیا ف وہ قابیل تھا یعنے جس دوسرے سے مقبول نہوا کہ آگ نے نہین کھایا اُسکا نام قابین
تھا پس وہ غضبناک ہوا اور دلمین حسد پوشیدہ رکھا یہانتک کہ آدم علیہ السلام حج خانہ کعبہ کو گئے قال المترجم ابن عباس و ابن
عمرو وغیرہما سلف سے تصریح آئی ہے کہ قابیل نے خراب ناکارہ کو قربان مین رکھا تھا یعنے آنکہ اُسکی نیت خراب تھی اور امام محمد باقر کی روایت
ابن ابی حاتم مین ہے کہ آدمؑ نے دونون سے کہا تھا کہ اللہ تعالے نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ میری ذریت مین ایسے بندے ہونے والے
ہین جو تقرب بقربان حاصل کرینگے سو تم دونون قربان لاؤ تاکہ میری آنکھین ٹھنڈی ہون الخ اور ابن جریر کی روایت عوفی عن ابن
عباسؓ مین بھی یہی دلالت ہے کہ قابیل کو حسد و غصہ صرف اسی بات پر آیا کہ قربان ہابیل قبول ہوا اور اسکا قربان قبول نہوا چنانچہ اسنے
بھائی سے کہا کہ تو لوگون مین نامور پھریگا کہ تیرا قربان قبول ہوا اور مین بدنام ہونگا کہ میرا قربان رد ہوا اور روایت امام محمد باقر مین حضرت
آدمؑ کا اسوقت موجود ہونا مذکور ہے اور مفسر سیوطیؒ کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہے کہ قابیل نے حسد چھپا رکھا یہانتک کہ آدمؑ جب
حج بیت اللہ کو گئے تو یہ واقعہ ہوا آگے فرمایا قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ - ای قال قابیل لاخیہ لاقتلنک قال لم قال تقبل قربانک
ورد نی - یعنے قابیل نے اپنے بھائی سے کہا کہ مین تجھے قتل کر دونگا اُسنے کہا کہ کیون تو بولا کہ تیرا قربان قبول ہوا تو نامور ہوا اور میرا رد
ہوا - قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ - تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالے تو متقیون ہی سے قبول فرماتا ہے ف پھر اگر
تجھسے قبول نہوا تو میرا اسمین کیا قصور ہے سراج مین لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ قول لاقتلنک کا جواب انما یتقبل اللہ من المتقین کیونکر ہوا
تو جواب دیا گیا کہ ہابیل کے قربان قبول ہونے سے جو حسد اُسکو اپنے بھائی سے ہوا تھا یہی اُسکو آمادہ کرتا تھا کہ اسنے بھائی کو قتل سے

[1] خریف مانند قرن کے کسی قدر مدت کا نام ہوتا ہے جسکی تعداد مین سخت اختلاف ہے اور اسیقدر لائے دانا تر ہے اور ایک نماز ترک کرنے مین جو عذاب بتعداد خریف آیا ہے اسکے حدیث مین شرح مایہ الخلاف بیان ہوا ہے ۱۲ م

وعید کے تو جواب دیا کہ تجکو جو کچھ پہونچا وہ تیرے نفس کی طرف سے ہی کیونکہ وہ لباس تقوی سے برہنہ ہوگیا اور تجھے میری طرف سے کچھ ضرر نہیں پہونچا پس تو مجھے کیون قتل کرتا ہی اور کیون اپنے نفس کو عذاب نہیں کرتا اور اسکو اللہ تعالے کے تقوے پر آمادہ نہیں کرتا جس سے قبولیت ہوجاتی ہی پس یہ جواب نہایت علم کے ساتھ مختصر اور جامع معانی ہی اور اسمین اشارہ ہی کہ حاسد کو چاہیے کہ اپنی محرومی کو اپنے قصور کی وجہ سے دیکھے اور وہ بات کرے جس سے اسکی وجہ محرومی کی زائل ہوجاوے اور اسمین دلالت ہی کہ طاعت اسی بندے سے قبول ہوتی ہی جو مومن متقی ہو انتہی کلامہ اور معاذ بن جبل رض سے روایت ہی کہ لوگ حشر مین ایک میدان مین جمع ہونگے اور پکارنے والا آواز دیگا کہ متقین کہان ہین پس سب متقین کنف الرحمن مین ہوجاوینگے انسے حضرت باری تعالے کے درمیان کچھ حجاب نہوگا پھر معاذ رض سے پوچھا گیا کہ متقین کون لوگ ہین تو فرمایا کہ وہ لوگ جو شرک سے اور بت پرستی سے بچتے ہین اور خالص بندگی اللہ تعالے ہی کیواسطے ادا کرتے ہین پس وہ جنت مین چلے جاوینگے رواہ ابن ابی حاتم - لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ - واللہ اگر تو نے بڑھایا میری طرف اپنا ہاتھ - لِتَقْتُلَنِي - تاکہ تو مجھے قتل کرے - مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ - تو مین اپنا ہاتھ دراز کرنے والا نہین تاکہ تجکو قتل کردون مین اللہ رب العلمین سے خوف کرتا ہون ف واضح ہو کہ آدم علیہ السلام کے صالح بیٹے ہابیل کے کلام مین اشارہ ہی کہ مین بھی یہ فعل کرسکتا ہون ولیکن خالص بخوف خداے تعالے کے ترک کرتا ہون اور عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ قسم ہی اللہ تعالے کی کہ آدم کے دونون بیٹون مین جو مقتول ہوا وہ قاتل سے زبردست تھا ولیکن اسکو تقوی اس بات سے مانع ہوا کہ بھائی کو قتل کرنے کیلیے ہاتھ بڑھاوے (رواہ ابن جریر) اور صحیحین مین روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلوارون سے مقابل ہوے تو قاتل و مقتول دونون دوزخ مین ہین تو صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک تو قاتل ہوا پھر مقتول کیون دوزخ مین گیا تو فرمایا کہ وہ بھی تو اپنے قاتل کے مار ڈالنے پر حریص تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہی کہ انھون نے حضرت عثمان بن عفان رض کی شہادت کے فتنہ کے وقت کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جسمین بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوے سے بہتر ہوگا - اور کھڑا ہوا آدمی چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا آدمی دوڑنے والے سے بہتر ہوگا تو مین نے عرض کیا کہ اگر کوئی میرے گھر مین گھسکر مجھے مار ڈالنے کو دست درازی کرے تو مین کیا کرون آپنے فرمایا کہ تو آدم علیہ السلام کے بیٹے کے مانند ہوجائیو اور آپنے یہ آیت پڑھی لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط الآیہ - رواہ احمد والترمذی وابوداؤد اور ترمذی نے کہا کہ اس باب مین ابوہریرہ و خباب بن الارت و ابوبکر و ابن مسعود و ابوواقد و ابوموسی و خرشۃ بن الحر رضی اللہ عنہم سے روایت ہی اور بعض نے اسکو لیث بن سعد راوی سے روایت کیا اور اسناد مین ایک مرد کو بڑھایا ہی **قال الحافظ ابن العساکر** وہ مرد مذکور حسین الاشجعی ہین اور یہ معنے حضرت ابوذر رض کی حدیث مرفوع مین بروایت احمد و مسلم و اہل سنن ثابت ہین چنانچہ اس حدیث مین ہی کہ حضرت صلعم نے ابوذر رض سے کہا کہ ای ابوذر اگر تو دیکھے کہ بعضے لوگ بعض کو قتل کرتے ہین تب تو کیا کرے مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے و اسکے رسول کو اسکا علم خوب ہی فرمایا کہ تو اپنے گھر بیٹھ رہ اور اپنا دروازہ بند کرلے مین نے کہا کہ اگر مین نہ چھوڑا جاؤن تو فرمایا کہ انہین جا جنمین تو ہی اور انہین سے ہی مین نے عرض کیا کہ اپنے ہتھیار اٹھاؤن فرمایا کہ ہتھیار اٹھاویگا تو جس حال مین وہ ہین اسمین تو بھی انکا شریک ہوجائیگا ولیکن اگر تجھے ڈر ہو کہ تلوار کی چمک سے تجھے روع ہوگا تو اپنی چادر کا کونا اپنے چہرے پر ڈال لے تاکہ قاتل اپنے اور تیرے گناہ سمیت واپس جاوے **قال المترجم** اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے جو طبقۂ تابعین سے ہین فرمایا کہ قولہ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک الآیہ - پر اس امت مین سے جسنے پہلے پہل عمل کیا وہ حضرت

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور صحیح وسنن میں وہ حدیث ثابت ہو کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر وعمر کو جنت کی بشارت دی اور پھر
عثمان آئے تو انکو بھی جنت کی بشارت دی ایک فتنہ کیوجہ سے جو عثمان کو پہونچیگا اور نیز ثابت ہو کہ حضرت عثمان کو اشارہ سے فرمایا کہ اگر
اللہ تعالے تجکو کوئی خلعت پہنادے تو لوگون کے کہنے سے مت اُتارنا آسی وجہ سے اُنھون نے فتنہ وفرنہ کے وقت خلافت سے دست بردار
ہونا قبول نفرمایا لیکن چونکہ حضرت صلعم نے اُنکو صبر کی وصیت کی تھی جیسا کہ صحاح مین ثابت ہو لہذا باغیون سے قتال بھی نہین کیا اور صبر
کے ساتھ کلام اللہ تعالے پڑھتے ہوے جان دی پھر واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونون بیٹے دو باتون کے نمونہ ہین چنانچہ
ہابیل تو بھلائی مین نمونہ ہوے کہ اُنکی اس بارہ مین اقتدا کیجاتی ہو اور قابیل برائی وظلم وقتل کا نمونہ ہوا چنانچہ اُسکا بدانجام آگے مذکور ہوگا
اور ہابیل کی اقتدا کے بارہ مین اوپر حدیث مذکور ہوئی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسے فتنہ کے وقت تو حضرت آدم کے دونون بیٹون مین سے
بھلے بیٹے یعنے ہابیل کے مانند ہوجا اور حضرت صلعم نے یہ آیت پڑھدی اور کیون نہو کہ ہابیل نے سچے خوف الٰہی کے مقابلہ مین باوجود زبردست
ہونے کے گردن جھکا کر جان دی پھر مجاہد سے مروی ہو کہ اس زمانہ مین انپر یہ فرض تھا کہ کوئی دوسرے پر مارڈالنے کا حربہ نکرے اور قاتل
کو مانع نہو اور ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی کے مانند مروی ہو قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علمانے کہا کہ اسطرح بندگی فرض
ہونا ممکن ہو اور شاید کہ اس زمانہ مین یہی حکم ہو ولیکن ہماری شرع مین جو شخص خواہ مخواہ قتل کی نیت سے حملہ آور ہو اسکو دفع کرنا
اور روکنا بالاجماع جائز ہو پس جائز ہونے مین تو کسی کو خلاف نہین ہان اسمین اختلاف ہو کہ آیا دفع کرنا وروکنا واجب ہو یا نہین تو
اصح یہ ہو کہ روکنا واجب ہو کیونکہ ایسا حملہ اور ایسی بات کرنا چاہتا ہو جو شرع مین سخت حرام ہو اور حرام ومنکر سے منع کرنا وروکنا واجب
اور فرقہ حشویہ مین سے ایک قوم ہو جنکے نزدیک حملہ آور کو روکنا بدلیل حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا نہین جائز ہو لیکن ہمارے
علمانے اس حدیث کو اس معنے پر محمول کیا کہ جب سلمانون مین فتنہ واقع ہو تو لڑائی کو ترک کرے اور جس لڑائی مین شبہہ ہو وہان ہاتھ روک
لے جیسا کہ مین نے تذکرہ مین صاف بیان کیا ہو انتہی کلامہ علی ما فی الفتح پھر واضح ہو کہ قول مجاہد وابن جریج رحمہما اللہ تعالے کہ اُس زمانہ والون پر
فرض تھا کہ جو شخص قتل کا ارادہ کرے اُسکو نہ روکے اس قول کے ذکر کرنیکی جبھی ضرورت ہو کہ قابیل نے ہابیل کو اُنکی بیداری وہوشیاری
مین قتل کیا ہو اور ہابیل نے بخوف الٰہی نہین روکا اور صبر سے جان دی اور اگر یہ ہوا ہو کہ قابیل نے ہابیل سے کہا کہ مین تجکو مار ڈالونگا اور
ہابیل نے نصیحت کردی کہ اگر میرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا چاہتا ہو تو مین تیرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا نہین چاہتا ہون پھر قابیل نے
سوتے مین یا غفلت مین ہابیل کو قتل کیا تو تاویل مذکور کی ضرورت نہین ہو ولیکن عامہ آثار دلالت کرتے ہین کہ بیداری مین مارا اور بعض آثار
مین ہو کہ سوتے مین مارا جیسا کہ انشاء اللہ تعالے آتا ہو۔ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ
النَّارِ۔ یعنے مین چاہتا ہون کہ تو بھرے میرے قتل کے گناہ کے ساتھ اور اپنے دیگر گناہون کے ساتھ جنکا تو پہلے سے مرتکب ہوا ہے
پھر تو دوزخیون مین سے ہوجائیگا یعنے مین یہ نہین چاہتا ہون کہ مین بھر جاؤن تیرے گناہ قتل کے ساتھ کہ تجکو قتل کرون اور دوزخیون مین سے
ہوجاؤن اس سے وہم ہوتا ہو کہ ہابیل نے قابیل کے دوزخی ہونیکو چاہا وارادہ کیا تو زمخشری نے جواب دیا کہ یہ ارادہ بمعنے حقیقی نہین ہو بلکہ
بات یہ ہو کہ جب ہابیل نے جانا کہ وہ خواہ مخواہ مجھے قتل کریگا قتل ہونا یا قتل کرنا دونون مین سے اپنے نفس کو بخوف الٰہی وخواہش ثواب کے
قتل ہونے وگردن جھکانے پر مضبوط کرلیا تو مجازاً اُنکو یا اس بات کے ارادہ کرنے والے ہوے اگرچہ درحقیقت یہ ارادہ نہین تھا اور نیز اسمین
لطیف نصیحت ہو کہ یہان دوہی باتین ہین یا تو مقتول کے قتل کا گناہ سر پر لاد کر جہنمی ہو اور یا قاتل کو جہنمی ہونے سے خود اس سے بچے بس

نفس طاعتہ انہیں سے یہی اختیار کریگا کہ جہنمی ہونے سے بچے پس قولہ انی ارید کے معنے یہ کہ انی اختیر۔ یعنے مین ان دونون باتومین سے یہ
اختیار کرتا ہون کہ تو ہی ای قاتل جہنمی ہو اور مین نہون اور یہان ایجاز لطیف بحسن بلاغت ہی کہ جو مذکور ہی وہ محذوف پر دلالت کرتا ہی پھر قولہ تعالے ان
تبوء باثمی واثمک کے معنے مین مفسرین نے اختلاف کیا بوجہ اسکے کہ ظاہر یہ ہوتا ہی کہ قاتل پر مقتول کے گناہ لد جاتے ہین حالانکہ قولہ تعالی الاتزر
وازرۃ وزر اخری یعنے نہین اٹھاتی کوئی جان دوسری جان کے گناہ کو صریح دلالت کرتا ہی کہ قاتل پر مقتول کے گناہ نہین بار ہوتے بلکہ پھر
اسکے گناہ اور قتل کرنیکا گناہ عظیم ہوتا ہی تو بعض مفسرین نے کہا کہ ہابیل کی مراد یہ تھی کہ مین یہ اختیار کرتا ہون کہ تو پھرے اس گناہ کیساتھ جو
مجھپر ہوجاتا اگر مین تیرے قتل پر حریص ہوتا اور اس گناہ کے ساتھ جو تو میرے قتل سے اٹھاویگا اور بعض نے کہا کہ قولہ باثمی سے مراد وہ گناہ
جو میرے افعال سابقہ سے میرے اوپر ثابت ہوچکے ہین وہ بھی تیرے مجھپر ظلم کرنے سے تجھپر ڈالے جاوین اور اسکے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ قاتل پر مقتول
کے گناہ لد جاتے ہین بلکہ بایں معنی کہ جیسے حدیث صحیح مسلم مین حضرت صلعم سے ثابت ہی کہ قیامت مین ظالم و مظلوم لائے جاوینگے پس ظالم کی
نیکیان لیکر مظلوم کی نیکیون مین بڑھائی جاوینگی یہانتک کہ انصاف ہوجاوے اور اگر ظالم کی نیکیان نہوین یا کافی نہوین تو مظلوم کی برائیان لیکر
ظالم کے اوپر بڑھائی جاوینگی پس یہ حکم تو جملہ مظالم مین ہی پھر قتل تو سب سے سخت اور بڑا مظلمہ ہی اور تحقیق اسکی تفسیر قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم و اثقالا مع
اثقالہم الآیۃ۔ مین انشاء اللہ تعالے آویگی اور اکثر علماء نے فرمایا کہ قولہ انی ارید ان تبوء باثمی۔ ای باثم قتلی میرے قتل کرنے کے گناہ کے ساتھ
واثمک ای وباثمک الذی ارتکبتہ من قبل سا اور اُس گناہ کے ساتھ جسکا تو میرے قتل کرنے سے پہلے مرتکب ہوچکا ثعلبی نے کہا کہ یہی عامہ
مفسرین نے معنے بیان کیے ہین اور مترجم کہتا ہی کہ یہی شیخ سیوطی نے اختیار کیے ہین پھر آگے جو فرمایا۔ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ
تو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ تتمہ قول ہابیل ہی ولیکن شیخ مفسر نے اسکو اللہ تعالے کا کلام قرار دیا یعنے اللہ تعالے فرماتا ہی کہ جہنمی ہونا یہی ان ظالمون کی
سزا ہی جو اسطرح قتل کے مرتکب ہون اور جو شیخ مفسر نے قرار دیا یہی صحیح ہی اور کلام مجید مین بہت جگہ ایسا آیا ہی اور اسکو اہل علم ماہر جانتے ہین
اسیواسطے رسم الخط مین جائز و مطلق و وقف وغیرہ لکھے جاتے ہین تاکہ عوام دھوکا نکھاوین پھر فرمایا۔ فَطَوَّعَتْ لَهٗ۔ طوعت و طاعت
بمعنے واحد ہین قال ابن کثیر ای حسنت و سولت لہ نفسہ و شجعتہ۔ اچھا کام جتایا اور طمع بنایا اور اسکو شجاعت دلائی و قال المفسر رح
کما قال قتادۃ رح ای فزینت لہ۔ اسکی نظر مین مزین دکھایا۔ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ۔ یعنے اسکے جی نے اسکو اپنا بھائی مارڈالنا
اچھا کام دکھلایا۔ پس اُسنے بھائی کو قتل کرڈالا مترجم کہتا ہی کہ اسمین تنبیہ ہی کہ آدمی کو اللہ تعالے و اُسکے رسول کے احکام کو تحقیق
جاننا چاہیے ورنہ اگر اپنی راے پر چلا تو قابیل کی طرح اکثر یہی ہوگا کہ بد باتون کو اچھا سمجھیگا دیکھو قابیل نے اپنی راے و نفس پر اعتماد کیا تو کیا خوار
و خراب ہوا اور واضح رہے کہ حواس سے کام لینا منع نہین لیکن جو امور کہ عقل دراے کے ہین جنمین حواس ظاہرہ و باطنیہ کو دخل نہین ہی
انمین کبھی راے پر اعتماد نہ کرے جیسے نیچریہ فرقے والے گمراہ ہین اس اعتماد پر کہ دور بین سے آسمان نظر نہین آتا حالانکہ ذراسی بات یہ ہی کہ
اگر وہ محض تاریکی و منتہاے نظر ہوتا تو پانی مین عکس کس چیز کا نظر آتا ہی باوجود یقین اس امر کے کہ سواے اجسام کے تاریکی وغیرہ کا عکس
نہین پڑتا اسی طرح حواس کے لیے اللہ تعالے سے توفیق چاہیے ورنہ غلطی اُٹھاویگا ہت سے نظر بندی و بھان متی سے عاجز ہوجاتے ہین
اور بد حواس ہوکر ہاتھ کی صفائی وغیرہ کہنے لگتے ہین یہ سب قابیل کے ساتھی ہین۔ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ ہوگیا بسبب قتل
کرنے اپنے بھائی کے ایسے لوگون مین سے جنکو دونون جہان مین خسارہ و خواری ہی ف یعنے بھائی کو قتل کرکے دونون جہان مین
خوار ہوا شیخ ابن کثیر وغیرہ نے نقل کیا کہ امام محمد باقر رض کی روایت مین قابیل نے بھائی کو دھار دار ہتھیار سے قتل کیا اور

قول سدی از ابن عباس و ابن مسعود و جماعۃ صحابہ جو ابتداے قصہ مین بروایت ابن جریر تھوڑا مذکور ہوا اسکا تتمہ یہ ہی کہ پھر قابیل کے
نفس نے اسکو آراستہ کر دکھایا اور اسکی راے مین یہی خوب نظر آیا کہ بھائی کو قتل کرے سو تلاش مین رہا اور ہابیل جسکی عمر بیس برس
کے قریب تھی اپنی بکریان لیکر پہاڑونکو بھاگ گیا ناگاہ اسنے ایک روز تلاش کر پایا اور وہ سوتا تھا بس پتھر اٹھاکر اسکا سر کچل دیا اور ر
سیدان مین پڑا چھوڑ دیا اور مروی ہی کہ قتل کا ڈھنگ نجانتا تھا تو ابلیس نے اسکے روبرو ایک جانور کو پتھر سے سر کچل کر مارا اسنے سیکھ لیا روا
ابن ابی حاتم اور زید بن اسلم سے ہی کہ خود اسکو شیطان نے سکھلایا اور جب قتل کر چکا تو شیطان نے حوا علیہا السلام سے آکر ماجرا بیان کو یا انھون
نے چیخ ماری اور آدم علیہ السلام نے دو بارہ سبب پوچھا تو جواب نہ پایا پس آدم علیہ السلام نے کہا کہ تجھپر اور تیری بیٹیون پر یہی چیخ رہے اور مین اور میرے
پسر اس سے بری ہین کما رواہ ابن ابی حاتم اور مروی ہی کہ بعد قتل مذکور کے سات روز زمین کو زلزلہ رہا اور ہر چیز کا قرہ و رنگ متغیر ہوا اور
قابیل کا گورا جسم سیاہ پڑگیا اور زمین نے ہابیل کا خون چوس لیا تھا جب قابیل نے کہا کہ مین مارتا تو خون ظاہر ہوتا جبھی سے خون زمین مین جذب ہونا ممنوع ہو
وعن الواقدی کہ حبشی لوگ سب قابیل کی اولاد ہین وعن محمد بن اسحٰق حام نے اپنے باپ نوح علیہ السلام کو سوتے مین برہنہ دیکھکر نہین چھپایا تو
حام کا جسم سیاہ ہو گیا اور حبشی اسی کی اولاد ہین نقل ہی کہ بعد قتل کے آدم علیہ السلام سو برس تک نہین ہنسے اور ابن عباس سے ہی کہ جسنے
کہا کہ آدم نے ہابیل کے مرثیہ مین اشعار کہے وہ جھوٹا ہی تمام انبیا علیہم السلام شعر کہنے سے بری ہین مروی ہی کہ ہابیل کے قتل سے بچاس برس بعد
اللہ تعالیٰ نے آدم سے شیث کو پیدا کیا اور یہ ہابیل کا نعم البدل تھا اور شیث کو اللہ تعالیٰ نے ساعات شب و روز و اوقات عبادت مخلوق
سکھلائے و پچاس صحیفہ نازل فرمائے اور آدم کا ولی عہد یعنے پیغمبر کیا اور قابیل کو مردود و مطرود کیا وہ اقلیما کو لیکر عدن کو بھاگ گیا اور شیطان کی
راے سے اولاد آدم مین سب سے پہلے اسی نے آگ پوجنا شروع کی وعن مجاہد اولاد قابیل نے بربط و طنبورہ و مزامیر و ڈھول باجے وغیرہ آلات لہو
نکالے اور شراب خواری و آتش پرستی و زناکاری و فواحش مین منہمک ہوے یہانتک کہ نوح علیہ السلام کے طوفان مین اللہ تعالیٰ نے سب کو
غرق کر دیا اور شیث علیہ السلام کی اولاد باقی رہی ایسی ہی اور روایات کثرت سے ہین اور بقاعی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالیٰ
دانا تر ہی کہ یہ روایات جو اس قصہ مین مروی ہوے یہ سب کیسے ہین اور ہم ایسی روایات پر اعتماد نہین کر لیتے ہین اور انپر اعتماد کرنا نہین چاہیے
اور شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے صاف کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرزند آدم اور انکی قربان رکھنے اور ایک دوسرے کو ظلم سے قتل کر دینے کی
خبر فرمائی ہی وہ قطعی ہی اور جو فائدہ چاہیے وہ اسی قدر سے حاصل ہی اور اس سے زیادہ جو کچھ روایات مین مذکور رہے خصوص جیسے یہ بات کہ کس
کیفیت سے قتل کیا اور کیونکر واقعہ ہوا اور کس چیز سے قتل کیا اور کہان قتل کیا اور کیا سبب عداوت کا تھا اور آدم موجود تھے کہ نہ تھے
ان سب باتون پر قطعی یقین نہین ہو سکتا اور دین مین اسکی حاجت نہین کہ ہم اسکی تصحیح کرنے کے درپے ہون کہ واقعی بات کیونکر ہوئی ہی
اور ظاہر آنکہ یہ روایات پہلی تاریخون اور بنی اسرائیل سے لی ہوئی ہین واللہ اعلم - یہ معلوم ہوا کہ ظلم سے قتل کا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
بمطاوعت نفس کا نتیجہ نہایت خراب ہی چنانچہ فرمایا فاصبح من الخاسرین یعنے دنیا و آخرت مین خوار و خراب ہوا چنانچہ دنیا مین قیامت تک
بدنام ہوا حالانکہ ایسی بدنامی سٹانے اور حسد سے یہ سخت گناہ کیا تھا اور والدین کی نظر سے مردود ہوا اور آخرت مین عذاب جہنم مین
سختی سے مبتلا ہوگا اور سب سے بڑھکر خسارہ و خواری وہ ہی جو امام احمدؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی نفس
نہین قتل کیا جاتا ہی ظلم سے مگر آنکہ اول پسر آدم پر اسکے خون کا ایک کفل ہوتا ہی کیونکہ اسی نے پہلے پہل ظلم سے قتل کا طریقہ نکالا ہی و قد رواہ البخاری
و مسلم و بقیۃ الجماعۃ غیر ابی داؤد و بس یہ نہایت صحیح حدیث ہی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم یہ بات پاتے ہین کہ آدم کا جو بیٹا

ل یعنی اسی لئے [illegible] [illegible] ابن عساکر [illegible] الصحیح [illegible]

Marfat.com

اپنے بھائی کا قاتل ہوا وہ دوزخیون سے ٹھیک بٹوارہ کرتا ہی کہ دوزخیون کے عذاب کا آدھا اسپر ہوتا ہی اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے اور ابراہیم نخعی سے معنے حدیث مرفوع کو بھی موقوفاً روایت کیا ہی پھر جب قابیل قاتل قتل کر چکا تو اُسکا یہ حال ہوا جو مفسر سیوطیؒ نے لکھا کہ ثم لم یدر ما یصنع بہ لانہ اول میت علی وجہ الارض من بنی آدم فحملہ علی ظہرہ۔ پھر قاتل مذکور کو کچھ نہین سوجھتا تھا کہ مین اسکو کیا کرون کیونکہ بنی آدم مین سے روے زمین پر یہ پہلی میت تھی پس اُسکو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا۔ اور سابق مین سدیؒ کی روایت سے گذرا کہ اُسنے مقتول کو سیدانمین پڑا چھوڑ دیا تھا لیکن اس حیرت مین تھا کہ کیا کرے۔ فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ ۔ پس بھیجا اللہ تعالےٰ نے ایک کوا جو کرید تا تھا زمین مین ف اللہ تعالےٰ نے ایک کوا بھیجا جو اپنے ساتھ مرا ہوا کوا لایا اور چونچ و پنجون سے زمین کرید کر اسکی مٹی دوسرے کوے پر جو مرا ہوا اُسکے ساتھ تھا ڈالنی شروع کی یہانتک کہ اُسکو چھپا دیا اور سدی کی روایت مذکورہ مین ہی کہ دو کوے لڑے یہانتک کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور جو باقی رہا اُسنے ایسا کیا۔ لِیُرِیَہٗ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَۃَ اَخِیْہِ ۔ تاکہ اُسکو دکھلاوے کہ اپنے بھائی کی سوأۃ کو کیونکر چھپاوے اور سوأۃ بمعنے جیفہ ہی یعنے مردہ بدن۔ اور نیز سوأۃ وہ چیز جسکا کھولنا نہین جائز ہی کما قال تعم بدت لہما سوآتہما الآیہ۔ چونکہ قابیل نے کپڑے بھی اُتار لیے تھے لہذا سوأۃ کا چھپانا لازم آیا پھر جب قابیل نے غراب کو دیکھا تو۔ قَالَ یٰوَیْلَتٰۤی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ ۔ کہا کہ مجھے موت آوے مین اس سے بھی عاجز نکلا کہ اس کوے کے مثل ہوتا۔ فَاُوَارِیَ سَوْءَۃَ اَخِیْ ۔ تاکہ اپنے بھائی کے مردے کو پوشیدہ کر دیتا۔ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ۔ پس شرمندہ ہو گیا اس امر پر کہ مردے کو لادے پھرا یہ کہکر اُسکے لیے گڑھا کھودا اور اسمین توپ دیا واضح ہو کہ ندامت اُسکو اس بات پر نہین ہوئی تھی کہ مین اس گناہ عظیم کا مرتکب کیون ہوا بلکہ جیسا مفسرؒ نے کہا کہ مردا لادے رہنے پر نادم ہوا یا والدین کی ناخوشی پر اور عوام مین بدنامی پر نادم ہوا کچھ حاصل نہ کلاف قال فی العرائس قولہ تعالےٰ اذ قربا قربانا فتقبل الخ۔ ازل مین جسکے واسطے عنایت الٰہی شامل نہین ہوئی تو اسکی انتہائی نکوئی وطاعت سب بُرائی ومعصیت ہو جاتی ہی ہابیل نے اپنی جان اللہ تعالےٰ کے واسطے قربان کی اور قابیل نے بغاوت وحسد سے اپنے حظ نفس کے واسطے کیا ناچار اُسکا انجام ظلم اکبر کی طرف عود کر گیا۔ قولہ انما یتقبل اللہ من المتقین ہابیل نے اشارہ سے بتلایا کہ سابقہ عنایت اور سابقہ خواری مقدر ہو چکی ہی پس جو ازل سے متقی ہوا وہ مقبول وطاعت قبول ہی کہ بعد طاعت کے اسکی عظمت سے ڈرتے ہین کہ دیکھو قبول فرماوے یا نہ فرماوے سہلؒ نے فرمایا کہ بدن کی عبادات قبول ہونے کے لیے تقوی واخلاص دو شرط ہین ابن عطاؒ نے فرمایا کہ متقی وہ کہ اپنے کام مین اور کلام مین اخلاص رکھتے ہون سلامیؒ نے کہا کہ قربان کئی طرح کے ہوتے ہین اور سب سے زیادہ تقرب اس قربان سے جسکے قبول کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا اور وہ سجدہ مین یاد الٰہی ہی چنانچہ فرمایا واسجد واقترب۔ یعنے سجدہ کر اور نزدیکی حاصل کر قال المترجم حدیث مین ہی کہ سب سے زیادہ نزدیک اللہ تعالےٰ کی طرف بندہ اسوقت ہوتا ہی کہ سجدہ مین ہوتا ہی اور اہل خوف کی علامت یہ ہی کہ وہ کسی سے قتل نہین کرتے کیونکہ تقدیر سابق پر نظر کرکے وسیلہ ساقط رکھتے ہین قال المترجم قابیل نے چونکہ مطیع نفس و بندہ واسطہ تھا بخواہش نفس اپنے ہابیل کو قتل کر ڈالا اور جو اللہ تعالےٰ نے حرام کیا اسکا ہتک کیا لہذا فرمایا

معانقہ مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ ۚ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ

اسی سبب لکھا ہمنے بنی اسرائیل پر کہ جو کوئی مار ڈالے ایک جان سوا بدلے جان کے یا فساد کرنے پر

Marfat.com

فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۖ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ
ملک مین تو گویا مار ڈالا سب لوگون کو اور جسنے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا سب لوگون کو

وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ
اور لا چکے اُن پاس رسول ہمارے صاف حکم پھر بہت لوگ اُنمین اسپر بہی ملک مین دست درازی کرتے ہین

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ ۔ الذی فعلہ قابیل ۔ یعنے اسی فعل کی جہت سے جو قابیل سے واقع ہوا۔ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ
ہمنے لکھدیا بنی اسرائیل پر یہ حکم جو آگے مذکور ہی یس فرض کردینے کا یہ سبب واقع ہوا اور بعض نے یہان اشکال پیش کیا کہ بنی اسرائیل
پر قصاص واجب کرنا آگے مذکور ہی تو اسمین اور واقعہ قابیل و ہابیل مین کچھ مناسبت نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ اشکال
فقط غور نہ کرنے سے پیش آیا کیونکہ اسکا سیاق یہ ہی کہ بنی اسرائیل پر وجوب قصاص کی یہ علت ظاہر کردی گئی کہ قاتل اس
لائق نہین کہ زندہ چھوڑا جاوے کیونکہ جب اسنے ایک جان کو حرام طور پر قتل کرکے ہتک حرمت کی تو گویا اُس نے تمام
جہان کو قتل کر ڈالا کیونکہ حرمت سب جانون کی یکسان ہی پس اس بیباک و بے ادب کا زندہ رکھنا نہین چاہیے پس قصاص واجب ہی چنانچہ
پہلے گذر چکا کہ لکم فی القصاص حیوۃ یا اولے الالباب ۔ بالجملہ من ابتدائیہ ہونے پر جمہور مفسرین و اہل تاویل نے اتفاق کیا اور بعض نے
کہا کہ وہ ماسبق سے متعلق ہی کہ فاصبح من النادمین من اجل ذلک ۔ یعنے ندامت اسکو اسی جہت سے ہوئی کہ لاد کے پھرنے سے
خفیف ہوا اور ماہر کلام جانتا ہی کہ یہ کچھ نہین ہی اور صحیح قول جمہور ہی اور واضح رہے کہ مترجم نے جو تقریر کردی اُس سے
یہ وہم بھی دفع ہوا کہ من اجل ذلک کتبنا ۔ سے وہم ہوتا ہی کہ احکام الٰہی حادث ہین حالانکہ ایسا نہین بلکہ تعلق اُن کا حادث ہوتا
ہی پس اس ایجاب و کتابت سے اظہار مقصود ہی نہ ایجاد اصل حکم فافہم قال ابن کثیر چونکہ قابیل نے اپنے بھائی کو ظلم و عدوان سے
قتل کیا اس جہت سے ہم نے لکھا بنی اسرائیل پر یعنے بنی اسرائیل کے لیے فرض شروع کیا اور اُن کو آگاہ کردیا کہ۔ أَنَّهُ
ای الشان ۔ بات یہ ہی کہ ۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ ۔ جس نے قتل کیا کسی دوسری جان کو بغیر عوض کسی جان کے یعنے
جس نے دوسرے کو بغیر قصاص کے مار ڈالا ۔ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ ۔ یا بغیر فساد کے مار جسکا دوسرا النفس مرتکب
ہوا ہو ۔ اور مراد فساد سے جیسے کفر کرنا یا زنا کرنا یا راہ مارنا اور مانند اس کے تو فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا
گویا اُسنے سب جانون کو مار ڈالا کیونکہ نفس کو اللہ تعالٰے نے پیدا کیا اور اسکے مار ڈالنے کا حکم نہین دیا اور اس کی حرمت رکھی
کہ اسکو نہ مٹا دے پس جسنے اُسکو مار ڈالا اُسنے ہتک حرمت کی پس گویا سب کو مار ڈالا عمداً قاتل و راہزن و زانی کا احترام نہین
ہی یعنے جس نفس پر قصاص آتا ہو اسطرح کہ اسنے خود کسی کو عمداً ناحق قتل کیا ہو جس سے قصاص عائد ہوا تو ایسے قاتل نفس
کی حرمت اٹھا دی گئی ہی اور نیز خاص کردیا کہ تعبیر فساد فی الارض ہو کیونکہ فساد ہرگز مرضی حق نہین ہی لہذا جب اُسنے کفر کیا تو اللہ تعالٰی
خالق رازق کی بندگی چھوڑی اور اپنے نفس کو اُسنے مار ڈالا کیونکہ کافر مردہ برابر ہی پس اسی سے جہاد شروع ہوا باوجودیکہ اگر
کافر لوگ فساد کفر نہ کرین تو پھر جہاد مین بھی انکا قتل نہوگا چنانچہ جزیہ دیکر رہین اور زنا کرنا جبکہ مرد جورو والا ہو اور عورت خاوند
والی ہی بلا عذر قتل نفس ہی پس اسکی حرمت برطرف ہوئی اور راہ مارنا جانین ہلاک کرنا ہوا ایسے نفوس کی حرمت بھی اٹھا دی گئی حاصل
اسکا جن نفوس کی حرمت خود اٹھا دی گئی ہی انکے سوائے باقی سب نفوس محفوظ و محترم ہین اُنمین اگر ایک کی ہتک حرمت کی تو گویا سبکو

مار ڈالا اور اسیطرح اسکے مقابلہ مین فرمایا۔ وَمَنْ اَحْيَاهَا۔ ای انقذ من ھلکھا۔ اور جسنے ایک نفس کو زندہ کیا ف یعنے زندہ باقی رکھا باین طور کہ اُسکے قتل سے باز رہا چاہے کوئی نفس ہو اگرچہ اپنا خود نفس ہو مثلاً اپنے نفس کو اسکے خالق کی بندگی و توحید پر رکھا اور کفر چھوڑ دیا اور مثلاً جورو والا ہو کر شیطانی فساد نہ پھیلایا اور زنا نہ کیا اور اسیطرح راہ زنی نہ کی غرضکہ جو فساد ایسے ہین کہ انکا کرنیوالا شرع مین واجب القتل ہی اور لوگ کہتے ہین کہ یہ مفسد مرجاتا تو اچھا تھا ایسے افعال نہ کرے اور اگر کسیکو فساد مین دیکھے تو بچاوے جیسے ڈوبتے اسے جلتے کو بچالے جب ایسا کرے۔ فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ گو یا اس نے سب جانون کو زندہ کیا کیونکہ حرمت نفس واحد کو بعضون دمحفوظ رکھنا اسکے سب ہم شل کا حفظ ہی۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ۔ اور آچکے بنی اسرائیل کے پاس۔ رُسُلُنَا۔ ہمارے بہت رسول۔ بِالْبَيِّنٰتِ۔ بالمعجزات معجزات کے ساتھ یا معجزات کو لائے لیکن ان ازلی بدبختون کو کچھ فائدہ نہوا۔ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔ پھر اس کے بعد بھی اُنہین کے بہتیرے ملک مین فساد کرتے ہین ف یعنے کفر و قتل وغیرہ و فسادات کے مرتکب ہو کر حد سے تجاوز کرنیوالے ہو رہے ہین ف قال فی العرائس قولہ ومن احیاہا الخ۔ اسمین ایک لطیف اشارہ ہی کہ نفس کی طرف سے جب بدی پر نیت دوڑی اور اس نے بکام پورا کیا تو گویا اس نفس کے رکھنے والے نے اللہ تعالے کے سب گناہ صادر کیے کیونکہ حرمت تو نظر سے کھوئی پھر اگر سب شہوات و گناہون پر قدرت پاتا تو اُنکو کرڈالتا پس عذاب و ثواب کا تعلق نیت پر ہی اسیطرح اگر نیکی پر نیت ہوئی اور ایک نیکی کی تو گویا سب خیر اسکی نیت سے سرانجام ہوے کیونکہ بشرط قدرت سب کرلیتا اسی وجہ سے حدیث مین یہ مضمون ہی کہ مومن کی بھلائی کی نیت اُسکے کرنے سے بہتر ہی اسمین ایک اور اشارہ ہی کہ او تعالے نے نفوس کو ایک ہی مادہ سے پیدا کیا اور اختلافات انہین از راہ استعداد پیدائی ہی پس جسنے ایک نفس کو قتل کیا اسکا اثر تمام نفوس مین پہونچیگا خواہ اورون کو بسبب اُسکے تاثیر ظاہر ہویا نہو اور جسنے نفس مومن کو یاد الٰہی و توحید سے زندہ کیا کہ اُسنے اپنے خالق کی محبت حاصل کی اور معرفت سے زندہ ہوا اور مشاہدہ سے روح تازہ پائی تو اسکی زندگانی کا اثر و برکت تمام نفوس مین پہونچتا ہی پس گویا اُسنے تمام نفوس کو زندہ کیا اور اس آیت مین گمراہی کے پیشواؤن کو سخت تہدید ہی اور ہدایت کے پیشواؤن کو تشریف و تحسین ہی

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا

یہی سزا ہی انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ انکو قتل کرے

اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ

یا سولی پر چڑھائے یا کاٹے انکے ہاتھ اور پاؤن مقابل کا یا دور کرنے اس ملک سے

لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ

انکی رسوائی ہی دنیا مین اور انکو آخرت مین بڑی مار ہے مگر جنھون نے توبہ کی

ع ۸ ۹ ۵ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع

تمھارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہی

ونزل فی العرنیین لما قدموا المدینۃ وہم مرضی فاذن لہم النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یخرجوا الے الابل ویشربوا من ابوالہا والبانہا فلما صحوا قتلوا الراعی واستاقوا الابل۔ اور نزول اس کلام کا عرینہ کے چند آدمیون کے بارہ مین ہوا جو مدینہ مین آئے اور وہ بیمار تھے پس نبی صلعم نے

اجازت دی کہ نکلکر اونٹون کی طرف جاوین اور انکے موت اور دودھ پیا کرین پھر جب تندرست ہوگئے تو چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گئے قال المترجم مفسر رحمہ اللہ نے بہت تنگ عبارت مین سبب نزول بیان فرمایا کہ وہ خود محتاج تفسیر و تشریح ہی اور مترجم چاہتا ہے کہ حسن ترتیب سے توضیح و اختلاف مسئلہ بیان کرے لہذا جاننا چاہیے کہ یہان تین مقام ہین اول تفسیر متعلق بزبان عرب دوم ذکر سبب نزول سوم ذکر مذاہب ائمہ فقہا پس مقام اول مین مختصر کلام یہ کہ قولہ تعالے ۔ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ محاربت لڑائی و جنگ جدال وہ جناب باری تعالے سے ممکن نہین مگر رسول اللہ صلعم سے ممکن ہی لیکن حقیقت مین آپ کی حیات مین آپکے ساتھ واقع ہوا اور اب تو ممکن نہین حالانکہ حکم عام ہی تو مراد آنکہ یحاربون بمحاربۃ المسلمین ۔ یعنے اللہ تعالے ورسول کے ساتھ محاربہ یون ہی کہ مسلمانون سے محاربہ کرین پس مسلمانون کی تکریم و تشریف کے واسطے اور اس گناہ کے سخت و عظیم ہونے کو ظاہر فرمانے کے واسطے اللہ و رسول کی طرف محاربہ منسوب کیا یا یہ معنے کہ حکم خدا و رسول سے تعدی و جدال کے ساتھ خلاف کرین پس محاربت بمعنے ضد کرنا اور خلاف کرنا اور یہ معنے صادق ہین کفر کرنے و راہ مارنے اور دھمکانے سب پر اور ایسے ہی زمین مین فساد کرنے پر سعی کرنا کئی طرح کے شر و فساد پر صادق ہی یہان تک کہ سعید بن المسیب بہتیرے سلف نے کہا کہ درم و دینار کا قرض بھی ملک مین فساد کرنے مین شامل ہی تقتیل پارہ پارہ کرکے مار ڈالنا اور یہان ایک بعد دوسرے کے مار ڈالنا اور تصلیب سولی دینا اور خلاف سے ہاتھ پانٔون کاٹنے کے یہ معنے کہ جس طرف کا ہاتھ کاٹا اُسکے خلاف دوسری طرف کا پانٔون کاٹا اور یحاربون پر عطف ہی قولہ ۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۔ اور فسادًا کو نصب بنابر آنکہ حال ہی ای مفسدین یا مفعول لہ ہی یعنے بغرض فساد کرنے اور مفسر رحمہ نے فساد مین سعی کرنے کی تفسیر قطع طریق سے بیان کی یعنے سعی در فساد اس طرح کہ راہ مارین خواہ شہر مین ہو یا باہر ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شہر مین نہین بلکہ باہر کے ساتھ مخصوص ہی چنانچہ آویگا انشاء اللہ تعالے پھر جزاء الخ مبتدا ہی اور خبر اسکی قولہ ۔ اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا ۔ کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین ۔ اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ یا کاٹے جاوین اُنکے ہاتھ اور پانٔون جانب خلاف سے ایدیھم الیمنی وارجلھم الیسری ۔ یعنے داہنے ہاتھ اور بائین پانٔون کاٹے جاوین ۔ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۔ یا زمین سے نکالدیے جاوین یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کو نکال دیے جاوین یا مراد یہ کہ قید کیے جاوین اور مفسر رحمہ نے کہا کہ نکالے جانے کے مانند قید وغیرہ کی سزا الاحق کی گئی یعنے اگر شہر بدر کرنے مین مضرت وقع ہو تو قید کرے یا اُسکے مانند کوئی سزا دیدے اب اسکے سبب نزول مین کلام ہی جو مقام دوم ہی پس اسمین دو وجہ ہین ایک کہ نزول کا واقعہ کیا تھا دوم آنکہ حکم عام ہی یا کسی گروہ سے مخصوص ہی یا منسوخ ہی پس تلخیص تفسیر شیخ ابن کثیرؒ ہی کہ عکرمہ و حسن نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین ہی کہ گرفتار ہونے سے پہلے اگر اُسنے توبہ کرلی تو سزائے مذکور نہ پاویگا کیونکہ اسلام لانے سے سب گناہ مٹ جاتے ہین اور مرد مسلمان نے اگر ایسا کیا اور کفار سے جاملا تو اُسپر حد جاری ہونے سے کوئی مانع نہین رواہ ابن جریر اور ایسا ہی من طریق عکرمہ از ابن عباسؓ نسائی و ابو داؤد نے روایت کیا قال المترجم شاید معنے یہ ہین کہ قبل قدرت کے توبہ کرلینے سے سزایاب نہونا جو آخر آیت ہی وہ دلالت کرتا ہی کہ نزول اسکا مشرکین کے حق مین ہی کیونکہ اس بات پر اجماع ہی کہ مشرک جب اسلام لایا باین طور کہ شرک سے توبہ کی تو اُسکا خون حرام ہو جاتا ہی وقد قال تعالے قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف الآیہ ۔ کافرون سے کہدے کہ کفر چھوڑدو جو تم کرچکے وہ تمکو معاف کیا جائیگا ۔ ھ ۔ اور فی الحدیث الاسلام یھدم ما کان قبلہ رواہ مسلم وغیرہ

Marfat.com

Marfat.com

ثابت ہی اور علماے حنفیہ نے قصہ عرنیین مین جسکی بعض روایت مین آنکھونکی تسمیر اور بعض مین تسمیل مذکور ہی اسکے یہی معنے بیان کیے کہ انھون نے چرواہے کے ساتھ یہی کیا تھا پس اسکا قصاص لیا چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ کی بعض روایت مین صریح مذکور ہی اور بعض نے کہا کہ پھر نزول آیت سے عذاب منصوص ہو گیا اور چونکہ آنکھون کی تسمیل آیت مین نہین ہی لہذا وہ دور ہوئی اور بعض نے کہا کہ جب حضرت صلعم نے مُثلہ سے منع فرمایا تو آنکھون کی تسمیل منسوخ ہوئی پھر واضح ہو کہ سعید بن جبیرؓ سے کسی نے اونٹ کے پیشاب کا مسئلہ پوچھا تو اُنھون نے یہی قصہ روایت کر دیا اور اس سے دو حکم متعلق ہین اول آنکہ اونٹ کا پیشاب کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو پاک نہے پس صحیح یہ ہی کہ نجاست خفیفہ ہی اور ایسی ہی ہر حیوان کے پیشاب کا جو کھایا جاتا ہی یہی حکم ہی دوم آنکہ اُسکے پینے کا حکم تو بعض نے کہا کہ بدلیل اس قصہ کے جائز ہی اور بعض نے کہا کہ دوا کی ضرورت سے جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ نہین جائز ہی اور چونکہ نجس کو کھانا منع ہی اور جو منع ہی اسمین شفا نہین جیسا کہ حدیث دیگر سے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث قولی عام ہی اور یہ ایک خاص قوم کے واسطے تھی لہذا منع کی حدیث لینا ضرور ہی اور بعض نے یہان خوب نکتہ کہا کہ یہ چند نفر عرینہ کے مرتد و پلید تھے جنکو مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہوئی چنانچہ اُسکی تعریف مین صحیح حدیث مین ہی کہ وہ پلیدی کو اسطرح بدور کرتا ہی جیسے لوہے سے میل کو بھٹی دور کرتی ہی پس ان پلیدونکو یہ پاک نا موافق ہوا تو اُنکو اونٹ کا پیشاب علاج ہوا جس سے چنگے ہو گئے لہذا اسپر پاکیزگی کا مسئلہ قیاس نہین ہو سکتا فافہم پھر واضح ہو کہ آیت مین محاربت عام ہی خواہ شہر مین ہو یا باہر راستونمین ہو اور اسی عموم سے جمہور علمانے استدلال کر کے دونون جگہ محاربت کو یکسان قرار دیا اور نیز قولہ ویسعون فی الارض فسادا سے عموم ظاہر ہی اور یہی ہی مذہب امام مالکؒ و اوزاعی و لیث بن سعد و شافعی و احمد رح کا ہی یہانتک کہ مالکؒ نے کہا کہ اگر کوئی کسیکو فریب سے گھر مین داخل کر کے مال لیلیوے تو یہ محاربت ہی پس مسلمانونکا سردار اُسکے خون پر سزا دیگا اور مقتول کے وارث کے معاف کرنے سے معاف نہو گا اور امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب نے کہا کہ محاربت فقط راستونمین ہو سکتی ہی اور شہرونمین یعنی آبادی کے اندر نہین ہو سکتی کیونکہ اگر فریاد کرے تو مددگار پہونچ سکتا ہی بخلاف راستہ کے کہ وہان مددگار نہین ملتا اور ایک روایت مین مالکؒ نے بھی آبادی مین محاربت ہونا نادر مانا ہی جیسا کہ ابن المنذرؒ نے نقل کیا پھر قولہ تعالیٰ ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع الخ مین بعض نے کہا کہ او یہان تخییر کے واسطے ہی اور بعض نے کہا کہ مختلف صورتونمین مختلف حکم متعلق ہونے کیواسطے ہی پس علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جسنے اسلام مین ہتھیار نکالے اور راہ گیرونکی تخویف و فساد کیا پھر وہ گرفتار ہوا تو مسلمانون کے امام کو اُسکے حق مین اختیار ہی چاہے قتل کرے یا چاہے سولی دے اور چاہے اُسکے ہاتھ پاؤن کو کاٹ دے یہی قول سعید بن المسیبؒ و مجاہد و عطا و حسن بصری و ابراہیم نخعی و ضحاک کا ہی پس سب ابن جریرؒ نے روایت کیا اور یہی انس بن مالکؓ کا قول نقل کیا اور آیت سے اسکا استنباط ظاہر ہی اور بعض دیگر احکام قرآن مین بھی لفظ او تخییر مذکور ہوئی ہی جیسے قولہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک درباره ترفہ در احرام۔ اور جمہور علمانے کہا کہ آیت مین او مختلف صورتونمین مختلف حکم کے واسطے ہی جیسا کہ امام شافعیؒ نے روایت کیا کہ انبانا ابراہیم بن ابی یحیی عن صالح مولی التوامۃ عن ابن عباس۔ رہزنونکے حق مین بیان کیا کہ رہزنون نے اگر قتل کر کے مال لیا ہی تو قتل کیے جاوین اور سولی دیے جاوین اور اگر قتل کیا اور مال نہین لیا تو فقط قتل کیے جاوین اور سولی نہ دیے جاوین اور اگر فقط مال لیا اور قتل نہین کیا تو انکے ہاتھ پاؤن خلاف جہت سے کاٹے جاوین اور اگر مال بھی نہین لیا فقط راہ والونکو خوف دلایا ہی تو اس سرزمین سے خارج کیے جاوین۔ وقد رواہ ابن ابی شیبۃ ایضا نحوہ اور ابو مجلز و سعید بن جبیر و ابراہیم نخعی و حسن و قتادۃ و سدی و عطا خراسانی سے اسکے مانند مروی ہی اور یہی بہتیرے سلف صالحین و ائمہ فقہ کا قول ہی لیکن یہ ہو کہ اُسنے راہ گیر کا مال لیا اور قتل بھی کیا تو امام ابو حنیفہ نے کہا کہ امام کو اختیار ہی کہ قتل کرنے اور سولی دینے سے پہلے چاہے اسکے ہاتھ پاؤن کاٹے

خلاف جہت سے کاٹ دے یا نہ کاٹے اور ابو یوسف و اوزاعی کے قول مین ہر صورت مین قتل ضرور ہی اور ... یا یہ کہ یونہی زندہ سولی دیا جاوے یا پیٹ مین نیزہ مار کر اور اُتار اجاوے یا تین دن چھوڑ دیا جاوے یہ سب فقہ مین مذکور ہی اور حنفیہ کے نزدیک یا ابو زہرہ کے اسکے جنازہ پر نماز نہ پڑھی جاوے کیونکہ آیت اُنکے نزدیک مسلمان راہزنونکے واسطے ہی پھر قولہ تعالے او ینفوا من الارض یعنی بعض نے کہا کہ اسکی یہ صورت ہے کہ نکلکر تلاش کیا جاوے تاکہ گرفتار ہو پس اسپر حد جاری کیجاوے یا وہ دارالاسلام سے نکلکر کافرونکے ملک مین چلا جاوے رواہ ابن جریر عن ابن عباس و انس بن مالک و سعید بن جبیر و الضحاک و الربیع بن انس و الزہری و مالک و دوسرون نے کہا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر یا صوبہ کو نکالا جاوے اور اورون نے کہا کہ نفی سے مراد یہان قید خانہ مین بند کرنا اور یہی امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب کا قول ہی اور زمین سے نفی بایں معنے ہوئی کہ روے زمین کشادہ ہی اور اسپر کُھلا پھرتا تھا اب بند ہو کر تنگی مین گیا پس روے زمین سے نفی کیا گیا اور بعض نے کہا کہ ایک شہر سے نکالکر دوسرے شہر مین قید خانہ مین بند کیا جاوے اور اسکو شیخ ابن جریر اور قرطبی نے اختیار کیا اور مکحول نے روایت کی کہ اسلام مین حضرت عمرؓ نے پہلے قید خانہ مین قید کرنا نکالا اور کہا کہ مین بند رکھونگا اور دوسرے شہر مین نہ نکالونگا کہ وہان اونکو آزار پہونچاوے یہ سزا اُن بدکارونکی ہی جو محاربت کرین اور پھر فرمایا۔ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا۔ یعنے یہ سزاے مذکورہ اُن کے لیے دنیا مین خواری ہی اور اسی خواری کے لفظ سے نکلا کہ اس جرم مین جو مسلمان مصلوب ہو اسپر نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب دوزخ ہی۔ اسی سے بعض علمانے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین یا مرتدون کے حق مین ہے اور پہلے مذکور ہوا کہ صحیح یہ ہی کہ آیت عام ہی ولیکن یہ عذاب عظیم البتہ مشرکون کے حق مین مخصوص ہی کیونکہ واقعہ نزول عرینہ کے مرتد واقع ہوے تھے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مسلمان نے کوئی گناہ ایسا کیا جسکی سزا مین کوئی حد مقرر ہی اور وہ سزا اُسکو دیگئی تو یہ یقینی نہین کہ عاقبت مین اسکے واسطے اب عذاب ہوگا چنانچہ اسی آیت مین آخرت مین عذاب عظیم کی تہدید ہی پھر وہ تعالے قادر مختار ہی چاہے اس مستحق کو وہان عذاب کرے اور چاہے معاف کرے اور یہ قول سنجیدہ ہی اگرچہ ایک جماعت علمانے اصرار کیا کہ بعد عذاب دنیاوی کے آخرت کا عذاب نہین رہتا بدلیل چند احادیث کے حالانکہ اُنسے حجت تمام نہین جیسا کہ آتا ہی اور اس آیت مین یہ تاویل کی کہ یہ وعید مخصوص مشرکون کے واسطے ہی اور رہے گنہگار مسلمان جنسے ایسی حرکت صادر ہوئی ہو تو عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جیسے عورتونسے عہد لیا ویسے ہی ہم سے عہد لیا کہ ہم لوگ اللہ تعالے کے ساتھ کچھ شرک نہ کرین اور چوری نکرین اور زنا نہ کرین اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرین اور نیک کام مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نکرین پس جسنے تم مین سے عہد وفا کیا اُسکا ثواب اللہ تعالے کے پاس ہی اور جسکو اسمین سے کوئی بات پہونچی اور وہ سزا دیدیا گیا تو وہ اُسکا کفارہ ہوگیا اور جسکے حق مین اللہ تعالے نے پردہ پوشی کردی تو اللہ تعالے کو اختیار ہی چاہے اُس کو عذاب دے اور چاہے عفو کردے (رواہ مسلم) اور علی رضی اللہ عنہ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے دنیا مین کوئی گناہ کیا اور اللہ تعالے نے اُسکا پردہ چھپا دیا و عفو کیا تو اللہ تعالے بڑا کریم ہی اس سے کہ جس چیز کو عفو کیا اُسپر دوبارہ مواخذہ کرے رواہ احمد والترمذی و ابن ماجہ و قال الدارقطنی رفعہ صحیح و قد روی موقوفا اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو حدیث کو ملانے سے مطلب ظاہر ہو جاتا ہی پھر آیت مین ایک تاویل یہ بھی ہی کہ قولہ ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔ اُسوقت ہی کہ توبہ نہوئی ہو ولیکن آگے خود فرمایا۔ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا یعنے محاربہ کرنے والون و رہزنون مین سے جن لوگون نے توبہ کرلی مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ۔ پہلے اس سے کہ تم قابو پاؤ یعنے گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلی تو فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالے غفور

Marfat.com

اجازت دی کہ نکلکر اونٹون کی طرف جاوین اور انکے موت اور دودھ پیا کرین پھر جب تندرست ہوگئے تو چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک
لے گئے **قال المترجم** مفسر رحمہ اللہ نے بہت تنگ عبارت مین سبب نزول بیان فرمایا کہ وہ خود محتاج تفسیر و تشریح ہی اور مترجم چاہتا ہے
کہ حسن ترتیب سے توضیح و اختلاف مسئلہ بیان کرے لہذا جاننا چاہیے کہ یہان تین مقام ہین اول تفسیر متعلق بزبان عرب دوم ذکر سبب
نزول سوم ذکر مذاہب ائمہ فقہا پس مقام اول مین مختصر کلام یہ کہ قولہ تعالے۔ **اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ
وَرَسُوْلَہٗ** ۔ محاربت لڑائی و جنگ و جدال وہ جناب باری تعالے سے ممکن نہین مگر رسول اللہ صلعم سے ممکن ہی لیکن حقیقت مین
آپ کی حیات مین آپکے ساتھ واقع ہوا اور اب تو ممکن نہین حالانکہ حکم عام ہی تو مراد آنکہ یحاربون بمحاربۃ المسلمین۔ یعنے اللہ تعالے
و رسول کے ساتھ محاربہ یون ہی کہ مسلمانون سے محاربہ کرین پس مسلمانون کی تکریم و تشریف کے واسطے اور اس گناہ کے سخت و عظیم ہونے
کو ظاہر فرمانے کے واسطے اللہ و رسول کی طرف محاربہ منسوب کیا یا یہ معنے کہ حکم خدا و رسول سے تعدی و جدال کے ساتھ خلاف
کرین پس محاربت بمعنے ضد کرنا اور خلاف کرنا اور یہ معنے صادق ہین کفر کرنے و راہ مارنے اور دھمکانے سب پر اور ایسے ہی زمین مین فساد
کرنے پر سعی کرنا کسی طرح کے شر و فساد پر صادق ہی یہان تک کہ سعید بن المسیب بہتیرے سلف نے کہا کہ درم و دینار کا قرض بھی ملک مین فساد
کرنے مین شامل ہی تقتیل پارہ پارہ کرکے مار ڈالنا اور یہان ایک بعد دوسرے کے مار ڈالنا اور تصلیب سولی دینا اور خلاف سے
ہاتھ پاؤن کاٹنے کے یہ معنے کہ جس طرف کا ہاتھ کاٹا اُسکے خلاف دوسری طرف کا پاؤن کاٹا اور یحاربون پر عطف ہی قولہ۔ **وَیَسْعَوْنَ
فِی الْاَرْضِ فَسَادًا** ۔ اور فساداً کو نصب بنابر آنکہ حال ہی ای مفسدین یا مفعول لہ ہی یعنے بغرض فساد کرنے اور مفسر رہنے
فساد مین سعی کرنے کی تفسیر قطع طریق سے بیان کی یعنے سعی در فساد اس طرح کہ راہ مارین خواہ شہر مین ہو یا باہر ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کے نزدیک شہر مین نہین بلکہ باہر کے ساتھ مخصوص ہی چنانچہ آویگا انشاء اللہ تعالے پھر جزاء الخ مبتدا ہی اور خبر اسکی قولہ۔ **اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا
اَوْ یُصَلَّبُوْٓا** ۔ کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین۔ **اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ**
یا کاٹے جاوین اُنکے ہاتھ اور پاؤن جانب خلاف سے ایدیہم الیمنی و ارجلہم الیسری۔ یعنے داہنے ہاتھ اور بائین پاؤن کاٹے
جاوین۔ **اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ** ۔ یا زمین سے نکالدیے جاوین یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کو نکال دیے جاوین
یا مراد یہ کہ قید کیے جاوین اور مفسر رہنے کہا کہ نکالے جانے کے مانند قید وغیرہ کی سزا الاحق کی گئی یعنے اگر شہر بدر کرنے مین بضرت
دفع نہو تو قید کرے یا اُسکے مانند کوئی سزا دیدے اب اسکے سبب نزول مین کلام ہی جو مقام دوم ہی پس اسمین دو وجہ ہین ایک کہ
نزول کا واقعہ کیا تھا دوم آنکہ حکم عام ہی یا کسی گروہ سے مخصوص ہی یا منسوخ ہی پس تلخیص تفسیر **شیخ ابن کثیرؒ** ہی کہ عکرمہ و
حسن نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین ہی کہ گرفتار ہونے سے پہلے اگر اُسنے توبہ کر لی تو سزاے مذکور نہ پاویگا کیونکہ اسلام لانے سے
سب گناہ مٹ جاتے ہین اور مرد مسلمان نے اگر ایسا کیا اور کفار سے جا ملا تو اُسپر حد جاری ہونے سے کوئی مانع نہین رواہ ابن جریر
اور ایسا ہی من طریق عکرمہ از ابن عباسؓ نسائی و ابوداؤد نے روایت کیا **قال المترجم** شاید معنے یہ ہین کہ قبل قدرت کے توبہ کر لینے
سے سزایاب نہونا جو آخر آیت ہی وہ دلالت کرتا ہی کہ نزول اسکا مشرکین کے حق مین ہی کیونکہ اس بات پر اجماع ہی کہ مشرک جب
اسلام لایا باین طور کہ شرک سے توبہ کی تو اُسکا خون حرام ہو جاتا ہی وقد قال تعالے قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لہم ما قد سلف
الآیہ۔ کافرون سے کہدے کہ کفر چھوڑ دو جو تم کر چکے وہ تمکو معاف کیا جائیگا۔ ھ۔ اور فی الحدیث الاسلام یہدم ما کان قبلہ رواہ مسلم وغیرہ

لیکن یہ توجیہ ٹھیک نہین بلکہ یہ تو ہین اسکی دلیل ہے کہ آیت کا نزول ان گنہگار مسلمانون کے حق مین ہے جو نکلکر راہ مارین اسلیے کہ آخر آیت
مین یون فرمایا کہ فان تابوا من قبل ان تقدروا علیہم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم - یعنے تمہارے ہاتھ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرین تو
اللہ تعالے بخشنے والا ہے حالانکہ مشرک خواہ گرفتار ہونے سے پہلے یا پیچھے کسی وقت توبہ کرے یعنے کفر چھوڑکر اسلام لاوے تو معاف
ہوجاتا ہے بدلیل آیت وحدیث واجماع مذکورہ بالا پس آخر آیت سے معلوم ہوا کہ یہ اُن گنہگار مسلمانونکے حق مین ہے جو نکلکر راہزنی کرین یہی
قول ابوحنیفہ ومالک وشافعی وغیرہم کا ہے اور ابن المنذر نے اسکو صحیح کہا ہے پھر تفسیر ابن کثیرؒ مین بروایت علی بن ابی طلحہ از ابن عباس رضہ
ہے کہ فرمایا کہ اہل کتاب مین سے ایک قوم کے اور نبی صلعم کے درمیان عہد وپیمان تھا انھون نے عہد توڑا اور فساد کیا تو اللہ تعالے نے آنحضرت
صلعم کو اختیار دیا کہ عقوبتہاے مذکورہ سے جو سزا چاہین دین (رواہ ابن جریر) اور مصعب بن سعد عن ابیہ سعد بن ابی وقاص کہ نزول
اسکا حروریہ کے حق مین ہوا (رواہ ابن مردویہ) قال المترجم یعنے حروریہ خوارج اسی حکم مین داخل ہین قال ابن کثیر صحیح یہ ہے کہ
آیت عام ہے خواہ مشرک ہون یا مسلمان جو ایسا کرے اُسکی یہی سزا ہے اور قرطبیؒ نے بھی کہا کہ آیت اگرچہ یہود یا مرتدون کے واقعہ مین
نازل ہوئی ہو لیکن حکم اسکا ان مسلمانونکو بھی شامل ہے جو اسطرح محاربہ وفساد کرین اور اسمین اہل علم کے درمیان کچھ اختلاف نہین
ہے پھر واقعہ نزول جسکا حاصل شیخ سیوطیؒ نے ذکر کیا ہے تفسیر ابن کثیر مین اسطرح مذکور ہے کہ انس بن مالک نے فرمایا کہ چند نفر
قبیلۂ عرینہ کے رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ مین آئے اور اسکی آب وہوا سے انکو اجتوا ہوا یعنے پیٹ بڑھ گئے اور ہاتھ پاؤن دُبلے
پڑگئے پس رسول اللہ صلعم نے انکو صدقہ کے اونٹون کے وہان بھیجدیا اور حکم کیا کہ انکا موت اور دودھ پئین انھون نے یہی کیا
جب تندرست ہوے اسلام سے مرتد ہوگئے اور چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لیگئے پھر آنحضرت صلعم نے انکے نشان قدم پر
لوگ روانہ کیے پس وہ پکڑ آئے تو حضرت صلعم نے انکے ہاتھ پاؤن جانب خلاف سے کٹوائے اور آنکھون مین کیلین گڑوائین
اور حرہ مین انکو ڈلوادیا حضرت انس رضہ نے کہا کہ مین نے انکو دیکھا کہ پیاس سے کوئی کوئی انمین زمین چاٹتا ہے یہانتک کہ سب مرگئے
اور نازل ہوا قولہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ الآیہ - رواہ البخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد وغیرہم بالفاظ مختلفہ اور بعض روایت مین
ہے کہ یہ لوگ قبیلۂ عکل وعرینہ کے تھے اور بعض مین مصرح ہے کہ اسی بارہ مین نازل ہوا قولہ انما جزاء الذین الآیہ اور بعض روایات مین ہے کہ جریر
بن عبداللہ البجلی کو سردار کرکے بیس سوار انصاری انکے پیچھے روانہ کیے تھے اور انکے ساتھ ایک قیافہ دان کردیا تھا جو ان لوگون کے
نشان قدم پر لیے جاتا تھا اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ثابت ہوا کہ ان خبیثون نے چرواہے کی آنکھون مین ببول کے کانٹے بھونکے
تھے اسکے عوض مین حضرت صلعم نے قصاص کے طور پر انکی آنکھون مین کیلین چبھوئی تھین اور عبدالرزاق نے ابوہریرہ سے قصہ روایت
کیا پھر ابوہریرہ رضہ نے کہا کہ انھین لوگون کے حق مین قولہ انما جزاؤا الذین نازل ہوا اور کہا کہ اسکے بعد آنحضرت صلعم نے آنکھون کی
تسمیر چھوڑدی اور ابن مردویہ نے حضرت سلمۃ بن الاکوع سے ان خبیثون کا قصہ روایت کیا اور اسمین ہے کہ پھر جب اونٹون کا موت اور
دودھ پی کر توانا وتندرست ہوے تو انھون نے یسار پر جو حضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام اور اُن اونٹونکا نگہبان چرواہا تھا یہ ظلم
کیا کہ پچھاڑکر اسکو ذبح کیا اور اسکی دونون آنکھون مین ببول کے کانٹے بھونکے تھے پھر اونٹ ہانک لیگئے تا آخر حدیث اور یہ قصہ
ایک جماعت صحابہ رضہ سے مروی ہے اور سعید بن جبیر نے یہی قصہ روایت کیا اور آخر مین کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اس سے پہلے یا اسکے بعد
کبھی کسیکو مثلہ نہین کیا اور فرماتے تھے کہ مثلہ مت کرو (رواہ ابن جریر) قال المترجم مثلہ کرنے سے ممانعت کی حدیث مرفوعا صحاح مین

رحیم ہے یعنے توبہ کرنے سے جو انھون نے برائی کی اُسکو بخش کر رحمت کرنے والا ہے۔ عبر بذلک دون فلا تحدوہم لیفید انہ لا یسقط عنہ بتوبۃ الا حد و دالمتعر
تعالے دون حقوق الآدمیین کذا ظہر لی ولم ار من تعرض لہ واللہ اعلم فاذا قتل واخذ المال یقتل ویقطع ولا یصلب ہو اصح قولی الشافعی ولا یقیا
توبتہ بعد القدرۃ علیہ شیئا وہو اصح قولیہ ایضا۔ یعنے اللہ تعالے نے قبل گرفتاری کے توبہ کرنے والونکے حق مین فرمایا کہ تم آگاہ رہو کہ
اللہ تعالے غفور رحیم ہے اور یون نہین فرمایا کہ تم اُنکو سزائے مذکورہ مت دو تو یہ اس فائدہ کے لیے کہ اُسکے توبہ کرنے سے فقط اللہ تعالے
کے حدود ساقط ہونگے یعنے جو خاص سزا گناہ کی اللہ تعالے نے مقرر کی ہے وہ ساقط ہوگی اور آدمیون کے حق ساقط نہونگے چنانچہ جسکا
مال لے لیا ہے یا تو اُسکا مال دیوے یا اُس سے کسی طرح خوشامد سے معاف کراوے پھر مفسرؒ نے کہا کہ یہ نکتہ مجھے ظاہر ہوا اور مین نے نہین دیکھا
کہ کسی مفسرؒ نے اس سے تعرض کیا ہو واللہ اعلم اور مترجم کہتا ہے کہ مراد یہ کہ خصوص اس مقام پر کسی نے تنبیہ نہین کی ورنہ آخر آیۃ السرقۃ مین
اُسکے مثل مقام پر شیخ ابن کثیر نے متنبہ کردیا ہے چنانچہ آتا ہے اور اس ضعیف کو بحمد اللہ قبل افادہ حضرت مفسرؒ کے اسی کلام پاک سے ظاہر
ہوگیا تھا اور بعد افادہ حضرت مفسرؒ کے قابل اعتماد ہوگیا اگرچہ ایک نکتہ یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ اُمین لوگون کو تنبیہ ہے کہ خلق الٰہی پر کاربند ہوکر
وہ بھی اپنے حقوق معاف کرین اسیواسطے فان اللہ غفور رحیم نہین فرمایا بلکہ فاعلموا ان اللہ غفور رحیم فرمایا فافہم واللہ اعلم اب تلخیص افادہ
شیخ الحافظ ابن کثیر یہ ہے کہ یہ عفو ومغفرت در صورتیکہ آیت دربارۂ اہل شرک ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو ظاہر ہے اور رہے گنہگار مسلمان
جنھون نے محاربہ کیا پس اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تو وجوب قتل وسولی قطع رجل ساقط ہوگا اور ہاتھ کٹنے مین دو قول ہین اور ظاہر آیت سے یہ
کہ یہ بھی ساقط ہوگا اور اسی پر صحابہ رضہ کا عمل تھا چنانچہ شعبیؒ نے کہا کہ جاریہ بن بدر التیمی اہل بصرہ مین سے مرتکب محاربہ وفساد ہوا پھر
اُسنے حسن بن علی وابن عباس وعبداللہ بن جعفر سے کہا اُنھون نے حضرت علی رضہ سے اُسکے بارہ مین کہا مگر حضرت علی رضہ نے اُسکو امان نہ دی
پس وہ سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آیا وہ اُسکو گھر مین چھوڑکر حضرت علی رضہ کے پاس گئے اور عرض کی کہ یا امیر المؤمنین اللہ تعالے نے فرمایا کہ انما
جزاء الذین تا قولہ ان اللہ غفور رحیم تو آپ اُمین کیا حکم دیتے ہین فرمایا کہ مین اسکے واسطے امان لکھونگا تو سعیدؒ نے کہا کہ یا امیر المؤمنین
ایسا شخص جاریہ بن بدر ہے رواہ ابن جریر اور نیز شعبی نے کہا کہ بنی مراد مین سے ایک شخص حضرت ابو موسیٰ رضہ کے پاس جبکہ وہ زمانہ خلافت
عثمان رضہ مین کوفہ پر حاکم تھے آیا اور ابو موسیٰ نماز پڑھکر بیٹھے تھے پس اُسنے کہا کہ یہ مقام آپکی طرف پناہ لانیوالے کا ہے مین فلان بن فلان
المرادی ہون مین نے اللہ ورسول سے محاربت کی تھی پھر قبل اسکے کہ تم مجھپر قدرت پاؤ مین خود توبہ کرکے حاضر ہوگیا تب ابو موسیٰ کھڑے
ہوگئے اور کہا کہ یہ فلان بن فلان ہے اور قبل ہمارے اسپر قابو پانے کے یہ توبہ کرکے آیا اور پہلے محاربہ کرچکا ہے پس اب اس سے کوئی سوا
بھلائی کے تعرض نہ کرے سو اگر یہ سچا ہے تو سچی راہ پاویگا اور اگر جھوٹا ہے تو اپنے گناہون مین پکڑا جاویگا پھر وہ شخص ہا جب تک اللہ تعالے
نے چاہا پھر نکل گیا سو اپنے گناہون مین ماخوذ ہوکر قتل ہوا رواہ ابن جریر اور نیز روایت کی کہ علی اسدی نے رہزنی ومحاربہ کیا اور راہ خوفناک
کردی اور ناحق خون مین ہاتھ بھرے اور مال ناحق لیا اور عوام وامام سب نے اُسکو پکڑنا چاہا مگر قابو نہ پایا یہانتک کہ اُسنے خود توبہ کرلی اور بات
یہ ہوئی کہ اُسنے ایک مرد کو یہ آیت پڑھتے سنا قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو
الغفور الرحیم۔ پس ٹھہر گیا اور کہا کہ اے بندہ خدا اُسکو دوہراؤ اُسنے پھر یہی آیت پڑھ دی پس اُسنے اپنی تلوار میان مین کرلی پھر تائب
ہوکر مدینہ مین آیا اور سحر کے وقت غسل کرکے مسجد رسول اللہ صلعم مین آکر نماز صبح پڑھی پھر حضرت ابوہریرہ کے گرد اُنکے اصحاب
کے ساتھ بیٹھ گیا پھر جب اُجالا ہوگیا اور لوگون نے اُسکو پہچانا تو اُسکی طرف کو کھڑے ہوئے اُسنے کہا کہ تمھارے لیے کوئی راہ اب میری

Marfat.com

طرف نہیں ہے مین تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کرکے آیا ہون تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ یہ سچا ہے اور اُسکا ہاتھ پکڑ کے مروان بن الحکم کے پاس لائے اور وہ امیر معاویہؓ کی طرف سے مدینہ پر حاکم تھا اور کہا کہ یہ شخص توبہ کرکے آیا ہے تمکو اسکی طرف کوئی راہ نہیں اور نہ قتل ہو سکتا ہے پس وہ سب مواخذہ سے چھوڑ گیا پھر علی اسدی کی توبہ اچھی ہوئی اور وہ سمندر مین جہاد کو روانہ ہوے پس رومیون سے مقابلہ ہوا پس ان لوگون نے اپنی کشتی کو اُنکی کشتی سے قریب کر دیا پس علی اسدی حملہ کرکے رومیون کی کشتی پر گھس گیا اور وہ اُسکے سامنے بھاگ کر کشتی کے دوسرے کنارے پر جا پڑے پس کشتی ایک طرف لنگر کھا کر لوٹ گئی اور سب کے سب دریا مین غرق ہو گئے قال المترجم اسمین توبہ کی بڑی فضیلت ظاہر ہوئی

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ اور لڑائی کرو اُسکی راہ مین

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

شاید تمہارا بھلا ہو جو کافر ہین اگر اُنکے پاس ہو جتنا کچھ زمین مین ہے سارا اور اُسکے

مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ساتھ اُتنا اور کہ چھڑوائی مین دین اپنے قیامت کے عذاب سے وہ اُنسے قبول نہ ہو اور اُنکو دُکھ کی

اَلِيْمٌ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ

مار ہے چاہین گے کہ نکل جاوین آگ سے اور وہ نکلنے والے نہین اور اُنکو

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

عذاب دائم ہے

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ۔ خافوا عقابہ بان تطیعوہ ۔ یعنے تقویٰ کرنے سے یہان مراد یہ کہ اتقوا عقاب اللہ ۔ یعنے عقاب الٰہی سے خوف کرو اور بچو باین طور کہ اللہ تعالے کی طاعت و فرمانبرداری کرو اور مخالفت و محاربت کرو وَابْتَغُوْٓا ای اطلبوا اور طلب کرو ۔ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ۔ اللہ تعالے کی طرف وسیلہ ۔ ای مایقربکم الیہ من طاعتہ ۔ یعنے وہ چیز ڈھونڈو جو تمکو اللہ تعالے سے نزدیک کرے جو اُسکی بندگی ہے در اصل وسیلہ وہ چیز ہے جس سے مقصود حاصل کرنے کی طرف توسل لیا جاوے اور یہان ابن عباس سے وسیلہ کی تفسیر قربت مروی ہوئی اور مراد اس سے وہ چیز ہے جس سے قربت حاصل ہو یعنے طاعات جو وسیلہ تقرب ہین انہین سے بھی دلی آرزو کے ساتھ ایسی چیز تلاش کرو جس سے تقرب ہو اور آگے خود جہاد کا حکم فرمایا جو اعلیٰ وسیلہ ہے اور بعض صوفیہ کی عبارات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کافرون سے لڑائی تو چھوٹا جہاد ہے اور نفس کشی بڑا جہاد ہے تو مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ محض لڑائی ظاہری تو آسان ہے اور نفس کو حرام و شبہات و ممنوعات مین پڑنے سے روکنا یہ زیادہ سخت ہے کیونکہ یہ دشمن سامنے نہین اور چوٹ نہین کھاتا اور حاوی ہو رہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو بندے خالص نیت سے تقویٰ کے ساتھ جہاد کرتے ہین تو ظاہر ہے کہ وہ جہاد اصغر و اکبر دونو کے جامع ہین اور سابق مین مختصر عبارت مین اسکے فضائل بیان ہو چکے بالجملہ وسیلہ کی تفسیر قربت سے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے یہی مجاہد و ابو وائل و ابن زید و بہتیرون سے مروی ہے اور ابن زید نے اسپر شاہد دوسری آیۃ قولہ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ الآیۃ پڑھ دی اور قتادہؒ نے کہا یعنے اُسکی طاعت و مرضیات پر عمل کرو قال الشیخ ابن کثیر تقویٰ کا لفظ جب طاعت کے ساتھ بیان ہوتا ہے

Marfat.com

تو مراد اُس سے یہ ہوتی ہی کہ حرام چیزون سے باز رہو اور جو منع ہین اُنکو چھوڑ دو اور جو تفسیر ان ائمہ صالحین سے مروی ہوئی اسی معنے کر ہی اور مفسرین کے درمیان اس تفسیر مین کچھ اختلاف نہین ہی اور یہ جان لینا چاہیے کہ وسیلہ ایک خاص منزلت جنت کا نام بھی ہی اور وہ منزلت فقط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہی یہان مراد نہین ہو سکتی ہی اور یہ عرش سے سب چیزسے زیادہ قریب ہی عمرو بن العاصؓ نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم لوگ اذان دینے والے سے سنو تو تم بھی اُسکے مثل کہتے جاؤ پھر مجھپر درود پڑھو کیونکہ البتہ جسنے مجھپر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالے اُسپر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہی پھر اُسکے بعد تم میرے واسطے درخواست کرو کہ اللہ تعالے وسیلہ مجھے عطا کرے اور وہ جنت مین ایک درجہ ہی کہ اللہ تعالے کے بندون مین سے ایک ہی کے واسطے ہو سکتا ہی اور مجھے امید ہی کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جسنے میرے واسطے وسیلہ کی درخواست کی اُسکو میری شفاعت روزی ہوگی رواہ مسلم اور یہ معنے امام احمد و ترمذی و ابن مردویہ نے صحیح اسانید کے ساتھ ابو ہریرہؓ سے روایت کیے اور نیز اسکو طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہی معنے یہ ہونگے کہ یہ منزلت فقط آنحضرت صلعم کے واسطے ہوگی پھر آپ کے ساتھ آپ کے صالحین اہل بیت رضوان اللہ علیہم ساکن ہونگے پس اب روایات صحاح کے معنے مین موافقت ہوگئی۔ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ ۔ لاعلاء دینہ یعنے اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنے کے یہ معنے ہین کہ اُسکا دین بلند کرنے کے واسطے جہاد کرو تب ہی اللہ تعالے کی راہ مین ہوگا چنانچہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ لوگون نے کافرون سے لڑنے والونکے اقسام باعتبار نیت کے بیان کرکے پوچھا کہ انمین سے اللہ تعالے کی راہ مین لڑنے والا کون ہوا تو آپ نے فرمایا من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله یعنے جسنے اس نیت سے قتال کیا کہ اللہ تعالے کا کلمہ بلند ہو تو وہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنیوالا ہی الحاصل ای ایمان والو اللہ تعالے سے تقوی رکھو اور نیک اعمال سے اسکی جناب مین تقرب ڈھونڈو اور اسی کا کلمہ بلند ہونے کے لیے جہاد کرو۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ تفوزون تاکہ فوز حاصل کرو اللہ تعالے نے بندگان اولیا کو پہلے تو حرام وممنوع سے پرہیزگاری رکھنے کا حکم دیا پھر پاکیزہ کرکے طاعات کی رغبت دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ وہ فوز عظیم ہی پھر بندگان اولیا کے حال کے بعد اُس مخلوق کا حال خراب بیان فرمایا جو نافرمانی کرتے اور نیک بد نہین سمجھتے اور عاقبت کا وبال وعقاب اپنے سر سمیٹتے ہین یہ مخلوق مملوک مقہور ہین اور یہ لوگ بالکل مباین از اول فریق ہین اسواسطے ان خبیثون کو بالکل الگ کرکے بدون واو عطف وغیرہ کے ذکر فرمایا۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۔ جو لوگ کفر وشرک پر مرگئے۔ لَوْ أَنَّ لَهُمْ ای لو ثبت ان۔ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ اگر بصورت فرض کیجاوے کہ تمام زمین مین جو کچھ مال وخزانہ وغیرہ ہی سب انکے لیے ہی۔ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ۔ اور اسکے برابر اور بھی ہی۔ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ تاکہ قیامت کے عذاب سے چھٹکارے کے لیے اس سب کو وہ فدیہ دین تو بھی۔ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۔ اُنسے یہ قبول نہ کیا جائیگا۔ بلکہ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔ اُنکے لیے درد دینے والا عذاب ہوگا اور سراج مین کہا کہ ولہم ای لا العصاة المسلمين ۔ یعنے انھین کافرون کیواسطے عذاب الیم ہوگا اور ون کے واسطے نہوگا چنانچہ متقی مومنون کے واسطے بالکل نہوگا اور گنہگار مسلمانون کے واسطے ایسا عذاب نہوگا اور نیز گنہگار مسلمان بعد چندے اپنی معصیت کی سزا اُٹھا کر نکالے جاوینگے برخلاف کافرون کے کہ کبھی نہ نکلینگے چنانچہ فرمایا۔ يُرِيدُونَ ای یتمنون۔ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ ۔ تمنا کرینگے کہ نکلین آگ سے لیکن حکم قطعی ہو چکا کہ۔ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۔ کبھی وہ آگ سے نہین نکلنے والے ہین۔ اسیواسطے جملہ اسمیہ وغیرہ مفید تاکید واستمرار سے بیان کیا تاکہ سمجھ لیا جاوے۔ اور جبکہ

کفر بڑی جہالت واندھاپن ہی جس سے دنیا کی سمجھ جو حواس سے متعلق ہی چاہے کتنی تیز ہو لیکن آخرت وراہ حق کی سمجھ جو عقل سے متعلق ہی اسمین بالکل نادان ہوتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین فرقہ نصاریٰ کو دیکھکر عبرت حاصل کرو کہ دنیا کے کامونمین کتنے ہوشیار اور ہوش حواس والے ہین اور دین کے معاملہ مین وہی تین خدا کہے جاتے ہین اور جب دلائل سے بحث مین پکڑے جاتے ہین تو بغلین جھانکتے ہین لہذا اللہ تعالےٰ نے قولہ وما ہم بخارجین منہا۔ سے جو مفہوم تھا اسکو تصریح سے بھی فرمادیا کہ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ۔ اور انکے لیے عذاب دائمی ہے
ف مقیم یعنے ٹھہرا ہوا کہ جنبش نہ کرے اور کبھی نہ ٹلے یعنے دائمی عذاب ہی اور اسمین بھی خبر مقدم کرکے انحصار کردیا کہ یہ مخصوص کافرون کے لیے ہی اور گنہگار مسلمانون کے حق مین ایسا نہوگا اور احادیث سے گنہگار مسلمانونکا دوزخ سے نکلنا مصرح ثابت ہوا پس فرقۂ معتزلہ وغیرہ جو کہتے ہین کہ مسلمان اگر کبیرہ گناہ کرکے بلا توبہ مرگیا تو وہ بھی دائمی دوزخی ہی تو انکا قول مردود ہی جیسا کہ آیت کریمہ سے مفہوم اور احادیث سے مصرح ثابت ہوا اور تعجب ہی زمخشری معتزلی نے کشاف مین جابجا بہت سی روایتون کو جو بنائی ہوئی موضوع وضعیف وغریب ومنکر ہین استدلال مین پیش کیا اور جب اس مقام پر پہونچا تو صحیح حدیثون کو کہنے لگا کہ یہ تو محدثین اہل سنت وجماعت نے گڑھ لی ہین صاحب فتح البیان نے سچ کہا کہ ایسے ناواقف وبیخبر آدمی سے کیونکر اس غرض سے گفتگو کی جاوے کہ جو حق بات ہی وہ ظاہر ہو جسکو روایت کے فن سے وقوف نہین اور صحیح وضعیف وموضوع مین اسکو تمیز نہین ہی یہ کتنی بڑی جہالت ہی کہ موضوع ومنکر سے تو دلیل لاوے اور گنہگار مسلمانونکے دوزخ سے نکالے جانے کی صحیح مشہور بلکہ متواترات حدیثونکو موضوع بتلادے لیکن مترجم اہل ایمان وانصاف کی آگاہی کیواسطے اختصار سے بیان کرتا ہی واضح ہو کہ نہایت صحیح احادیث واخبار سے جو تعداد کثیر ہین یہ بات ثابت ہوگئی ہی کہ کچھ گنہگار اہل توحید واسلام اگلی امتونکے اور اس امت کے بھی دوزخ مین جاوینگے پھر نکالے جاوینگے اور رہے کفار سو وہ کبھی نہین نکلینگے چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دوزخی آدمی لایا جائیگا اس سے کہا جائیگا کہ ای آدمی تو نے اپنا ٹھکانا کیسا دیکھا یہ عرض کریگا کہ بہت ہی برا ٹھکانا ہی حکم ہوگا کہ زمین بھر سونا تو اپنے فدیہ مین دیسکتا ہی کہیگا کہ ہان ای پروردگار مین دیدونگا اور تعالےٰ فرماویگا کہ تو جھوٹا ہی اس سے بہت آسان تجھسے کہا گیا مگر تو نے نہین کیا پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کو اسے لیجاؤ رواہ مسلم والنسائی والبخاری اور ابن صہیب نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوزخ مین سے ایک قوم نکالے جاوینگے اور جنت مین داخل کیے جاوین گے تو ابن صہیب نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہی کہ یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا حضرت جابرؓ نے جواب دیا کہ آیت کو اول سے پڑھ یعنے ان الذین کفروا لو ان لہم ما فی الارض ۶ الی آخر الآیۃ۔ آگاہ ہو کہ یہ انھین لوگون کے حق مین ہی جو کافر ہین رواہ ابن مردویہ واحمد ومسلم فی صحیحہ وابن ابی حاتم وابن المنذر اور بعض روایت مین ابن صہیب نے بیان کیا کہ پہلے تو مین غصہ ہوا پھر حضرت جابرؓ کی تحقیق کرنے اور قرآن مجید مجھے سمجھانے کے بعد مین تحقیق پر ہوگیا اور ایسا ہی طلق بن حبیب سے ثابت ہوا اور ایسا ہی عکرمہ نے ابن الازرق کے جواب مین ابن عباس سے روایت کیا ہی بالجملہ صحاح احادیث سے اسطرح متواتر المعنے ثابت ہوا کہ ضروریات دین سے ہوگیا ہی اسواسطے کتب عقائد مین بیان کیا جاتا ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالےٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اشارہ ہی کہ حسن تقویٰ اچھا وسیلہ ہی اور تقویٰ یہ کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے سب سے نظر اٹھالیوے اور غیر کی طرف نظر نہ رکھے اور اسی تقویٰ سے اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈھے کہ سوائے حق تعالےٰ کے بندون کا اسکی طرف کچھ وسیلہ نہین ہی کیونکہ وہی پاک خود بندون کے لیے وسیلہ ہی یہ عمدہ معنے مفہوم ہین چنانچہ تو دیکھ کہ شاعر کہتا ہی ؎ ایا جود معن ناج معنا بحاجتی + فلیس الی معن سواہ شفیع + یعنے معن جو مرد کریم دینی ہی اسکی صفت کرم کو

Marfat.com

خطاب کرکے کہتا ہی کہ ای محسن کے کرم تو ہی مجھ سے میری حاجت کو چپکے سے بیان کردے کیونکہ محسن ایسا کریم ہی کہ اُسکے پاس کسی غیر کی سفارش کی ضرورت نہین وہی خود بذریعہ اپنے کرم کے اپنے پاس سفارشی ہی پھر وسیلہ یہان محبت و معرفت الٰہی ہی اور اسی سے اسکی طرف استعانت ہی کہ بندہ مراد کو پہونچ جاتا ہی **قال المترجم** سلسلہ کلام یون ہی کہ ظلم و غدر یہود و اہل کتاب پھر قصہ ہر دو پسر آدم علیہ السلام و نیک کا نیک و بد کا بد انجام پھر بیان آنکہ بعد فہمایش رسولون کے بھی اہل بیوفائی کو اثر نہونا اور وہی فساد و ظلم کیے جانا جسکا نتیجہ پہونچنا مین عدل ہوا پھر سزائے اہل محاربہ تاکہ اہل طاعت کو امن ملے مگر غلبۂ رحمت سے توبہ کرنے والون کو عفو کرنا پھر ارشاد یہ کہ نفس و دنیا سے منھ موڑ کر اوتعالے کی طرف تقوے سے وسیلہ پکڑین لیکن کافر اپنے ہاتھون ذبح لیتے ہین اور اپنے ہاتھون فساد کرتے ہین اُنکے ہاتھ قلم کرو

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ

اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت کاٹ ڈالو اُنکے ہاتھ سزا اُنکی کمائی کی تنبیہ اللہ کی طرف سے اور اللہ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

زور آور حکمت والا ہی پھر جسنے توبہ کی اپنی تقصیر کے پیچھے اور سنوار پکڑی تو اللہ اُسکو معاف کرتا ہی بیشک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ

بخشنے والا مہربان ہی تونے معلوم نہین کیا کہ اللہ کو ہی سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے

يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

جسکو چاہے اور بخشے جسکو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہی

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا - جو کوئی مرد یا جو کوئی عورت چوری کرے تو اُنکے ہاتھ کاٹ دو - سرقہ بکسر الراء اُس چیز کا نام ہی جو چرائی جاوے اور سرق مصدر ہی اور وہ آنکھون سے پوشیدہ کوئی چیز لے لینے کو کہتے ہین جیسے محاربہ و قطع طریق یہ ہی کہ ظاہر کھلے ہوے لے لینا اور اس بیان سے ماسبق سے مناسبت بھی ظاہر ہوگئی پھر سرقہ مین سارق مرد کو سارقہ عورت سے مقدم کیا بوجہ اسکے کہ اکثر یہ فعل مردون سے زیادہ واقع ہوتا ہی جیسے سورۂ نور مین قولہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ - مین زانیہ عورت کو زانی مرد سے مقدم کیا کیونکہ زیادہ میلان اس فعل زنا کا عورتون ہی پھر قولہ فاقطعوا ایدیہما مین قطع بمعنے ابانت یعنے جدا کردینا اور معنے یہ کہ دونون مین سے ہر ایک کا ہاتھ کاٹ دو لیکن یدیہما نہین فرمایا کیونکہ اجتماع دو تثنیہ کا عرب کی زبان مین کراہت ہی جیسے قولہ فان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما - مین قلبا کما - نہین کہا ہی اور مراد ید سے یہان داہنا ہاتھ ہی اور کمالین مین کہا کہ یہ بدلیل قراءۃ ابن مسعود رضہ کے کہ فاقطعوا ایمانہما ای دونونکے داہنے ہاتھ کاٹ دو اور اسی پر اجماع منعقد ہوا ہی **قال ابن کثیر** یہ قراءت شاذ ہی صرف مؤید اس تفسیر کی ہی کہ ہاتھ سے داہنا مراد ہی ورنہ احادیث صحاح و اجماع سے یہ بات متعین ہوگئی کہ داہنا ہاتھ مراد ہی پھر لفظ ید کا اطلاق پہونچا تک اور کہنی تک اور مونڈھے تک ہوتا ہی اور جمہور سلف و فقہ کے چارون اماموں کے قول مین مراد پہونچا تک ہی کہ کوع سے جو کہ پنجہ اور کلائی کا جوڑ ہی کاٹا جاوے اور تل دیا جاوے تاکہ خون بند ہو جاوے اور یہی صحیح حدیثون مین مروی ہی **قال المفسر** و بنیت السنۃ ان الذی یقطع فیہ ربع دینار فصاعدا - وانہ ان عاد قطعت رجلہ الیسرے من مفصل القدم ثم الید الیسری ثم الرجل الیمنی وبعد ذلک یعزر - اور سنت نبی صلعم نے ظاہر فرمادیا کہ سرقہ اگرچہ قلیل مال چرایا ہو یا کثیر مال لغت مین سب پر

صادق ہو لیکن شرع میں جس سرقہ میں ہاتھ کاٹا جائیگا وہ سرقہ ہو کہ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ ہو خواہ نقد یا اتنے کا مال ہو یہی امام شافعیؒ کا
مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دس درم یا اتنے کا مال ہے اور یہی سنت نے ظاہر کیا کہ دایاں ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اگر اس نے
دوبارہ چوری کی تو دوسری طرف کا پاؤں یعنے بایاں پاؤں اس جوڑ پر سے جہاں قدم و ساق ملے ہیں کاٹا جاوے پھر اگر تیسری بار چوری کی
تو بایاں ہاتھ کاٹا جاوے پھر اگر چوتھی بار چرایا تو دایاں پاؤں کاٹا جاوے پھر اسکے بعد اگر چرایا تو تعزیر دی جاوے اور یہ سب امام شافعیؒ کا
مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک پہلی بار دایاں ہاتھ اور دوسری بار بایاں پاؤں کاٹا جاوے پھر تیسری بار اسکو تعزیر دیجاوے گی
قال المترجم تحقیق کلام از ابن کثیر وغیرہ یوں ہے کہ چور کے واسطے سزائے قطع زمانۂ جاہلیت میں بھی قریش کی ایجاد سے موجود ہوئی تھی کہ انھوں
نے خانۂ کعبہ کے خزانہ چرانے والے کا ہاتھ قلم کیا کہ پھر چوری سے بندگان خدا امن میں ہو گئے اور مانند قسامت و دیت وغیرہ
کے شرع میں یہ سزا بھی موافق وار دہوئی اور ان سب پر شروط زیادہ ہوئے ہیں اور بعض فقہا اہل ظاہر اس طرف گئے ہیں کہ چور اگر
کوئی چیز چرائے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جاوے بدلیل آنکہ آیت عام ہے اسمیں سرقہ کی مقدار میں کوئی تخصیص نہیں ہے
پس ان لوگوں نے مال مسروقہ میں کوئی مقدار محدود نہیں رکھی اور یہ بھی قید نہیں اعتبار کی کہ وہ مال محرزہ چرا وے اور تمسک انکا
اس حدیث سے ہے جو صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ چور پر کہ
ایک بیضہ چراتا ہے پس اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور حبل چراتا ہے پس اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے پھر سوائے ان اہل ظاہر کے باقی جمہور علما نے
سرقہ میں حرز و نصاب کا اعتبار کیا اگرچہ اسکی مقدار میں اختلاف ہے حتی کہ چاروں ائمہ فقہ میں سے ہر ایک کا قول اسکی مقدار میں علیحدہ
ہے پس امام مالک کے نزدیک تین درم سکہ دار کھرے یا اس قدر داموں کا مال یا اس سے زیادہ کو اگر حرز سے چرا دے تو ہاتھ کاٹا جاوے
اور اس سے کم میں سزائے دیگر کا اختیار ہے ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اور حجت انکی حدیث ابن عمرؓ ہے کہ حضرت صلعم نے ایک ڈھال چرانے
والے کا ہاتھ کاٹا جسکی قیمت تین درم تھی رواہ البخاری ومسلم ایضاً اور مالکؒ نے کہا کہ عثمانؓ نے ایک اترجہ چرانے والے کا جسکے
دام تین درم اندازہ کیے گئے تھے ہاتھ کاٹ دیا مالکؒ نے کہا کہ اس باب میں یہ اثر مجھے زیادہ محبوب معلوم ہوا اور اسکو مالک نے موطا میں
باسناد صحیح از عمرہ بنت عبدالرحمٰن روایت کیا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایک چور نے اترجہ چرایا تو عثمانؓ نے اسکی قیمت اندازہ کرائی پس
تین درم کو اندازہ کی گئی پس عثمانؓ نے ہاتھ کاٹ دیا فقہائے مالکیہ نے کہا کہ یہ کام جو کیا گیا خواہ مخواہ مشہور ہوا ہوگا اور اس پر صحابہؓ
میں سے کسی سے انکار ثابت نہیں ہوا تو ایسے صنیع پر اجماع سکوتی نقل کیا جا سکتا ہے اور اسمیں دلالت ہے کہ پھلوں کی چوری میں
ہاتھ کاٹا جاوے لیکن حنفیہ فقہا نے اسمیں خلاف کیا اور شاید انکے نزدیک یہ تاویل ہوگی کہ وہ توڑ کر حرز میں کر لیا گیا ہوگا اور نیز یہ اثر
بحیثیت مذکورہ حنفیہ و شافعیہ دونوں پر حجت ہے کہ اول نے دس درم اور دوم نے چہارم دینار کا کیوں اعتبار کیا کیونکہ اسمیں تین درم کی مقدار
مذکور ہے **وقال المترجم** اس حدیث و اثر میں اگرچہ یہ تنصیص نہیں کہ تین درم سے کم میں نہ کاٹا جاوے لیکن آگے تنصیص آتی ہے ہاں یہ حدیث فعلی ہے قولی
نہیں اور اثر عثمانؓ انکا خود فیصلہ ہے وہ حدیث مرفوع نہیں ہے اسکو یاد رکھو اور آگے چلو **شیخ ابن کثیر**ؒ نے فرمایا کہ امام شافعیؒ نے چور کا ہاتھ کاٹے جانے
کیواسطے چوتھائی دینار یا اسکے مساوی مالیت کا اعتبار کیا اور دلیل انکی حدیث عائشہؓ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ چہارم دینار
یا زیادہ میں رواہ البخاری ومسلم **قال المترجم** اس روایت میں اگرچہ یہ تصریح نہیں کہ اس سے کم میں نہ کاٹا جاوے لیکن دوسری روایت صحیح مسلم میں یوں ہے کہ نہ
کاٹا جاوے چور کا ہاتھ مگر چہارم دینار میں یا زیادہ ہو **قال ابن کثیر** یہ حدیث قولی فاصل ہے اس مسئلہ میں اور چہارم دینار معتبر ہونے میں نص ہے کہ

شیخ ابن کثیرؒ نے حدیث مالک کا جواب اصحاب شافعیہ سے یون نقل کیا کہ دینار اُس زمانہ مین بارہ درم کا تھا تو تین درم ڈھال کی قیمت چہارم
دینار ہو گیا پس دونون حدیثین معنے مین متفق ہین وقال المترجم اعتبار نصاب کا سرقہ مین بنظر مالیت ہوگا اور یہ مستبعد ہے کہ چہارم ہونے کو خلقت
ہو حتیٰ کہ دینار بارہ درم کا تھا تو تین درم مین اور جب چالیس درم کا ہوا تو دس درم مین جیسا کہ حنفیہ نے کہا اور اگر ایک دینار چھوٹا کہ آٹھ ہی درم
کا بنایا جاوے تو دو ہی درم مین حتیٰ کہ بہت چھوٹا چار درم کا ہو تو ایک ہی درم مین ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا جاوے پس اس حدیث کو مسئلہ مین فاصل
قرار دینا بعید ہے کیونکہ سرقہ مختص بدینار نہین پھر دینار مختلف ہین ہان اُس زمانہ مین جبکہ آپ نے چہارم دینار کا حکم کیا تھا تو دلالت حال سے حکم معلوم
تھا پس اگر بارہ درم کا دینار تھا تو تین درم یا چہارم دینار یا اُسکے مساوی کا اعتبار متعین ہوگا اور اگر یہ معلوم ہونا متعذر ہو جاوے تو کیونکر نفس ہونا
مان لیا جائیگا مگر اسی طرح کہ چہارم دینار جسکے تین درم ہون پس قول مالکؒ سے کچھ خلاف نہوگا پھر فرمایا کہ چہارم دینار معتبر ہونیکا مذہب حضرت عمرؓ
و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے و عمر بن عبد العزیز و لیث بن سعد و اوزاعی و شافعی و اسحاق و ابو ثور و داؤد ظاہری کا قول ہے قال المترجم
امام مالک نے جو اثر حضرت عثمانؓ سے روایت کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینار بارہ درم کا تھا جسکا چوتھائی معتبر ہوا ہے اور اسی سے اسحاقؒ سے
ایک روایت مین انکا مذہب یہ مروی ہوا کہ تین درم یا چہارم دینار دونون مین سے کوئی چرا وے ہاتھ کاٹا جاویگا اور یہی قول امام احمدؒ کا ہے اور امام
احمدؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چوتھائی دینار مین چور کا ہاتھ کاٹو اور اس سے کم مین مت کاٹو اور اُسوقت مین
چوتھائی دینار تین درم کا تھا اور دینار بارہ درم کا تھا کذا رواہ احمد اور نسائی کی ایک روایت مین ہے کہ نہ کاٹا جائیگا چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے
کم مین تو عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ ڈھال کی قیمت کیا ہے اُنھون نے فرمایا کہ چوتھائی دینار قال المترجم اسمین صریح دلالت ہے کہ چہارم دینار کہنے سے مالیت
معلومہ مراد ہے اور خصوصیت چہارم کے لفظ کی نہین ہے کیونکہ بالاتفاق ڈھال کی قیمت کا اعتبار نہین تا کہ اگر عمدہ ڈھال بیس درم کی ہو تو بیس درم سے
کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے حالانکہ روایت نسائی مین یہ لفظ ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے پس ظاہر ہوا کہ ڈھال کی قیمت یا چہارم دینار سے
غرض مالیت ہے اور اثر مالکؒ سے معلوم ہو گیا کہ کھرے تین درم مراد ہین پس اب غور کرنے کے قابل مذہب امام مالکؒ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تین درم کھرے یا
بارہ درم والے دینار کا چہارم یا اسقدر مالیت کی چیز چرا لے تو ہاتھ کاٹا جاوے اگرچہ فی الجملہ مبہم رہا کہ درم کی کیا مقدار تھی ہان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بسبب
دلالت حال کے یہ بات معلوم تھی پس ممکن ہے کہ ایک وزن کے حساب سے تین درم ہون اور دوسرے وزن سے زیادہ ہون پھر شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا و اما الامام ابو حنیفہ
و اصحابہ ابو یوسف و محمد و زفر و کذا سفیان الثوری رحمہم اللہ فانہم ذہبوا الی ان النصاب عشرۃ دراہم مضروبۃ غیر مغشوشۃ۔ یعنے امام ابو حنیفہ و انکے شاگرد ابو یوسف
و محمد و زفر اور اسی طرح شیخ سفیان ثوری رحمہم اللہ ان سب کا مذہب یہ ہے کہ نصاب سرقہ کھرے دس درم سکہ دار ہین جنھین میل نہو و احتجوا بان ثمن المجن الذی
قطع فیہ السارق علی عہد رسول اللہ صلعم کان ثمنہ عشرۃ دراہم و قد روی ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا ابن نمیر و عبد الاعلی عن محمد بن اسحاق عن عمرو
بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقطع ید السارق فی دون ثمن المجن و کان ثمن المجن عشرۃ دراہم قالوا فہذا
ابن عباس و عبد اللہ بن عمرو قد خالفا ابن عمر فی ثمن المجن فالاحتیاط الاخذ بالاکثر لان الحدود تدرأ بالشبہات انتہی بلفظہ۔ اور حجت اُن
لوگون کی یون ہے کہ حضرت صلعم کے وقت مین آپ کے حکم سے جس ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اُس ڈھال کی قیمت دس درم تھی اور ابو بکر
بن ابی شیبہ نے باسناد مذکور عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈھال سے کم دامون کی چوری مین چور کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے
اور ڈھال کی قیمت دس درم تھی ان فقہا کی دلیل یہ ہوئی کہ دیکھو یہ ابن عباس و عبد اللہ بن عمرو دونون نے ڈھال کی قیمت بیان کرنے مین عبد اللہ بن عمرؓ سے خلاف
کیا یعنے عبد اللہ بن عمرؓ نے تو تین درم بیان کیے تھے اور یہ دونون کہتے ہین کہ دس درم قیمت تھی تو شبہہ پڑا تو جنھون نے زیادہ قیمت بیان کی ہے

Marfat.com

ہی احتیاط کرکے لینا چاہیے کیونکہ اسمین تین درم کم مقدار بھی آگئی تو دس درم کی مقدار نصاب ہونا قطعی ہوا اور تین درم کی مقدار نصاب لینے مین شبہہ رہا اور بالاتفاق یہ کلیہ اصل مسلم ہے کہ حدود یعنے سزائین مقرری جن شروط کے ساتھ ہین اگر کسی مین کچھ شبہہ ہو تو حد ساقط ہو جاتی ہے لہذا جب تین درم ہونے مین شبہہ ہا تو اس مقدار سے حد یعنے چور کا ہاتھ کاٹنا ساقط ہوگا **قال المترجم** پوشیدہ نہین کہ حدیث ابن ابی شیبہ کی اسناد درجۂ حسن سے کسی طرح کم نہین اور اسمین شیخ ابن نمیر وعبد الاعلی تو شیوخ بخاری ومسلم ہین اور محمد بن اسحٰق کی ترمذی نے بخاری سے توثیق نقل کی اور اسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے جہابذۃ المحدثین وغیرہم نے استدلال کیا اور طحاویؒ نے اسی کو ابن عباس وعبد اللہ بن عمرو اور ام ایمن سے باسانید جیدہ روایت کیا ہے پس اسناد مین جو ظاہر متصل ہے جسکو کلام ہو وہ ناانصاف متعصب ہے اسکو اللہ تعالیٰ سے خوف چاہیے پھر توجیہ استدلال مین بھی کوئی شبہہ نہین ہے اور ترجیح روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ بسبب روایت صحیحین یا اعتماد بقضیہ حکم عثمان رضی اللہ عنہ کچھ مفید نہین کیونکہ شبہہ باقی رہیگا اگرچہ ضعیف ہو اور خصوص اس صورت مین کہ **شیخ ابن کثیر** نے اسکے بعد لکھا کہ بعضے سلف رضی اللہ عنہم کا یہ مذہب ہے کہ دس درم یا ایک دینار یا انمین سے کسی ایک کے برابر قیمت کے مال چرانے مین چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور یہی قول حضرت علی وابن مسعود رضی اللہ عنہم وابراہیم نخعی وابو جعفر باقر رحمہما اللہ کا نقل کیا جاتا ہے بہر حال جمہور سلف وخلف وائمۂ فقہ کے قول مین سرقہ کی سزا ہاتھ کاٹنے کی دو شرطین ہین ایک یہ کہ حرز سے مال چرایا ونکالا ہو اور دوم وہ مال بقدر نصاب ہو اور نصاب مین اختلاف بیان ہوا اور بعضے اہل ظاہر جنھون نے حدیث ابو ہریرہ مرفوع سے بیضہ یا حبل کی چوری پر ہاتھ کاٹے جانے سے استدلال کرکے حد سرقہ کا کوئی نصاب نہین قرار دیا تو جمہور نے ان لوگون کو یہ جواب دیا کہ تمنے جس حدیث ابو ہریرہؓ سے استدلال کیا اسکے معنے جو تم سمجھے ہو وہ نہین ہین کیونکہ ہمنے جو صحیح احادیث اوپر بیان کردین انسے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ تین درم سے یا چہارم دینار سے یا ڈھال کے دام سے کم مقدار چرانے مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا پس یہ تو متعین ہو گیا کہ سرقہ کی حد جاری کرنے مین کچھ نصاب معتبر ہے اور مطلقاً سرقہ پر یہ حد جاری نہین ہے اور رہی وہ حدیث ابو ہریرہؓ تو اسمین بیضہ وحبل کا لفظ ہے پس بیضہ کا لفظ کئی معنے پر بولا جاتا ہے ایک تو انڈا جو حرف ہے اور دوم لڑائی مین جو آہنی کلاہ سر پر رکھتے ہین جسکو خود بھی کہتے ہین وغیر ذالک پس بیضہ سے مراد یہان لوہے کا خود ہے جسکی قیمت نصاب سرقہ سے کم نہو اور ایسی ہی حبل بمعنے رسی تو جہاز وکشتی وغیرہ کا رسا مراد ہے جسکی قیمت نصاب سے کم نہو اور جو مراد ہمنے بیان کی یہی بخاریؒ وغیرہ نے حضرت اعمشؒ سے حکایت کی ہے اور اگر بیضہ وحبل سے انڈا اور رسی کے معنی مراد ہون تو بھی حدیث کا سیاق تو چوری کی مذمت و توہین مین ہے پس احتمال ہے کہ آپنے زمانہ جاہلیت والونکی رسم پر بطور اخبار کے مذمت فرمائی کیونکہ وہ لوگ تھوڑی وبہت چوری پر ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے تو مذمت کی کہ چور بیوقوف بدکار ہے کہ اسکی اس عادت کا یہ انجام ہے کہ اپنا قدر وقیمت والا ہاتھ ایک حقیر مال کے پیچھے تباہ کردیتا تھا اور اسی طرح اوربا تین ہین مترجم نے اسیقدر کافی سمجھکر اقتصار کیا بہر حال جمہور کے موافق حاصل تفسیر یہ ہوا کہ جو مرد یا عورت یعنے شخص مکلف کا جسکے خفیہ مال لینے کو چوری اعتبار کیا جاوے اسقدر مال جو بقدر نصاب سرقہ ہو اور وہ حنفیہؒ کے نزدیک دس درم کم سے کم ہے خفیہ چرالے اور وہ مال محرزہ ہو اسکو حرز سے باہر نکال لاوے اور توبہ یا عفو کرنے سے پہلے گرفتار ہو جاوے تو تم اسکا داہنا ہاتھ کاٹو اور تل دو پھر اگر دوبارہ چراوے تو بایان پاؤن کاٹو اور تل دو پھر تیسری بار مین حنفیہ کے نزدیک قطع نہین ہے اور شافعیہ کے نزدیک چار بار تک چارون ہاتھ پاؤن کی قطع ہے پھر پانچوین بار تعزیر دیا جاوے پس یہ حاصل تفسیر قولہ تعالیٰ ہے والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما **جَزَآءً بِمَا كَسَبَا** یعنے جزا وسزا دو انکو بدلے اس فعل کے جو دونون نے کمایا کہ غیر کا مال اپنے ہاتھون سے چرایا پس جزاء کو نصب بنابر انکہ مفعول مطلق واقع ہے جیسے **نَكَالًا**۔

عقوبۃ ۔ مِنَ اللّٰهِ ۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُنکے حق مین یہ عقوبت واقع ہوئی ۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ اے اللہ تعالےٰ اپنے حکم مین غالب اور اپنی صنع مین حکمت والا ہے ۔ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ ۔ پھر جسنے رجوع کیا اور نادم ہوکر چوری سے توبہ کرلی ۔ وَاَصْلَحَ ۔ اور اپنے اعمال کو حکم اللہ و رسول کے موافق یعنے شرع کے مطابق ٹھیک کیا ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ تو اللہ تعالےٰ اُسکی توبہ قبول فرماتا ہے ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ اسمین انہ غفور رحیم ۔ کی جگہ نام پاک جلیل کو ظاہر فرمایا بغرض تصور عظمت و قال المفسرؒ فی التعبیر بہذا ما تقدم فلا یسقط بتوبتہ حق الآدمی من القطع ورد المال ۔ یعنے فان اللہ یتوب علیہ فرمایا اور یون نہ فرمایا کہ وہ عفو ہے پس اسمین وہی نکتہ ہے جو آیت محاربہ مین اوپر بیان ہوا یعنے اشارہ ہے کہ اسکے توبہ کرنے سے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کا جو جرم ہے وہی عفو ہوگا پس اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ اسکی توبہ سے جس آدمی کا مال چرایا ہے اُسکا حق قطع ورد المال ساقط نہوگا پس مفسرؒ کے نزدیک ہاتھ کا کاٹا جانا بھی حق آدمی ہے ثم قال نعم بینت السنۃ ان عفی عنہ قبل الرفع الی الامام سقط القطع وعلیہ الشافعی ۔ ہان سنت سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اگر امام المسلمین کے حضور مین لائے جانے سے پہلے چور کو عفو کیا گیا تو ہاتھ کا کاٹا جانا اُسکے ذمہ سے ساقط ہوجائیگا اور یہی شافعیؒ کا قول ہے اور کمالین مین کہا کہ یہی ابوحنیفہ و جمہور فقہا کا قول ہے پھر واضح ہو کہ قولہ فان اللہ یتوب علیہ کی تفسیر مین ابن کثیرؒ نے لکھا یعنے جس شخص نے چوری کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی تو اللہ تعالےٰ اُسکی توبہ قبول کرتا یعنے فیما بینہ وبین اللہ توبہ قبول کرتا ہے یعنے خالص جرم الٰہی معاف ہوجاتا ہے اور رہے لوگون کے مال تو جمہور علما کے نزدیک چور پر واجب ہے کہ اگر وہ مال بعینہ موجود ہون تو واپس کرے ورنہ اُنکا بدل واپس کرے اور امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ جب اُسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ کمایا ہوا تلف کرچکا ہے تو وہ جزا پاچکا اب وہی ضمان اُسپر واجب نہوگی کیونکہ ہاتھ تو کٹوا چکا اور واضح ہو کہ صحیحین مین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ قریش کو اُس عورت[1] کے حال سے غم لاحق ہوا جسنے حضرت صلعم کے زمانہ مین غزوہ فتح مکہ مین چوری کی تھی تو انہمین بولے کہ اُس عورت کے بارہ مین کون شخص ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے پس بعض کہنے لگے کہ یہ جرات کسکو ہے سوائے اُسامہ بن زید کے جو حضرت صلعم کا پیارا ہے پھر وہ عورت لائی گئی حضرت صلعم کے پاس پس اُسامہ بن زید نے اُسکے بارہ مین سفارش کی پس حضرت صلعم کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی حدود مین سے ایک حد کے بارہ مین تو سفارش کرتا ہے پس اُسامہؓ نے عرض کیا کہ مین استغفار کرتا ہون آپ میرے حق مین استغفار فرمادین پھر جب تیسرے پہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلعم نے خطبہ پڑھا اسمین اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا ایسی بیان کی جو جناب باری تعالےٰ کی شان کے لائق ہے پھر فرمایا اما بعد واضح ہو کہ تم سے اگلے لوگ اسی سے ہلاک ہوے کہ انمین جب کوئی شریف چوری کرتا تو اُسکو چھوڑ دیتے اور جب کوئی ضعیف چوری کرتا تو اُسپر حد جاری کرتے تھے اور قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرتی تو مین اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالتا پھر آپنے اُس عورت کے واسطے جسنے چوری کی تھی حکم دیدیا کہ اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ پھر اس عورت نے اچھی توبہ کی اور ایک مرد سے نکاح کرلیا اور اُسکے بعد وہ آیا کرتی تو جو کوئی حاجت اپنی بیان کرتی اُسکو مین حضرت صلعم سے عرض کردیتی تھی بلفظ مسلم ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ ۔ اسمین استفہام برائے تقریر ہے یعنے تو بالیقین جانتا ہے کہ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ اللہ کے لیے ہے ملک آسمانون و زمین کا ثابت یعنے وہی اُسکا مالک اور وہی حاکم ہے اُسکے حکم کے پیچھے کسی کا حکم نہین جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۔ جسکو چاہتا ہے یعنے جسکو عذاب دینے کو چاہتا ہے اُسکو عذاب دیتا ہے ۔ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۔ اور جسکے لیے مغفرت کو چاہتا ہے اُسکی مغفرت کرتا ہے ۔ وَاللّٰهُ

[1] یہ عورت بنی مخزوم میں سے تھی چنانچہ دوسری روایت مین ان قریشا اہمہم شان المرأۃ المخزومیۃ مصرح وارد ہوا ہے ۱۲ م

Marfat.com

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - اللہ تعالیٰ سب چیز پر قادر ہے ہر شخص میں سے تعذیب یا مغفرت بیچ اسکے

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ

اے رسول نہ غمگین کریں تجھکو وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے ان لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنے کے

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمّٰعُونَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُونَ لِقَوْمٍ اٰخَرِينَ ۙ

اور نہ ایمان لائے دل اُن کے اور اُن لوگوں میں سے کہ یہودی ہوے سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے سننے والے ہیں واسطے قوم دوسری کے

لَمْ يَاْتُوكَ ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُولُونَ اِنْ اُوتِيتُمْ هٰذَا فَخُذُوهُ

کہ نہیں آئے تیرے پاس بدل ڈالتے ہیں باتوں کو اُسکا ٹھکانا چھوڑ کر کہتے ہیں اگر دیے جاؤ تم یہ پس لے لو اسکو

وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۚ

اور اگر نہ دیے جاؤ تم وہ پس بچو اور جو شخص کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا اسکا پس ہرگز نہ مالک ہوگا تو واسطے اسکے اللہ کی طرف سے کچھ

اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَّلَهُمْ

یہ لوگ وہ ہیں نہ ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ پاک کرے دلوں اُنکے کو واسطے اُنکے بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے اُنکے

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ سَمّٰعُونَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُونَ لِلسُّحْتِ ۚ فَاِنْ جَآءُوكَ

بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا بہت سننے والے ہیں جھوٹ کے بہت کھانیوالے ہیں حرام کو پس اگر آویں تیرے پاس

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوكَ شَيْـًٔا ۚ

پس حکم کر درمیان اُنکے یا منھ پھیرے اُن سے اور اگر تو منھ پھیرے گا اُن سے پس ہرگز نہ زیان پہونچا دینگے تجکو کچھ

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ وَكَيْفَ

اور اگر حکم کرے تو پس حکم کر درمیان اُنکے ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور کیونکر

يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ وَمَآ

منصف کریں تجکو اور پاس اُنکے توریت ہے بیچ اسکے حکم ہے اللہ کا پھر پھر جاتے ہیں پیچھے اسکے اور نہیں

اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَّنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ

یہ لوگ ایمان لانے والے تحقیق اُتاری ہم نے توریت بیچ اسکے ہدایت ہے اور روشنی ہے حکم کرتے تھے ساتھ اسکے پیغمبر

الَّذِينَ اَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبّٰنِيُّونَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتٰبِ

وہ جو مطیع تھے خدا کے واسطے ان لوگوں کے کہ یہودی ہوے اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم ساتھ اس چیز کے کہ نگہبانی کروائے گئے تھے کتاب

اللّٰهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيٰتِي

اللہ کی سے اور تھے اوپر اُسکے گواہ پس مت ڈرو اُن لوگوں سے اور ڈرو مجھسے اور مت مول لو بدلے نشانیوں میری کے

ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ ۝

مول تھوڑا اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اُتارا اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر

Marfat.com

یہودی زمانہ موسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک شریعت کے احکام پر عمل کرنے سے اُکتا گئے اور اُنکے دل سخت ہو کر ظاہر کے خلاف باطن مین منافق ہو گئے تو آخرت سے شک مین ہو کر دنیاوی مال ومتاع کو نقد سمجھتے اور وعدہ آخرت کو موہوم و اُدھار جانتے پس دنیاوی راحت ولذات نفس کے پیچھے اُنکو شرع سے مخالفت بلکہ کفر کرنے مین ڈر نہ تھا اور موافق اخبار غیب کے اس امت اسلامیہ مین بھی آخر مین بعضے فرقہ ضرور ایسے ہی ہونگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ یَا أَيُّهَا الرَّسُولُ ۔ ای محمد صلعم ۔ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۔ غمگین کرے تجکو باز رہنا د انکار کرنا ایسے لوگونکا جو جلدی کرتے ہین کفر مین ف یعنے گرے پڑتے ہین کفر مین جلدی کے ساتھ یعنے جبھی موقع پاتے ہین تو کفر مین گر جاتے ہین اسمین اشارہ ہی کہ ایمان مین داخل نہین ہوے اور کفر کے اندر گھس پڑتے ہین اور وہین ٹھہرے ہوے ہین اب سنکر تعجب ہوگا کہ ایسے لوگونکی کیا حالت ہی اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا مِنَ الَّذِينَ ۔ ایسے لوگ ہین جنھون نے قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ ۔ اپنے منھون سے آمنا کہا کہ ہم ایمان لائے یعنے اپنی زبانون سے آمنا کہا ۔ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۔ حالانکہ اُنکے دل یقین نہین لائے ف یعنے ایک فرقہ منافق ہی کہ ظاہر مین زبان سے کہتے کہ ہم ایمان لائے حالانکہ دلمین یقین نہین ہوتا تھا دوسرا فرقہ یہود ہی ۔ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۔ بعض مفسرین نے اول کو منافقین کے حق مین قرار دیکر قولہ ومن الذین ہادوا ۔ کو الگ جملہ قرار دیا اسطرح کہ من الذین ہادوا خبر ہی اور قوم ۔ مبتدا مقدر اور مابعد اسکی صفت ہی یعنے یہود مین سے ایک قوم ایسی ہی کہ ۔ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ ۔ خوب سننے والی ہی دروغ گو کی ف یعنے یہود مین ایک جاہل قوم ہی جو دل سے جھوٹی باتین مانتی ہی جو اُنکے عالمون نے گڑھی ہین ۔ اور نیز یہ قوم ایسی ہی کہ ۔ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ ۔ سننے والے ہین تجسے یہود مین سے ایک دوسری قوم کے واسطے جو کہ تیرے پاس حاضر نہین ہوئے ف یہ دوسری قوم والے مقام خیبر کے یہودی تھے اور قوم اول جو اُنکے واسطے سننے کو آئے تھے وہ بنی قریظہ تھے جو گرد مدینہ کے رہتے تھے اور بات یہ ہوئی کہ خیبر کے یہود مین سے ایک شریف مرد و ایک شریف عورت نے زنا کیا اور اس زانی کی جورو موجود تھی اور اس زانیہ کا خاوند موجود تھا اور یہ زنا پکڑا گیا لیکن ان لوگون نے مکروہ جانا کہ یہ دونون شریف ہین سنگسار کیونکر ہون تو اُنھون نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ تم لوگ اس نبی کے پاس جاؤ اور اس کی شریعت مین آسانی رکھی گئی ہی پس اگر دیکھو کہ وہ تمکو یہ حکم دیگا کہ اُنکے منھ کالے کر کے دُرّے مارو تو یہانتک لے لینا اور اس سے بچنا کہ سنگسار کرنے کا حکم دیدے سو یہی پوچھنے اور سننے کو بنو قریظہ آئے تھے اور یہ قصہ صحیحین مین مروی ہی اور حاصل آنکہ اس فرقہ یہود کی دو بد خصلتین ہین ایک تو اپنے عالمونکی مفتریات کو گوش دل سے سنتے اور عوام کو حق سے بہکاتے ہین اور دوم حق بات کو پیغمبر سے سنتے اور تحریف کرتے ہین جیسے اُنکی عادت بیان فرمائی کہ ۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ ۔ الذی فی التوراۃ کآیۃ الرجم ۔ تحریف کرتے ہین اُن کلمات کو جو توریت مین ہین مانند آیۃ الرجم وغیرہ کے مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۔ بعد انکے مواضع کے جنپر اللہ تعالےٰ نے کلم کو رکھا ہی اور حاصل آنکہ توریت کے کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے ہین حالانکہ پہلے سے یہ کلمات اپنے اپنے موقع پر ٹھیک تھے قسطلانی شرح بخاری مین ہی کہ بہت سے علما نے بیان فرمایا ہی کہ یہود ونصاریٰ نے توریت وانجیل کے اکثر الفاظ بدل ڈالے اور اپنی طرف سے بجاے اُنکے دوسرے الفاظ داخل کر دیے ہین اور نیز بہت سے معانی کو بیجا تاویل کر کے بگاڑ دیا اور بعض نے کہا کہ اُنھون نے الفاظ ومعانی دونونکو بدل ڈالا لیکن اس قول مین تامل ہی اسواسطے کہ بہت سے آثار واخبار مین دلالت موجود ہی کہ ان دونون کتابون مین زمانہ آنحضرت صلعم تک بہت چیزین بدون تبدیل کے باقی تھین اور بعض نے کہا کہ تبدیل فقط معانی مین ہی الفاظ مین نہین ہی لیکن یہ قول ٹھیک نہین ہو سکتا اسواسطے کہ دونون کتابون مین بعضے ایسے الفاظ موجود ہین کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے

انکا ہونا ہرگز جائز نہین ہو سکتا **قال المترجم** اور نیز انمین بعض مضامین مستحیل ایسے مندرج ملتے ہین کہ اُنکے ذکر کی جرأت نہین ہوتی
چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام و اُنکی بیٹیون کا قصہ لکھا کہ جب حضرت لوط ضعیف ہوے تو اُنکی دو بیٹیون نے مشورہ کیا کہ باپ کی نسل جاتی
رہنے سے نبوت اس خاندان مین نہین رہیگی لہذا باپ کو شراب پلا کر مدہوش کر کے اُنسے جماع کیا اور نطفہ لے لیا کہ جو لڑکا پیدا ہو وہ نبی ہو
مترجم کہتا ہی کہ اسکی شناعت مین بیان کی حاجت نہین ہی فافہم پھر قسطلانی نے لکھا کہ بعض نے اجماع نقل کیا ہی کہ توریت و انجیل کو لکھنا و
پڑھنا و دیکھنا جائز نہین ہی پھر امام احمد و بزار وغیرہ کی روایت سے جو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی توریت پڑھنے پر حضرت صلعم کے غضبناک
ہونے کی آئی ہی نقل کی اور فتح الباری سے تلخیص کا حوالہ دیکر لکھا کہ میرے نزدیک مسئلہ مین تفصیل ہی اسطرح کہ عالم کو توریت و انجیل پر نظر
کرنا تاکہ مخالفین کو الزام دیکر قائل کرے جائز ہی اور عوام کو جسکو رسوخ نہوا ہو نہین جائز ہی **قال المترجم** ظاہر کلام مفسر رحمہ اللہ یہ ہی
کہ ان کتابون مین فی الجملہ تبدیل واقع ہوئی ہی پس حاصل تفسیر یہ کہ یبدلون الکلم من بعد ان کان ذا مواضع ۔ یعنے کلم کو بدل ڈالتے ہین
اور بے جگہ کر ڈالتے ہین بعد ازانکہ وہ اپنی ٹھیک جگہ پر تھے ۔ **يَقُوْلُوْنَ** ۔ لمن ارسلوہم ۔ کہتے ہین ان لوگون سے جنکو بھیجا کہ ۔
اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا ۔ الحکم المحرف ای الجلد ای افتاکم محمد بہ ۔ اگر دیے جاؤ تم یہ حکم تحریف کیا ہوا یعنے کوڑے مارنا یعنے اگر تمکو محمد یہ فتوی
دین کہ کوڑے مار دو ۔ **فَخُذُوْهُ** ۔ اقبلوہ ۔ تب تو لینے اُسکو قبول کر لینا ۔ **وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ** ۔ بل افتاکم بخلافہ ۔ اور اگر تم یہ
حکم نہ دیے جاؤ بلکہ محمد تمکو اسکے خلاف حکم دین ۔ **فَاحْذَرُوْا** ۔ ان تقبلوا ۔ تو اُسکے قبول کرنے سے پرہیز کرو ۔ **شیخ ابن کثیر**
نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہود نے ایک شخص مقتول کے بارہ مین بھیجکر فتوی لیا تھا کہ دیت کا حکم دین تو لینا اور اگر قصاص کا حکم دین تو نہ لینا
کہا کہ صحیح یہ ہی کہ نزول اس آیت کا ان دو یہودیون کے حق مین ہی جنھون نے زنا کیا تھا اور اسمین چند احادیث وارد ہوئی ہین چنانچہ
مسلم مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک یہودی و ایک یہودیہ دونون لائے گئے جنھون نے باہم زنا کیا
تھا پس رسول اللہ صلعم چلکر یہود کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم توریت مین کیا حکم پاتے ہو ایسے شخص کے حق مین جو زنا کرے بولے کہ دونونکا
منہ سیاہ کر کے ہم اُنکو شہر مین پھراتے ہین پھر وہ کوڑے مارے جاتے ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر سچے ہو تو توریت لاکر پڑھو پس یہود اُسکو لائے
اور پڑھا یہانتک کہ جب پڑھنے والا رجم کی آیت پر پہونچا تو اُسنے اُسپر ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور پیچھے پڑھ گیا تو عبد اللہ بن سلام
نے جو حضرت صلعم کے ساتھ تھے عرض کیا کہ آپ اسکو حکم دین کہ ہاتھ اُٹھا دے پس اُسنے اُٹھایا تو اُسکے نیچے رجم کی آیت نکل آئی پس آنحضرت
صلعم نے حکم دیا کہ دونون سنگسار کیے گئے ۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ مین بھی رجم کرنے والون مین تھا پس مین نے مرد زانی کو دیکھا کہ عورت کو
اپنی تئین آڑ دیکر پتھر کی چوٹ سے بچاتا ہی و قد رواہ البخاری وغیرہما ایضا اور روایت احمد و ابوداؤد مین ہی کہ یہود نے بعض نے بعض سے کہا
کہ ان دونون کو اس نبی کے پاس لیجاؤ کیونکہ وہ مبعوث ہوا تخفیف کے ساتھ یعنے اسکی شریعت کے احکام آسان کر دیے گئے ہین پس اگر اُسنے
ہمکو رجم سے کم سزا کا فتوی دیا تو ہم قبول کر لینگے اور ہمکو اللہ تعالے کے پاس حجت ہو جائیگی کہ ایک نبی نے ایسا فتوی دیا پس وہ آنحضرت
صلعم کے پاس آئے الحدیث اور اُسمین ہی کہ حضرت صلعم نے یہود سے پوچھا کہ تمنے کب سے حکم الٰہی مین خلاف کیا تو انھون نے بیان کیا کہ ہمارے
ایک بادشاہ کے قرابتدار نے زنا کیا تھا تو اُسنے رجم نہ کیا پھر اسکے بعد ہی عام لوگون مین سے ایک نے زنا کیا تو بادشاہ نے سنگسار کرنا چاہا
پس اُسکی قوم والے حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوے کہ ہمارا آدمی تو سنگسار نہین ہو سکتا جب تک تو اپنا قرابتی نہ لا دے کہ وہ بھی سنگسار کیا جاوے
پس سب نے ملکر باہم یہ صلح کر لی کہ زنا کی سزا رجم چھوڑ کر یون ہی کہ منہ کالا کر کے شہر مین فضیحت کیا جاوے پھر کوڑے مار دیا جاوے اور ایک روایت

Marfat.com

مسلم مین ہی کہ حضرت صلعم نے یہود کے ایک عالم کو قسم دلائی کہ تجھے اُسی پاک پروردگار کی قسم جسنے موسی علیہ السلام پر توریت اُتاری ہے کیا تم لوگ اپنی کتاب مین زانی کی یہی حد پاتے ہو وہ بولا کہ واللہ نہین۔ اور اگر آپ مجکو قسم نہ دلاتے تو مین آپکو آگاہ نکرتا ہم اپنی کتاب مین یون پاتے ہین کہ ایسے زانی کو سنگسار کیا جاوے ولیکن زنا ہم لوگون کے شریفون مین کثرت سے واقع ہوا بس جب ہم کسی شریف کو پکڑتے تو اُسکو رہا کر دیتے اور جب ضعیف کو پکڑتے تو اُسپر حد جاری کرتے تو ہم نے آپسمین یہ صلاح ٹھہرائی کہ آؤ ایک ایسی حد مقرر کرین کہ شریف و ضعیف سب پر جاری کرین تو ہم نے کوڑے مارنے اور منھ سیاہ کرنے پر اتفاق کیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اے میرے پاک پروردگار مین اول وہ شخص ہون کہ تیرے حکم شریعت کو بندون نے مٹایا اور مین اُسکو زندہ کرتا ہون پس آپنے حکم دیا کہ یہودی مرد و عورت زناکار سنگسار کیے گئے پس اللہ عز و جل نے نازل فرمایا یا ایہا الرسول لا یحزنک تا قولہ ان اوتیتم ہذا فخذوہ یعنے کہتے ہین کہ محمد پاس جاؤ سو اگر تمکو منھ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کا فتوی دین تو لیلو اور اگر سنگسار کرنے کا فتوی دین تو پرہیز کرو۔ تا قولہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ فرمایا کہ یہ یہود کے حق مین ہی اور قولہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون۔ فرمایا کہ یہ یہود کے حق مین ہی اور قولہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون۔ کہا کہ یہ سب کفار کے حق مین ہی تفرد بہ مسلم عن البخاری وقد رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ اور بعض روایات مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے چار گواہ بلائے جنھون نے گواہی دی کہ ہمنے اس یہودی مرد کے آلۂ تناسل کو اس یہودیہ کی فرج مین دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی ہوتی ہی اور ابن صوریا نے توریت مین ایسی ہی گواہی پر سنگسار کرنے کی حد کا اظہار کیا تھا رواہ ابوداؤد وابن ماجہ اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قاضی اسلام کے حضور مین اگر کافرون پر کافر گواہ ہون تو قبول ہونگے پھر اوتعالے نے بیان فرمایا کہ یہود مغضوب علیہم ہین۔ **وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا**۔ اور جس کے حق مین اللہ تعالے نے گمراہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو تجھے کوئی چیز نہ ملیگی جو اُسکے دفع کرنے کے واسطے مفید ہو۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالی نے پاک کرنا نہین چاہا تو ارادہ الٰہی کو کوئی روک نہین سکتا۔ **اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ**۔ یہ یہودی ایسے ہی لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے نہین چاہا پاک کرنا اُنکے دلون کو کفر سے ف اور اگر اوتعالے چاہتا تو ہو جاتا اس سے صریح فرقۂ قدریہ کا رد ہی اور اہل سنت کے واسطے صریح حجت ہی کہ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا اللہ تعالے کے ارادہ سے ہی بندہ خود مختار نہین ہی **لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ**۔ اُنکے واسطے دنیا مین خواری ہی ف یعنے دنیا مین تو فضیحت و رسوا ہو کر جزیہ ادا کرنے سے اُنکو ذلت و خواری ہی۔ **وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ**۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب عظیم ہی ف یعنے دوزخ مین رہنا اور دوزخ کے نیچے طبقہ مین سخت عذاب کی کیفیت۔ **سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ**۔ سحت بالتسکین ابوعمرو اور ابن کثیر و کسائی کی قراءۃ اور بضم و سکون باقیون کی قراءت ہی اور صواب یہ ہی کہ وہ جملہ انواع حرام کو شامل ہی (المغنی) یہ قوم (یہود) دروغ کو خوب دل لگا کر سننے والے اور سحت یعنے حرام کے کھانے مین سخت بیباک ہین شاید مراد یہان حکم مین رشوت ہو یعنے یہود رشوت لیکر خلاف خدا و رسول کے حکم دیتے تھے اور حضرت علی رضہ سے روایت ہی کہ سحت یعنے رشوت خواری تعرض کیا گیا کہ کیا حکم دینے مین رشوت لینا فرمایا کہ یہ تو کفر ہی اور حضرت صلعم سے روایت ہی کہ لعنت کی اللہ تعالے نے حکم مین رشوت دینے والے اور لینے والے کو (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ وابوداؤد عن ابن عمرو بن العاص) اور بعض فقہا نے دینا جائز کہا جبکہ مظلوم دیکھے کہ میرا سچا حق بدون رشوت دینے کے حاکم ظالم بگاڑ دیگا تو دینا مباح ہی (ترجمۂ عالمگیریہ) **فَاِنْ جَآءُوْكَ** - لتحکم بینہم

سو اگر یہ لوگ جنکی بد خصلتین اوپر بیان ہوئین تیرے پاس آوین اس غرض سے کہ تو اُنکے درمیان حکم کردے تو ۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ
أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۔ تیری جی چاہے انین حکم کر یا اعراض فرما ۔ یعنے تجھے اختیار ہے قال المفسر یہ اختیار منسوخ ہے بقولہ تعالے وان احکم
بینہم الآیۃ ۔ چنانچہ ابن عباسؓ سے شروع سورہ پر بیان ہو چکا پس انکے درمیان حکم کرنا واجب ہے جبکہ وہ مسلمان حاکم کے یہان مرافعہ
کرین اور شافعیؒ کے دو قول مین سے یہی اصح قول ہے اور یہی ابو جعفر النحاس نے امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب سے نقل کیا ہے اور اگر کسی
مسلمان کے ساتھ مین مرافعہ کرین تو بالاجماع واجب ہوگا ۔ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ ۔ اور اگر تو نے اعراض کرنا اختیار کیا تو فَلَنْ
يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۔ تیرا کچھ نہین بگاڑ سکینگے ۔ وَإِنْ حَكَمْتَ ۔ اور اگر تو نے اُنکے درمیان حکم کرنا اختیار کیا ۔ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۔ العدل ۔ تو اُنین حکم کر قسط یعنے عدل سے ۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۔ اللہ تعالے دوست
رکھتا ہے مقسطین کو یعنے اُن بندون کو جو حکم مین عدل کرین اور مراد آنکہ اُنکو ثواب دیتا ہے اور یہین سے نخعی و شعبی و زہری
و سعید بن جبیر نے کہا کہ قولہ فاحکم بینہم او اعرض عنہم ۔ منسوخ نہین ہے اور یہی امام احمد کا مختار ہے کیونکہ قولہ ان احکم بینہم بما انزل اللہ الآیۃ
مین عدل کے ساتھ حکم کرنے کا امر ہے اور ابن الجوزی نے کہا کہ یہی صحیح ہے اور تخییر کا حکم بنظر اسکے کہ یہ لوگ کچھ اس سے اتباع حق نہین چاہتے
تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ ایسے حکم کو شاید پا وین جو اُنکی خواہشون کے موافق ہے ورنہ حق تو کتاب توریت مین معلوم تھا اسیواسطے آگے
التعجب لایا بقولہ ۔ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ ۔ اور کیسے وہ سچے حکم تلاش کرنے کو تیرے پاس آنے پر مجبور ہونگے ۔ وَعِنْدَهُمُ
التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ۔ حالانکہ اُنکے پاس توریت ہے جسمین حکم اللہ تعالے موجود ہے ف یعنے محصن زناکارون کو رجم
کرنے کا حکم موجود ہے یہ استفہام تعجب لانے کو ہے حاصل آنکہ تیرے پاس حکم کے لینے آنے مین انکا مقصود یہ نہ تھا کہ جو سچا حکم ہے وہ جان لیوین کیونکہ
یہ جان لینا تو اُنپر آسان تھا بلکہ درحقیقت جانتے تھے جیسا کہ اوپر کی روایات قصہ سے واضح ہو چکا پس توریت مین تو یہ حکم جانتے اور منھ
سے توریت ہی پر ایمان بیان کرتے تھے ۔ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۔ پھر منھ پھیرتے اسکے بعد یعنے منھ موڑتے ہین تیرے
حکم سے بھی جو اُنکی کتاب کے موافق ہے بعد اس تحکیم کے یہ زیادہ عجیب ہے ۔ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۔ یعنے تیرے اوپر ایمان
نہین رکھتے یا آنکہ اپنی کتاب پر بھی ایمان نہین رکھتے صرف زبانی دعوی کرتے ہین کیونکہ اُسمین جو حکم موجود تھا پہلے اس سے اعراض کیا
اور دوبارہ جب اُسکے موافق حکم دیا گیا تو پھر اُس سے اعراض کرنے لگے ۔ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۔ ہم نے
توریت اُتاری تھی اس شان سے کہ اُسمین ہدایت و نور ہے ف ہدایت یہ تھی کہ سچے عقائد بیان تھے جنکی پیروی سے گمراہی ہوتی اور نور
یہ کہ حکمونکا بیان صاف تھا ۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ ۔ من بنی اسرائیل ۔ الَّذِينَ أَسْلَمُوا ۔ انقادوا للہ ۔ لِلَّذِينَ
هَادُوا ۔ حکم کرتے اُس کتاب کے ساتھ انبیاء بنی اسرائیل جو اللہ تعالے کے مطیع و منقاد تھے ان لوگون کے حق مین حکم کرتے
جنھون نے اپنے کو یہود کہا واضح ہو کہ بعد موسی علیہ السلام کے بہت سے انبیاء بنی اسرائیل گذرے جنکو توریت کے موافق حکم کرنے کا
فرمان تھا اور یہی حکم حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی تھا اور کتاب زبور مین وعظ و نصائح و اسرار ہین اور احکم دینا وہ توریت ہی پر
تھا اور اسی طرح حضرت عیسی پر انجیل سے بعضے احکام منسوخ کیے باقی سب توریت پر عمل رہا ۔ واضح ہو کہ جمہور علما و فقہا نے کہا کہ اگلی شرائع
ہمپر واجب العمل ہین جہانتک منسوخ نہون اور صحیح یہ ہے کہ اگلی شرائع مین سے جو کچھ ہمپر بطور تعلیم عمل نقل کیا گیا اسپر ہم عمل کرتے ہین اور
درحقیقت اپنی کتاب مجید کے موافق عمل ہے اگرچہ اسکو شرع سابقین سے توافق ہو کیونکہ شرع محمد صلعم بذات خود کامل و مکمل اور بندہ

Marfat.com

الغرض شرع سابق کے جامع ہیں اور یہان سے جنھون نے استدلال کیا وہ کچھ دلیل نہین یہان تو صرف یہ بیان فرمایا کہ جو لوگ اپنے آپکو یہودی
کہتے ہین اُنکے درمیان اللہ تعالےٰ کے انبیاے سابقین جو موحدین تھے حکم کیا کرتے تھے۔ وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ ۔ اور انبیا کی نیابت مین حکم
کرتے ربانیون یعنے اُنہین سے جو حقانی عالم تھے۔ وَالْاَحْبَارُ ۔ الفقہا اور فقیہ لوگ۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا ۔ ای بسبب الذی
استودعوہ ای استحفظہم اللہ ایاہ۔ مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۔ ان یبدلوہ۔ بسبب اُس چیز کے محفوظ کردیے گئے تھے یعنے اللہ تعالےٰ نے
اُنکے حفظ مین رکھا اُس چیز کو کتاب الٰہی سے اور حفاظت اس امر کی کہ اُسکو بدل ڈالین۔ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۔ اور وہ لوگ
اس محفوظ پر شاہد تھے کہ وہ حق ہے قال فی السراج قولہ استحفظوا وکانوا کی ضمیر نبیون و ربانیون و احبار سب کی طرف راجع ہے اور اللہ تعالےٰ
نے کتاب الٰہی کے حفظ کا علما سے ان دو وجہون سے عہد لیا ایک تو ضائع ہوجانے اور تحریف سے بچاوین چنانچہ حفظ کی جاوے تاکہ
سہو نہو اور زبان سے پڑھاوین اور دوم آنکہ اُسکے احکام و شرائع کو مہمل نچھوڑین بالجملہ اللہ تعالےٰ نے توریت کی تعریف فرمائی کہ اسمین ہدایت
و نور تھا اور انبیاے بنی اسرائیل اُسکے موافق حکم دیتے اور ربانیون و احبار جنھون کو کتاب الٰہی مستحفظ کی گئی تھی یعنے تحریف و تبدیل
و مہمل چھوڑنے سے اللہ تعالےٰ نے انکو محفوظ رکھا تھا اور وہ شاہد تھے کہ اُسکے احکام وغیرہ سب حق ہین وہ بھی ہدایت و نور کے ساتھ متصف
ہو کر حکم کرتے تھے بطریق نیابت انبیا علیہم السلام کے پھر پہلی بلا یہود مین یہ پھیلی کہ اُنھون نے کتاب اللہ تعالےٰ کی نگہداشت چھوڑنی
شروع کی کہ نہ محفوظ رکھی اور نہ اُسی پر مدار عمل رکھا آخر انجام یہ ہوا کہ اپنی ہوا و ہوس کے پابند ہوگئے اور منجملہ اُسکے احکام کے یہ رجم تھا
وہ بھی ترک کیا اور منجملہ اُسکے آنحضرت صلعم کی پیروی و ایمان تھا اس سے بھی انکار کیا اور نوبت یہ کردی کہ کتاب مین تبدیل و تحریف
خود کرڈالی بچانا و حفاظت کیسی پس اللہ تعالےٰ نے اُنکو اول حال کو یاد دلایا کہ اپنے کیے پر پچھتا دین اور راہ پر آوین کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی
فرمانبرداری و توحید و ایمان کی غرض سے ماننا تھا لہٰذا بعد اس تنبیہ کے انکو ارشاد کیا کہ۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ ۔ اب بھی مت ڈرو
لوگون سے اے یہودیو اس بات کے اظہار مین جسکا علم تمھارے پاس ہے مانند آنکہ محصن مرد و عورت زنا کرے تو سنگسار کیا جاوے اور
آخر زمانہ مین محمد صلعم عرب سے مبعوث ہونگے جنکی ایسی ایسی صفتین ہونگی اور اُنکی اتباع کل سب جہان جن و انسان پر فرض ہوگی پس ان
باتونکو جو تمھاری کتاب مین ہین جب اُسکو حق جانتے ہو تو لوگون کے ڈر سے مت چھپاؤ کہ رجم ظاہر کرنے مین مارے جاؤگے یا صفت محمد صلعم
کے ظاہر کرنے مین سب لوگ مسلمان ہوجائینگے تو تمھاری آمدنی جاتی رہیگی ان باتون سے مت ڈرو ظاہر کرو کیونکہ رزاق اللہ تعالےٰ ہے
وَاخْشَوْنِ ۔ اُسکے چھپانے مین البتہ مجھسے ڈرو یعنے اللہ تعالےٰ دنیا و آخرت مین خوار کریگا۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا
قَلِيْلًا ۔ اور مت خرید و میری آیات کے عوض تھوڑا مول یعنے سودا مت کرو کہ میری آیات کے عوض جو توریت مین ہین تھوڑے
دام لے لو حاصل آنکہ دنیا خود حقیر اور اُسمین سے اُن آیات کے چھپانے پر جو تمکو ملیگا وہ نہایت ہی حقیر ہوگا تو اس کو میری آیات کے
بدلے مت لو۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۔ اور جنے اللہ تعالےٰ کے اُتارے
حکم کے موافق حکم نکیا تو ایسے لوگ کافر ہین۔ یعنے جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اُتارا ہے جو کوئی اُسکے موافق حکم نکرے وہ اس سے
کفر کرنے والا ہوا اور توضیح سے اُسکا بیان عنقریب آتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ اور یہان شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان آیات کیواسطے
دوسرا سبب نزول ذکر کیا اور مناسب و نافع سمجھکر مترجم اُسکو لاتا ہے حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ ان آیات کو اللہ عزوجل نے یہود کے
دو فریق کے حق مین نازل کیا جنمین زمانہ جاہلیت کی لڑائی سے ایک زبردست عزت والا ہوگیا تھا (وہ بنو نضیر تھے جیسا کہ دوسری

روایت مین ہی اور دوسرا ضعیف و مقہور ہو گیا تھا وہ بنو قریظہ تھے پھر ان دونون نے آپسمین صلح کر لی تھی کہ نضیر مین سے جو قتل ہو اُس کی دیت
سو وسق اور جو ضعیف قریظہ مین سے مقتول ہو اسکی دیت پچاس وسق ہی پس اسی پر تھے یہانتک کہ سخت لڑائی کے چند برس بعد
رسول اللہ صلعم مدینہ مین تشریف لائے پس قریظہ مین سے کسی نے نضیر مین کے ایک شخص کو قتل کیا تو بھیجکر سو وسق مانگے پس قریظہ نے کہا
کہ دو گروہ جنکا ایک ہی دین ایک ہی نسب اور ایک ہی شہر ہو ایسا نہین ہو سکتا ہی کہ ایک کا خون بہا دوسرے سے آدھا ہو اور جب ہمنے تمکو دیا تھا
تو تمھارے ڈر سے تھا اب تو محمد یہان آ گئے ہین اب ہم تمکو اس حساب سے نہین دینگے (انصار سب مسلمان ہو گئے تھے انسے مدد تو ملتی نہین
اسیواسطے ایک فریق کو جرات ہو گئی) یہانتک کہ دونون فریق مین لڑائی ہونے کو قریب پہونچی پھر اس امر پر راضی ہوے کہ محمد صلعم کو
حکم بنا دین پھر نضیر نے آپسمین کہا کہ واللہ محمد تمکو دونا دلوانے والے نہین ہین تو جاسوس متعین کرو کہ پتا چلا دے کہ آیا محمد کی کیا رائے ہی
پس اگر تمھارے موافق ہو تو حکم کر لو ورنہ پرہیز کرو پس چند منافقون کو اس خبر ورلے کے واسطے مقرر کیا پس اللہ عز و جل نے اپنے رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کمبختون کی رائے و ارادہ سب سے آگاہ کر دیا پس نازل فرمایا ایہا الرسول لا یحزنک الذین الآیات (رواہ احمد
و ابو داؤد و النسائی و ابن جریر) اور اوپر وہ احادیث بیان ہو چکین جنمین دو زناکارون کے واقعہ مین یہود کا تحکیم لانا مذکور ہی تحکیم کا
قصہ اوپر مذکور ہوا اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے اسکو صحیح کہا اور یہان تامل کیا کہ واللہ اعلم کون بات واقع ہوئی میرے نزدیک ظاہر ایہ دونون
واقعہ متقارب ہوے اور دونون اسمین شامل ہین ف عرائس مین ہی کہ قولہ ومن یرد اللہ الخ اسمین صریح ہی کہ مخلوق مین سے کسیکو
قدرت ایجاد نہین اور وہ منحصر بذات قدیم ذوالجلال ہی اسی سے فتنہ کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فتنہ یہ کہ بندہ کو اُس کے نفس
کے حوالے کر کے ایسی شہوات مین مبتلا کرے جو راہ حق سے کاٹ دیتے ہین تاکہ قلب مین اندھیرا ہو جاوے پھر اسمین نور برہان
و معرفت نہ سماوے خواص رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ او تعالے جسکی خاطر پریشان فرماتا ہی اُسکے جمع کرنے مین کوئی قدرت نہین رکھتا
اسی کے مانند ابن عطاء رحمہ نے کہا ہی کہ ابو عثمان رحمہ نے فرمایا کہ مراقبہ و مراعات سے محروم فرماتا ہی ابوبکر وراق رحمہ نے کہا کہ قلب کی
پاکیزگی دو چیزون مین ہی ایک تو دل سے حسد نکالڈالے دوم آنکہ جماعت مسلمین سے نیک گمان رکھے قولہ تعالے سماعون للکذب
اکالون للسحت ۔ اس کلام کے معنے مین ہمارے زمانہ کے مکار صوفی داخل ہین جو گوشے مین بیٹھے اور زہد و ترک دنیا ظاہر کرتے ہین
اور صورت یہ کہ کندھون پر عمدہ طیلسان ڈالتے اور دنیاداورون کی مدح اپنے حق مین سنتے ہین کہ یا حضرت آپ کے مثل اب تو دنیا مین
نہین ہے بھلا آپ ایسے اور آپ ویسے اور یہ زاہد بے عقل اُنکی فریبی و تکبر و غرور دلانے والی باتین خوب سنتا ہی حالانکہ زاہد مذکور ایسا
ہرگز بھی نہین اور دنیادار اس غرض سے بناتے ہین کہ بادشاہ و شرار وغیرہ سے ہماری سفارش کرے اور زاہد مذکور کو اپنا وسیلہ بناتے ہین
اور اپنی مراد حاصل ہونے کے لیے اُسکو رشوتین دیتے ہین بس یہ زاہد بے تمیز سماعون للکذب یعنے جھوٹ باتین سننے والا ہی اور اکالون
للسحت ۔ یعنے رشوتین کھانے والا ہی اللہ تعالے ایسے کم بختون سے روے زمین کو پاک کرے اور ہمکو اُنکی صحبت و بد افعال سے
بچاوے کیونکہ یہ لوگ دین سے تو نکل بھاگے ہین اور دین بیچکر دنیا لے لی ہی بعض مشائخ نے فرمایا کہ سماعون للکذب یعنے جھوٹے دعوے سننے والے
اکالون للسحت ۔ یعنے دین بیچ کھانے والے ہین قولہ والربانیون والاحبار جاننا چاہیے کہ ربانی وہ بندہ ہی جو معرفت و محبت و توحید کے
ساتھ اللہ تعالے کی طرف منسوب ہو پھر جب وہ ان مراتب سے واصل ہوا تو شہود جلال و جمال مین مستقیم و ادب کے ساتھ رہنے سے
صفات حق تعالے سے موصوف ہو جاتا ہی پھر جب وہ اپنے نفس سے فنا ہوا اور رب تعالے کے ساتھ باقی رہا تو ربانی ہو گیا اور مثال

اسکی جیسے آگ مین لوہا جبکہ آگ مین نہین تو آگ قبول کرنیکی استعداد رکھتا ہی اور جب آگ مین پہونچا اور سرخ ہوگیا تو ناری ہوگیا یہی
حال عارف کا ہی کہ جب منور بانوار باری تعالے ہوا تو ربانی کہلایا اور بوصوف ربانی روحانی نورانی ملکوتی جبروتی ہوگیا اور احبار وہ
ہین جو اللہ تعالے سے کلام آلہی کو بلا واسطہ بدون بیان کیفیت کے سنتے اور نور آلہی سے حق و باطل مین تمیز و فرق کرتے ہین بعض
مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ ہین جو سب حال مین اللہ تعالے کی طرف رجوع رکھتے ہین اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکی آیات سے
عارف ہین بعض مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ جو اللہ تعالے سے عارف ہین اور احبار وہ جو احکام آلہی سے واقف ہین ابن طاہر نے مجمل
اشارہ کیا کہ ربانی تو صحابہ رضی اللہ عنہم مین جنھون نے کلام آلہی کو حضرت سرور عالم صلعم سے سنا اور احبار وہ علما ہین جنھون نے کتاب و سنت سے
علم حاصل کرکے اُسپر عمل کیا ف۱ قولہ تعالے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون - واضح ہو کہ یہان ظاہر آیت سے معلوم
ہوتا ہی کہ جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا اُسکے موافق حکم نہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہی حالانکہ یہ ایک فعل ہی اور کفر کا مرجع ایسے اعتقاد کی طرف
ہوتا ہی جو توحید ایمان سے ضد و منافی ہو - پس یہان دو مقام ہین اول آنکہ یہ کفر کس معنے مین ہی اور دوم آنکہ یہ مخصوص بنی اسرائیل کیساتھ
تھا یا عام ہی کہ اس امت کو بھی شامل ہی پس توضیح و تحقیق مقام اول یہ ہی کہ قولہ تعالے یا ایہا الرسول لایحزنک الذین سے آخر تک مین سبب
نزول دو بیان ہوے ایک تو یہود خیبر مین سے ایک مرد و عورت شریف کا زنا کرنا اور خیبر والونکا بذریعہ یہود قریظہ و بذریعہ بعض منافقونکے
اس بارہ مین حضرت کی راے دریافت کرنا دوسرا سبب یہ کہ قریظہ سے نضیر کا دوچند دیت مانگنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ثالث حکم قرار دینا بہر
حال انہین سے کوئی سبب ہو یا دونون سبب ہون اتنا ضرور ثابت ہی کہ بنی اسرائیل نے توریت کے حکم مین تحریف کرلی چنانچہ قولہ یحرفون الکلم من بعد
مواضعہ الخ سے صاف ظاہر ہی پس مجموعی حالت موجودہ پر بنی اسرائیل کے حق مین کہا کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اسواسطے
کہ اُنھون نے ما انزل اللہ کو تحریف کرکے دوسرا حکم نکالا اور حکم توریت پر راضی نہوے بلکہ نکالے ہوے حکم پر اصطلاح ٹھہرائی اور یہی کفر ہی اور
ایسے اعراض و تحریف سے کافر ہوتے ہین کوئی خصوصیت بنی اسرائیل کی نہین بلکہ نصرانیون و مسلمانون سب کو شامل ہی اور یہی مقام دوم ہی
شیخ ابن کثیر رحنے ذکر کیا کہ براء بن عازب و حذیفہ بن الیمان و ابن عباس رضی اللہ عنہم و ابو مجلز و ابو رجاء عطاردی و عکرمہ و عبید اللہ بن عبد اللہ
و حسن البصری وغیرہم نے کہا کہ قولہ ومن لم یحکم الخ اہل کتاب کے حق مین نازل ہوا اور حسن البصری نے اسقدر زیادہ کیا کہ اور ہمپر بھی واجب
ہی سفیان ثوری و ابراہیم نخعی نے کہا کہ بنی اسرائیل کے حق مین ان آیات کا نزول ہی اور اس امت کے واسطے بھی اگر ایسا کرین تو بھی یہی حکم ہی
(رواہ ابن جریر) علقمہ و مسروق نے حضرت ابن مسعود رضہ سے رشوت کو پوچھا تو فرمایا کہ یہ سحت مین سے ہی تو دونون نے عرض کیا کہ اور حکم مین
رشوت لینا - تو فرمایا کہ یہ کفر ہی پھر پڑھا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون (رواہ ابن جریر) مترجم کہتا ہی کہ شاید پہلا سوال
یہ تھا کہ اگر رشوت لیکر کسی حقدار کو حق پہونچا وے یا حق پہونچانے مین ڈھیل کرے کہ وہ مجبوری رشوت دے یا ناحق سعی کرے تو یہ رشوت حرام
ہی پھر دوبارہ سوال یہ کہ اگر حاکم جانتا ہو کہ یہ حکم ہی پھر رشوت لیکر حکم بدل دے تو جواب دیا کہ یہ کفر ہی فافہم اور سدی رحنے کہا کہ معنے یہ کہ جو حکم اللہ تعالے
نے اُتارا اگر اسکو عمداً چھوڑا یا جان بوجھکر ظلم کیا تو وہ کافرون مین سے ہی علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس کہا کہ جسنے ما انزل اللہ سے انکار کیا تو
کافر ہوا اور جسنے اقرار کیا مگر اسکے موافق حکم نہ کیا تو ظالم فاسق ہی (رواہ ابن جریر) اور ابن جریر رحنے اختیار کیا کہ مراد اس سے اہل کتاب ہین یا جو
کوئی اس حکم سے انکار کرے جو اللہ تعالے نے کتاب مین اُتارا ہی قال المترجم اگر کوئی شخص یقین کرے کہ یہ حکم رسول ہی پھر انکار کرے وہ کافر ہی
خواہ حکم مستحب ہو یا واجب یا فرض ہو یا کسی امر سے نہی تنزیہی یا تحریمی ہو سب یکسان ہین کہ منکر کافر ہو جائیگا اور چونکہ قولہ ومن لم یحکم - مین

من بصیغۂ عموم ہے لہذا ہر شخص کو خواہ اہل کتاب میں سے ہو یا اہل اسلام میں سے ہو شامل ہے شعبی کہتے ہیں پوچھا گیا قولہ ومن لم یحکم ۔ تو کہا کہ مسلمانوں کے حق میں بھی ہے یعنی مسلمانوں کو بھی شامل ہے (رواہ عبد الرزاق وابن جریر) اور بعض نے کہا کہ یہ کفر بمقابلہ ایمان نہیں ہے بلکہ اس حکم کیساتھ کفر ہے جو اتارا گیا تھا یعنی وہ اس حکم سے منکر ہے (رواہ عبد الرزاق والحاکم عن ابن عباس) اور ابن طاؤس نے کہا کہ یہ کفر مانند کفر باللہ وملائکہ وکتب ورسل نہیں ہے اور شیخ مفسر رحمہ نے کہا کہ ہم الکافرون بہ یعنی اس حکم سے کافر ہیں مترجم کہتا ہے اس ایک حکم سے عمداً کفر کرنا عین کفر ہے فافہم ہاں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اسنے درحقیقت اس حکم کے حق ہونے سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنے نفس کی رشوت خواری سے دوسرا حکم ناحق دیا تو گویا اول حکم سے منکر ٹھہرا پس جب تک حقیقۃً منکر نہو تب تک حقیقی کفر نہو واللہ تعالےٰ اعلم

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ

اور لکھدیا ہمنے اُنپر اس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے

بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَ

بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلا برابر پھر جسنے بخش دیا تو وہ اُس سے پاک ہوا اور

مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ظالم ہیں بے انصاف

ان آیات میں یہود کو ملامت ہے کہ توریت میں اُنپر اسطرح قصاص کا حکم لکھا گیا اور وہ اسمیں عمداً اعناد سے مخالفت کرتے تھے چنانچہ مدینہ کے گرد والے یہودیوں سے اگر قریظہ والا نضیری کو قتل کرتا تو قصاص لیتے اور نضیری اگر قرظی کو قتل کرتا تو دیت ہی دیتے اور قتل خطا کی صورت میں نضیری کی دیت قرظی سے دوچند لیتے تھے پس جیسے اسمیں خلاف توریت کیا ویسے ہی محصن زناکار کی سزا میں نص توریت سے مخالفت کی اور رجم چھوڑ کر منھ سیاہ کر کے کوڑے مارنیکی اصطلاح ٹھہرائی اسیواسطے وہاں اُنکو فاولئک ہم الکافرون کہا کیونکہ عمداً اخلاف کیا اور یہاں فاولئک ہم الظالمون کہا کیونکہ اُنھوں نے ظالم ومظلوم کا کچھ انصاف نہیں کیا ۔ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا ۔ اور ہمنے توریت میں ان لوگوں پر فرض کیا تھا کہ ۔ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۔ جان بعوض جان کے ہے یعنی جو شخص کسی دوسرے نفس کو عمداً قتل کرے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے ۔ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ ۔ اور آنکھ پھوڑ دی جاوے بعوض آنکھ کے ۔ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ ۔ اور ناک کاٹی جاوے بعوض ناک کے ۔ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ ۔ اور کان کاٹا جاوے بعوض کان کے ۔ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۔ اور دانت اُکھاڑا جاوے بعوض دانت کے ف کسائی نے نفس وعین وانف واذن کو رفع سے پڑھا ۔ وَالْجُرُوحَ ۔ برفع قراۃ ابن کثیر وابوعمرو وابن عامر وکسائی ہے اور باقیوں نے دونوں جگہ نصب پڑھا ۔ قِصَاصٌ ۔ اور جروح قصاص ہیں ف جروح جمع جرح یعنے زخم یعنے جروح میں قصاص لیا جاوے جہاں ممکن ہو جیسے ہاتھ و پاؤں وآلۂ تناسل و رانند اسکے اور جہاں جروح میں قصاص نہیں ممکن ہے وہاں دو عادل آدمی حکم قرار دیے جاویں جسقدر رجرمانہ وہ تجویز کریں وہ دلایا جاوے ۔ اگر کہا جاوے کہ ہماری شرع میں یہ حکم کسی آیت سے لیا جاتا ہے مفسر رحمہ نے جواب دیا کہ یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل پر فرض کیا گیا تھا لیکن وہ ہماری شرع میں بھی مقرر ہے ابن کثیر رحمہ نے فرمایا کہ اصولی وفقہا میں سے بہتیرے اسطرف گئے ہیں کہ ہمسے اگلی امتوں پر جو شرع تھی وہ ہمپر بھی شرع ہے لیکن اس شرط سے کہ وہ ہمارے واسطے اسیطرح مقرر منقول ہوئی ہو منسوخ نہوئی ہو اور یہی قول جمہور کا مشہور ہے اور ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمہ سے روایت کی کہ یہ حکم

Marfat.com

بنی اسرائیل پر اور ہمپر عام ہی اور امام نووی نے اگلون کی شریعت کے بارہ مین تین قول حکایت کیے اور تیسرا قول یہ کہ ہمپر شریعت ابراہیم حجت ہی نہ غیر و لیکن صحیح یہ کہ نہین بلکہ ہمپر شرع مستقل ہی اور اس آیت سے بھی ہمپر شرع ہی امام ابو منصور بن الصباغ نے شامل مین نقل کیا کہ علما نے بالاتفاق اسی آیت سے قصاص کا حکم لیا ہی پھر سورہ بقرہ مین ہی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی یعنے قصاص فرض ہی آزاد بمقابلہ آزاد کے اور غلام بمقابلہ غلام کے اور عورت بمقابلہ عورت کے ۔ اور یہان النفس بالنفس ہی یعنے جان بمقابلہ جان کے اور یہ عام ہی خواہ عورت بمقابلہ مرد ہو یا برعکس ہو لہذا اسب ائمہ نے اسی آیت سے حجت پکڑی کہ مرد نے اگر عورت کو قتل کیا تو قصاص مین قتل کیا جاوے بسبب عموم اس آیت کے اور روایت نسائی وغیرہ مین بھی حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم نے عمرو بن حزم کے خط مین لکھا کہ مرد بعوض عورت کے قتل کیا جاوے وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور نیز مسلمانون کے خون مساوی ہونے کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور یہی جمہور علما کا قول ہی کیونکہ عموم حجت ہی اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ نے اس آیت کے عموم سے حجت پکڑی کہ ذمی کافر کے عوض مسلمان قتل کیا جاوے اور اسیطرح غیر کے غلام کو قتل کرنے کے عوض قتل کیا جاوے لیکن جمہور علما نے امام ابو حنیفہ رح سے اسمین خلاف کیا چنانچہ حضرت علی رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے رواہ البخاری وسلم ابو حنیفہ رح نے کہا اپنے حربی کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے **قال ابن کثیر** اور غلام کے بارہ مین سلف سے آثار متعدد آئے ہین کہ وہ لوگ غلام کی عوض مین آزاد مرد سے قصاص نہین لیتے تھے اور اس مسئلہ مین کچھ حدیثین نقل کیجاتی ہین و لیکن صحیح نہین ہین اور شافعی نے اسمین قول حنفیہ کے برخلاف اجماع نقل کیا ہی و لیکن اس سے حنفیہ کے قول کا باطل ہونا لازم نہین آتا جب تک کہ اس آیت کریمہ کی تخصیص کرنیوالی کوئی دلیل صحیح نہو صحیحین مین ربیع کے دانت توڑنیکی حدیث ثلاثیات بخاری سے ہی حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری ثنی حمید ان انسا رضی اللہ عنہ حدثہم یعنے انس بن مالک رض نے اپنے شاگردون سے حدیث بیان کی کہ ربیع نے جو نضر رض کی دختر تھی ایک لڑکی کے اگلے دونون دانت توڑ دیے تو ربیع والون نے اس لڑکی والون سے درخواست کی کہ جرمانہ لے لو اور عفو کردو انھون نے نہ مانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پس آپ نے قصاص کا حکم دیا پس انس بن النضر یعنے ربیع کے بھائی نے کہا کہ کیا ربیع کے دانت توڑے جاوینگے نہین یا رسول اللہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ ربیع کے دانت نہ توڑے جاوینگے تو آپ نے فرمایا کہ اے انس کتاب اللہ مین قصاص ہی لکھی پس وہ لوگ جو مدعی قصاص تھے راضی ہوگئے اور انھون نے عفو کر دیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ کے بندون مین سے ایسے لوگ ہین کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھالین تو اللہ تعالے انکی قسم سچی کر دیتا ہی پھر واضح ہو کہ جراحت کبھی جوڑ پر ہوتی ہی جیسے ہاتھ اس جوڑ سے جہان سے ملا ہی اور قدم اس جوڑ سے جو پنڈلی سے ملا ہی یا اسکے مانند کاٹ ڈالا تو بالاجماع اسمین قصاص واجب ہی اور کبھی ایسی نہین ہوتی اور کبھی اسکے مقدار طول وعرض وعمق کی معلوم نہین ہوتی اور کبھی درصورت قصاص کے مرجانیکا خوف ہوتا ہی پس اگر ہڈی پر زخم ہو تو سوا اسے جو ٹوٹ گئے تو امام مالک نے کہا کہ سوائے ران کے اور سب مین قصاص ہی اور ران وغیرہ کے مانند مین بسبب خوف موت کے قصاص نہین اور امام ابو حنیفہ وصاحبین نے کہا کہ سوائے دانتون کے اور کسی ہڈی کے زخم مین قصاص نہین ہی اور شافعی رح نے جملہ زخمہا سے استخوان سے انکار کیا اور یہی عمر بن الخطاب و ابن عباس رض سے مروی ہی اور یہی حسن وعطا و شعبی و زہری ونخعی وعمر بن عبد العزیز کا قول ہی اور یہی سفیان ثوری ولیث کا مذہب اور مشہور مذہب احمد رح کا ہی و لیکن امام ابو حنیفہ رح نے حدیث ربیع مذکورہ بالا سے حجت لی ہی مگر اس مین یہ کلام کہ شاید دانت بدون ٹوٹنے کے جڑ سے گرے ہونگے **قال المترجم** روایات مین ضرر کسر کا لفظ موجود ہی اور قلع کا لفظ کسی روایت مین نہین ہی پس ظاہر لفظ قابل استدلال ہی اگرچہ احتمال باقی ہی واللہ اعلم اگر مجنی علیہ نے یعنے زخمی نے مجرم سے قصاص لیا اور قصاص کی

Marfat.com

وجہ سے جاتی مرگیا تو مالک و شافعی و احمد کے نزدیک مجنی علیہ قصاص لینے والے پر کچھ واجب نہین قال ابن کثیر اور یہی جمہور صحابہ رضہ وتابعین کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ نے کہا کہ قصاص لینے والے کے مال سے اسکی دیت واجب ہوگی عامر شعبی وعطاء وطاؤس وعمرو بن دینار و حماد بن ابی سلیمان وزہری وثوری نے کہا کہ دیت قصاص لینے والے کے مددگار برادری پر واجب ہوگی اور حضرت ابن مسعود اور نخعی وحکم بن عتیبہ نے کہا کہ قصاص لینے والے سے بقدر اُس زخم کے ساقط ہو کر باقی دیت اپنے مال سے اسپر ادا کرنی واجب ہوگی ۔ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ ۔ جسنے قصاص تصدق کیا ف قصاص تصدق کرنے کے یہ معنے کہ اپنی جان پر قصاص لینے کا قابو دیدیا ۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۔ تو یہ اُسکے جرم کا کفارہ ہے ف چنانچہ بعد قصاص کے اُسکے اوپر سے گناہ اُتر جاویگا ۔ اور معالم مین کہا کہ ایسے ہی معنے ابن عباس ومجاہد وزید بن اسلم سے مروی ہین اور پوشیدہ نہین کہ اس تکلف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جرم کی سزا پانے سے گناہ کا کفارہ ہوجاتا ہے لیکن معنے مین استبعاد ہے اور اظہر وہی ہے جو زمخشری نے کہا کہ جس شخص نے تصدق کیا قصاص کو یعنے معاف کردیا اور قصاص نہ لیا تو یہ اُسکے واسطے کفارہ ہے یعنے بقدر اُس عضو کے اُسکے گناہ معاف ہونگے یہی عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے اور ابو الدرداء رضہ سے مرفوع روایت ہے کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت اُسکے جسم مین پہونچائی گئی پس اُسنے معاف کردی تو اسکے عوض اللہ تعالےٰ اُسکا درجہ بلند کرتا اور اسکے عوض اُسکے گناہ کو کفارہ کردیتا ہے وفی الحدیث قصۃ رواہ ابن جریر واحمد والترمذی ورواہ ابن مردویہ والنسائی عن عبادہ بن الصامت ورواہ احمد عن المحرز بن ابی ہریرۃ عن رجل من اصحاب النبی صلعم ۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۔ جسنے اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوے حکم کے موافق حکم نہ کیا ف خواہ قصاص ہو یا نہو ۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ تو ایسے ہی لوگ ظالم ہین ف کہ اللہ تعالےٰ کی شریعت سے مخالفت کرکے اپنی جان کو عذاب مین ڈالتے ہین اور یہ یہودیون کی عادت تھی کہ توریت مین جو احکام انکو نا گوار ہوے اُنکو تحریف وتبدیل کرکے اپنی رائے سے حکم لگاتے اور اہل انجیل نے بھی اُنھین کے قدم بقدم رکھا

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ

اور پچھاڑی مین بھیجا ہم نے اُنھین کے قدمون پر عیسیٰ مریم کا بیٹا سچ بتاتا توریت کو جو آگے سے تھی اور اُس کو

الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

دی ہم نے انجیل جسمین ہدایت اور روشنی اور سچائی کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ

ڈر والون کو اور چاہیے کہ حکم کرین انجیل والے اُسپر جو اللہ نے اُتارا اُسمین اور جو کوئی حکم نہ کرے

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ہین بے حکم

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ اور ہمنے ان کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو بھیجا ف یعنے انبیاء بنی اسرائیل جو موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوے اور برابر بتعداد کثیر ہوتے آئے اُنکے پیچھے ہی بعد انکے زمانہ فترت کے ہمنے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۔ درحالیکہ وہ تصدیق کرنے والا تھا اُس چیز کی جو اُسکے سامنے تھی ف یعنے اُسکے قبل تھی وہ توریت ہے یعنے اُسکے پہلے سے جو توریت چلی آتی اور اُسکے روبرو موجود تھی

وہ اُسکی تصدیق کرنے والا تھا۔ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ فِیْهِ هُدًی ۔ اور ہمنے عیسی کو انجیل دی جسمین ہدایت ہی ف ہدایت ہی گمراہی سے یعنے جو اسکو مضبوط پکڑے وہ گمراہ نہو بشرطیکہ پوری انجیل کی پیروی کرے اور یہ نہین کہ بعض کی پیروی کرے اور بعض کو چھوڑے جیسے اہل کتاب کا دستور ہوا۔ وَّنُوْرٌ ۔ اور اُسمین نور ہی ف یعنے احکام کا کھلا ہوا اظہار ہی پس بعض نے جو زعم کیا کہ عیسی علیہ السلام کو احکام توریت پر عمل کرنیکا حکم تھا اور انجیل مین فقط نصائح و مواعظ تھے اُنکا زعم غلط ہی بلکہ انجیل مین بعضے احکام بھی تھے۔ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۔ لما فیہا من الاحکام۔ اور درحالیکہ مصدق ہی کتاب انجیل اپنی پہلی والی کتاب توریت کی یعنے توریت کے احکام کی ف اسواسطے کہ جملہ احکام توریت برقرار رکھے سوائے چند احکام کے جن کو منسوخ کیا تو ناسخ اُس چیز کی تصدیق کرتا ہی جو منسوخ ہوئی کیونکہ نسخ بیان مدت ہی پس وہ بیان کرتا ہی کہ حکم منسوخ اسوقت تک کیواسطے صحیح و ثابت تھا۔ وَهُدًی وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ۔ درحالیکہ یہ کتاب انجیل ہادی و واعظ تھی اِن لوگون کے واسطے جو اللہ تعالے سے تقوی کرین ف یعنے ایمان شرعی پر ثابت رہین کیونکہ انھین کو اس سے نفع ہی۔ وَلْیَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ ۔ یعنے ہم نے کہدیا کہ حکم کرین اہل انجیل اُس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالے نے انجیل مین اُتاری ہی ف پس یہ عطف ہی وتقفینا پر اور حمزہ کی قراءۃ مین یحکم کا نصب اور لام اول کو کسرہ ہی پس یہ ایتناہ کے معمول پر عطف ہی یعنے ہمنے عیسی کو انجیل دی تاکہ حکم کرین اہل انجیل موافق اُسکے احکام کے مکی نے کہا کہ قراءۃ جزم مختار ہی کیونکہ وہی جماعت کی قرارت ہی نحاس نے کہا کہ میرے نزدیک دونون قراءتین عمدہ ہین کیونکہ اللہ تعالے نے ہر کتاب عمل ہی کے واسطے اُتاری ہی پھر معنے موافق قراءۃ جماعت کے بصیغہ امر یہ ہین کہ ہمنے اُسوقت عمل کرنے کے واسطے یہ حکم دیا تھا کہ اہل توریت و انجیل اپنی کتاب پر ٹھیک عمل کرین پھر ان دونون کتابون پر ٹھیک عمل یہی ہی کہ اُنمین لکھا ہوا ہی کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہون تو اُنپر ایمان لاوین اور انھین کی پیروی کرین وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ اور جو کوئی حکم نہ کرے اُس حکم کے ساتھ جو اللہ تعالے نے اُتارا تو ایسے لوگ فاسق ہین ف یہ آیت درحق نصاری ہی اور یہی ظاہر ہی

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا

اور تجھ پر اُتاری ہمنے کتاب تحقیق سچا کرتی اگلی کتابون کو اور سب پر شامل ہی

عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ

سو تو حکم کر اُنمین جو اُتارا اللہ نے اور اُنکی خوشی پر مت چل چھوڑکر حق راہ

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ

جو تیرے پاس آئی ہر ایک کو تم مین دیا ہمنے ایک دستور اور راہ اور اللہ چاہتا تمکو ایک دین پر کرتا اور

لٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا

لیکن تمکو آزمایا چاہتا ہی ہمنے دیے حکم مین سو تم بڑھکر لو خوبیان اللہ کے پاس تم سب کو پہونچنا ہے

فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ وَاَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ

پھر جتاوے گا جس بات مین تمکو اختلاف تھا اور یہ فرمایا کہ حکم کر اُن مین جو اللہ نے اُتارا اور

Marfat.com

لَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۤءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكَ ؕ فَاِنْ

مت چل اُنکی خوشی پر اور بچارہ اُنسے کہ تجکو بہکا نہ دین کسی حکم سے جو اللہ نے اُتارا تجپر پھر اگر

تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ

نہ مانین تو جان لے کہ اللہ نے یہی چاہا ہے کہ پہونچا دے انکو کچھ سزا اُنکے گناہون کی اور لوگون مین بہت ہین

النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا

بے حکم اب کیا حکم چاہتے ہین کفر کے وقت کا اور اللہ سے بہتر کون ہے حکم کرنے والا

ع ۷ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۝

یقین رکھتے لوگون کو

جب اللہ تعالٰے نے توریت اور انجیل کی اتباع کامل کا حکم دیا تو لازم آیا کہ اب قرآن عظیم جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اور اب وہ تمام کتب سابقہ کا ناسخ ہے اُسپر عمل کرین وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ۔ اور ہمنے تجپر اے محمد صلعم قرآن نازل کیا ۔ بِالْحَقِّ حق کے ساتھ یعنے نازل کیا حق کے ساتھ جسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہے اور قرآن کا حال یہ ہے کہ ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ۔ ای قبلہ ۔ مِنَ الْكِتٰبِ ۔ وہ سچی بتلاتا ہے ان کتابون کو جو اس سے پہلے کی ہین یعنے توریت وانجیل وزبور وغیرہ جو آسمانی کتابین سابق کے انبیا علیہم السلام پر اُتری تھین سب کو سچی بتلانے والا ہے یعنے قرآن مجید مین صریح اللہ تعالٰی کا حکم موجود ہے کہ توریت وانجیل کو اللہ تعالٰے نے نازل فرمایا ۔ اور قرآن نے اگر اُنکو نسخ کردیا تو یہ تصدیق کرنے کے منافی نہین بلکہ اور مؤکد ہے کیونکہ نسخ کے یہی معنے ہین کہ نسخ کرنے والا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جو منسوخ ہوا وہ ناسخ سے پہلے تک کے واسطے تھا اب نہین ہے پس تصدیق کی کہ منسوخ بھی ایک وقت خاص تک کے واسطے صحیح تھا ۔ واضح ہو کہ انزال کے معنے اُتارنا خواہ ایکبارگی یا کئی دفعہ کرکے اور تنزیل یعنے کئی دفعہ کرکے نازل کرنا پس اگلی کتابون پر فقط انزال صادق ہے الا آنکہ مجازًا تنزیل بولا جاوے اور قرآن مجید پر انزال بایں معنے کہ ایک مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر سب کا سب اُتار گیا تاکہ ملائکہ اُسکے اہتمام شان سے اسکی بزرگی جانین پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا کرکے اُترا تاکہ سبق سبق کرکے بہترین امت صحابہ رضی اللہ عنہم تعلیم پاوین اور نہایت آراستہ ہو جاوین اور یہ بزرگی سوائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کسی کو اگلون وپچھلون مین سے نصیب نہوئی اور قرآن مجید سے پہلے جو کتابین اُتاری گئی تھین اُنکو یہود ونصاری نے اسطرح تحریف وتبدیل کیا کہ حق بات وبناوٹی بات کا امتیاز باقی نہ رہا پس قرآن سے اللہ تعالٰی نے اُنکا اختلاف کھول دیا لہذا فرمایا ۔ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ ۔ اور قرآن شاہد ہے کتابون منسوخہ پر ۔ عن ابن عباس ای موتمنًا علیہ ۔ یعنے قرآن ہر اگلی کتاب پر امین ہے اور یہی قول عکرمہ وسعید بن جبیر ومجاہد ومحمد بن کعب وعطیہ وحسن وقتادہ وعطاء خراسانی وسدی وابن زید کا ہے اور ابن جریج نے اُسکے معنے یہ بیان کیے کہ قرآن ہر اگلی کتاب کا امین ہے جو کچھ اگلی کتاب مین سے ایسی بات بیان کیجاوے کہ قرآن سے موافق ہے تو وہ حق ہے اگرچہ منسوخ ہو اور جو اس سے مخالف بیان کیجاوے وہ باطل ہے عوفی عن ابن عباس یعنے اگلی کتابون پر حاکم ہے اور اُسکا نکتہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالٰے نے توریت وانجیل اُتاری تھی تاکہ اپنی راے چھوڑکر اختلاف سے منہ موڑکر ایک راہ ہو جاوین پھر اہل کتاب نے باہم پھوٹ ڈالی اور ایسی تحریف ہر فرقہ سے سرزد

ہوئی کہ اصل کتاب کا پتہ نہین چلتا ہے تو قرآن کو حاکم کیا۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ ۔ پس اے محمد تو ان لوگون کے درمیان
اسی کتاب سے حکم کر جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی ف یعنے جب اہل کتاب تیرے حضور مین اپنا مقدمہ لادین تو اُن کے درمیان
حکم کر اس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ نے تجپر نازل فرمایا یعنے قرآن مجید کے حکم سے انہین فیصلہ کر اور واضح رہے کہ سنت رسول اللہ صلعم بھی
انہین شامل ہے چنانچہ حدیث صحیح مین ہے کہ مجھے قرآن و اُسکے ساتھ اُسکے برابر اور دیا ہے حق یہ ہے کہ سنت رسول اللہ صلعم وحی خفی ہے جو قرآن
کے خفی معنی کو ظاہر کرتی ہے پھر بینہم کی ضمیر مفسّرین نے اہل کتاب کیطرف راجع کی اور شیخ ابن کثیرؒ نے عام لوگون کیطرف راجع کی یعنی قرآن کے موافق
لوگون کے درمیان حکم کر خواہ عرب ہون یا عجم خواہ کتابی ہون یا غیر کتابی پھر اوپر مذکور ہوا کہ اہل ذمہ جو مسلمانون کے ماتحت ہین اگر وہ حاکم اسلام کے پاس
مرافعہ کرین تو انہین حکم الٰہی کے موافق حکم دینا واجب ہے چنانچہ حکم دیدیا کہ فاحکم بینہم بما انزل اللہ ۔ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۔ اور مت پیروی کیجیو
اُنکے اہواء کی یعنے اُنکی رائے کی جو انھون نے گڑھلی ہین ۔ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۔ عدول کرتے ہوے اس چیز سے جو تیرے پاس
آچکی ہے حق سے ف یعنے حق سے عدول کر کے اُنکی گڑھی ہوئی رائے کی پیروی مت کیجیو اور یہ خطاب گرچہ آنحضرت صلعم کو ہے لیکن مراد اس سے اُنکی امت کے
لوگ ہین کیونکہ آنحضرت صلعم نے کبھی اُنکی رائے کی پیروی نہین کی اور نہ ممکن تھا ۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ ۔ خطاب اُمتون کی طرف ہے مانند یہودی نصرانی
اور مسلمان ۔ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۔ یعنی اے امتو تم مین سے ہر ایک کیواسطے ہمنے ایک شریعت اور ایک واضح راہ بنادی جسپر تم چلتے ہو الشرعۃ جس سے
کسی چیز کیطرف ابتدا کیجاوے اور شرعہ جس سے پانی کیطرف شروع کیا جاوے یعنے پانی تک پہونچنے کی راہ جسکو گھاٹ بولتے ہین اور دین کو شرع کہنا بطریق تشبیہ
کیونکہ اس سے آب حیات وحی تک پہونچ جاتا ہے اور یہانسے معلوم ہوا کہ دین پر مستقیم ہونے سے مقصود خاص رضائے الٰہی ہے اس سے اکابر نے کہا کہ شریعت طریقہ نورانی
ہے پھر اس طریقہ کو طے کر کے حقیقت مراد کو پہونچتا ہے اور خلاصہ یہ کہ اے لوگو تم اصل مقصود دین ایک ہے اور وہ توحید الٰہی معرفت ہے اور یہ شرائع جو انبیا علیہم السلام
لائے کہ جنمین حلال و حرام کا فرق ہے تو یہ دین پر چلنے کے طریقے ہین اور اصل مقصود واحد ہے چنانچہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ
ہم گروہ انبیا علاتی بھائی ہین ہمارا دین ایک ہے یعنی ہم سب توحید پر ہین اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا
انا فاعبدون ۔ اور فرمایا ۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیہ پس حقیقت و مقصود مین تو سب متفق اور شرائع
مین جو اختلاف ہے تو حکم او امر و نواہی مین ہے چنانچہ ایک ہی چیز کسی شرع مین حلال کردی اور کسی شرع مین حرام کردی اور کسی مین خفیف
اور کسی مین شدید کردی تاکہ مطیع و عاصی ظاہر ہو اور وہ دین جسکے سوائے اللہ تعالےٰ کچھ نہین قبول کرتا وہ توحید و اسلام ہے کہ اُسی کے
واسطے سب رسول آئے تھے ۔ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۔ علی شریعۃ واحدۃ ۔ اور اگر اللہ تعالےٰ چاہتا
تو سب کو ایک ہی شریعت پر کردیتا ۔ وَلٰكِنْ ۔ فرقکم فرقا لِيَبْلُوَكُمْ ۔ لیختبرکم ۔ فِي مَا آتَاكُمْ ۔ ولیکن تفریق کردیا تم کو فرقہ فرقہ تاکہ
امتحان کرے تمکو اس چیز مین جو تمکو دی ہے ف یعنے مختلف شرائع حاصل آنکہ اسواسطے تمھاری شریعتون مین اوامر و نواہی مختلف کردیے
تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون تم مین سے اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے چنانچہ امت محمد صلعم پر شراب حرام کردی اگرچہ ابتداے اسلام
مین حرام نہ تھی پھر جسوقت حرام ہونے کا حکم آیا اُسیوقت صحابہ رضی اللہ عنہم نے جسکے پاس شراب تھی بہادی اور برتن توڑ دیے پس یہ لوگ
مطیع بندے تھے اور اپنے نفس و خواہش کے مطیع نہ تھے پس نفس کو مکلف کرنا دین ہے اگر ہر نفس اپنی خوشی پر چھوڑا جاتا تو بالیقین دنیا کا کوئی انتظام
باقی نہ رہتا پھر جنھون نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی وہ طاعت الٰہی سے خارج و مردود ہوے اور جنھون نے احکام الٰہی کی
پابندی کی وہ اللہ تعالےٰ کے بندے مقبول اور آخرت مین کرامت کے ساتھ ہون گے پس حاصل معنے یہ ہوے کہ او تعالےٰ

ف اور ہمنے جتنے رسول پہلے بھیجے تھے اُنکو یہی وحی کی کہ بیشک نہین ہے کوئی معبود سوائے میرے پس میری ہی عبادت کرو ۱۲ م ف اور البتہ ہم نے ہر امت مین رسول بھیجے اس حکم کے ساتھ کہ عبادت کرو تم لوگ اللہ کی اور بتون کی عبادت سے پرہیز کرو۔

بندون کے حقائق و اُنکی ظاہر و پوشیدہ خواہشون سے آگاہ ہی اسنے توحید کو سب مخلوق پر لازم کیا پھر ہر زمانہ مین اس وقت کی امت کے واسطے ایک شرع و قاعدہ مقرر فرمایا کہ اگر اسپر چلیتے تو انکی دنیا و دین دونون درست ہوتے اور یہ بھی ظاہر ہو تاکہ یہ لوگ اپنے نفس کے بندے نہین بلکہ او تعالے کے مطیع بندے ہین پھر تمام فساد کے بعد دوسرے نبی کو بھیجا اور حکمت کاملہ سے اُسکی شرائع کو مقرر فرمایا پس اول شرع سے جوکچھ چاہا منسوخ کردیا اور جسقدر چاہا زیادہ و کم فرمایا پھر یہی طریقہ برابر چلا آیا یہانتک کہ او تعالے نے اپنے ایک بندۂ خاص رسول کریم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر رسالت ختم کرکے تمام روے زمین انسان و جن سب پر آپ کی متابعت فرض کردی اور پہلی سب شرائع منسوخ فرماکر آپ ہی کی شریعت قائم لازم فرمائی قال فی السراج یہ آیت و اُسکے مثل دیگر آیات اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ ہم لوگون پر اگلی شرائع لازم نہین ہین اور رہا قولہ تعالے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الآیۃ۔ و اُسکے مانند تو مراد اس سے توحید و اسلام ہی اور فروع و امر و نواہی مراد نہین ہین **قال المترجم** جمہور علما کے نزدیک شرائع سابقہ جو منسوخ نہین اور ہمپر بطور تعلیم عمل نقل ہوے ہین وہ ہمپر لازم ہین و مترجم کے نزدیک مرجع اس بحث کا لفظی ہی کیونکہ جو شرائع ہمپر بطور تعلیم عمل لکھی گئی ہین وہ ہمپر اسی راہ سے لازم ہین اگرچہ وہ شرائع سابقہ بھی ہون پھر تفریق شرائع سے یہ امتحان منظور ہی کہ خالص بندے جو اُسکا حکم مان لین لہذا فرمایا۔ **فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ**۔ پس جلدی کرو خیرات کی طرف ف یعنے اس بھلائی کو جلدی قبول کرو فراز آنکہ جس چیز کے کرنے کا حکم دیے گئے اسکو کرو اور جس سے منع کیے گئے ہو اسکو ترک کرو **قال ابن کثیر** ؒ وہ طاعت الٰہی در اتباع اس شرع کی ہی جسکو اللہ تعالے نے مقرر و ثابت فرمایا اور پہلے سب شرائع کا اُسکو ناسخ کردیا ہی اور یہی معنی یہان مناسب ہین کیونکہ اللہ تعالے نے خبر دی کہ اُسنے ہر امت کے واسطے ایک شرع مقرر کی اور آیندہ وہ منسوخ ہوتی گئی پھر قرآن مجید کو نازل فرمایا جو سب اگلی شرائع کا ناسخ ہی تو اب خیرات کی طرف جلدی کرو تاکہ وقت فرصت بسبب موت کے ہاتھ سے نجاوے یہ اسی قرآن مجید و شرع آخری کے موافق ہی اور آیندہ قیامت ہی۔ **إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا**۔ اللہ تعالے ہی کی طرف تمہارا سب کا مرجع ہی ف یعنے بسبب اُٹھائے جانے کے قبرون سے یا جہان جسطرح خاک مین ملے ہو یا پانی وغیرہ مین قیامت کے روز اللہ تعالے ہی کیطرف واپس ہوگے **فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ**۔ تو اللہ تعالے تمکو آگاہ کریگا جسمین تم اختلاف کرتے تھے ف یعنے امر دین جسمین تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرتے اور جھگڑتے تھے اللہ تعالے کے یہان ظاہر ہوگا کہ تم جھوٹے تھے اور بدون تامل و فکر و دلیل کے اپنی راے و خواہش سے جھگڑتے اور دنیا و اپنے تن کی شہوات کے لیے یہ کام کرتے تھے پس ہر ایک کو اسکے کامونکا بدلا دیگا پس جھگڑنے و نافرمانی کرنے والے دوزخ مین جاوینگے اور نیک کام والے ثواب و جنت پاوینگے۔ **وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم**۔ یہ عطف ہی الکتاب پر اے انزلنا الیک الکتاب بالحق وان احکم۔ اور اسی سے استدلال کیا گیا کہ اوپر جو تخییر مذکور ہوئی کہ چاہے اہل کتاب کے درمیان ما انزل اللہ کے ساتھ حکم کرین چاہے نکرین تو یہ تخییر اس آیت سے منسوخ ہوئی یہی ابن عباس ؓ سے روایت ہی اور **ابن الجوزی** ؒ نے کہا کہ نہین دونون آیتین محکم ہین بالجملہ یہان حکم دیا کہ اہل کتاب مین حکم کر **بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ**۔ موافق اسکے جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا اور اہل کتاب کی گڑھی ہوئی باتون کی جو انھون نے خواہش نفس کے مطابق بنائی ہین اُنکی پیروی مت کر ف اور حضرت صلعم تو اس سے بری تھے کہ اُنکی خواہشون کی پیروی کرین بلکہ مراد یہ کہ امت والے حاکم عدل و انصاف پر چلین اور خلاف حکم الٰہی کی پیروی نکرین اگر پوچھا جاوے کہ اوپر بھی یہ حکم آچکا پھر یہان مکرر کیون

Marfat.com

جواب یہ کہ نہیں بلکہ اوپر یہ بیان تھا کہ ہمنے تجپر قرآن بحق نازل کیا تاکہ سب لوگون کے درمیان تجکو حکم کرنے کے لیے حکم حق مل جاوے اور
لوگون کی گڑھی باتون کی حاجت نہو اب بیان فرمایا کہ تو اسی حکم حق پر مضبوط رہو کیونکہ شیطان کی پیروی والے دھوکا دیا کرتے ہین
وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۔ اور پرہیز رکھیو اس سے کہ تجکو وہ لوگ فتنہ مین
نہ ڈالین بعض اُس حکم سے بھٹکانے مین جو اللہ تعالے نے تیری طرف نازل فرمایا یعنے جو احکام اللہ تعالے نے تجپر نازل فرمائے ہین
انمین سے کسی حکم سے بھی تجھے یہ فسادی لوگ دھوکا نہ دینے پاوین انسے پرہیز رکھیو اس سے ظاہر ہوا کہ بعض سے خلاف کرنا بھی نہین چاہیے کیونکہ
یہ کل سے مخالفت ہوگی اگر عمداً کیا گیا اسیواسطے اگر کوئی شخص کسی شرعی بات کو جان بوجھکر انکار کرے تو وہ کافر ہوجاتا ہے اگرچہ باقی کا انکار نہ کرے
اور معالم وغیرہ مین مذکور ہے کہ بعض یہود جو اُنکے نزدیک عالم تھے وہ حضرت صلعم سے درخواست کرتے تھے کہ ہمارے موافق فیصلہ کر دیجیے
تو ہم ایمان لاوین پس حضرت صلعم کو اللہ تعالے نے متنبہ و ہوشیار کر دیا کہ لوگونکے مسلمان ہوجانے کی لالچ سے آپ کبھی ایسا نہ کرینگے
اگرچہ وہ لوگ اپنی خیانت و مکاری سے دھوکا دین بلکہ حق صریح کے ساتھ حکم دینگے۔ پھر ایک حکمت تقدیر سے تسکین دی کہ فَاِنْ تَوَلَّوْا
پھر اگر یہ لوگ منھ موڑین ف یعنے جو سچا حکم اللہ تعالے نے اُتارا ہے اگر اُس سے یہ لوگ اعراض کرین اور اسکے سوائے باطل حکم چاہین
فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۔ تو جان لے کہ اللہ تعالے کے ارادہ مین یون ہو چکا
ہے کہ ان لوگون کے بعض گناہ کے عوض اُنکو دنیا مین بھی مصیبت پہونچاوے ف اگرچہ آخرت مین اُنکے سب گناہون پر اُنکو
عذاب دیگا واضح ہو کہ قولہ فاعلم انما الخ سے علم استدلالی ہے یعنے اگر اہل کتاب اس حکم حق سے اعراض کرین تو جان لے کہ تقدیر یون جاری
ہے۔ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۔ اور لوگون مین سے بہتیرے فاسق ہین ف اُنکی جبلت ایسی خراب
ہے کہ رب عز وجل کے دائرۂ توحید و طاعت سے خارج رہنا چاہتے ہین اسیواسطے شرع حق سے مخالف فیصلہ کے خواہشمند ہوے
اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۔ یہ فاسق لوگ حکم جاہلیت کی خواہش کرتے ہین ف جو حق سے خارج اور جہالت پر مبنی
ہے کیونکہ اُنھون نے صاف حکم حق سے اعراض کیا یبغون بیاء تحتانیہ اکثرون کی قراءت ہے اور ابن عامر نے تبغون بتاء فوقانیہ پڑھا
پس غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہے یعنے مخاطب کرکے یون جھڑکا کہ اگر تم کو توریت پر یقین ہوتا تو تم اُس سے برخلاف جہالت
کیون مانگتے جو گمراہی ہے اور اللہ تعالے کے حکم سے کیون منھ موڑتے ۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ
يُّوْقِنُوْنَ ۔ اور کون ہے اللہ تعالے سے بہتر حکم مین ایسی قوم کے نزدیک جو یقین رکھتے ہین ف یعنے مومنون کے نزدیک
اللہ تعالے سے بہتر کسیکا حکم نہین ہے مومنون کی خصوصیت اسواسطے فرمائی کہ اللہ تعالے کے حکم حق کو یہی بندے سمجھتے ہین
برخلاف کافر و مشرک کے جو اپنی رائے کے اٹکل ملاتے ہین اور بسبب بےعقلی کے اپنی رائے کو مرجع ٹھہرا کر شیطان و نفس کے بندے ہوجاتے ہین ف قال
فی العرائس قولہ تعالے لکل جعلنا منکم شرعۃ و منہاجا۔ شرع الٰہی مین دو قسم کے احکام ہین ایک وہ جنسے جسم پاکیزہ ہوجاتا ہے اور دوم وہ کہ جنسے روح
اپنے کمالات معرفت پر پہونچتی ہے جیسے وضو و غسل و ذکر زبان و تلاوت قرآن و نظر صنعت الٰہی و قدم براہ جہاد و حج وغیرہ سے شریعت طہارت
جسم ہے اور اسی مین معانے سے کمال روح ہے اسیواسطے ذکر تلاوت وغیرہ مین زبان سے پڑھے اور دل سے غور رکھے تاکہ شریعت کی شرع
یعنے گھاٹ سے مقصود آب حیات تک پہونچے اور دائمی زندگی پاوے ورنہ کافر مردہ ہوتا ہے پھر اعمال ظاہری مانند روزہ نماز کے خود ظاہر
ہین اور باطنی معانی کو شیخ رہنے بیان فرمایا کہ اللہ تعالے نے قدم دیا کہ آب حیات پر پہونچنے کے واسطے ارواح قدسیہ اور قلوب

Marfat.com

مبارکہ اور عقول نورانیہ ہر ایک کے گھاٹ علیحدہ مقرر کیے ہیں پس بعض کے لیے علم اور بعض کے لیے قدرت اور بعض کیلیے صمدیت اور بعض
کیلیے حکمت اور بعض کیلیے کلام وخطاب اور بعض کیلیے معرفت ومحبت اور بعض کیلیے عظمت وکبریا یعنے جدا جدا گھاٹ ہیں پھر اُن کے
لیے مناہج یعنے نورانی راستے ہیں کہ صفات سے ذات کی طرف اور ذات سے صفات کی طرف اور صفات سے صفات کیطرف اور اسمار سے
نعوت کی طرف اور نعوت سے اسمار کی طرف اور اسمار سے افعال کی طرف جداگانہ راستے ہیں تاکہ ہر ایک اپنے ذوق ومشرب کے موافق
معرفت حاصل کرلے پھر انمین باہم جدائی اور نزدیکی دونون متحقق ہوسکتی ہین چنانچہ جسکا گھاٹ دوسرے سے موافق ہو تو انمین باہم موافقت
ہی اور جنمین ایسی موافقت نہین وہ ایک دوسرے کو نہین پہچانتے ہین اور انمین آپسمین جھگڑا بھی ہوجاتا ہی اسی وجہ سے علماء ربانی مین
باہم اتحاد توحید کے ساتھ اختلاف اجتہادی بھی ہی اور یہ اللہ تعالے کی غیرت قدیم ہی تاکہ بندونمین سے بعضے دوسرونکی طرف ظہور انوار
خاص سے میل نہ کرین اور اُنپر سوائے اُس پاک تعالے کے کوئی مطلع نہو اور یہ درحقیقت رحمت ہی جو اعلی العموم جمہور پر واقع ہوئی ہی اور
اس تفاوت مین فوائد ہین کہ علوم غیبی سے اللہ تعالے کی مراد کو تفاوت وجوہ پرجو درحقیقت ایک ہی سلسلہ مین ہی صرف نزدیکی مین فرق ہی
لوگ حاصل کرلائے اور یہی مشہور نکتہ ہی کہ عالمونکا اختلاف عام امت کیواسطے رحمت ہی قال المترجم اور یہانسے ظاہر ہوا کہ ہر عالم راہ
صواب پر ہی اگرچہ انمین بعض کو زیادہ قرب ہی اور اجتہاد مین بھی ایک نے مثلاً ایک جانور کو مباح نکالا اور دوسرے نے مکروہ کہا کیونکہ مشارب
جداگانہ کے واسطے روا ہی کہ ایک ہی چیز ایک کے حق مین مباح ہو اور دوسرے مشرب کے حاصل کرنے کیواسطے حرام ہو اور اسکی مثال
یہ ہی کہ دو بیمارون کو صحت مطلوب ہی تو ممکن ہی کہ خطمی ایک کیواسطے مفید ہو اور دوسرے کو مضر ہو اور یہی نکتہ ہی جو حدیث مشہور مین وارد
ہوا کہ میرے صحابہ سب ستارے ہین جسکے وسیلہ سے راہ ڈھونڈھو تم راہ پاؤگے اور یہ حدیث حسن حجت ہی پھر ہر شخص جانتا ہی کہ مطلوب ایک
ہی باوجود اسکے ہر صحابی کو ستارہ ہدایت قرار دیا تو بھید اسمین یہی ہی جو اوپر بیان ہوا ہی اور یہ مقام نہایت لطیف ہی اور بسیط تحقیق چاہتا
ہی لیکن گنجایش نہین اور اہل دلکو ایک اشارہ متنبہ کرتا ہی ۔ واللہ یہدی من یشاء ۔ قولہ تعالے ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ۔ چونکہ اسرار صفات
بے نہایت ہین پس جیسے صفت رحمت وغضب کے مظاہر مختلف کیے کہ انمین ضدیت ہی راہ رحمت مین مومن ہین اور راہ غضب مین کفار ہین
اسی طرح ہر ایک مین طرح طرح کے اصناف ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ کفر مین کسقدر بیشمار مختلف ملتین ہین اور وہ دنیاوی شہوات مین ظاہر ہین اور
جانب رحمت مین درجات آخرت کے لیے مشارب متعدد ہین تاکہ جمیع ظہورات کے مظاہر ہون پس ایک ہی امت نہین کیا قولہ ولکن لیبلوکم فیما آتاکم ۔ پس نعمت
توحید مین اپنی اپنی کوشش کرتے ہین قولہ فاستبقوا الخیرات ۔ طلب مین سرگرم رہو اسلیے کہ درجات بے انتہا ہین ۔ حاصل آنکہ جو کچھ معرفت تم کو
حاصل ہوئی وہ سمندر سے ایک قطرہ ہی اور اصل حقیقت کی انتہا نہین پس مشاہدات کی بہتری حاصل کرنے مین جلدی کرو بعد ازان کو عین
جلال کی طرف متفرد کیا لقولہ الی اللہ مرجعکم جمیعا ۔ یعنے ہر حال مین تم اپنے مقامات میں حضرت او تعالے کیطرف محتاج ہو تاکہ زیادت قرب
ومعرفت حاصل کرو اور وہان تمھارے درجات آپسمین ظاہر ہونگے اور جو لطائف وعلوم تمسے پوشیدہ ہین اُسی روز قیامت مین تم کو مزید
عنایت سے معلوم ہونگے چنانچہ فرمایا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون ۔ حاصل آنکہ مختلف مدارج کے اسرار وہان ظاہر ہونگے بعض مشائخ نے قولہ
لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا مین کہا کہ اللہ تعالے کی طرف ہر نفس کے واسطے ایک طریق کشادہ ہی قال المترجم شیخ جنید رح کا قول ہی کہ
الطرق الی اللہ تعالے بعدد انفاس الخلائق ولا تفتح الا لمن اقتفی اثر الرسول ۔ یعنے راہ مستقیم مین ہر بندے کا راستہ بحضرت باری تعالے
خاص ہی اور یہ راستہ کھلتا نہین مگر اُسی شخص کے حق مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے پس جسقدر جسکی پیروی مین اخلاص مزید ہی

سیقدر اُسکا قرب مزید ہے اور جس شرب کے لائق ہے اُسی شرب سے پہونچتا ہے پھر جو شخص طریق سنت پر مستقیم رہا تو وہ جناب باری تعالےٰ تک پہونچ گیا
اور جو ٹیڑھا چلا وہ راہ شیطان مین پڑ گیا اور راہ راست سے بھٹک گیا شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف راہین
بتعداد مخلوقات ہین ولیکن سعید وجنتی وہ ہے جو اتباع نبوت کی راہون مین سے کسی راہ کو پا گیا شیخ استاد نے قولہ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ
واحدۃ مین کہا کہ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو تمہارے مراتب برابر کر دیتا ولیکن تم مین تفاوت اس سبب سے کر دیا کہ تم کو امتحان کرے اور
اسی امتحان کی وجہ سے تمکو آپسمین فضیلت دی اور قولہ فاستبقوا الخیرات مین کہا کہ ہر ایک اپنی استعداد کے لائق خیر مین کوشش کرے پس
عابدون کے حق مین سارعت یہ کہ عبادات ووظائف مین کوشش کرین اور عارفون کے مناسب یہ کہ استغراق پیدا کرین اور بعض نے کہا کہ زاہدون
کی سبقت یہ کہ دنیا سے کمال بے تعلقی پیدا کرین یعنے تجرید مین کامل ہون اور عابدون سے سبقت یہ ہے کہ خواہش قطع کرین یعنے
زاہد ہون اور عارفون کی سبقت یہ ہے کہ خودبینی سے خارج ہون اور موحدون کی سبقت یہ کہ خلق ودنیا وعقبیٰ سب فراموش کر دین قال المترجم
مراد یہ کہ سب لوگ اپنے حسب حال نیکیان حاصل کرنے کیلیے جناب باری تعالیٰ مین مسدعا کرین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ
اے ایمان والو مت پکڑو یہود و نصارے کو رفیق وہی آپسمین رفیق ہین ایک دوسرے کے
وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○
اور جو کوئی تم مین اُنسے رفاقت کرے وہ اُنھین مین ہے اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو
فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا
اب تو دیکھے گا جنکے دل مین آزار ہے دوڑ کر ملے جاتے ہین اُنمین کہتے ہین کہ ہمکو ڈر ہے کہ نہ آ جاوے ہمپر
دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا
گردش سو شاید اللہ جلد بھیجے فیصلہ یا کچھ حکم اپنے پاس سے تو فجر کو لگین اپنے جی کی چھپی
فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ○ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ
بات پر پچھتانے اور کہتے ہین مسلمان کہ یہ وہی لوگ ہین کہ قسمین کھاتے تھے اللہ کی
جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ○
تاکید سے کہ ہم تمہارے ساتھ ہین خراب گئے اُنکے عمل پھر رہ گئے نقصان مین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ۔ اے ایمان والو ۔ لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۔ مت بناؤ یہود و
نصاری کو اپنے اولیاء جمع ولی بمعنے دوست وراز دار ۔ یعنے یہود ونصاری کو تم اپنا راز دار دوست مت بناؤ پھر مفسرین نے اسمین
کلام کیا کہ یہ خطاب الذین آمنوا سے خالص ایمان والون کو ہے جو درحقیقت مومن ہین یا اس سے ایسے لوگونکو خطاب ہے جو فقط ظاہر
مین زبان سے ایمان ظاہر کرتے تھے یعنے منافق تھے یا خطاب عام ہے کہ مومن خالص ومنافق دونون کو شامل ہے پس بعض نے کہا کہ
سچے مومنون کو منع کیا کہ یہود ونصاری کو دلی دوست نہ بناوین اسواسطے کہ جس سے محبت ہو اُسکے آثار آدمی مین ظاہر ہوتے ہین
لہذا اگر بضرورت خلط ملط رکھنا پڑے تو بدون دلی دوستی کے ہو اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب منافقون کو ہے اور چونکہ زبان سے وہ لوگ

Marfat.com

کلمہ ایمان ظاہر کرتے تھے اسواسطے اُنکو صورت ظاہری کے اعتبار سے مومن فرمایا اور حق یہ کہ خطاب تاقیامت سبکو عام ہو اگرچہ حکم کا مقصود یہی منافق
ہین کیونکہ یہی لوگ باطن مین یہود و نصاری سے دلی دوستی رکھتے تھے اسیواسطے آگے فرمایا فتری الذین فی قلوبہم مرض چنانچہ عنقریب آتاہی حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے اسلام ظاہر کیا پھر ایک روز کہنے لگا کہ میرے اور بنو قریظہ کے درمیان قسم ہو اور مین
گردش زمانہ سے مصیبت کا وقت پڑنے سے ڈرتا ہون پس اسلام سے مرتد کافر ہو گیا **شیخ ابن کثیر**رح نے ذکر کیا کہ سدی رحمہ اللہ نے بیان
فرمایا کہ جنگ احد مین جب مسلمانون کو بسبب نافرمانی کرنے کے شکست ہوئی سوائے اسکے کہ حضرت صلعم و چند صحابہ آپ کے ساتھ
قائم رہے تو اس واقعہ کے بعد دو شخصون نے آپسمین گفتگو کی اور اُنکو شیطانی وسوسہ سماگیا پس ایک نے کہا کہ مین اس یہودی سے جاکر
گاڑھی دوستی پیدا کرتا ہون مجھے امید ہو کہ اگر کوئی حادثہ پیش آیا اور مسلمانون کا دین تمام ہوا تو وہ مجھے ہر طرح قوت دیگا اور دوسرا بولا کہ
مین ملک شام کو جاتا ہون وہان فلان نصرانی سے گاڑھی دوستی کرکے نصرانی ہو نگا کہ میرے گاڑھے وقت پر آڑے آوے پس اللہ عزوجل نے
یہ آیات نازل فرمائین **قال المترجم** یہ دونون آدمی منافق تھے عکرمہؓ سے روایت ہو کہ ابو لبابہ بن عبدالمنذر کے حق مین اُتری کہ یہود بنی قریظہ
سے زمانہ جاہلیت مین اُنسے دوستی تھی اُنکو رسول اللہ صلعم نے بنو قریظہ پاس بھیجا کہ ہمارے حکم پر اپنے قلعہ سے اُترین تو اُنھون نے ابو لبابہ
سے پوچھا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اُنھون نے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا کہ ذبح کیے جاؤگے (رواہ ابن جریر) اور یہ ابو لبابہ سچے مسلمان تھے
لیکن اُنسے یہ حرکت بمقتضائے بشریت واقع ہوئی ولیکن اس واقعہ کے سبب نزول ہونے مین تامل ہو اور تحقیق یہ ہو کہ سبب نزول
وہ واقعہ کہلاتا ہو جسکے بعد آیت نازل ہوئی تو جسقدر اقوال مذکور ہوے شاید اُنکے بعد آیت اُتری ہو ولیکن اسمین شک نہین کہ یہ سب
اقوال اس آیت کے حکم مین داخل ہین یعنے یہ سب موالات کی صورتین حرام ہین اور ابن جریر نے عطیہ بن سعد و زہری سے روایت کی
کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے یہود کے موالات سے بیزاری کی تو عبداللہ منافق مذکور نے کہا کہ مین تو اُنکی دوستی سے بیزاری
نہین کرسکتا کیونکہ اُنکی موالات سے چارہ نہین ہو اور اُسکا بیان وہ ہو جو کتاب المغازی مین محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہ یہود مدینہ نے
حضرت صلعم سے معاہدہ کرلیا تھا کہ ہم نہین لڑینگے پھر چند روز بعد غزوہ خندق مین یہی پہلی قوم تھی جسنے عہد توڑا اور حضرت صلعم سے
لڑائی کی اور آخر یہ لوگ عاجز و خوار ہوکر اپنے قلعون سے اس شرط پر اُترے کہ ہمارے حق مین جو کچھ فلان شخص حکم کردے وہ منظور ہو پس
عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے اُنکے بچانے مین بہت ہی جد و جہد کیا اور کہا کہ مین ایسا شخص ہون کہ گردش زمانہ سے ڈرتا ہون مجھے اُنکی
موالات کی ضرورت ہو اور حضرت عبادہ بن الصامتؓ نے حضرت صلعم سے یہودیون واُنکی موالات سے بیزاری بیان کی اور کہا کہ مین فقط اللہ
تعالی و اُسکے رسول صلعم سے موالات کرتا ہون اور یہودیون و اُنکی موالات سے بیزاری کرتا ہون پس حضرت عبادہؓ اور ابن ابی منافق کے
حق مین سورۂ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئین یاایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیاء۔ **بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٖۚ**
یہود و نصاری آپسمین ایک دوسرے کے ولی ہین **ف** اسوجہ سے کہ کفر مین دونون متحد ہین معنے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور اسلام سے عداوت کرنے مین یہود و نصاری آپسمین ایک دوسرے کی معاونت و مدد کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ یہود آپسمین
ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور نصاری آپسمین ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور ظاہر یہ ہو کہ موالات دنیاوی مراد ہو کہ
معاملات دنیا مین انکا یہ برتاؤ ہو ورنہ دین کے معاملہ مین یہود کہتے ہین کہ نصاری کچھ نہین اور برعکس اور نیز نصاری آپسمین ایک دوسرے سے
عداوت و بغض رکھتے ہین اور یہ ہر زمانہ مین ظاہر ہو اور برابر ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین بالجملہ حاصل یہ کہ ای ایمان والو تم یہود و نصاری سے

موالات مت کرو انکی موالات جو بمقتضائے کفر ہی انھین کے درمیان جاری ہی اور انھین کی حالت کے لائق ہی وہ تمھارے حال کے لائق نہین پس تم انکا فعل مت اختیار کرو کہ انھین کے مانند ہو جاؤ اسیواسطے فرمایا **وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ** اور جو کوئی تم مین سے ان کافرون سے موالات رکھے وہ بھی انھین مین سے ہی ف یعنے دین کے حکم مین اسکا و انکا حکم یکسان ہی اور یہ مانند آنکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھین مین سے ہی یہ حدیث کثرت طرق سے بدرجہ حسن ہی اور تفسیر مدارک و ابو السعود وغیرہ مین ہی کہ اسمین اہل اسلام کو سخت زجر و تشدید ہی کہ مخالفان دین اسلام سے دوستی لی و موالات قلبی نہ رکھین اور جو لوگ دین اسلام مین معتزلہ و جبریہ و جہمیہ و رافضہ کے مانند بدعتین نکالتے اور دین مین خرابی ڈالتے ہین وہ بھی مخالفان اسلام کے حکم مین شامل ہین اور ابن عباس رض سے مرفوع روایت مین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت مبغوض وہ شخص ہی جو اسلام مین زمانہ کفر و جہالت کی رسم و راہ کو چاہے الحدیث رواہ البخاری اور محبت عمدہ چیز ہی اسنے جب ایسے کفار مین اسکو صرف کیا تو بڑا ظلم کیا اسیواسطے فرمایا۔ **إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ** یعنے اللہ تعالے ایسی قوم کو ہدایت نہین دیتا جو کافرون سے موالات کر کے اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین ف حضرت حذیفہ رض نے فرمایا کہ ہر ایک تم مین سے اس بات سے بچا رہے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو جاوے اور اسکو معلوم بھی نہو پھر یہی آیت کریمہ پڑھ دی (رواہ ابن ابی حاتم عن عبد اللہ بن عتبہ) اور ابو موسی اشعری رض سے روایت ہی کہ انھون نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس ایک نصرانی کاتب ہی تو حضرت امیر المومنین رض نے جھڑکا اور فرمایا کہ تجھے اس سے کیا مطلب تھا تو نے کوئی مرد دیندار کیون نہین رکھا دکما رواہ ابن ابی حاتم) اور ابن عباس رض سے من طریق عکرمہ روایت ہی کہ انسے نصارائے عرب کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو جواب دیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی ومن یتولہم منکم فانہ منہم۔ یعنے جائز نہین ہی رواہ ابن ابی حاتم باسناد حسن اور ابو الزناد سے اسکے مانند مروی ہی اور سابق مین تفسیر قولہ الیوم احل لکم الطیبات مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسی ممانعت مذکور ہو چکی ہی **فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ** اب تو دیکھے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہی کہ یہود و نصاری کی دوستی مین جلدی کرتے ہین ف یہ قیامت تک رہیگی منافق لوگ ہمین نظر آتا ہی چنانچہ ہر زمانہ مین اس کا نمونہ موجود ہی۔ حاصل آنکہ جو لوگ سچے مسلمان نہین بلکہ منافق ہین وہ یہود و نصاری کی موالات مین جلدی و سبقت کرتے ہین اور لباس و چال و چلن مین انسے مشابہت کرنے پر مرتے ہین اور کلام مین لطیف بلاغت ہی کہ منافقون کی رغبت انکی موالات مین اس درجہ ہی کہ گویا وہ انھین مین داخل ہو جانے پر جلدی کرتے ہین پھر ان منافقون کا ایک عذر انھین کے قول سے بیان فرمایا جو گناہ سے بھی بدتر ہی یعنے **يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ** یعنے منافق لوگ یہود و نصاری سے موالات کرنے مین یہ عذر بیان کرتے ہین کہ ہم کو خوف ہی کہ ہمکو کوئی گردش پہونچے یعنے زمانہ کی گردش و سختی مانند قحط وغیرہ کے پہونچے اور محمد کا یہ سب کام پورا نہو تو اگر ہم ان لوگون سے موالات نہ رکھینگے تو یہ لوگ جو مالدار ہین ہمکو کھانے کو نہ دینگے چونکہ یہ لوگ بیعقلی سے خلاف ایمان بات کہتے تھے لہذا انکو جواب نہین دیا گیا بلکہ اہل ایمان کو وعدہ لطیف سے سرفراز فرمایا جسمین ان منافقون کو بھی شرمسار کر دیا بقولہ **فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ**۔ یعنے قریب ہی کہ اللہ تعالے فتح دیوے ف یعنے اپنے نبی صلعم کو اپنے اظہار دین سے مدد و نصرت دیوے۔ امتحان مین امید دلائی حالانکہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے قطعی ہی پس معنے یہ ہین کہ ضرور اللہ تعالے اپنے نبی صلعم کو فتح دیگا اور احادیث صحیحہ کثرت سے وارد ہین کہ آنحضرت صلعم نے صحابہ کو قطعی بشارت دی کہ جلدی مت کرو تمام عرب مین دین توحید و اسلام پھیلیگا

ف یہ حضرت عمرؓ کی نصاریٰ کی کتابت پر ناراضی ظاہر کی ۱۲ منہ

Marfat.com

اور ہر شخص ہیں سے انہاد عب تک ڈھکے جائیگا کہ سوائے اللہ عزوجل کے اسکو کسی سے خوف نہوگا لیکن منافقونکو امتحان مین ڈالنے کیلیے فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تعالے لشکر فتح کر دے۔ اَوۡ اَمۡرٍ مِّنۡ عِنۡدِہٖ یا اپنی طرف سے ایک امر لاوے ف اپنے منافقونکا پردہ کھولدے کہ وہ سب مین رسوا ہون اور سدی نے کہا کہ فتح سے لشکر کا فتح ہونا مراد ہے پس منافقونکو جو غلبہ مشرکین قریش کا اور امر اسلام پورا انہونیکا شک تھا وہ رد کر دیا اور قوله امر من عنده سے مراد یہ کہ یہود و نصاری پر جزیہ باندھے جانے کا وعدہ دیا پس منافقونکو جو انکی شان و شوکت سے امید مددگاری تھی وہ توڑدی کہ یہود وغیرہ آپ ہی خوار ہونگے منافقونکی مددگاری کون کریگا پس جب ایسا ہوگا تو منافقون نے جو اپنے دلون مین خیالات پوشیدہ کیے تھے کہ دل مین نفاق اور کافرون کی موالات رکھتے تھے اسکا یہ نتیجہ ہوگا۔ فَیُصۡبِحُوۡا عَلٰی مَاۤ اَسَرُّوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ نٰدِمِیۡنَ تو یہ منافق لوگ اپنے دلون کی پوشیدہ کی ہوئی باتون پر نادم ہوجاوینگے ف واضح ہو کہ یہی نتیجہ اس تدبیر و فکر کا ہے جو برخلاف حکم خدا و رسول کے عقل کے دشمن اپنے آپ کو دانا و ہوشیار سمجھکر نکالتے ہین چنانچہ منافقون کا حال پہلے پوشیدہ تھا انھون نے اپنی رائے سے وہ باتین نکالین جنسے بھلائی سمجھتے تھے حالانکہ صریح خلاف خدا و رسول تھین پس وہ درحقیقت عین فساد تھین کہ آخرکار دنیا ہی مین اللہ تعالے نے خالص مومنین کو انکا حال ظاہر فرما دیا۔ وَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا۔ واضح ہو کہ بصری قرا کی قراءۃ مین ویقول بواو ہے اور شامی و حجازی قرا کی قرات مین بدون واو ہے اور یقول بھی بالرفع پڑھا گیا اور بالنصب بھی پڑھا گیا پس بواو ہو یا بلا واو ہو اگر بالرفع ہے تو استیناف ہے یعنے از سر نو جملہ شروع ہوا اور بالنصب مین عطف ہے یاتی پر یا ان یاتی وان یقول الذین آمنوا یعنے مومنین تعجب کی راہ سے بعض منافقونکو کہین کہ۔ اَہٰۤؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ کیا یہی لوگ ہین کہ جو قسم کھایا کرتے تھے نہایت کوشش سے کہ اِنَّہُمۡ لَمَعَکُمۡ۔ فی الدین۔ دین مین بیشک بالتحقیق ہم تمہارے ساتھ ہین ف حالانکہ اب ظاہر ہو گیا کہ محض جھوٹے منافق تھے حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ۔ انکے اعمال سب تلف جمہور مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہے کہ ان منافقون کے وہ اعمال جنکو انھون نے دکھلانے سنانے کو اعمال نیک کی صورت پر کیا تھا سب باطل و نیست ہوگئے۔ فَاَصۡبَحُوۡا خٰسِرِیۡنَ۔ یعنے دنیا و آخرت مین برباد ہوئے چنانچہ دنیا مین تا قیامت بدنام و فضیحت ہوئے اور آخرت مین کچھ نہ ملا جس سے کچھ راحت ہوتی بلکہ بجائے اسکے دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ مین آگ کے صندوقون مین شکنجہ کرکے ڈالے گئے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّہُمۡ

اے ایمان والو جو کوئی تم مین پھریگا اپنے دین سے تو اللہ آگے لاویگا ایک لوگ کہ انکو چاہتا ہے

وَیُحِبُّوۡنَہٗۤ ۙ اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ۫ یُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ

اور وہ اسکو چاہتے ہین نرم دل ہین مسلمانون پر اور زبردست ہین کافرون پر لڑتے ہین

سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوۡنَ لَوۡمَۃَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ

اللہ کی راہ مین اور ڈرتے نہین کسیکے الزام سے فضل ہے اللہ کا دیگا

یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ○

جسکو چاہے اور اللہ کشایش والا ہے خبردار

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ۔ نافع و ابن عامر نے یرتدد۔ بدون ادغام پڑھا اور باقیون نے یرتد بادغام

Marfat.com

پڑھا اور قواعد لغت سے یہ دونون طریقے صحیح ثابت ہین اور ارتداد کے معنے لوٹ جانا یا پھر جانا - اور حاصل آنکہ ای ایمان والو جو پھر گیا مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ - تم ہین سے اپنے دین سے ف کفر کی طرف تو اللہ تعالے اُسکے بجاے قوم محبوب لادیگا جیسا کہ آگے فرمایا اللہ تعالے نے یہ خبر دیدی ایسی بات کی جسکے واقع ہونیکا اللہ تعالے کو علم تھا چنانچہ نبی صلعم کے قریب زمانۂ وفات مین اور بعد وفات کے عرب کے بہتیرے گروہ مرتد ہوگئے چنانچہ صاحب کشاف وغیرہ نے یہان لکھا کہ کافرون سے موالات کرکے بے ایمان ہوجانیکے بعد عام طور پر موالات یا بدون موالات کے اسلام سے مرتد ہوجانے کا ذکر شروع فرمایا اور اسطرح خبر دی کہ جو کچھ اللہ تعالے کے علم غیب کے موافق واقع ہونے والا تھا اُسکے واقع ہونے سے پہلے آگاہ فرمایا کیونکہ فسوف یاتی اللہ بقوم قطعی وعدہ ہی کہ مرتدون کے بدلے اللہ تعالے ایک گروہ مضبوط سچے مومنون کا لاویگا اور یہی واقع ہوا کہ عرب کے گیارہ فرقے مرتد ہوے چنانچہ آخر زمانہ حضرت صلعم مین قوم بنو مدلج اور بنو حنیفہ یعنے قوم مسیلمہ کذاب اور بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد الاسدی یہ تین فرقے مرتد ہوے اور زمانۂ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مین سات فرقے عیینہ بن حصن کی قوم فزارہ اور قرہ بن سلمہ کی قوم غطفان اور فجارہ بن عبد یالیل کی قوم بنو سلیم اور مالک بن نویرہ کی قوم بنو یربوع اور قوم سجاح بنت المنذر اور اشعث بن قیس کی قوم کندہ - اور خطمی بن یزید کی قوم بنو بکر بن وائل مرتد ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سب قومون کو بعد محاربۂ عظیم کے زیر کیا اور جبلہ بن الایہم کی قوم بنو غسان زمانۂ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین مرتد ہوکر ملک شام کو بھاگ گئی اور دنیا کے لالچ سے نصرانی ہوگئی پھر اللہ عز وجل نے وعدہ فرمایا کہ ان مرتدون کے عوض مین ایک قوم صالح لاؤنگا چنانچہ فرمایا فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ - بدلہم - بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ پس لاویگا اللہ تعالے بدلے اُن مرتدون کے ایسی قوم کو کہ جنکو اوتعالے دوست رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہین - واضح ہو کہ یہان صریح ظاہر ہی کہ محبت ایک صفت خاص ہی جیسا کہ اکابر صوفیہ واہل تحقیق کا قول ہی اور یہان تاویل کرنا کہ محبت بمعنے ثواب دینے کے ہی تو ایسی تاویل بعید ہی تحقیق یہی ہی کہ ایک صفت خاص ہی کہ اُسکی ماہیت سے اللہ تعالے دانا تر ہی اور بندہ جب اس صفت سے متصف ہوتا ہی تو آگاہ ہوجاتا ہی بالجملہ اس قوم کی ایک یہ تعریف ہی کہ اوتعالے انکو محبوب رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہین اور دوسری صفت یہ کہ - اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ - یعنے عطوفت و مہربانی فرمانے والے ہین مومنون پر اور - اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ - یعنے سخت و شدید ہین کافرون پر چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی تعریف مین سورۂ فتح مین فرمایا - اشداء علی الکفار رحماء بینہم - یعنے کافرون پر نہایت سخت و شدید ہین اور آپسمین ایک دوسرے پر نہایت مہربان ہین پھر تیسری صفت یہ کہ - يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرتے ہین چوتھی صفت یہ کہ - وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤئِمٍ - اور نہین خوف کرتے ہین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ف برخلاف منافقون کے کہ وہ کافرون کی ملامت سے خوف رکھتے ہین پھر مفسرین مین اختلاف ہی کہ یہ کون قوم ہین بعض نے کہا کہ وہ تابعین ہین بقرینۂ سوف یاتی اللہ - یعنے آیندہ وہ لائے جاوینگے اور بعض نے لکھا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا واشار الی ابی موسیٰ الاشعری (رواہ الحاکم فی صحیحہ) یعنے اس آیت مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ لوگ اس شخص کی قوم ہین اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (رواہ الحاکم وابن ابی حاتم وابن جریر وہو فی الصحاح ایضًا) اور شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ وہ اہل قادسیہ ہین اور مجاہد نے کہا کہ شہر سبا کی ایک قوم ہی اور سعید بن جبیر نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ وہ ایک قوم اہل یمن سے پھر کندہ سے پھر سکون سے ہی قال المترجم روایات

مختلف ہین اور اُنسے یہ ظاہر ہو کہ مراد خصوص اُن لوگون کے حق مین نزول نہین بلکہ شمول ہو یعنے جن لوگون کے حق مین نزول ہوا انھین کی صفات سے یہ اقوام بھی قریب قریب متصف ہین کیونکہ اللہ تعالے نے اس قوم کو واحد فرمایا جو بہر حال ایک رئیس کے زیر حکم ہون اور منجملہ اُنکی صفات کے یہ قرار دیا کہ یجاہدون فی سبیل اللہ۔ یعنے یہ اوصاف انہین موجود ہین پس ان اقوال مذکورہ مین بدون تکلف و تاویل کے یہ بات صادق نہین ہو اور خصوص روایت سعید بن جبیر از ابن عباس اس امر پر دلیل واضح ہو کہ مراد شمول ہو اور محمد بن کعب سے مروی ہو کہ وہ قریش کے سردار اسلام ہین یعنے جو مسلمان ہو گئے اور حسن البصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر کے زمانہ کی حالت کے بیان مین اسکا نزول ہوا لہذا کہا گیا کہ اس قوم سے مراد ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و اُنکا لشکر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم ہو جنھون نے مرتدون پر جہاد کیا اور شمول اسمین ہو اُس قوم کا ہو جنھون نے خلوص ایمان سے مابعد کے زمانہ مین مرتدون کو قتل کیا بعضے صحابہ نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہین ہوا کہ مرتدون سے لڑائی کرنے مین وہ بمنزلہ انبیاء مین سے ایک نبی کے قائم مقام ہوے جب حضرت ابو بکرؓ نے مرتدون پر جہاد کا قصد کیا تو صحابہ نے اُسکو مکروہ جانا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہین انپر کیونکر جہاد ہو سکتا ہو بعض نے کہا کہ ہم کہانتک اس بشیار قوم سے لڑینگے حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسقدر مدت تک مشقت اُٹھائی تھی غرض کہ سب نے اختلاف کیا لیکن حضرت ابو بکرؓ نے تنہا اُنپر جہاد کرنیکا قصد فرمایا اور تلوار حمائل کر کے باہر نکلے پس خواہ مخواہ سب لوگ اُنکے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالےٰ نے اسلام کو فتح دی پس ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہمنے ابتدا مین اس جہاد کو مکروہ جانا تھا پھر انتہا مین ہمنے حضرت ابو بکرؓ کا شکریہ ادا کیا یعنے اگر وہ نہوتے تو اسلام مٹ جاتا بالجملہ یہ صفات ایسی قوم کے ہین جنکو ایمان کامل حاصل ہو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ مجکو میرے خلیل صلے اللہ علیہ وسلم نے سات باتون کی وصیت کی پس مجھے حکم دیا کہ مسکینون سے محبت رکھون اور حکم دیا کہ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھون اور اوپر والے کی طرف نظر نہ رکھون اور حکم دیا کہ ناتے کو ملائے رکھون اگرچہ مدبر کیا جاؤن اور حکم دیا کہ کسی سے کچھ سوال نہ کرون اور حکم دیا کہ حق بات کہون اگرچہ کڑوی ہو اور حکم دیا کہ اللہ تعالےٰ کے دین مین کسی ملامت کرنیوالے سے نہ ڈرون اور حکم دیا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ بہت پڑھا کرون کیونکہ یہ خزانہ زیر عرش سے ہو (رواہ احمد) اور صحیح مین ثابت ہو کہ مومن کو نہین چاہیے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنے نفس کو کیونکر ذلیل کریگا فرمایا کہ اسقدر بلا برداشت کرے کہ اسکو اٹھا نہین سکتا ہو کذا فی تفسیر ابن کثیر واضح ہو کہ فرائض و واجبات کے علاوہ ہر کام مین جہانتک رخصت ہو اسکو لحاظ رکھے اور کبھی کبھی رخصت کو اختیار کرے شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین آیات و احادیث سے اس بحث کو مدلل لکھا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے واسطے آسانی کو پسند فرماتے تھے لہذا آسانی کا طریقہ لینا مستحب ہو اور سختی ہر جگہ وہر وقت آدمی کو مغلوب کر دیتی ہو۔ بالجملہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ ضعیف و کام کاج والے اور متفکر لوگون سے جہانتک ممکن ہو آسانی و سہولت سے دین کی پابندی ادا کرا دے اور ہر ایک کو عزیمت ہی پر آمادہ نہ کرے واللہ اعلم۔ ذٰلِكَ یہ جو اوصاف مذکور ہوے فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ اللہ تعالےٰ کا فضل ہو جسکو چاہے دیدے۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ اللہ تعالےٰ کا فضل وسیع ہو اور وہی خوب جانتا ہو کہ کون بندہ و کون قوم اسکے لائق ہو ف عرائس مین ہو کہ قولہ تعالےٰ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ مین اسلام سے مرتد ہو جانے والون کو توبیخ ہو کہ انکو اللہ تعالےٰ کی محبت سے کچھ نصیب نہین ہوا اسی سبب سے مرتد ہو گئے اور اسمین خبر دیدی کہ اللہ تعالےٰ ایک ایسی قوم لاویگا کہ ازل ہی مین اُنکو محبوب کر لیا ہو اور وہ لوگ بھی اللہ تعالےٰ کے محبوب کرنے سے اللہ تعالےٰ عزوجل سے محبت شدید رکھتے ہین اور

Marfat.com

یہ لوگ ضرور ہیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ وسنت سے موافق ہین اور شرط محبت سے اسی طریقہ وسنت پر چلتے ہین اسواسطے کہ محبت کی شرط یہ ہیکہ محبوب سے ظاہر و باطن مین موافق ہو یعنے اسکی راہ پر اُسکی تابعداری کرے اور اس کلام مین ظاہر فرما دیا کہ جو مطیع موافق نہو وہ محبت رکھنے والا نہین ہی اور صریح اللہ تعالے نے فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ یعنے کہدے ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر تم اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالے تمکو محبوب فرما دیگا اس آیت مین صحابہ و تابعین و مابعد والونکی شرف و بزرگی کا بیان ہی اور اللہ تعالے نے ظاہر کردیا کہ محبت اسکی صفت ازلی ہی کیونکہ اللہ تعالے نے بذات خاص اپنے احبا کو محبوب فرمایا ہی اور ذات پاک اسکی موصوف بمحبت انکے لیے تھی اسیطرح یہ لوگ بھی اپنی ذاتون و صفات سے اُس سے محبت رکھتے ہین اور ہرطرح اُسکی محبت کا دم بھرتے ہین اسواسطے کہ محبت کا جہانتک وجود ہی وہ جادہ قدم ازل ہی اور وہان کسی فعل کا وجود ہی نہ تھا اور بندونکی محبت کا مصدر خود انکے قلوب ہین اور وہان بھی کوئی فعل نہین ہی اور اصل محبت کا وقوع ازجانب باریتعالے ہی بدون کسی علت کے یعنے نعمتین و احسان وغیرہ کسی وجہ سے اصل محبت کا وجود نہین ہوتا اور کسی فعل و حرکت کیوجہ سے پیدا نہین ہوتی ہی اللہ تعالے نے اپنے علم قدیم سے اپنے اولیا کو محبوب کیا قبل اسکے کہ انکو پیدا کرے اور قبل اسکے کہ اُنسے کوئی ایسے افعال صادر ہون جو برگزیدہ ہونے کی علامات ہین پس محبت الٰہی اپنے خاص بندون سے اسوقت متحقق تھی جب وہ لوگ عدم تھے اور بندگان خاص جو اس سے محبت رکھتے ہین تو اسطور پر ہی کہ انکے دلون پر اُسکی اس صفت کی تجلی ہوتی ہی یعنے اُنکے قلوب مین نور محبت سما جاتا ہی پس جب انکی ارواح کی آنکھین سرمۂ محبت سے منور ہوئین تو ان آنکھون نے عجیب بینائی پائی اور اسکے طالب ہوے آخر بفضل اللہ سبحانہ تعالے مشاہدۂ ازل کو بے پردہ پایا پھر اسکو محبت اصلی سے چاہنے لگے جو کبھی اپنی اصل سے دوسری طرف نہین پھرتی ہی سلامی نے کہا کہ انھی کے فضل محبت سے اُنھون نے اُسکی محبت مین اپنے آپ کو قربان کیا اور اُسیکی یاد کے فضل سے انھون نے اسکی یاد مین اپنے آپکو فراموش کردیا۔ یوسف بن الحسین رح نے فرمایا کہ محبت ایثار ہی **قال المترجم** مراد آنکہ اپنے نفس کو چھوڑکر اُسی کو اختیار کیا اور محبت کا قیاس شہوات پر نہین ہی حتی کہ بہت جاہل اسمین خبط ہوتے ہین ع عشق آن نبود کہ در مردم بود + این فساد خوردن گندم بود + اور محبت ایمانی فناے نفس ہی اور اختیار محبوب ہی اسی محبت کی شان ہی کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا حضرت انس رض نے کہا کہ صحابہ رض کو اس حدیث سے بعد اسلام کے سب چیز سے بڑھکر خوشی ہوئی اور کہا کہ مین ابوبکر و عمر رض کو محبوب رکھتا ہون اگرچہ میرے اعمال ویسے نہین ہین (رح) پھر اللہ تعالے نے اہل محبت و ایمان کامل کی تعریف فرمائی کہ اُسکے دوستون سے تواضع رکھتے ہین اور دشمنون پر غلبہ رکھتے ہین چنانچہ فرمایا اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین پھر ذکر فرمایا کہ محبت مین اپنی جانین اسطرح قربان کرتے ہین کہ اسکے حکم سے اسکے دشمنون پر جہاد کرتے ہین اور جو کچھ اُسنے حکم دیا بجا لاتے ہین اور جس سے منع فرمایا اس سے بے تردد باز رہتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے سے نہین ڈرتے ہین پھر ان سب صفات کے بعد آگاہ فرمایا کہ یہ انکی کسی ذاتی استحقاق سے نہین بلکہ محض بفضل و رحمت سے ہی جیسے اپنی محبت کی وجہ سے انکی محبت بیان کی **شیخ ابوبکر وراق** رح نے کہا کہ جہاد تین طرح کا ہی ایک جہاد اپنے نفس کے ساتھ دوم جہاد دشمنان دین کے ساتھ سوم جہاد اپنے قلب کے ساتھ پس راہ خدا مین جہاد یہ ہے کہ قلب سے مجاہدہ اس طرح ہو کہ کسی طرح غفلت اُس مین نہ آنے پاوے اور نفس کا جہاد اسطرح ہی کہ بندگی سے کسی حال مین فتور نہو اور شیطان پر جہاد اسطرح ہی کہ تجھمین وہ کوئی ایسی غفلت نہ پاوے کہ جس سے تیرا حصہ فرصت پاکر تجھسے اُچک لیجاوے پھر اللہ تعالے نے یہودونکی دوستی سے بیزاری ظاہر کرکے مومنون کی دوستی پر رضامندی ظاہر فرمائی بقولہ

Marfat.com

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ

تمھارا رفیق وہی اللہ ہو اور اسکا رسول اور ایمان والے جو قائم ہین نماز پر اور دیتے ہین

الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ○ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ

زکوۃ اور وہ رکوع کرنیوالے ہین اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور ایمان والون کی

ع ۸ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُونَ ○ ع

تو اللہ کی جماعت وہی ہونگے غالب

عبد اللہ بن سلام جو علماے یہود مین سے پاکیزہ صفت اور مسلمان ہوگئے تھے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم لوگونکو ہماری قوم نے چھوڑدیا تب یہ آیتین نازل ہوئین اور حاصل آنکہ اللہ تعالے نے انکو فہمایش کردی کہ یہود ایسی قوم ہو کہ انپر اللہ تعالے کا غضب ہو سواے چند لوگون کے جو ایمان سے مشرف ہون پس اگر انھون نے تمکو چھوڑا تو عین خوشی کا مقام ہو کہ تم ایسے مغضوب علیہم کی دوستی مین نہین ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ محمد بن اسحق کی روایت و دیگر احادیث الباب سے جو پہلے مذکور ہوئین معلوم ہوچکا کہ یہ سب آیات حضرت عبادہ بن الصامت انصاری کے حق مین نازل ہوئین کہ جب انھون نے یہود یونکی دوستی سے بیزاری کی اور اللہ تعالے واسکے رسول صلعم واہل ایمان کی دوستی پر خوشی و رضامندی ظاہر کی پس اللہ تعالے نے اول منع فرمایا کہ یہود و نصاری سے دوستی مت رکھو پھر آگاہ فرمایا۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ تمھارا ولی اللہ تعالے ہو اور اُسکا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ اور وہ ایمان والے ہین جنکی یہ صفت ہو کہ نماز قائم کرتے ہین یعنے خوب اچھی طرح ادا کرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور وہ رکوع کرنے والے ہین راکعون سے یا تو یہ مراد ہو کہ نماز مین خشوع کرنے والے ہین اسلیے کہ یقیمون الصلوۃ سے انکا نماز پڑھنا تو معلوم ہوگیا پھر راکعون بمعنے نماز پڑھنے والے لینے مین تکرار غیر مفید لازم آتی ہو لہذا راکعون بمعنے خشوع کرنیوالا یا یہ معنے ہین کہ اول سے فرائض و واجبات ادا کرنے والے اور اس سے نوافل و مستحبات ادا کرنے والے مراد ہین یعنی باوجود ادا ے فرائض کے نوافل وغیرہ بھی ادا کرتے ہین قال المترجم جبکہ اقامت نماز انکی صفت بیان فرمائی تو بدون خشوع کے جو نماز کا مغز ہو کیونکر اقامت صادق ہوگی اور نماز تطوع یعنے نوافل پر محمول کرنا البتہ وجہ رکھتا ہو اور اولی یہ ہو کہ وہم راکعون او والذین ہم راکعون یعنے آنکہ ہمیشہ اس پر ثابت و قائم ہین اور اقامت نماز فقط یہی ہو کہ جس نماز کو ادا کیا اسکو پوری شرائط و ارکان سے اچھی طرح ادا کیا لیکن اس سے یہ بات نہین کہ ہمیشہ بدون قضا کرنے کے ادا کرین لہذا ابعد اقامت کے اس کلام سے نماز پر دوام و استمرار بیان کیا تاکہ مفید ہو کہ اقامت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتے ہین واللہ اعلم قال ابن کثیر بعض لوگون کو وہم ہوا کہ قولہ وہم راکعون موضع حال مین ہو قولہ یؤتون الزکوۃ سے تو معنے یہ ہونگے کہ ادا کرتے ہین زکوۃ کو درحالیکہ رکوع مین ہین لیکن اگر ایسا ہوتا تو رکوع مین زکوۃ دینا بہ نسبت اور حالت مین ادا کرنے کے بہتر ہوتا حالانکہ مین نہین جانتا کہ علما مین سے جسکو فتوی کی لیاقت ہو کسی نے ایسا کہا ہو قال المترجم بلکہ علماے حنفیہ کے نزدیک اگر اسنے ایسا کیا کہ رکوع کی حالت مین زکوۃ کسی کو دی تو نماز فاسد ہوجاےگی پھر مترجم کہتا ہو کہ اگر اس جملہ کے معنے یہ لیے جاوین کہ وہ نماز پر مداومت کرنے والے ہین یعنے زکوۃ دیتے ہین اس حال مین کہ وہ اس صفت کسے موصوف ہین تو ہوسکتا ہو قال ابن کثیر اور بعض لوگون نے

یوتون الزکوۃ سے اسکو حال ٹہرالا اور حالت رکوع مین اداے زکوۃ قرار دی وہ اسمین حضرت علی بن ابی طالب رض سے ایک اثر روایت کرتے ہین کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین نازل ہوئی کیونکہ وہ رکوع مین تھے اور ایک سائل مانگتا ہوا گذرا تو آپنے اپنی انگوٹھی اسی حالت رکوع مین اسکو اتار دی پھر اس اثر کی اسانید وطرق کو شیخ نے بالاستیعاب ذکر کیا اور اسکی تلخیص یہ ہی کہ اس اثر کو ابن ابی حاتم وعبد الرزاق وابن جریر وابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے روایت کیا ہی پس ابن ابی حاتم نے سلمہ بن کہیل و عتبہ بن ابی حکیم سے روایت کیا اور اسناد ضعیف ہی اور ابن جریر نے مجاہد وسدی وابو جعفر الباقر۔ و والبی عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الرزاق نے عبد الوہاب بن مجاہد عن مجاہد عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الوہاب لائق احتجاج نہین اور ابن مردویہ نے ضحاک از ابن عباس حالانکہ ضحاک نے ابن عباس کو نہین پایا اور کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس حالانکہ کلبی متروک ہی اور عن میمون بن مہران عن ابن عباس حالانکہ میمون ضعیف ہی اور نیز ابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے ابو رافع وابن یاسر وحضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہی اثر روایت کیا پھر کہا کہ انمین سے کوئی روایت صحیح نہین ہوئی کیونکہ انکی اسانید مین ضعفا ہی اور اسانید کی راوی مجہول ہین اور کہا کہ احادیث سابقہ سے جو تفسیر قولہ لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء الآیہ۔ مین گذرین اسمین معلوم ہو چکا کہ نزول ان آیات کا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے حق مین ہی **قال المترجم** بلکہ صیغہ جمع دلالت کرتا ہی کہ خطاب مومنون کو ہی اور عبادہ بن الصامت اسمین داخل ہین لیکن اسمین سے کوئی منافات لازم نہین آئی اگر والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ سے مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم و حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مراد ہون بشرطیکہ اثر مذکور صحت کو پہونچ جاوے فافہم۔ **وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** یعنے یہ ہین کہ جو کوئی ولی کپڑے اللہ و اسکے رسول و ایمان والون کو تو اللہ تعالی انکی اعانت فرماتا اور نصرت دیتا ہی۔ **فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ** کیونکہ اللہ تعالے کے گروہ ہی غالب ہین ف اسوجہ سے کہ اللہ تعالے انکی نصرت فرماتا ہی پھر واضح ہو کہ آیت مین تو فرمایا کہ حزب اللہ ہی غالب ہین حالانکہ یہ ظاہر ہی کہ جہاد و لڑائی مین کبھی مومنونکو فتح ہوتی ہی اور کبھی کافر قوی ہو جاتے ہین تو اس حصر کے معنے کیونکر ہین تو جواب یہ ہی کہ آدمی کے حق مین دنیا ایک راہ ہی اور موت پر یہ راہ ختم ہو جاتی ہی پس غلبہ کا نتیجہ جسکو حاصل ہوا وہی غالب ہی اور وہ فلاح دارین ہی اور ظاہر ہی کہ جو لوگ فقط اللہ تعالے و اسکے رسول و مومنین کی ولایت رکھتے ہین اور جہاد کرتے ہین یا اعمال خیر کرتے ہین ہر کام مین انھین کو ثواب ہی خواہ وہ شہید ہو جاوین یا فتح پاوین اور نیز غلبہ باعتبار انجام حال کے ہی اور اللہ تعالے نے یہ فرض فرمایا ہی کہ انجام مین رسول ہی غالب ہے خواہ باعتبار ظاہر و باطن دونوکے یا فقط باطن کی راہ سے کہ عاقبت انھین کیواسطے ہی اسلیے کہ انھون نے اگرچہ دنیاوی صدمہ اٹھایا تاہم انھین کو فلاح حاصل ہوئی اور بعض نے کہا کہ یہ غلبہ باعتبار حجت و برہان کے ہی کہ حق ہمیشہ غالب ہی اور باطل ہمیشہ مغلوب ہی چنانچہ دین اسلام سے کسی فریق کافر و ترنے کبھی حجت و دلیل سے غلبہ نہین پایا ف عرائس مین ہی کہ قولہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ۔ اللہ تعالے کی محبت یہ ہی کہ بدون استحقاق کے ازلی عنایت مبذول فرمائی تھی کہ دنیا مین ایمان نصیب ہوا اور رسول اللہ صلعم کی محبت یہ ہی کہ انھون نے شریعت کا ادب سکھلایا جسکے بدون ہرگز درگاہ کبریائی کی لیاقت نہین ہوتی ہی اور مومنین کی محبت یہ ہی کہ اپنا بھائی کر لیا اور نطفہ کے بھائی سے بڑھکر جان و مال سے انکے واسطے موجود ہین **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے کی ولایت یون ہی کہ جسنے اس سے محبت کی اسکو بندہ برگزیدہ کر لیا اور رسول اللہ صلعم کی ولایت یہ کہ اوتعالے نے اپنے رسول کو آگاہ فرمایا کہ فلان بندہ میرا ولی ہی پس رسول پر واجب ہی کہ جسکو اللہ تعالے نے ولی کیا اسکو ولی کرین **قال المترجم** اسی واسطے حدیث مین ہی کہ حضرت صلعم نے حضرت علی رض سے کچھ مشورہ کیا تو بعض منافقون نے کہا کہ دیر ہو رہی ہی اور وہ تو اپنے چچا زاد بھائی سے مشورہ مین مشغول ہین تو آپ نے فرمایا کہ مین نے اسکو مشورہ کے واسطے نہین چھانٹا بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اسواسطے چھانٹا ہی اور اسی طرح حضرت ابو بکر رض کے حق مین

Marfat.com

صریح کہا کہ یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر۔ یعنے سوائے ابوبکرؓ کے دوسرے کسی کو پیشوائے خلق بنانے سے او تعالےٰ انکار فرماتا ہے اور او تعالےٰ کے مطیع بندے جو مومنین ہیں وہ بھی انکار کرتے ہیں اور یہاں سے بعض بدعتیوں کا قول رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ خلافت کبریٰ حضرت علیؓ کو تھی اور خلافت صغریٰ باقی حضرات ثلثہ کو ہوئی۔ اللہ تعالےٰ ہدایت دے اُن بیوقوفوں کو جو دین میں خواہ مخواہ بدعت نکالتے ہیں قولہ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون۔ یعنے جسکے حق میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے محبوب بنالینا واقع ہوا کہ اس کو اپنی محبت ومشاہدہ عطا کرکے ولی بنایا اور جسکے حق میں آنحضرت کی طرف سے ولی بنانا واقع ہوا بایں طور کہ او تعالےٰ کی بندگی میں اس نے حضرت رسول اللہ صلعم سے موافقت کی یعنے ہر طرح آپ کی سنت پر مستقیم رہا اور جسکے حق میں مومنوں کی تولیت و دوستی واقع ہوئی بایں طور کہ اُنکے چہروں سے اُسکو انوار غیب نظر آئے تو ایسا شخص اللہ تعالےٰ و اُسکے رسول صلعم و مومنوں کا محبوب ہے اور ایسا شخص ہمیشہ بسبب مدد و نصرت الٰہی کے اپنے نفس وشیطان پر غالب ہوگا قاسمؒ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ سے موالات جبھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے موالات ہو اور رسول اللہ صلعم سے موالات جبھی ہوتی ہے کہ مومنین صالحین سے موالات ہو پس جسنے اہل ایمان سے موالات نہ رکھی اُسکو موالات الٰہی عزوجل سے کچھ بھی حاصل نہوگا چنانچہ حدیث میں ہے کہ جسنے ہم میں سے یعنے مومنین میں سے بڑے کی تعظیم نہکی وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جسنے اپنے سے چھوٹے پر شفقت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے قال المترجم حدیث میں آیا ہے کہ یہ امت بھی قیامت کے قریب مانند یہود و نصاریٰ کے حرکتیں کریگی اور آثار قیامت میں بھی مذکور ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلوں پر طعن کرنے لگینگے چنانچہ فرقہ رافضہ بلاؤں سے پہلے اسلام میں یہ بات ایجاد کی کہ نفس وشیطان کے گمراہ کرنے سے بزرگوں پر طعن کرنے لگے اور اس زمانہ میں عموماً یہ بلا پھیل گئی ہے اللہ تعالےٰ راہ مستقیم کی ہدایت فرماوے قال الشیخ اور بعض نے فرمایا کہ حزب اللہ وہ خاص بندے ہیں جو اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں ٹھیک قائم رہتے ہیں اب اللہ تعالےٰ نے موالات یہود و نصاریٰ سے منع کرکے عموماً کافروں و مشرکوں مع بدعتیوں و منافقوں و فاسقوں کی موالات سے صریحاً یا دلالۃً منع فرمایا بقولہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ

اے ایمان والو نہ پکڑو رفیق ان لوگوں کو جو ٹھہراتے ہیں تمہارا دین ہنسی اور کھیل اور جن

أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ

کتاب دیے گئے تم سے پہلے اور وہ جو کافر ہیں اور ڈرو اللہ سے اگر

مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ

یقین رکھتے ہو اور جس وقت پکارو نماز کو اسکو ٹھہرا دیں ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝

کہ وہ لوگ بے عقل ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ یہ خطاب ہے سچے مومنوں کو اور جو لوگ سچا مومن ہونا چاہتے ہیں اُنکو بھی شامل ہے اگرچہ وقت نزول خطاب کے وہ موجود نہیں تھے یعنے اے ایسے بندے جنکو صفت ایمان الٰہی ہے۔ لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ۔ مت بناؤ ان لوگوں کو جنھوں نے تمھارے دین کو ہزؤ اور لعب بنایا ہے اگلے

[illegible]

[illegible] وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ [illegible] اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا [illegible] ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ [illegible]

[illegible]

صلعم نے اسکو سناتو بھیجکر ہم سب کو پکڑ بلایا یہانتک کہ ہم آپ کی حضور مین کھڑے کیے گئے پس آپ نے فرمایا کہ مین نے تم مین سے کس کی
آواز بلند سنی تو قوم نے میری طرف اشارہ کیا اور انھون نے سچ کہا پس آپنے مجھے روک رکھا اور باقی سب کو چھوڑ دیا اور مجھے فرمایا کہ کھڑے
ہوکر اذان دے پس کھڑا ہوا حالانکہ مجھے کوئی چیز زیادہ مکروہ رسول اللہ صلعم و اس فعل سے نتھی جسکا مجھے حکم دیا مگر ناچار مین آپ کے روبرو
کھڑا ہوا اور آپ نے خود اپنی زبان سے کلمات اذان مجھے تلقین کیے جب مین اذان کہہ چکا تو مجھے بلاکر ایک تھیلی دی جس مین کچھ چاندی تھی
پھر اپنا دست مبارک ابو محذورہ کی پیشانی پر رکھا اور اسکو ابو محذورہ کے چہرے تک مسح کرتے لائے پھر میرے دونون پستان تک لائے
پھر جگر پر لائے یہانتک کہ آپ کا دست مبارک مسح کرتا ہوا ابو محذورہ کی توندی تک پہونچا پھر فرمایا کہ اللہ تعالے تجھین برکت کرے
پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے حکم دیجیے کہ مین مکہ مین اذان کہا کرون تو آپنے فرمایا کہ ہان مین نے تجھے اجازت دی اور جو کچھ حضرت
صلعم کی طرف سے مجھین کراہت تھی وہ سب جاتی رہی اور بجاے اسکے آپکی محبت مجھین بھر گئی الحدیث ایسا معجزہ بارہا واقع ہوا ہو ف
قال فی العرائس قولہ تعالے واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوہا ہزوا ولعبا ۔ ندا حق الخنین خاص بندون کے کان مین آتی ہو جنھون نے ندا
ازلی کو سنکر قبول کا جواب محبت کے ساتھ دیا تھا اس سے ظاہر ہوا کہ اذان اس آواز غیب کا نمونہ ظاہر اور حقیقت باطن ہو اور اسکا
جواب یہ یادہی جواب ہو جو ازل مین دیا تھا کہ ہان تو ہمارا معبود ہو اور یہی بھید ہو کہ ہر شخص سننے والے پر اجابت لازم ہو فلیتفکر واللہ اعلم
استاد رہ نے کہا کہ اذان سے لوگ پکارے جاتے ہین کہ مقام مناجات مین حاضر ہون پس جسکو بلند مقام مین منزلت حاصل ہو وہ اذان
سنکر خوش و دل شاد ہو جاتا ہو اور جو حقیقت حال سے غافل ہو وہ اسکو لہو ولعب کے کانون سے سنتا ہے۔

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ هَلْ تَنقِمُونَ مِنَّآ إِلَّآ أَنْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ

تو کہہ اے کتاب والو کیا بیر ہو تمکو ہمسے مگر یہی کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور جو ہم کو اترا اور جو اترا

مِن قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَٰسِقُونَ ۝ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً

پہلے اور یہی کہ تم مین اکثر بے حکم ہین تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کس کی بری جزا ہو

عِندَ ٱللَّهِ مَن لَّعَنَهُ ٱللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ ٱلْقِرَدَةَ وَ

اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اسپر غضب ہوا اور انمین بعضے بندر کیے اور

ٱلْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ ٱلطَّٰغُوتَ أُو۟لَٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَآءِ

سور اور پوجنے لگے شیطان کو وہی بدتر ہین درجہ مین اور بہت بہکے

ٱلسَّبِيلِ ۝

سیدھی راہ سے

یہود نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ رسولون مین سے کن پر ایمان لاتے ہین تو آپنے وہ آیت پڑھ دی جسمین اللہ
تعالے و ملائکہ و انبیا علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہو اور اسمین عیسٰی علیہ السلام کے سچے رسول ہونیکا بھی ذکر ہو تو جب آپنے
عیسٰے علیہ السلام کو بھی ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہم کسی دین کو اس دین سے زیادہ بدتر نہین جانتے ہین پس نازل ہوا قُلْ
يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ ۔ کہدے کہ اے یہود یو ۔ هَلْ تَنقِمُونَ مِنَّآ ۔ تم نہین انکار کرتے ہو ہم سے ۔ إِلَّآ أَنْ

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ - مگر یہ کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالےٰ پر اور جو ہمپر اتارا
گیا اور جو ہمسے پہلے اُتارا گیا دیگر انبیاء سابقین پر - وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ - اور تم مین اکثر فاسق ہین اور یعنے یہ
ہین کہ تم نہین انکار کرتے ہو مگر ہمارا ایمان لانا حالانکہ یہ ایسی بات نہین جو انکار کی جاوے حاصل آنکہ ای یہودیو تم نہین
انکار کرتے ہمسے مگر یہی بات کہ ہم ایمان مین داخل ہوے اور تم ایمان سے خارج ہوے اور فاسق وہی ہی جو طاعت سے خارج
ہوا اور بیضاوی وغیرہ نے وجوہ دیگر بھی بیان کیے ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا یعنے ای اہل کتاب تم نہین انکار کرتے
یا نہین عیب لگاتے ہو ہمپر مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالےٰ پر اور قرآن پر و اگلے انبیا کیطرف اُتاری ہوئی کتابون پر حالانکہ
یہ کوئی طعنہ و عیب کی بات نہین ہی پس استثنا منقطع ہی اور قولہ وان اکثرکم فاسقون یعنے ای یہودیو تم کچھ منکر نہین مگر یہی کہ بہتیرے
تم مین سے فاسق و خارج از ایمان ہین اور ہم لوگ ایمان لاکے ہین پھر فرمایا - قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ - کہدے بھلا مین تم کو خبر دیدون
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ - اس سے بدتر کی - مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ - از راہ ثواب کے اللہ تعالےٰ کے یہان یعنے جس چیز سے
تم انکار کرتے ہو اور عیب لگاتے ہو ہمکو اعتقاد رکھنے والون سے بھی بدتر نتیجہ والے تمکو بتلادون حاصل آنکہ بھلا مین تمکو بتلادون
کہ جس دین والون کو تم بدتر کہتے ہو اس سے بدتر بدلے والے کون ہین پھر بتلادیا - ہو - مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ - ہر وہ شخص ہی جس کو
اللہ تعالےٰ نے لعنت کی یعنے غضب کر کے رحمت سے دور کر دیا - وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ - اور
نین سے بعضے بندر و سور کر دیے یعنے مسخ کر کے صورتین بگاڑ دین اور یہ لوگ یہودی ہین اور یہودی خود بیان کرتے ہین کہ
وز سنیچر جو عبادت ہی کے واسطے خاص کر دیا گیا تھا اسمین نافرمانی کرنے سے بندر ہوگئے اور بعض دیگر ایسے ہی نافرمانی سے
سور کیے گئے اور واضح ہو کہ ایک قوم نصاریٰ مین سے بھی سور کر دیے گئے تھے پس حکم آیت کریمہ کا جملہ اہل کتاب کو شامل ہوگا
الحاصل اپنے زعم مین جنکو بدتر کہتے ہو فقط اتنی بات پر کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر برحق جانتے ہین تو انسے بدتر تمکو بتلاؤن؟
قوم جسکو اللہ تعالےٰ نے غضب کر کے ملعون کر دیا اور اسمین ظاہر صورت بھی مسخ کر کے بندر و سور بنالے اور جس قوم نے بت
پوجے چنانچہ فرمایا - وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ - ای ومن عبد الطاغوت وہو الشیطان بطاعتہ - اور وہ بدتر ہی جسنے پوجا
طاغوت کو یعنے شیطان کو بایں طور کہ شیطان کی پیروی کی اور واضح رہے کہ یہ مراد نہین ہی کہ یہ لوگ انھین مسخ کیے ہوے بندرون
وسورون کی اولاد ہین کیونکہ جو مسخ ہوے تھے انکی نسل نہین رہی اور نہ انسے نسل ہوئی اور نہ وہ تین روز سے زیادہ زندہ رہے
چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم لوگون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ بندر
سور انھین یہود کی نسل ہین جو مسخ ہوے تھے پس آپنے فرمایا کہ نہین اور اللہ تعالےٰ نے جب کسی قوم کو ملعون کر کے مسخ کیا تو انکی
نسل ہرگز نہین رکھی ہی اور بندر و سور تو اللہ تعالےٰ کے مخلوق پہلے سے موجود تھے پھر جب اللہ تعالےٰ نے یہود پر غضب کیا
تو مسخ کر کے بندرون و سورون کے مثل کر دیا رواہ مسلم وابو داؤد والطیالسی و احمد پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ حاصل معنی یہ
ہین کہ ای اہل کتاب تم جو ہمارے دین مین طعن کرتے ہو حالانکہ ہمارا دین یہی ہی کہ ہم اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرتے
ہین اسکے سوا کسی کی پرستش نہین کرتے ہین تو تم بھلا ہم مین کیا طعن کروگے تمہارا تو یہ حال ہی کہ شیطان تمنے پوجا اور نافرمانیان
تمنے اس درجہ سخت بدترکین کہ ملعون ہو کر بندر و سور کیے گئے اسیواسطے فرمایا - اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا - یعنے

لوگونکا ٹھکانا بہت بدتر ہی کیونکہ دوزخ ہی اُنکا ٹھکانا ہی۔ وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔ اور نہایت گمراہ ہین سواء السبیل
سے یعنے راہ حق سے اور اصل سواء بمعنے وسط ہی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جو ٹھیک وسط مین راہ ہو وہی مستقیم ہوگی لہذا
چاہیے یون کہا جاوے کہ راہ مستقیم سے سخت گمراہ ہین اور بہت ہی دور بھٹکے ہوئے ہین

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ
اور جب تم پاس آوین کہین ہم یقین لائے اور منکر ہی آئے تھے اور اسیطرح نکلے اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
خوب جانتا ہی جو چھپا رہے تھے اور تو دیکھے بہت اُنمین دوڑتے ہین گناہ پر اور زیادتی پر

وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ
اور حرام کھانے پر کیا برے کام ہین جو کر رہے ہین کیون نہین منع کرتے اُنکے درویش

وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ
اور علما گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے کیا برے عمل ہین جو کر رہے ہین

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ۔ ای اہل ایمان جب یہود کے منافق تمھارے پاس آتے ہین۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا۔ تو کہتے ہین کہ ہم ایمان
لائے ہین یعنے یہ قوم غضب الٰہی مین گرفتار ہی سوائے چند لوگون کے چنانچہ انہین سے بعض کا دل اگر ایمان کیطرف بجھا تو وہ منافق
ہین کہ تمھارے پاس آکر ایمان ظاہر کرتے ہین۔ وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ۔ حال یہ کہ تمھارے پاس آئے تب بھی کفر سے ملتبس تھے
وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ۔ اور جب تمھارے پاس سے نکلے تب بھی کفر سے ملتبس نکلے ایمان ہرگز نہین لائے اگرچہ ظاہر مین
کہدیا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ۔ اور اللہ خوب جانتا ہی جو نفاق وہ اپنے دلونمین چھپائے ہین۔ وَتَرٰى
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ۔ اور دیکھتا ہی تو بنظر تعجب کہ یہودمین سے بہتیرے ہین۔ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ کہ جھوٹ
بولنے مین اور ظلم مین جلدی گرے پڑتے ہین غرضکہ جھوٹ و بدگوئی مین اور ہر طرح کی بیجا حرکتون مین گھسنے کیلیے جلدی کرتے ہین۔ وَاَكْلِهِمُ
السُّحْتَ۔ اور اپنی حرام خوری مین تیز ہین جیسے خوب رشوتین کھاتے ہین۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ البتہ نہایت بدتر ہی
اُنکا یہ عمل اور یہود کے چھوٹے بڑے سب کے سب گناہ کرنے مین یکسان دلیر ہوگئے چنانچہ فرمایا۔ لَوْلَا۔ حرف زجر ہی ای ہلا۔ يَنْهٰىهُمُ
الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ۔ منہم یعنے انہین سے جو احبار و ربانی بنتے ہین وہ کیون نہین یہود کو منع کرتے ہین۔ عَنْ قَوْلِهِمُ
الْاِثْمَ۔ اُنکے اثم کہنے سے یعنے جھوٹ بولنے سے۔ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ۔ اور حرام کھانے سے ف منع کیا کرین کہ
اللہ عزوجل کی نافرمانی مین اُنکے علما خود رشوتین کھانے لگے اور جھوٹے فتوے دینے لگے اللہ تعالےٰ اہل ایمان کو ان قبائح اعمال سے
پاک فرماوے و پاک رکھے۔ اہل اسلام کو غور کرنا چاہیے کہ جھوٹ بولنے اور خلاف شرع چلنے و ظلم و تعدی کرنے و حرامخواری و رشوتستانی
کی صفتین اُن یہودیون کی تھین جنپر اللہ تعالےٰ نے غضب کرکے اُنکو ملعون و بندر و سور بنا دیا تھا پھر کئی صدی گذرنے کے بعد اہل اسلام
مین بھی یہ بلائین پھیلین اور اُنھون نے یہی عادتین اختیار کین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی کہ یہ بھی یہود
و نصاری کے قدم بقدم چلینگے وہ ظاہر ہونا شروع ہوا یہانتک کہ اس زمانہ مین اعمال کی خرابی بدرجہ نہایت پہونچ گئی افسوس کہ دنیا مین

جو قوم حضرت خالق عزوجل کی جناب مین توحید و ایمان سے سر جھکانے والی تھی وہی اس حال مین اپنے آپکو خوار کیے ہوئے ہی اب اگر ہمارے عیوب سے دفتر بھر جاوین تو بعید نہین حالانکہ حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالے کے فضائل مین دفتر بھرے ہین بالجملہ اسلام و دین محمد صلعم اپنی ہی خوبی پر ہی لیکن عموماً جو اہل اسلام نظر آتے ہین انکو اور ہمکو اللہ تعالے دین اسلام نصیب کرے اور یہود و نصاریٰ کی بدخصلتون سے بچاوے چنانچہ آیت مین عموماً یہود کا حال مذکور ہوا کہ عوام و خواص کی حرکات نہایت خراب و معصیت تھی اور اللہ تعالے نے فرمایا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔ اور بہت بری ہی وہ چیز جو یہود کے سرگروہ کرتے تھے یعنے عوام کو بری حرکتون سے منع نکرنا اور یہان سے معلوم ہوا کہ جو امور شرع مین منکر ہین اُنسے عوام کو منع کرنا چاہیے۔ واضح ہو کہ جو آیات اسطرح مذمت مین وارد ہین تو جیسے افعال پر مذمت ہی ویسے افعال سے اہل اسلام کو بھی باز رہنے کی تعلیم ہی اور علی ہذا جو اسی طور پر اگلے لوگون کی کسی نیکو کاری کی تعریف ہی وہ بھی اہل اسلام کو تعلیم ہی اور نیز اسلوب بلاغت سے ماہران علوم قرآن دیگر وجوہ مین بھی سمجھتے و نکاتے ہین چنانچہ قولہ تعالے وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الآیہ مین علما کا اجماع ہی کہ یہ آیت اہل اسلام پر بھی واجب التعمیل ہی اگرچہ شروع آیت مین یون ہی کہ اور فرض کیا ہمنے بنی اسرائیل پر کتاب توریت مین یہ کہ الی آخر الآیہ۔ لیکن چونکہ آخر آیت مین بصیغۂ عموم فرمایا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٓئک ہم الکافرون۔ تو سمجھ لیا گیا کہ ہمکو تعلیم دی اور ایسی خوبی کے ساتھ کہ جو اس سے نافرمانی کرنیوالے گذرے انکا انجام ایسا خراب ہوا بس ماہر فن بلاغت اور دانشمند حکیم ایسے مقامات کو دیکھکر قرآن مجید کے معجز و انتہاے درجۂ بلاغت پر ہونے کا اقرار کرتا ہی بالجملہ آیت کریمہ اہل توحید کو تعلیم ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی جو ابن عباس رضی نے کہا کہ قرآن مجید مین اس آیت سے زیادہ کوئی آیت توبیخ و سرزنش کرنیوالی نہین یعنے قولہ لولا ینہاہم الربانیون تا قولہ یصنعون رواہ ابن جریر اور مانند اسکے ضحاک نے بھی روایت کی ہی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی نے خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ ای لوگو تمسے اگلی امتون والے لوگ اسی وجہ سے برباد ہوے کہ معصیات و گناہون کے پابند ہوگئے اور علما و فقہا نے انکو منع نہین کیا پھر جب بڑھ چلے تو عذاب الٰہی نے انکو پکڑ لیا سو تم لوگ شرعی اچھی باتون کے بجالانے کے لیے لوگونکو فہمایش کرو اور جو باتین شرع مین منع ہین انسے لوگون کو منع کرو پہلے اُسوقت کے آنے سے کہ تمپر وہی بلا نازل ہو جاوے جو انپر نازل ہوگئی اور آگاہ رہو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کسی کی روزی نہین کاٹ سکتا اور نہ کسیکی موت کو وقت سے پہلے لاتا ہی رواہ ابن ابی حاتم و ابوداؤد اور جریر رضی نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ نہین کوئی مرد جو ایک قوم کے درمیان گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ اُسکے روکنے پر قدرت رکھتے ہون پھر انھون نے نہ روکا مگر ضرور انکو اللہ تعالے عذاب مین مبتلا کردیگا قبل اسکے کہ وہ لوگ مرین (رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ) واضح ہو کہ آپسمین بھائی مسلمانونکو ایک دوسرے کو سمجھانے و منع کرنے مین خوش خلقی و خوش زبانی و نیک ڈھنگ سے سمجھانا چاہیے اور کسیکی تحقیر و تذلیل نکرین اور اللہ تعالے نے جو فرمایا یا ایہا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اسپر اپنا دار و مدار رکھین والسلام ف قال فی العرائس قولہ تعالی لولا ینہاہم الربانیون الآیہ۔ ربانی وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے حقوق کے عارف ہون اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے عذاب و ثواب کے جاننے والے ہون یعنے جنکو عرف مین اولیا و فقہا کہتے ہین پس آیت مین ان دونونکو تحذیر فرمائی کہ عوام اہل اسلام کو ہر طرح خوش زبانی سے سختی سے مال سے مارنے سے جہان جسطرح مناسب ہو سمجھاوین و راہ حق پر لاوین اور انکو انکے نفس پر نچھوڑین و نافرمانیون سے منع کرین اور صاف فرمادیا کہ جو شخص دین مین مداہنت کریگا اگرچہ وہ عالم ربانی و ولی و مجتہد فقیہ کیون نہو ضرور اسکو اللہ تعالے

[illegible]

عذاب کریگا اور حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نہیں کوئی مرد کہ ایک قوم کے پڑوس میں رہکر انکے روبرو گناہ کرے اور وہ اسکا ہاتھ نہ روکیں مگر آنحضرت یقینی جان لو کہ اللہ تعالے ان سب کو اس عذاب میں مبتلا کریگا سو اصطی نے کہا کہ ربانی وہ علماے عارفین ہیں جو جانب حق سے مخلوق کے اندازہ و مقدار کو جانتے ہیں اور احبار وہ لوگ ہیں جنکو معروف کا حکم کرنا اور منکرات سے منع کرنا سپرد ہوا ہی

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ

اور یہود کہتے ہیں اللہ کا ہاتھ بندھ گیا انہیں کے ہاتھ باندھے جاویں اور لعنت ہے انکو اس کہنے پر بلکہ اسکے دونوں ہاتھ

مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ

کھلے ہیں خرچ کرتا ہے جسطرح چاہے اور اس حکم سے جو تم کو اترا

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

تیرے رب کی طرف سے انکو بڑھے گی شرارت اور انکار اور ہمنے ڈال رکھی ہے انمین دشمنی اور بیر

إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ

قیامت کے دن تک جب ایک آگ سلگاتے ہیں لڑائی کے واسطے اللہ اسکو بجھاتا ہے اور دوڑتے ہیں

فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○

ملک میں فساد کرتے اور اللہ نہیں چاہتا فساد والوں کو

اللہ تعالے نے یہود سے توریت میں مضبوط عہد لیا تھا کہ جب محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہو تو ضرور اسپر ایمان لاوین نصرت و مدد کرین پھر انکے علما نے مبعوث ہونے کے وقت اپنے مریدون کے مسلمان ہوجانے کے ڈر سے انکار کیا کہ انکی آمدنی بیری جاتی رہیگی پس حضرت صلعم کی نعت وصفت کو بدل ڈالا اور چھپایا و طرح طرح کی نافرمانیان ظہور میں آئین پس جس ڈر سے انھون نے چھپایا تھا وہی بلا اللہ تعالے نے انپر ڈالی کہ مال سے انکو تنگی پہونچی حالانکہ پہلے سب سے زیادہ مالدار لوگ تھے اور جب انھون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور نمانا تو اللہ تعالے نے انکو محتاج کرنا شروع کر دیا تب مردود زبان درازی کرنے لگے چنانچہ او تعالے نے ان کافرون کا قول بیان فرمایا۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ مغلول کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دونون ہاتھ اٹھاکر گردن کی طرف باندھ دیے جاوین پس یہود مردود نے جو مغلولہ کہا تو معنے یہ کہ مقبوضہ ہیں یعنے ہاتھ کھینچ ہوے ہیں اس بات سے کہ ہمپر رزق کا ادرار ہو اور برابر جاری رہے اور مراد ان کافرون کی یہ تھی کہ وہ بخیل ہے نعوذ باللہ من کلمات الکفر۔ او تعالے ایسی باتون سے پاک ہے اور یہودیون کی یہ نئی بات نہیں بلکہ پہلے گذرا کہ خبیث کہتے تھے کہ ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء۔ ویسے ہی یہان کہا کہ ید اللہ مغلولۃ۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ یہودیون کی یہ مراد نہ تھی کہ اسکے ہاتھ جکڑے ہوے بندھے ہیں بلکہ یہ مراد لیتے تھے کہ بخل کی وجہ سے جو اسکے پاس ہے وہ روک رکھا ہے یہی مجاہد وغیرہ علماے تابعین نے معنے بیان کیے ہیں اور صریح وہ ہے جو محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کی کہ شاس بن قیس یہودی نے کہا کہ تیرا پروردگار بخیل ہے خرچ نہیں کرتا تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا وقالت الیہود ید اللہ مغلولۃ اور عکرمہ نے کہا کہ یہ قول فنحاص یہودی کا تھا جسنے اللہ تعالے کو فقیر بھی کہا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسکو تھپڑ مارا تھا۔ بالجملہ یہ یہودیون کا

Marfat.com

قول تھا معلوم نہین کہ کتنون کے کہا پھر اللہ عزوجل نے فرمایا۔ غُلَّتْ اَیْدِیْھِمْ ۔ ای امسکت عن فعل الخیرات ۔ نیکیان کرنے سے یہودیون کے ہاتھ مغلول ہوے یا اللہ تعالے کی طرف سے غضب بھرا ہوا حکم اس اسلوب پر ہی جیسے بددعا کیجاتی ہی اور یہ حسن بلاغت بطور محاورہ زبان عرب ہی ورنہ اللہ تعالے کیطرف سے یہ قطعی حکم غضب ہی اور یہان سے ظاہر ہوا کہ کلام مجید مین بندون کے مناسب بول چال پر فہمایش ہی لیکن معنے مین شان جناب باری تعالے ملحوظ ہی اور فرمایا۔ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ای ملعون ہوے اپنے اس قول سے قیامت تک اللہ تعالے کے نزدیک بھی اور جن وانس و تمام مخلوقات کے نزدیک بھی پھر رد کر دیا اور حقیقی حال بیان فرمایا۔ بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ ۔ بلکہ اُسکے دونون ہاتھ مبسوط ہین جیسے چاہتا ہی نفقہ دیتا ہی قال المفسر جیسے مغلول ہونا ہاتھ کا کنایہ ہوتا ہی بخل سے ویسے ہی بسط الید کنایہ ہوتا ہی جود و سخاوت سے اور بہت خرچ کرنے سے چنانچہ قولہ تعالی ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط الآیہ مین دونون معنے ظاہر ہین پس یہان جو فرمایا کہ بل یداہ مبسوطتان تو یہ نہایت جود سے موصوف ہونے کا کنایہ ہی یعنے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ او تعالے عزوجل کیواسطے دو ہاتھ ہین اور وہ دونون پھیلے ہوے ہین کیونکہ او تعالے جسم و جسمانیات اور ہر چیز سے پاک و الگ ہی کوئی چیز اسکے مانند و مشابہ نہین ہی چنانچہ خود فرمایا لیس کمثلہ شئی الآیہ ۔ بلکہ مراد اس سے کنایہ از کمال بخشش ہی اسیواسطے یہود نے اگرچہ کہا تھا کہ ید اللہ یعنے لفظ ید واحد کہا تھا مگر اُنکے رد مین او تعالے نے تثنیہ کر دیا چنانچہ یداہ کہا تاکہ مفید کثرت ہو کیونکہ سخی جب اپنا مال نہایت درجہ پر دینا شروع کرے تو یہ کریگا کہ دونون ہاتھون سے دیوے پس یہ اشارہ ہی کہ او تعالے نہایت ہی کریم و سخی و جواد ہی لیکن حکمت سے سخاوت ہی اور وہ پاک پروردگار بالکل قادر مختار ہی جسطرح چاہتا ہی خرچ کرتا ہی جسکو چاہتا ہی دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہی کم و زیادہ دیتا ہی اور واضح ہو کہ مفسرین نے جو معنے بیان کیے یہ اچھی تاویل ہی اور بعض نے قدرت و نعمت وغیرہ سے تاویل کی ہی اور توضیح مقام یہ ہی کہ ید کا لفظ عرب کے محاورہ مین

ان لہ عندنا یدا ۱۲　ید المرء اعلی الجماعۃ ۱۲　بیدہ عقدۃ النکاح ۱۲

چند معنے پر بولا جاتا ہی ہاتھ جو عضو معروف ہی و بمعنے قدرت و بمعنے نعمت و بمعنے تائید و بمعنے ملک و بمعنے سخاوت پس عضو معروف کے معنے تو جناب باری تعالے کی شان مین محال ہین اور فرقہ مجسمہ و یہود جو او تعالے کی شان مین جسم و جسمانیات کا اعتقاد رکھتے ہین وہ کافر بیوقوف ہین اور دیگر معانی مذکورہ بحسب موقع ہو سکتے ہین لیکن یہان بمعنے قدرت و نعمت و ملک مناسب نہین ہان بمعنے جود و سخاوت مناسب ہین جیسا کہ بیان ہوا اور امام رازی نے شیخ ابو الحسن الاشعری سے نقل کیا کہ ید اور وجہ وغیرہ صفات خاصہ ہین اور اُن کی ماہیت نہین معلوم لیکن قطعًا و یقینًا وہ اعضاء و جوارح معروف یا کوئی چیز مخلوق کے مانند نہین جیسا کہ فرقہ گمراہ مجسمہ و یہود اعتقاد کرتے ہین اور جماعت محدثین کا بھی یہی مذہب ہی کہ جو شیخ اشعری سے منقول ہوا اور امام غزالی کے استاد وغیرہ محققین متکلمین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی اور یہ مذہب جید و قوی ہی بشرطیکہ کوئی جاہل گمراہ یون نہ سمجھے کہ ہاتھ کے لفظ سے جو اسکے تصور مین آتا ہی وہ مراد ہی جیسے عرش کی لفظ سے جو تصور مین آتا ہی یعنے تخت مربع یا کسی شکل کا مراد نہین ہی بلکہ وہ تخت ہی جسکی ماہیت و صورت وہم و گمان سے خارج ہی جیسے دیگر صفات الٰہی علم و قدرت و سمع و بصر کا حال ہی جیسے ذات الٰہی عزوجل تصور و قیاس و گمان و وہم سب سے پاک برتر ہی ویسے ہی اسکی صفات بھی پاک ہین لیکن چونکہ عوام لوگ سمجھ سے ناقص ہوتے ہین لہذا علما نے تاویل کا طریقہ اختیار کیا اور حدیث ابی ہریرہؓ مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ید اللہ ملاٰی لا تغیضھا نفقۃ سحاء اللیل والنہار ارایتم ما انفق منذ خلق السموات والارض فانہ لم ینقص ما بیدہ و کان عرشہ علی الماء و بیدہ الاخری الفیض او القبض یرفع و یخفض رواہ البخاری و مسلم اور کثرت سے احادیث و آیات ہین جنہین ید و وجہ

لہ اولی الفضل بید اللہ ۱۲ م

وغیرہ صفات کا اثبات ہے اور ائمہ تصوف و اکابر اولیا سب متفق ہیں کہ یہ صفات صحیح ثابت ہیں اور انکار کرنے والے معتزلہ وغیرہ
بدعتی فرقے ہیں جنکو انوار باطن سے کچھ نصیب نہیں اور تفصیل اس مقام کی بہت بسط چاہتی ہے انشاء اللہ تعالے کسی دوسرے مقام پر
مذکور ہوگی۔ اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۔ یعنے قرآن ۔
طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۔ اور تیرے رب کی طرف سے جو قرآن تجھپر اترا ہے وہ انہیں سے بہتیروں کو طغیان و کفر بڑھاوے گا ف
کیونکہ قرآن سے کفر کرتے ہیں حاصل آنکہ سوائے بعض یہود کے جو مسلمان ہوئے ہیں باقی بہت سے یہودیونکو قرآن سے طغیان و
کفر زیادہ بڑھتا ہی چنانچہ فرمایا وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا۔ یعنے ہم قرآن سے جو اتارتے ہیں
وہ مومنوں کے حق میں شفا ہے اور ظالمین کو اس سے خسارہ ہی بڑھتا ہے۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ
إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ اور ہمنے قیامت تک انہیں باہمی عداوت و بغض ڈال دیا ف پس انہیں سے ہر فرقہ دوسرے سے مخالف ہے
خواہ فقط دین میں یا دنیا میں بھی لیکن یہ مخالفت باہم فریقوں میں ہے اور اہل ایمان مشاہدہ کریں کہ یہی حالت نصاری میں موجود ہے اور
حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنے یہ کہ دین کے بارہ میں انہیں خصومات و جدال پڑے رہینگے (رواہ ابن ابی حاتم) اور یہ
قطعًا واقع ہے پھر معجزہ صدق کلام حضرت سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم یوں واضح ہے کہ آپ نے اس امت کیواسطے بھی فرمایا کہ یہود
و نصاری کے قدم بقدم چلیگی چنانچہ بغور مشاہدہ ہے کہ مدت سے تو بدعتی لوگ مانند معتزلہ و جہمیہ وغیرہ کے اہل حق سے خلاف کرتے تھے
اب اہل حق آپس میں پھوٹ گئے اور دین کے بارہ میں متفق نہیں رہے اور یہ سخت بد علامت ہے اللہ تعالے آپس میں اتفاق دے اور انکو
راہ مستقیم حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سچی محبت سے نصیب کرے پھر یہود کو بیان کیا کہ۔ كُلَّمَا أَوْقَدُوا
نَارًا لِّلْحَرْبِ ۔ ہر بار جب انھوں نے لڑائی کی آگ بھڑکائی ف یعنے نبی صلعم سے لڑائی کرنے کے لیے جب آگ جلائی۔ أَطْفَأَهَا
اللَّهُ ۔ تب ہی اسکو اللہ تعالے نے بجھا دیا۔ ف یعنے جب انھوں نے لڑائی کا ارادہ کیا تب ہی اللہ تعالے نے انکو مردود کیا
بایں طور کہ حضرت صلعم کو انپر فتح دی یا وے آپس میں جھگڑا کرنے لگے۔ اور مومنوں کے ساتھ لڑائی کرنے سے باز رہے اور بیضاوی
میں کہا کہ یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ لوگ جب ہی کسی سے لڑے تب ہی مردود ہوئے یعنے مغلوب ہوئے چنانچہ جب انھوں نے حکم
توریت سے مخالفت کی تو اللہ تعالے نے انپر بخت نصر کو مسلط کیا پھر جب دوبارہ فساد کیا تو انپر قسطوس رومی کو مسلط کیا پھر
تیسری بار فساد کیا تو انپر مجوس کو مسلط کیا پھر چوتھی بار فساد کیا تو اللہ تعالے نے توریت و انجیل منسوخ کرکے اہل اسلام اہل قرآن کو
مبعوث فرمایا اور یہ سب خوار ہوئے۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۔ اور چلتے ہیں زمین میں درحالیکہ فساد ہیں یعنی
مفسدین ہیں یعنے گناہوں سے زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۔ اور مفسدوں کو اللہ تعالی پسند نہیں
کرتا ف یعنے اللہ تعالی انکو عذاب کرتا ہے اور بجائے ضمیر کے مفسدین کا لفظ ظاہر لانے میں اشارہ ہے کہ آخرت میں تو عذاب ہوگا لیکن فساد کرنیوالے دنیا میں
بھی عذاب پاوینگے ف قال فی العرائس لم یزل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء اللہ تعالی نے بندونکی سمجھ کے لائق مثال نہیں بلکہ تمثیل فرمائی کہ دست قدم
اور دست بقاء دو صفت ہیں پس دست قدم یعنے قدرت قائمہ بذات پاک ہے بمقتضائے ارادہ برگزیدہ بندے ایجاد فرماتا ہے اور بقاء سے تربیت ہے
وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ
اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم اتار دیتے انکی برائیاں اور انکو داخل کرتے

Marfat.com

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ
نعمت کے باغون مین اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل کو اور جو اترا انکو
رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَ
انکے رب کیطرف سے تو کھاوین اپنے اوپر سے اور پاؤن کے نیچے سے کچھ لوگ انمین سے سیدھے ہین اور ع ۹
كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝
بہت انمین سے برے کام کر رہے ہین

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا - اور اگر اہل کتاب (یہود و نصارٰی) ایمان لاتے ف یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے - وَاتَّقَوْا - اور کفر سے بچتے - لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ - تو انکے اوپر سے انکے گناہون کو ہم کفارہ کردیتے یعنے انکے گناہون کا اُنسے مواخذہ نہوتا کیونکہ صحیح مین ثابت ہوا کہ اسلام لانا اگلے گناہونکو مٹا دیتا ہی - وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ - اورہم انکو جنات نعیم مین داخل کرتے ف حاصل آنکہ اگر وہ کفر چھوڑکر ایمان لاتے تو دنیا مین انکے پہلے گناہ کا مواخذہ نہوتا اور آخرت مین مغفور ہوکر اہل اسلام کے ساتھ جنت مین داخل ہوتے - وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ - اور اگر اہل کتاب یعنے یہود و نصارٰی توریت و انجیل کو قائم کرتے ف یعنے ان دونون کتابون مین جو کچھ احکام ہین ان سب کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے اور منجلہ ان احکام کے ایک یہ بھی تھا کہ محمد صلعم کے مبعوث ہونے کے وقت اُنپر ایمان لاکر پیروی کرین پس اگر یہ لوگ توریت و انجیل کے جملہ احکام پر عمل کرتے تو ضرور تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لاتے - وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ - اور جتنی کتابین انپر انکے پروردگار کیطرف سے اُتاری گئی ہین سب پر قائم رہتے لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ - تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پیرونکے نیچے سے ف کنایہ ہے کہ انپر رزق کی وسعت دیدی جاتی اور ہر طرف سے اُنپر رزق کا فیضان ہوتا اور واضح ہو کہ توریت و انجیل و تمام کتابون پر قائم ہونے کے یہ معنے نہین ہین کہ ایک ہی وقت مین ان سب کے احکام بجا لاتے کیونکہ یہ ہو نہین سکتا اسلیے کہ توریت مین بہت چیزین حرام تھین وہ انجیل مین حلال ہوئین اور ایسے ہی قرآن مجید مین بہت سے احکام سابقہ منسوخ ہوے بلکہ اقامت کے یہ معنے ہین کہ جسطرح پر ان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا اسی طرح عمل کرتے اس سے تجاوز نہ کرتے پس صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پر اقامت یہ کہ انکو سچ جاننا اور توریت پر اقامت یہ کہ جب تک منسوخ نہ تھی تب تک اسکے سب احکام پر عمل کرنا اور جب انجیل سے بعض احکام منسوخ ہوے تو باقی احکام توریت پر و ناسخ احکام انجیل پر عمل کرنا پھر جب انجیل منسوخ ہوئی تو قرآن مجید پر پورا پورا عمل کرنا یہی اقامت ہی اور یہانسے معلوم ہوا کہ شرائع سابقہ جسقدر منسوخ نہین ہوے وہ واجب العمل ہین جیسا کہ جمہور علما کا مذہب ہی اور حضرت محمد صلعم پر ایمان لانے کا حکم توریت مین سے منسوخ نہین ہوا بلکہ انجیل سے اسکی تاکید صریح ہوگئی اور بعض نے کہا کہ ما انزل الیہم من ربہم - سے مراد قرآن مجید ہی کیونکہ قرآن مجید جو آنحضرت صلعم پر اترا وہ تمام مخلوقات کی طرف اُترا ہی کیونکہ سب پر اسکی تعمیل احکام واجب ہی اور ابن عباس نے قولہ لاکلوا من فوقہم - مین کہا کہ مراد یہ ہی کہ آسمان انپر ادرار کرتا اور زمین انکے واسطے خوب اُگاتی - اور آیت مین دلیل ہی کہ اللہ تعالے کی فرمانبرداری کرنا روزی کی کشایش کا سبب ہی تو بندہ مطیع کو بہت کچھ رزق بواسطہ طاعت الٓہی حاصل ہوتا ہی اور یہ آیت

جاننا ولو ان اہل القری آمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض یعنے جو گاؤن عذاب سے ہلاک کیے گئے اگر وہان کے لوگ ایمان لاتے اور شرک سے باز رہتے تو انپر اللہ تعالے آسمان وزمین سے برکات کشادہ کردیتا اور نیز فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب - اور نیز فرمایا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا الآیات پس جو بندہ مومن کہ سب طرح حسب حال مین مطیع ہوا اسکو طاعت سے رزق وسیع حاصل ہوتا ہے اور اقامت احکام الٰہی پر انسان کو چاہیے کہ جناب باری تعالے سے توفیق طلب کرے اور مضبوطی سے قائم رہے ورنہ حدیث زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ مین ہے کہ حضرت صلعم سے کوئی بات بیان کیگئی یا آپنے بیان فرمائی پھر فرمایا کہ یہ بات علم جاتے رہنے کے وقت ہوگی تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علم کیونکر جائیگا حالانکہ ہم لوگ قرآن پڑھتے ہین اور اپنے بیٹون کو پڑھاتے ہین اور وہ اپنے بیٹونکو پڑھاوینگے یہی قیامت تک ہوتا رہیگا تو آپ نے فرمایا ای لبید مین تجھے مدینہ کے لوگون مین سے دین مین زیادہ سمجھدار جانتا تھا ارے کیا یہ یہود ونصاری توریت وانجیل کو نہین پڑھتے حالانکہ جو کچھ ان کتابون مین ہے اس سے کچھ نفع نہین پاتے ہین (رواہ احمد وابن ماجہ وابن ابی حاتم قال ابن کثیر اسنادہ صحیح) الحاصل اہل کتاب جس کتاب پر ایمان لانیکا دعوی کرتے ہین اگر اسپر پورے احکام سے ٹھیک عمل کرتے اور قرآن پر ایمان لاتے تو اس محتاجی وذلت مین نہ پڑتے بلکہ اللہ تعالے انکو دنیا مین بھی عزت وثروت وبرکت دیتا مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ - اہل کتاب مین سے ایک امت اقتصاد کے ساتھ ہے یعنی وہ ان کتابون پر عمل کرتی ہے اور جو کچھ اللہ تعالے کی طرف سے نازل ہوا اسپر ایمان لاتی ہے اور یہ وہ لوگ ہین جو بمقتضائے عمل واقامت کتب سابقہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے مانند عبد اللہ بن سلام وانکے ساتھیون کے علماء یہود مین سے اور مانند نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھیون کے نصاری مین سے یعنی یہ لوگ تو مطیع رہے - وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ - اور بہتیرے انمین سے بہت برے کام کرتے ہین ابن کثیر نے تفسیر مین لکھا ہے کہ بنی اسرائیل مین سے نیک لوگونکے واسطے بلند واعلی مقام بھی اقتصاد قرار دیا اور اس امت مرحومہ کیواسطے اقتصاد درجہ وسطی اور اس سے اوپر مرتبہ سابقین چنانچہ فرمایا - ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ذلک ہو الفضل الکبیر - پھر ہمنے کتاب الٰہی کا وارث ایسے لوگونکو بنادیا جنکو ہمنے اپنے بندون مین سے چھانٹ لیا ہے یعنے انمین سے اپنی جان پر ظالم ہین اور بعضے درمیانی چال چلتے ہین اور بعضے اللہ تعالی کی ارادے سے نیکیون کی جانب سبقت کرنے والے ہین اور یہی بڑا فضل ہے - اور صحیح یہ ہے کہ یہ تینون اقسام جو اس آیت سے بیان فرمائے ہین سب جنت مین داخل ہونگے قال المترجم احادیث صحیح سے بھی یہی ثابت ہوا اور ظاہر ہے کہ مقتصد اور سابق بالخیرات کے جنتی ہونے مین تو کلام نہین ہے فقط ظالم لنفسہ مین وہم ہوتا ہے تو یہ ظلم انکا اپنے نفس پر ہے جو عین طاعت حق تعالے ہے جیسے آیہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات مین انسان کو ظلوم جہول فرمایا حالانکہ یہ اسی انسان کو فرمایا جو امانت اٹھانیوالا ہے بالجملہ اس آیت کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے کلام لطیف آویگا پھر شیخ نے اسکے بعد یہود ونصاری واس امت کے متفرق ہونے کی حدیث ذکر کرکے کہا کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہوئی ہے اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ اس حدیث مین اخیر کا جملہ یعنے سب دوزخی ہین سوائے ایک فرقے کے تو اس جملہ کی نسبت ایک جماعت نے کہا کہ ضعیف روایات مین آیا ہے بلکہ ابن حزم نے کہا کہ یہ جملہ بناکر حدیث مین لگایا گیا ہے قال المترجم ابو داؤد وترمذی نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسمین شک نہین کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جس حال پر آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے ویسا فرقہ تو ضرور جنتی ہے پھر جس فرقہ نے اختلاف کیا اور جماعت سے نکلا وہ دوزخی ہے ہان یہ امر قابل بحث ہے کہ جماعت سے مخالفت وافتراق کرنیوالا فرقہ دائمی دوزخی ہے یا نہین تو خطابی رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

متفرق امتی ۔ کا انتد کہا اسمین دلالت ہی کہ وہ امت سے خارج نہونگے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ استدلال کچھ نہیں ہی اسواسطے کہ افتراق طاری
ہونیکے وقت وہ امت تھی کیونکہ اگر اسوقت بھی امت مسلمان نہوتی تو وہ افتراق کسی اور امت کا فرقہ شرکہ کا ہوتا نہ امت مسلمہ
کا پس حدیث سے اسیقدر ثابت ہوا کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ مسلمان تھے پھر آیا بعد متفرق ہونے کے بھی مسلمان رہے تو یہ
حدیث سے ثابت نہیں بلکہ حق یہ ہی کہ اہل بدعت مین بعض اقسام ایسے ہین کہ انکے کافر و مرتد ہوجانے پر دلائل قائم ہین پس وہ مرتد فرقہ
ہوگا نہ مسلمان بھلا یہ نہیں دیکھتے کہ صحیح مسلم و ابوداؤد و الترمذی مین حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہی ولا تقوم الساعۃ حتی تلتحق قبائل
من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانہ سیکون من امتی ثلثون کذابا کلہم یدعی انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی
الی آخر الحدیث ۔ یعنے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ضرور میری امت کے چند قبائل مشرکون سے ملجاوینگے یعنے
مشرک ہوجاوینگے اور ضرور میری امت کے چند قبائل بتونکو پوجینگے اور ضرور عنقریب میری امت سے تیس آدمی انتہا کے جھوٹے ہونگے
ہر ایک انمین سے نبوت کا دعوی کریگا حالانکہ مین خاتم المرسلین ہون میرے بعد کوئی نبی نہیں ہی الحدیث پس اس سے ثابت ہوا
کہ امت اسیوقت تک تھی کہ انپر فساد طاری ہوا پھر بعد فاسد ہونے کے ظاہر ہی کہ مشرکین سے لاحق ہونے والے یا بت پوجنے والے
یا نبوت کے دعوی کرنیوالے ہرگز مسلمان نہیں ہین لہذا تحقیق ہوا کہ جس حال پر صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اسی سے مخالف و متفرق ہونے والا
فرقہ باستدلال شرعی دیکھا جاوے کہ اسکا کیا حال ہی چنانچہ اگر بت وغیرہ پوجنے لگا ہی تو قطعیًا کافر ہی اور اگر دین مین ایسی کوئی
بدعت نکالی ہی جس پر کفر کا حکم نہیں دیا جائیگا تو وہ مبتدع ہی کافر و مرتد نہیں ہی فافہم ف قال فی العرائس قولہ تعالے ولو انہم اقاموا
التوراۃ والانجیل الآیہ ۔ اسمین اشارہ ہی کہ اگر اعمال خیر بجالانے مین وہ مستقیم رہتے اور شہوات نفسانی جلی یا خفی کے پیرو نہوتے تو
انپر انوار ملکوت کشف ہوتے کیونکہ انکی ارواح و عقول مین یہ قوت حاصل ہوئی تھی قولہ و منہم مقتصد ۔ سے ظاہر فرمایا کہ انمین بعض
ایسے ہین کہ جن مین اس کمال کی استعداد ہی

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ

اے رسول پہونچادے جو تجھپر اتارا گیا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تونے اسکا پیغام کچھ نہ پہونچایا

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگون سے البتہ اللہ راہ نہیں دیتا ہے منکر قوم کو

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۔ اے رسول جو کچھ تجھپر تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا
وہ پہونچادے ف کچھ بھی مخفی مت رکھ یعنے اسمین سے کوئی چیز اس خوف سے مت چھپائیو کہ شاید لوگون کیطرف سے تجھے
ایسی چیز پہونچے جسکو تو برا جانتا ہی ۔ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۔ اور اگر تونے تمام وہ چیز نہ پہونچائی
جو تجھپر اتاری گئی ہی تو تونے اللہ تعالے کی رسالت نہیں پہونچائی ف کیونکہ بعض باتین چھپانا جیسے کل چھپانا کیونکہ حرمت
ساقط ہوگئی پھر رسالت بلفظ مفرد اکثرون کی قراءۃ ہی اور نافع و ابن عامر و ابوبکر نے رسالات بلفظ جمع پڑھا ہی ولیکن چونکہ مقام
نفی تبلیغ کا ہی پس نفی اور رسالت واحدہ ابلغ ہی بہ نسبت نفی جمع کے کما صرح فی علم البیان اور واضح ہو کہ ما لفظ مفید عموم ہی پس
آنحضرت صلعم پر فرض تھا کہ جو کچھ اتارا گیا اسکو امت کو پہونچادین اور اسمین سے کچھ نہ چھپاوین اور اسمین صریح دلیل ہی کہ جو کچھ نازل

Marfat.com

ہوا وہ آنحضرت صلعم نے تبلیغ کردیا لینے خوب واضح کھلے کھلے لوگون کو سنا دیا اور کچھ بھی کسی سے پوشیدہ نہین رکھا اسیواسطے صحیحین مین
حضرت عائشہؓ سے مروی ہی کہ جسنے زعم کیا کہ محمد صلعم نے وحی مین سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہی اللہ تعالے فرماتا ہی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک الآیہ۔ اور نیز صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ اگر محمد صلعم قرآن مین سے کچھ چھپانے والے ہی ہوتے تو یہ آیت چھپاتے وتخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ۔ حاصل آنکہ جب ایسی آیت نہین چھپائی تو اور کچھ کیون چھپاتے اور جنکا عقیدہ ہی
یہ گمان کیا کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم بعض اسرار سے مخصوص تھے اور قرآن مین مصحف فاطمہ ومصحف علی بھی شامل تھا یہ سب کفر وافترا وبہتان ہے
عن ہارون بن عنترہ عن ابیہ روایت ہی کہ ہم لوگ حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ہم لوگون کے پاس بعضے آدمی آتے ہین
اور ہمکو یہ خبر سناتے ہین کہ تم اہلبیت کے پاس کچھ ایسی باتین ہین جنکو رسول اللہ صلعم نے لوگون پر ظاہر نہین فرمایا ہی تو ابن عباسؓ نے کہا کہ کیا
تو یہ نہین جانتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ۔ قسم اللہ تعالے کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو اس قدر بھی نہین دیا کہ جس قدر سپیدی مین سیاہی ممکن ہو (رواہ ابن ابی حاتم) وقال ابن کثیر ہذا اسناد جید اور ابو جحیفہ وہب بن
عبد اللہ السوائی سے روایت ہی کہ مین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھلا آپ اہلبیت کے پاس کچھ وحی ایسی بھی ہی جو قرآن مین
مکتوب نہین ہی تو فرمایا کہ ہرگز نہین ہی قسم ہی اُسی ذات پاک کی جسنے دانہ اگایا اور آدمی پیدا کیے ہین لیکن ہان قرآن مین سمجھ البتہ
ہی جسکو اللہ تعالے کسی بندہ کو دیدیتا ہی اور یہ جو میرے اس صحیفہ مین ہی تو مین نے عرض کیا کہ آپ کے اس صحیفہ مین کیا ہی آپنے فرمایا کہ اسمین
مین نے دیت دینے کے مسائل ورقیدی کا چھڑانا اور یہ کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہین کیا جائیگا لکھا ہی (رواہ البخاری) شیخ ابن کثیرؒ نے
کہا کہ آنحضرت صلعم کی امت نے آپکے واسطے گواہی ادا کی کہ آپنے رسالت وامانت الٰہی کو خوب طرح سے تبلیغ فرما دیا جبکہ آپ نے
حجۃ الوداع کے خطبہ مین ان لوگون سے گواہی طلب کی تھی اور اسوقت آپ کے اصحاب مین قریب چالیس ہزار آدمی کے موجود تھے چنانچہ
صحیح مسلم کی روایت مین جو جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہی منجملہ آپکے خطبہ کے مذکور ہی کہ آپنے اُس روز خطبہ مین فرمایا کہ تمکو
تمسے میرے حال کو دریافت کیا جائیگا سو تم کیا کہوگے تو لوگ بولے کہ ہم گواہی دینگے کہ آپنے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت الٰہی ادا کردی اور خوب
نصیحت کردی الی آخر الحدیث اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ تعالے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے اگر تونے
کوئی آیت چھپائی منجملہ اسکے جو تیرے پروردگار کیطرف سے تجپر نازل ہوئی ہین تو تونے اسکی رسالت نہین پہونچائی۔ **وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ
مِنَ النَّاسِ**۔ اور اللہ تعالے حفاظت مین رکھیگا تجکو بندون سے ف یعنے تو رسالت الٰہی پہونچا اور کچھ خطرہ مت کھو کہ اللہ تعالے
تجھے اپنی حفاظت مین رکھیگا اور کوئی شخص تجھے ہلاک نہین کر سکتا ہی اُسوقت عرب مین جھونپڑیان ہوتی تھین اور اکثر خواب مین لوگ اپنے
دشمنون کو مار ڈالتے تھے لہذا اصحابہ جان نثار بھی رات مین مسلح ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے روایت ہی کہ جب آیت
اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم لوگ پہرہ مت دو کہ اللہ تعالے نے میری حفاظت فرمائی (رواہ الحاکم واحمد والترمذی)
اور بعض ناقص اسطرف دوڑتے ہین کہ جنگ احد مین آنحضرت صلعم کو زخم پہونچے حالانکہ یہان حفاظت مین فرمایا ہی تو بعض نے جواب دیا کہ
یہ آیت بعد واقعہ احد کے نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم کی روایت مین احد کین نازل ہونا مروی ہوا ہی لیکن یہ جواب بتکلف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ آنحضرت
صلعم ہر وقت محفوظ تھے اور توریت وغیرہ مین مصرح ہی کہ اللہ تعالے اس پیغمبر مصطفی کو وفات نہ دیگا جب تک کہ ملت جو اسوقت بہت کج و
ٹیڑھی ہوگئی ہوگی وہ ٹھیک راست ہوجاوے اور اسی پر دلالت کرتا ہی قولہ تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون لہذا مفسر رح نے

Marfat.com

کہا یعصمک ان یقتلوک یعنے تجکو اللہ تعالے محفوظ رکھیگا کہ وہ تجکو قتل نہین کر سکینگے پس اور کسی قسم کے صدمہ و چوٹ وغیرہ سے تحفظ کا وعدہ
نہین ہے حتی کہ یہودیہ خیبریہ نے آپکو زہر دیا اور ایک نے آپ پر جادو کیا چنانچہ تفسیر سورۂ معوذتین مین انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا اور مفسر رحمہ اللہ نے
ذکر کیا کہ پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کیجاتی تھی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی پس آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہ پھر جاؤ کہ اللہ تعالے
نے مجھے محفوظ کر دیا ہے رواہ الحاکم۔ یعنے اللہ تعالے کے آگاہ فرمانے سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اب طریقہ عالم اسباب سے حفاظت کرنا مجھپر لازم
نہین ہے بلکہ اوتعالے نے یہ تکلیف مجھپر سے مرتفع کر دی اور یہانسے ظاہر ہوا کہ طریقہ عقل کا برتاؤ کرنا انسان پر لازم ہے اگرچہ قطعی یقین رکھے
کہ جملہ تاثیر فقط اللہ تعالی کی طرف سے ہے لہذا یہ حفاظت رکھے کہ چراغ جلتا نچھوڑے اور آگ کھلی نچھوڑے اور گھڑے بدھنے ڈھکے رکھے اور سانپ
بچھوؤن کی زمین مین جہانتک ممکن ہے حفاظت کرے اور سنکھیا کھانے و مانند اسکے افعال و حرکات سے احتراز رکھے لیکن جو شخص یہ سمجھے
کہ میری حفاظت ہی سے بچاؤ ہے وہ کافر ہے پس جو لوگ کہتے ہین کہ اگر ایسا نہ کرتے تو یہ نہوتا حالانکہ غور سے یہ کام کیا تھا انھون نے شیطانکو
اپنے اوپر مسلط کیا اور جس شخص نے بدون احتیاط کے کوئی کام کیا اگر اسکو دوسرا بندہ سمجھائے کہ تونے بد احتیاطی مین خطا کی تو اچھی
نصیحت ہے لیکن یہ اعتقاد نہ کرے کہ اگر یون احتیاط کرتا تو ایسا نہوتا بلکہ اسکے یہ معنے ہین کہ مقتضائے عقل سے چلنا لازم تھا اسمین تونے
کیون خلاف کیا پس اگر تو احتیاط کی راہ چلتا پھر بھی ایسا واقع ہوتا تو تو معذور تھا اسیواسطے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کو بدون تحریر
و گواہی کے قرضہ دے اور قرضدار اس سے منکر ہو جاوے تو عاقبت مین سزا پاویگا لیکن دنیا مین قرضخواہ کی دعا اس بارہ مین قبول
نہوگی کیونکہ اوتعالے نے قرض لین دین مین تحریر و گواہی کا حکم دیدیا ہے اور یہین سے اکثر مسائل فقہ مین یون دلیل لائی جاتی ہے کہ مدعی نے
خود اپنی جانب احتیاط نہ کی لہذا قاضی اسکی جانب احتیاط نکریگا مثال اسکی یہ کہ زید نے بکر سے ایک کتاب خریدی اس شرط سے کہ
تین دن تک مجھے اختیار ہے یعنے تین روز کی جاکڑ پر اتنے دامونکو لیے جاتا ہون پھر تیسرے روز پھیرنے لایا اور بیچنے والا روپوش ہو گیا
یہانتک کہ تین دن گذر گئے اور بیع لازم ہو گئی تو اس مسئلہ مین اگر تیسرے روز مشتری نے جاکر قاضی سے درخواست کی کہ بائع منھ چھپا
گیا ہے لہذا آپ اسکی طرف سے کوئی شخص قائم کر دین جسکو مین پھیر دون تو نوادر مین امام محمدؒ سے مروی ہے کہ قاضی اسکو نہین قبول کریگا
اسواسطے کہ اسکو جب بائع کی جانب سے یہ احتمال تھا تو اسنے کوئی کفیل لیکر مضبوطی کیون نہ کر لی پس جب اسنے خود اپنی احتیاط نہ کی تو قاضی
بھی اسکی رعایت نہ رکھیگا فافہم اور یہان سے ظاہر ہوا کہ توکل یہ نہین ہے کہ آدمی کام و کمائی چھوڑدے اور اسباب سلطنت و آلات حرب
ایجاد کرنے یا مہیا کرنے مین تدابیر اور ہنر کو کام مین نہ لاوے حتی کہ بلاد اسلام مقہور ہو جاوین اور جو لوگ گوشۂ فقیری مین کمائی کی تدبیر
نہین کرتے غلط جہالت ہے اور عجب کہ یہ لوگ ہاتھ بڑھا کر کھاتے ہین اور سردی سے جان بچاتے ہین اور کوٹھے سے سیڑھی تک ٹہل کر اترتے
اور پیخانہ جاتے مین سب طرح عالم اسباب کی تدابیر کا برتاؤ کرتے ہین گر مفت خوری کی چاٹ مین لوگون کو مجہول بناتے ہین اور فوج و سلطنت
کی بربادی کراتے ہین حتی کہ مسلمانون کو نتیجہ تقدیر مین بہکا کر غلط معنے بتلاتے ہین اور اقالیم انھین مکارون کی شیطنت سے خراب ہوے
اعاذنا اللہ تعالے من شرہم اللہم اہدنا الصراط المستقیم اور صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالے پر ہر کام مین توکل کرے یعنے حواس قدرت کو کام مین
لاوے لیکن یہ نہین کہ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ وہی پیدا ہوگا جو اللہ تعالے پیدا کریگا پس کامل کوشش و مشورت سے کام کرے
اور اس حالت مین یقین رکھے کہ نتیجہ وہ پیدا ہوگا جو اللہ تعالے نے چاہا ہے اور ہر کام کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالے ہی ہے روایت ہے کہ ایک سفر مین
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت سے تلوار لٹکائی اور استراحت فرمائی کہ ناگاہ ایک اعرابی نے آپکی تلوار کھینچکر کہا کہ آپکو مجھ سے کون

Marfat.com

بچاویگا۔ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پس اسنے تلوار رکھدی اور بیٹھ گیا پھر آپنے اسکو عفو کیا (الصحیحین) دوسری مرتبہ ایک اعرابی نے ایسا کیا تھا آپکے
ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی اور آپنے اٹھا کر فرمایا کہ اب تجھے کون بچاویگا اسنے کہا کہ معاف فرمایئے (الصحاح) اور محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مرسل
روایت مین ایک اعرابی کا حال مذکور ہی کہ اسنے بھی اسیطرح سفر مین ناگہان آکر تلوار کھینچکر آپ پر حملہ کیا اور کہا کہ کون بچاویگا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ
پس اعرابی کے ہاتھ کانپنے لگے اور تلوار گر پڑی اور اسنے اپنے سر کو ایک درخت مین اس زور سے مارا کہ بھیجا ناک کے راستہ آگیا (رواہ ابن جریر)
روایت ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے اسکو درخت سے ٹکرا دیا تھا اور آیت مین دلیل ہی کہ جن امور کا اللہ تعالےٰ نے جسطرح حکم دیا ہی انکے اسیطرح
بجالانے مین اپنے وہم و وساوس سے خوف نہ کرے اور اللہ تعالےٰ اُسمین حفاظت فرماویگا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ
اللہ تعالےٰ قوم کافر کو راہ نہین دیتا۔ف اس سے معلوم ہوا کہ قولہ من الناس۔ مین الف لام عہد کا ہی یعنے کافرین مراد ہین اور معنے یہ کہ اللہ تعالےٰ
تجھکو کافرون سے بچاویگا کہ وہ تجھکو قتل نہین کرسکینگے متعدد روایات مین ہی کہ جنگ احد مین بہت سے کافر آپکے قتل کے ارادہ سے نکلے
اور آپ کے پاس ٹھہرے اور نکل گئے آخر کار کہنے لگے کہ محمد ہمسے محفوظ کیے گئے ہین ہمنے ہرچند تلاش کیا اور نہ پایا۔ اور یہین سے ظاہر ہو گیا کہ
بدون تاثیر الٰہی کے خطا کرتی ہی اور فقط نگاہ پر کسی امر کا یقین نہین ہو سکتا لہذا فرقہ نیچر نے جو یہ دعویٰ کیا کہ دوربین سے آسمان نہین سوجھتا ہی
پس آسمان کے وجود سے انکار کیا اور آیات و احادیث کا انکار کر گئے تو یہ لوگ گمراہ ہین ف قال فی العرائس قولہ تعالےٰ یاایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک الآیۃ۔ اللہ تعالےٰ جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات با عظمت و کبریا سے تخویف کی تاکہ آنحضرت صلعم کے دل مین
سوائے حق عز و جل کے کوئی باقی نہ رہے اور تمام مخلوق انکی آنکھ سے ساقط ہو جاوے اور مخلوق کی بیماریان و عیب ظاہر کرنے مین اُنسے بالکل
نہ ڈرین اور آمادہ فرمایا کہ جو نور و شفا اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اسکو اچھی طرح پہونچاوین تاکہ پرہیز کرنے والا مریض اچھا ہو جاوے اور بدپرہیز مرجاوے
واسطی نے کہا کہ وحی رسالت بیان کرنیکا حکم دیا جو اتارا گیا ہی اور معارف بیان کرنے کا حکم نہین دیا کیونکہ حقائق رسالت کے اگر پہاڑ پر رکھے
جاوین تو وہ پگھل جاوے مگر اہل عالم کو بقدر انکی طاقت کے تھوڑا اظاہر کیا جاتا ہی تو نہین دیکھتا کہ یون فرمایا۔ بلغ ما انزل الیک من ربک اور یون نہین
فرمایا ما تعرفنا بہ الیک یعنے تمام معرفت بیان کر دے (یہ حکم نہین دیا) اور وہ انوار عرفان جو قلب محمد صلعم پر ظاہر ہوے انکی کوئی بشر طاقت
نہین رکھتا ہی اور وہ وحی رسالت نہین اور نہ قابل بیان ہی بلکہ عین معرفت ہی

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
تو کہہ اے کتاب والو تم کچھ راہ پر نہین ہو جبتک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو تمکو اترا ہی تمہارے رب سے
وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ
اور انمین بہتون کو بڑھیگی اس کلام سے جو تجھکو اترا تیرے رب سے شرارت اور انکار سو تو افسوس مت کھا اس قوم
الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
منکر پر البتہ جو مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین اور نصاریٰ جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
اور پچھلے دن پر اور عمل کرے نیک تو انپر نہ ڈر ہی اور نہ وہ غم کھاوینگے

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ۔ اے یہود و نصاریٰ۔ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ۔ تم دین مین کسی ایسے حال پر نہین ہو جسکا کچھ شمار

ہو حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ۔ یہانتک کہ قائم کرو تم توریت کو اور انجیل کو ف یعنے توریت پر قائم ہو اگر یہود
ہے ہو پس قرآن پر ایمان لاؤ اور انجیل کو قائم کرو اگر نصرانی ہو پس قرآن و توریت پر ایمان لاؤ اور انجیل کے احکام پر عمل کرو۔ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ اور قائم کرو اس چیز کو جو تمھاری طرف اتارا گیا ف مجاہدؒ نے کہا کہ مراد قرآن عظیم ہے اور مفسرین نے اوس کی
آیت میں ما انزل الیکم۔ کو دیگر کتب آسمانی سے تفسیر کیا اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ قرآن ہی پر ایمان لاویں توریت و انجیل قائم کرنے کی
ضرورت نہیں کیونکہ قرآن میں ان دونوں کا حق جاننا تو ایمان کی شرط ہے اور عمل کرنے کے واسطے قرآن دونوں کا ناسخ ہے پس مراد ما انزل سے
دیگر کتب آسمانی ہیں حاصل آنکہ حکم دیا کہ تو کہدے کہ اے اہل کتاب یہود و نصاری وغیرہ تم کسی پایہ اعتبار پر نہیں ہو جبتک کہ تم توریت و انجیل
و دیگر کتب آسمانی جنکے ماننے کا دعوے کرتے ہو انپر قائم نہو اور ان کتابوں کی ہر بات کو پورے طور سے مانو اور اُسپر چلو کیونکہ بعض سے انکار کرنا
مثل کل کے انکار کے ہے اور جو کچھ ان میں ہے منجملہ اسکے یہ بھی ہے کہ محمد صلعم پر ایمان لاؤ پس محصول کلام یہ نکلا کہ اے اہل کتاب تم کسی آسمانی دین
پر نہیں ہو جب تک کہ تم جس کتاب کو مانتے ہو اُسکے موافق نہ چلو اور اسکے موافق چلنے میں ضرور ہے کہ مجھپر ایمان لاؤ اور جبکہ تم مجھپر و قرآن پر
ایمان نہ لائے تو تم اپنی کتاب پر نہ چلے کیونکہ تمھاری کتاب تمکو اسطرح ایمان لانے کا حکم کرتی ہے پس تمنے اپنی کتاب کو نہ مانا لہذا تم کچھ نہیں
ہو۔ وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔ یعنے قرآن۔ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا۔ اور تیرے
رب کی طرف سے جو کچھ تجھپر اُتارا گیا وہ اُنمیں سے بہتوں کو سرکشی و کفر بڑھاتا ہے ف کیونکہ وہ اس قرآن سے کفر و انکار کرتے ہیں
فَلَا تَاْسَ۔ پس مت افسوس کر۔ عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔ ایسی کافر قوم پر ف جبکہ تجھپر ایمان نہ لاویں حاصل آنکہ اُنکے
حال پر جو تجکو افسوس و غم لاحق ہوتا ہے کہ یہ لوگ کافر رہے جاتے ہیں اور عاقبت میں دائمی دوزخی ہونگے تو تجکو یہ غم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ
باوجود کھلے دلائل و خوبی دین کے انکار کرتے ہیں ف قال فی العرائس قوله ولیزیدن کثیرا منهم الخ خطاب الٰہی عزوجل ہی دو صفتیں ہیں
ایک صفت قہر و دوسری صفت لطف پس قرآن سے جسکے دل پر صفت لطف سے تجلی کی اُسکے دل کی بینائی اس کلام کے لطیف
حکمت و اسرار دیکھکر زیادہ ہو جاتی ہے اور اسکے دقیق بیانات و معجزات سے اسکے ایمان و توحید کو ترقی ہوتی ہے اور اس نور و ترقی سے ظاہر
و باطن خطاب سے آگاہ ہو جاتا ہے اور جسکے قلب پر قرآن سے قہر کی تجلی ہوئی اسکے قلب کو تاریکی و نادانی و اندھاپن بڑھ جاتا ہے حتی کہ خطاب
ظاہر ہی اُسکی سمجھ میں نہیں آتا ہے اور دم بدم اُسکا اندھاپن بڑھتا جاتا ہے کیونکہ قرآن درحقیقت صفت الٰہی ہے اور اسکی صفت کی انتہا
نہیں ہے خواہ تجلی بلطف ہو یا بقہر ہو چنانچہ اگر تجلی بلطف ہو تو نور بصیرت بھی دم پر دم بڑھتا جائیگا۔ واسطیؒ نے کہا کہ یہ قوم کافر
وہی لوگ ہیں جنکا گمراہ کرنا اور جنکو دریافت حکمت سے پھیر دینا اللہ تعالے نے ازل میں مقدر کر دیا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ
هَادُوْا۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو یہودی بنے ہیں۔ وَالصّٰبِئُوْنَ۔ اور جو لوگ صابی کہلاتے ہیں۔ وَالنَّصٰرٰی
اور جو لوگ نصرانی بنے ہیں ف یعنے عیسی علیہ السلام کی پیروی کا دعوی کرتے ہیں ف تو انمیں سے کسی دعوی کا اعتبار نہیں ہے بلکہ حقیقت
ایمان کا اعتبار ہے چنانچہ فرمایا۔ مَنْ اٰمَنَ۔ جو انمیں سے ایمان لایا۔ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ اللہ تعالے
اور روز آخرت یعنے قیامت پر اور عمل کیا نیک۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ۔ تو ایسے مومن صالح پر کچھ خوف نہوگا۔ وَلَا هُمْ
یَحْزَنُوْنَ۔ اور نہ وے غمگین ہونگے ف یعنے آخرت میں انپر کچھ خوف و غم نہیں ہے کیونکہ دنیا میں اُنھوں نے اللہ تعالے کے
خوف سے آخرت کا غم کھایا تھا۔ واضح ہو کہ صابئہ میں اختلاف ہے پس سعید و مجاہد سے ایک روایت میں ہے کہ وہ نصاری و مجوس میں سے

Marfat.com

ایک گروہ ہی جنکا کچھ دین نہین اور ایک روایت مین کہا کہ یہود و مجوس مین سے ہی اور حسن بصری سے ہی کہ وہ مجوس کے مانند ہین اور قتادہ رحمہ نے کہا کہ وہ ملائکہ کے پوجنے والے ہین اور زبور پڑھتے ہین اور وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ فقط اللہ تعالے کے قائل ہین اور انکی کوئی شریعت نہین اور انھون نے کوئی عمل کفر پیدا نہین کیا اور ابو الزناد نے کہا کہ وہ ایک قوم قریب عراق کے رہتے ہین وہ سب انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین اور ہر سال مین تیس روزہ رکھتے ہین اور ہر روز یمن کی طرف متوجہ ہو کر پانچ نمازین پڑھتے ہین اور صابیہ کے بارہ مین دیگر اقوال آئے ہین (ابن کثیر) اور مقصود یہ ہی کہ ہر فرقہ جو ٹھیک ایمان لایا اور نیک کام کیے یعنے شریعت محمد مصطفے صلعم کے موافق بعد ازانکہ آپ مبعوث ہوے ہین تو آخرت مین ثواب عظیم سے مشرف ہوگا قال المترجم صابیہ کی تفسیر مین چونکہ اختلاف ہی اسیواسطے امام ابو حنیفہ و انکے شاگردون مین انکے ذبیحہ مین اختلاف ہی ولیکن فتوی کے واسطے واجب ہی کہ ذبیحہ حرام ہونے پر فتوی دیا جاوے کیونکہ حرمت و حلت کے درمیان دائر ہی اور واضح ہو کہ آیت مین دو احتمال ہین اول آنکہ اللہ تعالے نے یہ بیان کیا کہ ہر زمانہ مین جو قوم اللہ تعالے پر ایمان لائی وہ آخرت مین مغفور ہی پس حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین یا انکی شرع باقی رہنے کے وقت تک جو لوگ ایمان صحیح و عمل صالح پر موافق شرع کے رہکر مرے ہین وہ آخرت مین بیخوف ہونگے اور اس صورت مین صابیون ایک فرقہ اہل کتاب مین سے ہوگا اور معنے دوم یہ کہ جو فرقہ اپنے اپنے نام سے مدعی ہین تو جو شخص انمین سے ٹھیک قرآن پر عامل ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے و روز آخرت پر ایمان لایا وہ بے خوف جنتی ہی اور سورہ بقرہ مین اسکے مثل گزرا ہے ۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ

ہم نے عہد لیا تھا بنی اسرائیل سے اور بھیجے انکی طرف رسول جب آیا ان پاس

رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا

کوئی رسول ایسی بات لیکر جو نہ خوش آئی انکے جی کو تو کتنون کو جھٹلایا اور کتنے کو قتل کرنے لگے اور خیال کیا کہ کچھ

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ

خرابی نہو گی سو اندھے ہوگئے اور بہرے تو پھر اللہ تعالے متوجہ ہوا انپر پھر اندھے اور بہرے ہوے انمین بہت

مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور اللہ دیکھتا ہی جو کرتے ہین

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا ف کہ اللہ تعالے و اسکے رسولون پر ایمان لاوین چنانچہ موجودہ زمانہ کے یہودی اپنے باپ دادو نکی تقلید سے حضرت موسی اور انسے پہلے انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین مگر جہ اس ایمان کا کچھ اعتبار نہین ہی ۔ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۔ اور ہمنے انکی طرف بہت رسول بھیجے ف چنانچہ ایک ہزار سے زائد رسول فقط بنی اسرائیل پاس بھیجے گئے ولیکن ان کمبختون نے یہ کیا جو اللہ تعالے فرماتا ہی کہ ۔ كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ ہر بار جب انکے پاس رسول آیا ف یعنے انھین کی قوم مین سے جب کوئی رسول آیا ۔ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۔ ایسی چیز کے ساتھ جسپر انکے نفس نہین رغبت کرتے تھے ف یعنے شرع کے ایسے احکام لایا جنکو انکے نفوس رغبت سے نہین لیتے تھے تو اسکو نہ مانا اور نہین زیادہ شناعت ہی کہ حق بات کے قبول کرنے مین یہانتک نفس کے پابند تھے کہ وہی قبول کرتے تھے جسپر انکے نفس کی رغبت ہو حالانکہ امر

حق ہمیشہ نفس سے خلاف ہوتا ہی تو جب کوئی رسول انکے پاس انکی خواہش نفس کے خلاف شریعت لایا۔ **فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ** ۔ تو ان رسولوں میں سے ایک فریق کو جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کرتے ہیں ف جیسے زکریا و یحیی علیہما السلام کو قتل کر ڈالا اور سابق میں قصہ مذکور ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام اس بات سے منع کرتے تھے کہ بھائی کی دختر سے نکاح نہیں جائز ہی پس بادشاہ نے خواہش نفس پر قتل کر ڈالا اور یقتلون کے معنے حالیہ ہیں یعنے قتل کرتے ہیں حالانکہ انکا قتل کرنا زمانہ ماضی میں واقع ہوا تھا لیکن قتلوا۔ نہیں فرمایا بلکہ زمانہ ماضی میں جسوقت میں واقعہ ہوا اسیکو بطور حکایت کے یقتلون فرمایا جسکے معنے یہ ہوے کہ قتل کرتے ہیں کیونکہ اسکے تصور میں زیادہ شناعت ہی اور نیز اسمیں اشارہ ہی کہ قتل انبیا علیہم السلام جو نہایت شنیع فعل ہی اُس قوم کی عادت ہو گئی تھی۔ **وَحَسِبُوا** ۔ اور انھوں نے گمان کر لیا ف یعنے ان قاتلوں بدکاروں نے اپنے زعم میں یہ گمان کیا کہ۔ **أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ** ۔ کوئی عذاب انپر نہوگا ف یعنے رسولوں کے جھٹلانے و اُنکے قتل کرنے سے عذاب و غضب نہوگا **فَعَمُوا وَصَمُّوا** ۔ پس حق کو دیکھنے و سننے سے اندھے و بہرے ہو گئے۔ **ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ** ۔ پھر اللہ تعالے نے انپر رجوع فرمایا ف اور انکو توبہ کی توفیق دی۔ پہلے بیان ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے قتل کرنے پر اللہ تعالے نے غضب کر کے بخت نصر حاکم بابل کو مسلط کیا اور بنی اسرائیل کثرت سے قتل و قید ہوے آخرکار بنی اسرائیل نے توبہ کی اور وہ قبول ہوئی لیکن جس قوم کا یہ حال ہو نبوت کی شان سے واقف ہو کر پھر دلیری کر کے قتل کرے اسکی قساوت قلبی سے سلامتی بعید ہی لہذا پھر وہی بے حرمتی اختیار کی۔ **ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِنْهُمْ** ۔ پھر بہتیرے انمیں سے اندھے و بہرے ہو گئے۔ **وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ** ۔ اور اللہ تعالے اُن کے اعمال کا بصیر ہی ف مقصود یہ کہ انکو انکے کاموں کی سزا دیگا اور تہدید ہی کہ وہ اگرچہ اندھے و بہرے ہیں مگر اللہ تعالے خوب دیکھتا ہی اس سے کچھ پوشیدہ نہیں ہی ف قال فی العرائس قولہ وحسبوا ان لا تکون فتنۃ الآیہ۔ اللہ تعالے نے ایک قوم یہود کا حال بیان فرمایا کہ وہ حق کے دیکھنے اور خطاب کے سننے سے اندھے و بہرے ہیں کیونکہ وہ لائق اسرار نہ تھے تو غیرت حق نے اُنکی آنکھوں پر پردے ڈالدیے اور اُنکے کانوں میں گمراہی کے ٹھیٹھے دیدیے پس انھوں نے عذاب سے بچنے کو نہ پہچانا کہ یہ استدراج و امتحان ہی بلکہ یہ سمجھے کہ ہم اللہ تعالے کے نزدیک اچھے ہیں اور یہ نظر نہ آیا کہ درجات کرامت سے درکات جہنم میں گرے چلے جاتے ہیں پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت عام سے انکو دکھلایا تو اپنی تقصیرات کو دیکھکر نادم ہوے پھر بے ادبی کی تو وہی قہر کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور توفیق کی راہ بند کر دیگئی تو پھر وہ لوگ دل سے اندھے ہو گئے بعض نے کہا کہ انھوں نے یہ گمان کیا کہ اپنے جی کی خواہش پر چلنے سے فتنہ میں نہیں پڑینگے پس حق بات کو دیکھنے اور سننے سے اندھے بہرے ہوے لیکن جسکو اللہ تعالے نے رحمت میں نکال لیا وہ اس ورطہ سے نکل آیا اور اسکی ہدایت کی آنکھ کھل گئی بعض نے فرمایا کہ انکو یہ گمان تھا کہ ہم کبھی فتنہ میں نہیں پڑینگے اور نفس پر اعتماد کر کے شہوات مباحات کے مرتکب ہو کر اندھے بہرے ہو گئے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ
البتہ کافر ہوے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ اللہ وہی ہی مسیح بیٹا مریم کا اور مسیح نے کہدیا تھا کہ اے بنی اسرائیل

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
بندگی کرو اللہ تعالے کی جو رب ہی میرا اور تمھارا مقرر جسنے شرک کیا اللہ تعالے سے تو اللہ تعالے نے اُسپر جنت حرام کر دی اور

وَمَأْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

اور دوزخ ہی اسکا ٹھکانا ہی اور گنہگاروں کا کوئی مددگار نہیں البتہ کافر ہوے جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ

ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

تین میں کا ایک ہی حالانکہ کسی کی بندگی نہیں سوائے ایک معبود کے اور اگر نہ چھوڑینگے جو کہتے ہیں

لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

تو پہونچیگی ان لوگوں کو جو منکر ہوے ہیں دکھ کی مار کیوں نہیں توبہ کرتے بیچ اللہ تعالے سے

وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ

اور اس سے بخشواتے اور اللہ تعالی ہی بخشنے والا مہربان کچھ نہیں مسیح مریم کا بیٹا مگر ایک رسول ہی

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ

گذر چکے پہلے اس سے بہت رسول اور اسکی ماں ولی ہی دونوں کھاتے تھے کھانا

اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

دیکھ کیسے بتاتے ہیں ہم انکو نشانیاں پھر دیکھ کہ وے کہاں اُلٹے جاتے ہیں

اللہ عزوجل نے ان آیات میں نصاریٰ کے مشرک فرقوں کا کفر و بہتان بیان کیا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اُلوہیت گمان کرکے احمق ہو رہے ہیں چنانچہ فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ یعنے واللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ اللہ یہی مسیح پسر مریم ہی۔ ف تعجب ہی کہ مریم کا بیٹا بھی کہتے پھر اسکو اللہ ٹھہراتے تھے اور پہلے بیان ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے بعد ہی اس فرقہ کو گمراہی نے گھیرا اور ایسا کلمہ کہنے لگے اور مسیح علیہ السلام نے رسالت توحید الٰہی جو کچھ انکو پہونچائی تھی سب بھلادی۔ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ۔ حالانکہ مسیح نے عموماً کہا تھا کہ اے بنی سرائیل تم عبادت کرو اللہ تعالے کی جو میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہی۔ ف یعنی بنی سرائیل کو تعلیم کی تھی کہ لائق عبادت کے کوئی بت و فرشتہ وغیرہ کچھ نہیں ہی سوائے ایک اللہ تعالے کے جو میرا و تمھارا پروردگار ہی۔ الوہیت اُسکے سوائے کسی میں نہیں ہی پس جسنے پیدا کیا وہی خالق و رازق و جامع صفات کمال معبود حق ہی اُسی کی عبادت فرض ہی بس گویا یہ کہدیا تھا کہ میں بندہ ہوں اور ہرگز میں معبود نہیں ہوں اور معبود کیسا کہ میں شریک بھی نہیں بلکہ حضرت باری جل جلالہ کی جناب میں کسی مخلوق کو شرکت نہیں ممکن ہی اور جو شریک سمجھے وہ بڑا بیوقوف اور سخت جھوٹا و ظالم و خبیث ہی بلکہ صریح کہدیا کہ۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ۔ جو کوئی کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرے ف خواہ افعال میں شرک کرے اسطرح کہ جو باتیں اللہ تعالے نے اپنی عبادت قرار دی ہیں وہ کسی مخلوق کیواسطے بجالاوے مثلاً کسی کے واسطے روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا سجدہ کرے یا رکوع کرے یا جسطرح تعظیم بجالاکے کو جناب باری تعالے کے واسطے کھڑا ہوتا ہی اسی تعظیم سے کسیکے واسطے کھڑا ہو یا کسیکے واسطے طواف کرے خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو یا قبر ہو یا کسیکے نام پر قربانی کرے یا ایسے ہی وہ افعال جو خاص جناب باری تعالے کیواسطے ہیں انکو کسیکے واسطے بجالاوے یا اعتقاد میں شرک کرے مثلاً کسیکو رازق و خالق وغیرہ اعتقاد کرے یا کسی سے اسطرح ڈرے جیسے اللہ تعالے سے ڈرتا ہی یا اُسکے حکم کو شریعت سمجھے

اور اسی کے مانند تمام وہ صفات جو مخصوص جناب باری تعالیٰ کیواسطے ہین کسی مخلوق مین اعتقاد کرے اور اسی کے مانند موت وزندگی وغیرہ ہی بالجملہ جو کوئی اللہ تعالے کی ذات وصفات وافعال مین کسی طرح شرک کرے۔ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ۔ تو اللہ تعالے نے ایسے خبیث مشرک پر جنت حرام کردی ہے یعنے جنت مین داخل ہونا اسپر ممنوع ومحال کردیا ہے کیونکہ اس خبیث نے اپنے مالک وخالق ورزاق ومنعم حقیقی کی شان مین بے ادبی سے اپنی بیحرمتی کی جسنے اس مخلوق نابود کو عدم سے وجود مین نکالا اور نعمتوں سے تندرست پالا اسنے یہ حرکت کی کہ اسکی عبادت سے منہ موڑا اور اسکی ایک مخلوق کی عبادت کی یا مخلوق کو لائق عبادت سمجھا پس وہ قطعاً جہنم کے لائق ہے اسیواسطے فرمایا۔ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۔ اور ایسے مشرک خبیث ظالم کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ اور ظالمونکا کوئی بھی مددگار نہین ہے جو اسکو عذاب آلہی سے بچالیوے اور ظلم کے معنے یہ ہین کہ جو چیز جہان کے لائق ہے اُسکے سوائے دوسری جگہ اسکو برتے پس کامل درجہ کا ظلم وہ ہے جو عبادت آلہی کو جو اللہ تعالے کے ساتھ خاص ہے کسی مخلوق کے واسطے کردے بھلا اگر بادشاہ کا کوئی نوکر جو آدمی ہونے مین بادشاہ کے مثل ہے صرف صفت مین نوکری بادشاہی کا فرق ہے اگر یہ نوکر بادشاہ کو چھوڑکر اُسکے سامنے بادشاہ کے غلام کو اپنا بادشاہ بنادے تو اس نوکر کی کیا سزا ہے بالاتفاق یہی کہ بالکل نیست کردیا جاوے پھر اس سے بدتر حال مشرک کا ہے کیونکہ بادشاہ وغلام تو آدمی ہونے مین برابر ہین اور خالق ومخلوق مین کسی آدمی کو کوئی نسبت نہین ہے پھر غور کرو کہ جو باتین جناب باری تعالے سے مخصوص ہین وہ مشرک نے مخلوق کی شان مین اعتقاد کین پھر ذرا غور کرو کہ یہ نوکر اگر بادشاہ سے معافی مانگے تو یقین تو یہی ہے کہ بادشاہ قتل ہی کرڈالیگا لیکن پاک ہے جناب باری تعالے عزوجل کہ بندہ ایسی حرکتین کرتا ہے پھر توبہ کرکے نیک کام کرے تو معاف فرماتا ہے اور بڑا کرم یہ کہ اسکو مقبول بندہ فرماکر اسپر ہزارون انعام سے جنت مین جگہ دیتا ہے پس بڑا مردود شقی بدبخت وہ بندہ ہے کہ مرتے دم تک اللہ تعالے کو نہ مانے اور شرک وکفر ہی پر مرجاوے حالانکہ اللہ تعالے کے رسول وانبیا علیہم السلام برابر سمجھاتے ہین کہ دیکھو شرک نہ کرو مگر وہ نہین مانتا اور اللہ تعالے کے ایلچیون کی بدگوئی کرتا ہے تو سب کے نزدیک یہ مشرک مردود ایسی سزا کے قابل ہے جو کوئی مخلوق اپنے مانند کسی مخلوق کو نہ دے سکتا ہو پھر جہنم ایسی ہی ہے کہ جسکا عذاب قیاس سے باہر ہے چنانچہ سرکش مشرک اگر دیکھے تو جان نکلجاوے پھر اس عذاب سے کوئی بچانے والا نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے کے مقابلہ مین کس مخلوق کو دم مارنیکی مجال ہے پھر یہ فرقہ نصرانی دیکھو اور ایکے دین کی سمجھ دیکھو کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے صریح کہدیا تھا پر اُسکو نہ مانا بھلا اگر وہ خدا ہوتے تو کیا جھوٹ بولتے تھے اور اگر کہو کہ نہین نہایت سچ بولتے تھے تو پھر کیون نہین مانتے کہ وہ اللہ تعالے کے بندے ورسول تھے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۔ البتہ کافر ہین وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ تعالے تیسرا ہے تین آلہ کا یعنے تین آلہ مین سے ایک اللہ تعالے اور باقی دونون عیسی واُسکی ماں ہے اور واضح ہو کہ نصرانی بہت فرقے متفرق ومختلف ہین پس بعضے یہ کہتے ہین کہ مجموعہ ان تین کا الہ ہے اور یہ تین اسکے اقنوم ہین جیسے تین عناصر سے مرکب کوئی چیز ہو اور یہ صریح باطل ہے کیونکہ جو چیز مرکب ہے وہ تو اپنے اجزا کی محتاج ہے کہ جبتک یہ اجزا انہون پھر جمع نہون تب تک وہ مرکب کہان سے ہوگا پس خداے تعالیٰ اپنی وجود مین محتاج ہوا جیسے مخلوق کو اپنے وجود مین خالق کی احتیاج ہے پھر یہ نہین سمجھتے کہ ان اجزا کو ترکیب دینے والا کون ہے پس وہ کوئی دوسرا خدا ماننا چاہیے جسمین یہ محتاجی نہو تو وہی خالق خود مختار ہے جب چاہے جس چیز کو پیدا کرے اور جو کچھ چاہے کرے سو جب اُسنے چاہا تو عیسیٰ کو بدون باپ کے پیدا کردیا اور جب چاہا عیسیٰ کی ماں کو موت دیدی بالجملہ ہر زمانہ کے حکما وعقلا آج تک متفق ہین کہ دنیا مین کوئی مذہب ایسا بودا نہین جیسا

یہ قول واعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ تین الٰہ کا ایک ہے۔ اور اہل ایمان یون سمجھتے ہین کہ۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ کوئی بھی نہین الٰہ ہی سوائے ایک اللہ تعالیٰ کے ف لا الٰہ الا ہو الرحمن الرحیم ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کافرون کے خوار کرنے کو اپنے رسول عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت مین خطاب فرماویگا۔ اذ قال اللہ یا عیسی بن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ قال سبحانک الآیۃ یعنے جب فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تھا لوگون سے کہ تم مجکو اور میری مان کو دو معبود بنالو اللہ کو چھوڑ کر تو عیسیٰ کہیگا اے میرے معبود تو پاک ہے الی آخر الآیۃ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کافرون کو بہتان و کفر پر وعید و تہدید فرمائی بقولہ۔ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ۔ اور اگر باز نہ رہے یہ لوگ اس چیز سے جو بکتے ہین ف یعنے اگر مسیح کو خدا کہنے سے یا تین الٰہ کہنے سے باز نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کو واحد لاشریک لہ اعتقاد نہ کیا تو۔ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ضرور پہونچیگا انمین کافرون کو عذاب الیم ف یعنے دوزخ مین ضرور پڑینگے اور ہمیشہ جلا کرینگے اور دنیا مین بھی خوار ہونگے پس اگر موت سے پہلے مسلمان ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بندہ ورسول اعتقاد کیا اور تمام رسولون کی کتابونکو مانا اور محمد صلعم کو بندہ ورسول برحق جانا اور قرآن کو سچ مانا تو وہ جنتی ہونگے جیسے مومنین موحدین کا حال ہے فافہم

مسئلہ اگر کسی نے عربی مین کہا کہ ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ تو واحدی رح نے کہا کہ اگر اس شخص کی یہ مراد ہے کہ دو آدمی جو آپسمین باتین کرتے ہین وہان تیسرا اللہ تعالیٰ کا علم ہے جیسے بولتے ہین کہ یہان تو مین اور تم ہی ہو اور تیسرا اللہ تعالیٰ ہے یعنے ہمارے تمہارے حال سے کوئی واقف نہین سوائے اللہ تعالیٰ کے تو ایسے شخص کو کافر نہین کہا جائیگا اور سورۂ مجادلہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا و ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم۔ یعنے نہین کوئی تین شخص خفیہ مشورہ کرنے والے مگر انکا چوتھا اللہ تعالیٰ ہے اور نہ پانچ مگر انکا چھٹا اللہ تعالیٰ ہے یعنے بندونکو ہوشیار رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر خفیہ و علانیہ باتون پر واقف ہے اور اسکا علم سب کو محیط ہے اور آنحضرت صلعم نے غار مین حضرت ابوبکر صدیق کو خطاب کیا کہ ماظنک باثنین اللہ ثالثہما۔ یعنے تو جو کافرونکے مطلع ہونے سے ڈرتا ہے کہ یہان ہم دو ہی آدمی ہین تو تجھکو ایسے دو آدمیون کے ساتھ کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔ یعنے اللہ تعالیٰ جسکے ساتھ ہے اُسکے مقابلہ مین تمام دنیا کی مخلوق کچھ ہستی نہین رکھتی ہے اور مترجم کہتا ہے کہ اگر کسی نے ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ کہا اور یہی معنے مراد لیے کہ اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے تو بھی اس طرح کہنا حرام ہے اگرچہ وہ شخص کافر نہوگا اسوجہ سے کہ اسکی نیت مین کفر کا مضمون نہ تھا لیکن چونکہ اسنے خلاف ادب گفتگو کی اسلیے ممنوع ہے ہان اگر وہ کہے کہ ہمارے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ کا علم ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے واللہ تعالیٰ اعلم پھر حق تعالیٰ نے ان کافرون و بدزبانونکو نصیحت فرمائی اور راہ راست کی رغبت دلائی بقولہ تعالیٰ۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ۔ انکو کیا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع نہین لاتے اور نادم ہوکر توبہ نہین کرتے ہین۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ۔ مما قالوہ۔ اور استغفار نہین کرتے اپنے قول تثلیث وغیرہ سے اور یہ جھڑکی وملامت ہے کہ کیون ایسا نہین کرتے حالانکہ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ف جو بندہ توبہ کرے اور مغفرت مانگے اسکی توبہ قبول کرکے اپنے فضل سے اسپر رحم فرماتا ہے حدیث صحیح مین مضمون ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی جناب مین توبہ کرتا اور نادم ہوکر مغفرت مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتا ہے گویا یون قیاس کرنا چاہیے کہ رحمت الٰہی ایسے جوش مین آتی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے غلام کے کسی کام پر خوش ہوجائے پھر واضح ہو کہ نصاریٰ فقط اس جہالت کے اعتقاد سے توبہ نہین کرتے کہ مسیح علیہ السلام الٰہ یا شریک الٰہ ہین اور انکو بندہ مخلوق نہین مانتے ہین لہذا انکا شبہہ زائل کردیا کہ۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ

مسیح بیٹا مریم کا مگر رسول۔ یعنی مسیح بیٹا مریم کچھ نہیں سوائے اسکے کہ رسول ہے پس مسیح جو مریم کا بیٹا اسکے پیٹ سے پیدا ہوا ہے
آپ پیدا ہوئے تھے یہ الوہیت تک محال ہوا کہ یہ مسیح کا وجود ہی بعد عدم تھا اور مسیح بیٹا مریم تھا ایک رسول ہوا اور یعنے علاوہ ہے اس
ایک نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں کسی عورت کا نام نہیں ذکر فرمایا سوائے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے تو اسمیں نکتہ یہ
ہے کہ قرآن کے طور سے عرب کے نزدیک عام میں کوئی بزرگ شخص اپنی جورو کا نام و اسکا ذکر بھری مجلس میں یا قصائد میں نہیں بیان کرتا
لیکن مریم کی عزت سے نصاریٰ متعلق ہوئے کہ قرآن میں تصریح فرمایا کہ مریم تو ایک بندی تھی جسکے پیٹ سے عیسیٰ اسکا بیٹا
بندہ و رسول پیدا ہوا اسی و رسول ہی تھا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ مسیح سے پہلے بہت رسول گذر چکے
ف یعنی عیسیٰ بھی انکے مثل گذر جانے کا ہے پس وہ الٰہ ہرگز نہیں جیسے کہ فرقہ لوگ گمان کرتے ہیں وہ بھی تو مثل انکے گذر جانیگا اور ظاہر
ہے کہ جو کوئی ذکر کیا ہوا ہے انبیاء و غیرہم علیہم السلام سب بندے و رسول تھے غیر خدا کوئی نہیں خدا یا بیٹا کہے ہو جو اللہ تعالیٰ
ہے جو متغیر ہو جاوے اور بدل جاوے کبھی بچہ ہو اور کبھی جوان اور کبھی کسی حال میں اور کبھی کسی حال میں تو حادث و ممکن ہوگا پس
عیسیٰ علیہ السلام بھی حادث و ممکن ہیں کچھ واجب قدیم نہیں اُنمیں الوہیت کا نام بھی نہیں ہے اور اگر یہ غلط اس وجہ سے کہے کہ وہ بے
باپ کے پیدا ہوئے تو بھی غلط ظاہر ہے کہ جو پیدا ہوا وہ مخلوق ہے اور اگر یہ بھی نہیں سمجھے تو بغیر باپ کے کوئی مخلوق پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی
قدرت میں بالکل آسان ہے تو جو چاہے کر سکتا ہے نہیں دیکھتے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بدون ماں اور باپ کے پیدا کر دیا اور حضرت حوا کو
انکی پسلی سے پیدا کر دیا اور جب ماں سے بچہ پیدا ہوا وہ جوان ہو گیا تو عجب ہے کہ اسی سے وہم کیا فرقے ہو گئے یہ محض بیجا ہے بلکہ اتفاقاً یقین کرو
کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ایک بندہ و رسول اللہ تعالیٰ کے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اس سے پہلے گذرے ویسے ہی یہ بھی گذر گئے جیسے وہ سب بندے
خاص تھے یہ بھی بندہ خاص ہیں وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۔ اور عیسیٰ کی ماں ایک صدیقہ بندی تھی ف جسکو اللہ تعالیٰ نے پیدا
کیا تھا اور صدیقہ کے معنے یہ کہ سچائی میں بہت پوری تھی چنانچہ اُسنے کوئی بد حرکت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی اور عبادت کرتی تھی
میں بھی جو یہود مردود کہتے ہیں کہ اُسنے یوسف نجار سے زنا کیا جس سے عیسیٰ پیدا ہوا تو وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا اور یہی بات نصرانی کہتے
ہیں یہ محض بہتان و کفر و جھوٹ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو بدون باپ کے اپنی نیک بندی مریم کے پیٹ سے پیدا کیا اور یہ دونوں
آدمی تھے انھیں کیطرح زندہ رہے كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۔ دونوں طعام کھایا کرتے تھے ف یعنے عیسیٰ و اُس کی ماں دونوں
طعام و اناج کھاتے تھے جیسے اور حیوانات کھاتے پیتے ہیں اور اسکا گوہ گوبر پیشاب پھرتے ہیں اور جو ایسا ہو وہ اِلٰہ نہیں ہو سکتا
ہے اور یہ مراد نہیں کہ جو کوئی ان نقائص سے پاک ہو وہ اِلٰہ ہو جاوے اور یہ اعتراض لازم آوے کہ فرشتوں میں کھانے پینے وغیرہ کی
حاجتیں نہیں ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی الوہیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جسمیں یہ نقائص موجود ہوں وہ اِلٰہ نہیں ہو سکتا اور یہ مراد نہیں
کہ جسمیں نہوں وہ اِلٰہ ہو جاوے پس جسمیں ایسے نقائص ہوں اسمیں الوہیت سمجھنا ایسی بڑی حماقت ہے کہ جانوروں میں نہ ہوگی اور
اِلٰہ تو اللہ وحدہ لاشریک جامع صفات کمال معبود برحق ہے اور سوائے اسکے کسی میں الوہیت کا نام بھی نہیں بلکہ ممکن نہیں ہے پھر
واضح ہو کہ قولہ وامہ صدیقہ۔ میں صریح دلالت ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بھی مرتبہ صدیقیت حاصل تھا وقد قال تعالیٰ وصدقت
بکلمات ربہا۔ یعنے مریم نے کلمات پروردگار کی تصدیق کی تھی اور حدیث صحیح میں چند عورتوں کا اپنی جنس میں کمال کو پہونچنا بیان
ہوا ہے منجملہ انکے مریم ہیں اور ام المومنین عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر مذکور ہے پس معلوم ہوا کہ مریم نبی نہیں ہیں جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے

فقط ملائکہ کے خطاب کرنے سے مریم و سارہ و مادر موسیٰ کے نبی ہونے کا زعم کیا ہی اور جمہور کے نزدیک اللہ تعالےٰ نے نبی کوئی عورت نہین بھیجی اور شیخ ابوالحسن الاشعری نے اسپر اجماع نقل کیا ہی پھر اللہ تعالےٰ نے نصاریٰ کی جہالت پر تعجب دلایا بقولہ۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ۔ یعنے تعجب سے دیکھ کہ کیسے ہم بیان کرتے ہین ان کافرون کے واسطے آیتین ف جو ہماری وحدانیت پر صریح دلالت کرتی ہین۔ اور اُنکے اوہام و کفر کے خیالات کو کھلے کھلے باطل و جھوٹ ظاہر کرتی ہین۔ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۔ پھر تو دیکھ کہ یہ کافر لوگ کیسے پھرے جاتے ہین ف حق بات سے باوجودیکہ کھلے کھلے دلائل واضح قائم ہین اور حکم بلفظ النظر فقط تعجیب ہی کہ نصاریٰ کو بندہ اور رب مین فرق نہین معلوم ہوتا حالانکہ یہ عجیب ہی کہ کہان خالق قادر فاعل مختار اور کہان بندہ مجبور مخلوق کچھ نہین کر سکتا اسیواسطے اگے حکم دیا بقولہ

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ

تو کہہ تم ایسی چیز پوجتے ہو اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر جو مالک نہین تمھارے برے کے نہ بھلے کے اور اللہ تعالےٰ وہی ہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

سنتا جانتا

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ ۔ یہ خطاب نصاریٰ کو اولاً اور باقی سب کو عموماً ہی یعنے کہدے ای محمد صلعم کیا تم پوجتے ہو۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سواے دوسرے کو۔ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۔ جو نہین مالک ہی تمھارے واسطے کسی ضرر کا اور نہ نفع کا ف یعنے ایسے کو تم کیون معبود واله بناتے ہو جو تمھارے نفع و ضرر کا مالک نہین ہی اور یہ استفہام انکاری ہی کہ مت ایسی چیز کو پوجو اگرچہ کچھ بھی عقل رکھتے ہو پھر لطف سے معبود حقیقی کی طرف راہ بتلائی بقولہ۔ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ اور اللہ تعالےٰ تمھاری دعاؤن کا سننے والا اور تمھارے احوال کا جاننے والا ہی ف اور کوئی مخلوق یہ قدرت نہین رکھتا واضح ہو کہ مالا یملک فرمایا اور من لا یملک۔ نہین فرمایا اگرچہ یہ فہمایش نصاریٰ کو ہی اور مراد اس سے مسیح علیہ السلام بھی ہین یعنے مسیح کو تم کیون معبود واله بناتے ہو حالانکہ کوئی شان الوہیت اسمین نہین ہی بلکہ لفظ ما اختیار کیا جو ذوی العقول و غیر ذوی العقول سب کو شامل ہی تو اسواسطے کہ ٹھیک معلوم کرین کہ مسیح مین کوئی الوہیت نہین بلکہ وہ بھی انھین مخلوقات مین شامل ہین جنکو کوئی قدرت و طاقت نہین آگاہ رہو کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبی بزرگ کے حق مین او تعالےٰ جل جلالہ کا یہ فرمان ہی کہ وہ میرا بندہ میرے تحت قدرت ہی وہ کیسکے نفع و ضرر کا مالک نہین ہی تو مقتضاے ایمان یہ ہی کہ بندہ مومن تمام مخلوقات مین سے کسیکو خواہ نبی ہی یا ولی ہو یہ اعتقاد نہ کرے کہ وہ نفع یا ضرر پہونچا سکتا ہی بلکہ نیک بندونکو جناب باری جل جلالہ مین وملکو نیکا اختیار وہ بھی اسکی توفیق سے ہی اور قادر مختار فقط اللہ تعالےٰ ہی جو چاہے کرے ف قال فی العرائس فی القد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔ یعنے یہ اندھے لوگ بیداد حقائق وحدانیت الٰہی عزوجل سے اندھے رہے حالانکہ حقائق وحدانیت کے منزہ از اجتماع و افتراق و امتزاج بناسوت ہین انکو کسی حادث مین حلول نہین ہی وہ لطائف آیات و براہین معجزات سے اہل ایمان کامل کی آنکھون پر ظاہر ہوگے ہین اور جو کچھ درباب وحدانیت کے اوہام و خیال وغیرہ مین آوے اس سب سے وہ منزہ ہی چنانچہ فرمایا و ما من الٰہ الا الٰہ واحد کوئی اسکی ضد نہین اور کوئی تشبیہ نہین اور کسیکو اس سے کوئی نسبت نہین ہی تو اوہام و تصورات و خیالات کی مجال ہی ندار ہی پھر جب او تعالےٰ نے ظاہر فرمایا کہ حضرت مریم و عیسیٰ علیہ السلام یہ دونون اللہ تعالےٰ کے خالص بندے اور اسکی آیات و صفات کے واسطے مقامات تجلی ہین اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک برگزیدہ اور مقبول ہین تب ظاہر فرمایا کہ ان کرامتون کے باوجود یہ لوگ بندہ و بشر ہونے سے خارج نہین ہین

اور یہی معنی حاجت الدشریہ صفت الٰہیہ ہے جیسا کہ قول تعالیٰ ہے۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ وغیرہ
آنحضرت علیہ السلام تو ایک بندہ خاص و رسول مخصوص تھا اسکو بندگان مومنین کی ہدایت و عزت کے واسطے بھیجا گیا ہے کہ وہ لوگ اسکو
پیارا رسول مقرب سمجھیں جسکی ہدایت کے موافق اللہ تعالیٰ کی بندگی بجا لاویں اور سب نے ایسی ہی اسکی تصدیق کی کیونکر آیات و صفات
کے ظہور میں اسکو بندہ ہونا ظاہر ہے اور بشری عوارض و حاجتوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بیٹا بنانا کفر ہے۔ اور اس سے
گناہ بڑے ہیں اور حرمت ہے یا لوگ بہک گئے اور بڑا گناہ کیا اور اس بات میں حد سے گذر گئے ہیں جیسے بت پرست ہوا کرتے ہیں

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ
تو کہہ اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین میں ناحق کا اور مت چلو خیالوں پر ان لوگوں کے جو
ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
بہک چکے پہلے اور بہکا گئے بہتوں کو اور بہک گئے سیدھی راہ سے لعنت کئے گئے کافر
مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا
بنی اسرائیل میں سے زبان پر داؤد کی اور عیسیٰ بیٹے مریم کی یہ اس لئے کہ وہ گناہ کرتے اور حد سے
يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝
بڑھ جاتے تھے آپس میں منع نہ کرتے تھے برے کام سے جو کر رہے تھے کیا برا کام ہے جو کرتے تھے
تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن
تو دیکھے انہیں سے بہت لوگ رفیق ہوتے ہیں کافروں کے بری تیاری بھیجی اپنے واسطے
سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۝ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ
کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ان پر اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور اگر یہ لوگ یقین رکھتے اللہ تعالیٰ پر اور نبی پر
وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝
اور جو اس پر اترا گیا تو انکو رفیق نہیں ٹھہراتے لیکن انمیں سے بہت لوگ بے حکم ہیں

یہاں سے تمام اہل کتاب کو جو بالفعل قیامت تک پائے جاویں پاکیزہ نصیحت سے ارشاد کیا اور انپر حجت پوری ہوگی۔ قُلْ
يَا أَهْلَ الْكِتَابِ۔ کہدے اے محمد صلعم اہل کتاب یہود و نصاریٰ سب کو۔ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ
ست حد سے تجاوز کرو اپنے دین میں ایسا تجاوز کرنا جو خلاف حق ہو۔ باین طور کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ہے اس سے
گھٹاؤ جیسے یہودی خبیث کرتے کہ حضرت عیسیٰ کو رسول نہیں مانتے اور بہتان کرتے تھے اور نہ باینطور کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ہے اسکو
اکو چڑھاؤ اور معبود و خدا یا اسکا بیٹا کہنے لگو کہ یہ سب کفر و بے انصافی ہے و لیکن ان یہود و نصاریٰ نے توریت کو اور انجیل کو اپنے گمان
کی جگہ جنسی ہوئی حالت میں پایا اور جو روایتیں لئے یا انہیں انھیں کو پیشوا بنایا اور دین الٰہی میں بلا دلیل و بغیر فہم کے محض تقلید کی حالانکہ
اپنے خالق عزوجل کی وحدانیت و اسکی جانب سے رسالت کا اعتقاد کرنے میں تقلید بالکل باطل و حرام ہوتی ہے لہذا جملہ اہل کتاب کو منع کیا
بقول تعالیٰ۔ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ۔ یعنے تمہارے اگلے جو غلو اور حد سے تجاوز کر گئے ہیں

انکی نفسانی خواہشون کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ غلو کرکے خود گمراہ ہو چکے۔ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا۔ اور بہتیرے لوگون کو گمراہ کیا۔
وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ۔ اور راہ حق سے بھٹک گئے اور سواء دراصل بیچ وسط ہے پس وسط راہ کو چھوڑا تو بھٹک کر
یا افراط مین پڑے جیسے نصرانی یا تفریط مین جیسے یہودی پس اول ضلوا و اضلوا سے یہ بیان ہے کہ خود گمراہ ہوے اور دوسرونکو گمراہ کیا
اور سوم ضلوا سے یہ بیان ہے کہ غلو کرکے افراط و تفریط مین پڑ گئے اور درمیانی راہ عدل و صراط مستقیم کو چھوڑ دیا بالجملہ اس آیت مین دلالت
ہے کہ اہل ایمان کو لازم ہے کہ انکے باپ دادا وغیرہ اگلے لوگ جو رسم و راہ خلاف شرع یا جو اعتقاد خلاف حق نکال گئے ہون اسمین انکی پیروی نکرین
ورنہ خود گمراہ ہونگے اور اپنی گمراہی کا وبال جیسا اپنے اوپر ڈالینگے ویسا ہی انکو بہر ڈالینگے اور آگاہ رہو کہ علماے دین جنکے متبع سنت و طریق
حق پر ہونیکا علم ہے اگر انمین سے کسی شخص سے اجتہاد دین کوئی سہو ہوا ہو کیونکہ وہ آخر بندے ہین تو انکو اپنی کوشش کا ثواب مل چکا
پھر اگر اسکا اجتہاد تمھارے علم مین دوسرے مجتہد کے دلائل سے خطا ظاہر ہو تو تم اپنا معاملہ اپنے معبود عز وجل کے مراقبہ سے خلوص نیت پر رکھو
اور تعصب سے کسی عالم کے بندے مت ہو مگر ہرگز زبان درازی و طعن مت کرو کیونکہ یہ نفس و شیطان کی پیروی ہے اور حدیث مین قیامت کے آثار
مین سے یہ بھی آیا ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلون پر لعنت کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ تو کھلے خزانے ایسا کرتا ہی اور جو کوئی لعنت نکرے
بلکہ طعن کرے وہ بھی انھین کے قریب قریب ہے۔ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ
دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ ملعون کردیے گئے بنی اسرائیل مین سے کفر کرنیوالے بزبان داؤد و عیسیٰ بن مریم ف چنانچہ
شہر ایلہ والون نے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی نصیحت اور حکم خداے تعالیٰ سے نافرمانی کی تو انکی بددعا سے بندر ہو گئے اور یہ قصہ آگے
انشاء اللہ تعالیٰ مفصل آویگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچہزار آدمیون نے آسمان سے خوان نعمت پکا پکایا اُترنے کی درخواست
کی تھی اسمین رکھ چھوڑنا منع تھا آخر کار جمع کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے سور ہو گئے تھے چنانچہ یہ قصہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ
آویگا۔ ذَٰلِكَ۔ اللعن۔ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ۔ یہ لعنت کرنا بسبب انکی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنے کے تھا
ف اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعضی نافرمانی و تجاوز قلب سے کافر ہو جاتا ہے چنانچہ ان لوگون کو دیکھو کہ کیونکر ملعون ہو گئے حالانکہ
زبان سے ظاہر مین نبوت و رسالت کا انکار نہین کرتے تھے چنانچہ مفصل قصہ سے ہی ظاہر ہوگا اور فرمایا کہ۔ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ
عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ۔ ان لوگون کی حالت یہ تھی کہ آپسمین ایسے فعل کرنے سے جو ممنوع ہے نہین روکتے تھے ف یعنے اس
حیثیت سے بسر کرتے کہ بعض کو بعض منع نہین کرتا تھا کہ جس فعل منکر خلاف شرع کو تمنے کیا ہے دوبارہ اسکو مت کرنا اور فعلوہ کی ضمیر
ان سبکی طرف راجع کردی گئی حالانکہ اس فعل منکر کا کرنیوالا انمین سے بعض ہی تھے سب نہ تھے تو بعض نے لکھا کہ اسوجہ سے کہ اس فعل کا
ترک جبکہ انھین مین سے تھا تو فعل کو مجازاً اسکیطرف نسبت کردیا اور مترجم کہتا ہے کہ اسمین اشارہ ہے کہ ایک قوم مین سے جب بعض نے کوئی
خلاف شرع فعل کیا اور دوسرے اُسکو منع کرسکتے ہین لیکن انھون نے منع نہ کیا تو وہ بھی گویا اس فعل کے مرتکب ہوے حتی کہ جو عذاب آوے گا
وہ ان سب پر نازل ہوگا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ فعلہم ہذا۔ انکا یہ فعل بہت برا تھا جسکے مرتکب تھے ف
یعنے فعل منکر سے آپسمین ایک دوسرے کو منع نہ کرنا بہت بری بدفعلی تھی۔ مدارک مین کہا کہ اسمین دلیل ہے کہ فعل منکر سے منع کرنا شرع مین
بہت ضروری کام ہے پس افسوس مسلمانونکے حال پر کہ انھون نے اس سے منہ موڑ لیا اور توجہ چھوڑ دی ہے انتہیٰ کلامہ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل کے لوگ گناہون مین مبتلا ہو گئے تو انکے عالمون نے انکو منع کیا مگر وہ لوگ باز نہ آئے

Marfat.com

پس علما بھی انکی مجلسون مین بیٹھنے لگے اور راوی نے کہا ہی کہ شاید یہ کہا کہ انکے بازارون مین بیٹھنے لگے اور انکے ساتھ کھانے پینے لگے پس اللہ تعالے نے انکے آپس مین نفاق ڈالدیا اور حضرت داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان پر انکو ملعون کیا اور یہ ملعون کرنا بسبب انکی نافرمانیون اور حد سے تجاوز کرنیکے تھا راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلعم تکیہ دیے ہوے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ تمپر بھی انکار ہوگا جبتک کہ لوگون کو حق پر آمادہ نہ کروگے (رواہ احمد) اور دوسری روایت مین ابن مسعودؓ سے مرفوع یون ہی کہ پہلی خرابی جو بنی اسرائیل پر چلی وہ یہ تھی کہ ایک آدمی دوسرے سے ملتا اور کہتا کہ ای شخص تم اللہ تعالے سے تقوی اختیار کرو اور چھوڑدے یہ فعل جو تو کرتا ہی کیونکہ یہ حلال نہین ہی پھر دوسرے روز اسکو ملتا تو اسکو اسی حال پر ناجائز فعل کا مرتکب پاتا پس اسکو اس ہوس پر منع نکرتا کہ یہ ناتا نہین ہی اب مین منع نکرون تاکہ اسکے کھانے پینے مین ہم جلیس ہون پھر جب بنی اسرائیل نے کیا تو اللہ تعالے نے انکے دلون مین پھوٹ ڈالدی پھر پڑھی یہ آیت لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل سے تا قولہ فاسقون پھر فرمایا کہ ہرگز نہین پس قسم ہی اللہ تعالے کی کہ تم لوگ حکم کروگے معروف شرعی کا اور ضرور منع کروگے بُری باتون سے اور ضرور ظالم کا ہاتھ روکوگے اور انکو حق ہی پر مقصود رکھوگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمھارے قلوب مین بھی نفاق ڈالدیگا پھر شاید تمکو بھی ملعون کرے جیسے بنی اسرائیل کو ملعون کردیا (رواہ ابو داؤد والترمذی وحسنہ وابن ماجہ) حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ ضرور تم امر معروف کا حکم کروگے اور ممنوع سے منع کروگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمپر اپنے پاس سے عذاب بھیجے پھر تم اس سے دعا کروگے اور تمھاری دعا مقبول نہوگی (رواہ احمد والترمذی) صحیحین مین ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت ہی کہ جو کوئی تم مین سے ممنوع بات دیکھے یعنے کسی شخص سے ایسی بدفعلی دیکھے جو شرع مین ممنوع ہی تو اسکو ہاتھ سے مٹادے اور اگر نہ کرسکے تو زبان سے اور اگر نہ کرسکے تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے ضعیف ایمان ہی عدی بن عمیرہ سے مرفوع روایت ہی کہ خاص خاص لوگون کی بداعمالی سے اللہ تعالے سب کے سب کو عذاب نہین کرتا ہی تاوقتیکہ یہ نہو کہ وہ اپنے روبرو بداعمالیان کرتے دیکھین اور باوجودیکہ اسکو روک سکتے ہین مگر اسکو انکار نہ کرین اور نہ مٹاوین پھر جب ایسا کیا تو اللہ تعالے خاص وعام سب کو عذاب مین مبتلا کرتا ہی (رواہ احمد) برے فعل پر جو راضی ہوا وہ گویا وہان موجود تھا اور جسنے برا جانا یا انکار کیا تو وہ اگرچہ وہان موجود ہو تب بھی ایسا ہی جیسے وہان نہ تھا یہ روایت ابو داؤد سے ثابت ہی اور حذیفہؓ سے مرفوع روایت ہی کہ مسلمان کو نہ چاہیے کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے عرض کیا گیا کہ ذلیل کیونکر کرے فرمایا کہ ایسی بلا کے ساتھ تعرض کرے جسکی اسکو طاقت نہین ہی (رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا گیا کہ یارسول اللہ امر معروف ونہی از منکر کب چھوڑی جائیگی تو فرمایا کہ جب تم مین وہ باتین ظاہر ہون جو اگلی امتون مین ظاہر ہوئی تھین ہم لوگون نے عرض کیا کہ اگلون مین کیا ظاہر ہوئی تھین فرمایا کہ بادشاہت وسرداری تمھاری کمینون مین اور زناکاری وبدکاری بڑے بڑون مین اور علم فاسقون مین ہو تب یہ کام جائیگا (رواہ ابن ماجہ) اور روایات اس باب مین بہت ہین اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ بنو اسرائیل نے تینتالیس انبیا علیہم السلام دن چڑھتے قتل کیے پھر ایک سو بارہ آدمی انکے عابدون مین سے کھڑے ہوے اور انکو امر معروف کیا اور منکر باتون سے منع کیا پس آخر اسی دن مین ان سب کو بھی قتل کرڈالا پس وہی مراد ہین قولہ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل الآیات مین۔ تَرٰی كَثِيْرًا مِّنْهُمْ۔ تو دیکھتا ہی ای محمد صلعم بہتیرون کو انہین سے ف۔ یعنے یہودیون مین سے مانند کعب بن الاشرف وغیرہ کے اور مجاہدؒ سے مروی ہی مراد اس سے منافقین یہود ہین کہ انکو تو رسالت کی نظر سے دیکھتا ہی کہ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ دوست ولی بناتے ہین کافرونکو یعنے مکہ کے مشرکون کو تیرے ساتھ بغض نکالنے کے واسطے اپنا ولی دوست بناتے ہین۔ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

Marfat.com

البتہ بہت بُری ہی وہ چیز جو انھون نے اپنی ذات کے واسطے پہونچا رکھی ہی یعنے بُرے اعمال انھون نے اپنی آخرت کیلیے پہونچا رکھے ہین جو
انکے واسطے یہ واجب کر دینے والے ہین کہ غضب کرے اللہ تعالے ان لوگون پر ف بعض نے کہا کہ قولہ ان سخط اللہ علیہم ۔ بتاویل ان
مصدر یہ کے مخصوص بالذم ہی اور معنے یہ ہین کہ انھون نے اپنے جو بد اعمال اپنے لیے بھیج رکھے ہین انپر اللہ تعالے کا غضب ہی وَفِي الْعَذَابِ
هُمْ خَٰلِدُونَ ۔ اور عذاب ہی مین یہ لوگ ہمیشہ رہینگے ف حاصل کلام یہ کہ ان لوگون نے اللہ تعالے و اُسکے رسول سے دلمین
دشمنی کی اور اُسکے مقابلہ مین بت پرست کافرون کو دوست رکھا تو ان لوگون کو کتاب اسمانی سے کچھ علاقہ نہین ہی حالانکہ اہل کتاب
ہر حال مین مشرکون سے اپنے ہمجنس یعنے دوسرے اہل کتاب کو پسند کرتے ہین یہین سے فقہا نے کہا ہی کہ جو کتابی ہی یعنے کسی سماوی کتاب کا اعتقاد رکھتا ہی
اگرچہ اسپر ٹھیک نہ قائم ہو تاہم وہ بہ نسبت مجوسی کے بہتر ہی جو آگ پوجنے والا یعنے کسی دین آسمانی کا قائل نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ پھر اس زمانہ کے سلمانون سے تعجب
ہی کہ آپسمین ایک دوسرے کو وہابی و بدعتی قرار دیکر ایک دوسرے کو دشمن رکھتے ہین انکو واسطے دین و دنیا مین یہی بہتر ہی کہ اللہ تعالے کی توحید پر و آنحضرت
خاتم المرسلین صلعم کی رسالت پر سچا ایمان رکھین اور شرک و بے ایمانی کی باتون سے پرہیز کرین و سنت نبوی صلعم پر قائم رہین اور اگلے علماء صالحین کے
واسطے رحمت کی دعا کرین اور علم حاصل کرین اور دنیا مین شفقت اُٹھانیکی عادت ڈالین اور فاسقون سے پرہیز کرین اور آپسمین ایک دوسرے کو امر معروف
و نہی از منکر سے نصیحت کرین اور تکبر و غرور سے اور دنیا کی محبت سے دل اُٹھاوین اور موت کو غنیمت جانین و السلام ۔ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ ۔ اور اگر یہ لوگ اپنے دلونمین یقین اُتار لیتے اللہ تعالے کا اور پیغمبر کا اور جو وحی
پیغمبر پر نازل کیگئی ہی ف تو کافرون و مشرکون سے کیون محبت کرتے ولیکن یہ لوگ منافق ہین یہی مجاہدؒ کی تفسیر ہی بعض نے کہا
کہ نبی سے مراد وہ نبی جسکو اہل کتاب مانتے ہین اور ما انزل الیہ سے جو کتاب اسپر نازل ہوئی ہی کیونکہ اسمین مشرکون و مجوس وغیرہ سے
موالات کی ممانعت اور محمد صلعم پر ایمان لانیکی ہدایت ہی اور بعض نے کہا کہ نبی سے محمد صلعم و ما انزل الیہ سے قرآن مراد ہی اور یہی مفسر نے
اختیار کیا ہی پس معنے یہ ہوے کہ اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہوتے اللہ تعالے پر اور محمد صلعم پر اور قرآن پر جو اسکی طرف نازل کیا گیا ہی تو
مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۔ نہ بنالیتے کافرون کو اپنا ولی ولیکن
بہتیرے انمین سے فاسق ہین یعنے ایمان سے خارج ہین ف پس بسبب کافر ہونے کے دونون یکسان ہونے مین باہم موالات
کرتے ہین ۔ اور بر تقدیر اول یہ معنے ہین کہ اگر یہودی ایمان رکھتے اللہ تعالے و موسی علیہ السلام و توریت پر تو کفار مکہ سے
موالات نہ کرتے جیسے مسلمان لوگ یہ نہین کرتے ہین ولیکن یہود مین سے بہتیرے دین سے خارج ہین پس انکا کوئی دین نہین ہی ۔
ف قال فی العرائس قولہ تری کثیرا منہم الی آخر الآیۃ ۔ اسمین اللہ تعالے نے ظاہر کر دیا ہی کہ کفر مین ایک جنس کے کافر
دوسری جنس کے کافرون کی طرف مائل ہین اور ایمان والے آپسمین ایک دل ہین اور یہ حکمت ازل کا مقتضا ہی کہ موالات
کفار مین بغض ظاہر ہو اور محبت و موالات اولیا مین محبت کا ظہور ہو لہذا کفار آپسمین ایک دوسرے سے دنیا و کفر کے معاملات
مین رازداری کرتے ہین مگر بسبب بغض الٰہی کے ہرگز متفق نہین ہین بخلاف مومنون کے کہ باہم ایکدل ہو جاتے ہین پھر ظاہر فرمایا
کہ کافرونکی موالات سے انپر اللہ تعالے کا دائمی غضب اُترتا ہی اور ہمیشہ اُسکے عذاب مین ملتی رہتے ہین

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ ع

تو پاویگا سب لوگون سے زیادہ عداوت مین مسلمانونکے ساتھ یہود کو اور شرک کرنے والون کو

وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ ذَٰلِكَ

[illegible]

بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

[illegible]

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا

[illegible]

وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ [illegible] ذَٰلِكَ

بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

[illegible]

اور رہبان جمع راہب بمعنے نصرانی گوشہ نشین ہوتے ہین اور انکو غرور نہین ہوتا ہی اور مجاہدؒ سے روایت ہی کہ یہ نصاری وہ ہین جو ملک حبش سے آئے تھے اور عطاؒ نے کہا کہ قرآن مین جہان نصرانیون کو بھلائی سے ذکر کیا گیا وہ نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھی ہین اور ظاہر یہ ہی کہ جو امور خیریت کے ایمان کے تعلقات سے ہین تو وہ ایسے ہی نصاری کے حق مین ہین اور جو امور اسپر موقوف نہین بلکہ عموماً ہو سکتے ہین انہین تخصیص نہین جیسے یہان ہی چنانچہ اکثر فرقۂ نصاری کے مسلمانونسے وہ عداوت نہین رکھتے جو یہودیونکو تھی اگرچہ مودت بھی پوری نہین رکھتے تو کلام مجید مین فقط اسیقدر ہی کہ یہودیون سے برخلاف نصرانیون کو مسلمانون سے زیادہ مودت ہے ف قال فی العرائس قولہ ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا ۔ واضح ہو کہ یہودی تو اللہ تعالے کے سخت غضب کے مستحق ہو گئے اور انکی حرکتین نہایت ظلم و بیرحمی تک پہونچ گئین اور بالکل حواس ہی کے پابند ہو گئے چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کی حیات شریعت مین پہلے تو گوسالہ حیوان پوجنے کی الفت سے اپنے آپکو خوار کیا پھر حیوان سے گر کر موسی علیہ السلام سے مورت مانگی کہ ایک مورت ہمارا خدا بنا دو پس یہ لوگ ہر ایسے شخص کے دشمن ہو گئے جسکو حضرت قدیم عزوجل سے ربط ہو اور مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ اس نسبت مین کامل تھے لہذا انسے ان یہودیون کو بدرجۂ کمال عداوت ہو گئی پھر رہے نصاری تو یہ لوگ دو جہت والے ہوے ایک تو بیٹا بنایا تو سخت ضلالت کے مستحق ہوے اور دوسری جانب محبت و عدم غرور دنیا سے بے رغبتی وغیرہ پس انکی ہمت بلند تھی کہ الہیت کی طلب مین دوڑے لیکن عیسی علیہ السلام پر یہ گمان دوڑایا اور بھٹکے اسوجہ سے کہ عیسی علیہ السلام مجمع آیات الہی تھے چونکہ الوہیت و توحید مین انکو قلیل ادراک تھا اس سبب سے حضرت عیسی علیہ السلام سے ظہور صفات کے وقت دھوکے مین پڑ گئے لیکن اتنی استعداد انہین تھی کہ آیت سے ظہور کو قبول کیا اس سبب سے اسلام قبول کرنے مین بہ نسبت یہود کے زیادہ قریب ہوے اور اسلام محض توحید الہی عزوجل ہی اور رہبان جن قسیس و رہبان کی تعریف فرمائی ہی یہ وہ لوگ ہین جو حق عزوجل کی طلب مین بسبب راہ گم کرنے کے نصرانیت مین پڑے تھے پھر جب انکو امر حق لائح و واضح ہوا تو غیر حق سے نکلکر حق کیطرف رجوع لائے اور مسلمان ہو گئے اور حالت نصرانیت مین بھی طلب الہی مین سچے تھے پس رحمت نے انکو گڑھی ہوئی باتون سے نکال لیا اور شکوک انکے دل مین نہین چھوڑے اور راہ شک سے راہ یقین پر بلایا پھر انکا وصف بیان کیا بقولہ وانہم لا یستکبرون یعنے برہان حق روشن ہونے کے وقت انکو خضوع ہوا کہ راہ تمرد جو شیطان کی راہ ہی فوراً ترک کر دی

ذیل و بیان ولایت

ولایت در اصل بمعنے قربت ہی اور ولی کو قربت رب تبارک سے ولی کہتے ہین اور یہ قرب جسمانی نہین ہی بقولہ تعالے نحن اقرب الیہ من حبل الورید شہرگ گردن سے زیادہ قرب الہی تعالے صریح بتلاتا ہی کہ یہ صفت جسمانیت نہین ہی اور وہ حق تعالے کی طرف سے عامہ مومنین کو حاصل ہی بقولہ تعالے ۔ اللہ ولی الذین آمنوا ۔ مومن بندونکا اللہ تعالے ولی ہی ۔ اور فرمایا وہو یتولی الصالحین ۔ وہ نیکوکارونکا متولی ہی اصل اسمین محبت ہی اور وہ بھی جانبین سے ثابت ہی بقولہ تعالے الذین آمنوا اشد حبا للہ ۔ جو ایمان لائے انکو اللہ تعالے سے بہت سخت محبت ہی و بقولہ تعالے یحبہم ویحبونہ ۔ اللہ تعالے ان بندونکو محبوب رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہین علماءؒ نے اجماع کیا کہ اللہ تعالی کی جناب مین محبوب کا لفظ بولنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ عوام مین یہ لفظ معشوق کے معنے مین معروف ہو گیا ہی اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بولنا نہین جائز ہی جب محبت لازمۂ ولایت ٹھہری تو جس کسی سے محبت ہو اسکو اپنا ولی بنانا ثابت ہو گا کیونکہ ولایت مین

Marfat.com

محبت اصل ہے اور محبت سے عکس اتحادی پیدا ہوتا ہے اور محبت میں دو صورتیں ہوتی ہیں اول یہ کہ دونوں طرف سے حبیب و محب ہو اور ولایت ایمانی میں بندۂ صالح کو جناب حدیث جل شانہ میں یہی معنے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ اول اللہ تعالے ہی کی طرف سے محبت ہوتی ہے اور یہ قسم **ولی مراد** ہے اور کبھی تحریک سلسلۂ صحبت ہوتی ہے تو یہ **ولی مرید** ہے پس اگر کفر و شرک و بدعت وغیرہ سے محبت ہو تو آخری نتیجہ یہ کہ ایمان سے محروم ہو جاوے۔ خصوص صورت دوم میں وہ یہ ہے ایک طرف سے جانب محبت غالب ہو اور دوسری طرف سے محبوبیت غالب ہو تو جو رنگ محبوب ہے وہی رنگ محب ہو جائیگا۔ اسیواسطے اگر مخلوقات میں سے کوئی محبوب ہو تو محب دائرۂ امکان سے خارج نہو گا تو کبھی واصل نہو گا ہاں اگر محبت عقلی ہو مثلاً کسی ولی سے محبت ہے کہ اُسنے راہ حق میں کس طرح جان فدا فرمائی تو خود بھی اسیطرح جان فدا کرے پس واصل ہوگا اور یہ درحقیقت اول سے محبت حق ہے **شیخ جوزجانی** نے فرمایا کہ ولی وہ کہ اپنے حال نفس سے فانی ہو کر دیدار آیات حق میں باقی ہے اسکو اپنی حالت بیان کرنا یا غیر کی طرف التفات کرنا غیر ممکن ہے **ابراہیم ادہم** نے فرمایا کہ اگر تجھے یہ مطلوب ہے تو دنیا و آخرت سے منہ موڑ کر اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہو **امام قشیری** نے فرمایا کہ ولی وہ ہے کہ اللہ تعالے اسکو اُسکے جی کے اختیار میں نہیں چھوڑتا بلکہ خود متولی ہو جاتا ہے ولیکن اسکے واسطے لازم ہے کہ بندہ اسکے احکام عبادت کا متولی ہو لہذا جس شخص پر **شرع** کیطرف سے **اعتراض** ہو وہ مغرور فریب میں گرفتار ہے **بایزید** نے فرمایا کہ جو شخص **شرع** کے آداب میں امانت دار نہو وہ اسرار کا امانت دار نہیں ہو سکتا **شعرانی** رحمہ نے طبقات کبریٰ میں لکھا کہ اس قوم صوفیہ کا طریقہ قرآن و حدیث و اجماع سلف پر مضبوط ہے یہ صریح امام **جنید** کا قول ہے اور مشائخ بالاجماع متفق ہیں کہ وہی راہ حق میں چلنے والا ہے جو علم شریعت میں ماہر ہو و متبع ظاہر **امام شاذلی** رحمہ نے تنبیہ کی کہ خبردار ایسے لوگوں سے بے علم مرید بنکر مت لیجیو جنکو خود اس قوم کی راہ نہیں معلوم ہے انتہی اس ذیل سے تجھے معلوم ہوگا کہ اہل کفر و شرک و بدعت و اہل دنیا و خلاف شرع کی ولایت و محبت میں کسقدر عظیم ضرر ہے اور رب عز و جل نے اپنے بندوں کو اعلیٰ ہدایت سے سرفراز فرما کر آیات کثیرہ میں موالات کفار سے منع فرمایا اور **حدیث** میں ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرے اسی کے ساتھ ہو گا یہ اہل ایمان کے واسطے محبت ابرار سے بڑی نعمت و امید کا مقام ہے۔ اللہم اجعلنا من یحب نبیک صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

تَمَّ الجزء السَّادس بِحمد الله تعالى وَتوفيقه وَيتلوه السَّابع من قوله تعالى

وَإِذَا سَمِعُوا الآية - وَالحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العٰلَمِين ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذا كِتٰبُنَا يَنطِقُ عَلَيكُم بِالحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اُردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ٦

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com